تم سے لگن لگی از شگفتہ کنول

WWW.NOVELSCLUBB.COM

WWW.NOVELSCLUBB.COM

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تم سے لگن لگی

از

شگفتہ کنول

www.novelsclubb.com

رات قطرہ در قطرہ بیت رہی تھی اور وہ خاموشی کا لبادہ اوڑھے کھڑکی میں کھڑی آسمان پر آب وتاب سے چمکتے چاند کو دیکھتی اپنے گزرے ماہ وسال کا حساب لگا رہی تھی کہ کیسے قسمت نے پلٹا کھایا اور وہ اس کے بھنور میں پھنس کر دور نکلتی چلی گئی ۔ گزشتہ پانچ سالوں میں وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی تھی۔ وقت اور عمر سے پہلے پڑی ذمہ داریوں نے اسے سنجیدہ اور خشک مزاج بنا کر رکھ دیا تھا۔ اب تک تو پھر بھی ٹھیک تھا مگر ابھی جو وہ سن کر آرہی تھی اس نے ایک بار پھر اسے شدت سے اپنے یتیم ہونے کا احساس دلایا۔ پیاس لگنے کے باعث وہ اپنے کمرے سے نکل کر کچن کی جانب جا رہی تھی کہ اس کا گزر آغا جان کے کمرے کے سامنے سے ہوا اور اتفاقاً اس کے کانوں میں آغا جان کی آواز سنائی دی جو بے پر گرج برس رہے تھے کہ ان کی اس ڈھیل کی وجہ سے ہی نوبت یہاں تک پہنچی ہے۔ ان کی بات سن کر وہ ٹھٹھک کر رکی تھی۔ ابھی وہ ان کی کہی بات پوری طرح سے سمجھ بھی نہ پائی تھی

کہ اسے بے بے کی مدھم اور دھیمی سی آواز سنائی دی جو جواب میں انہیں کہہ رہی تھیں کہ وہ اظہار سے بات کریں گی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟ یہ سب وہ اپنی طرف سے کہہ رہا ہے؟ عقل سے پیدل عورت! تُو نے شاید ٹھیک سے سنا نہیں اس نے کہا کہ بچے نہیں مان رہے ہیں جس کا سیدھا اور صاف مطلب تھا کہ تمہاری بہو نہیں مان رہی ورنہ بچوں کی ابھی سے اتنی ہمت نہیں کہ ماں باپ کی بات ٹال سکیں۔ اری ناسمجھ! وہ بیوی کی زبان بول رہا تھا۔" انہوں نے گویا ان کی عقل پر ماتم کیا

"ایک بار انہیں یہاں آنے تو دیں پھر بات کر لیں گے ناں۔" بے بے نے دھیمے لہجے میں انہیں ٹالنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"ہنہ! تجھے کیا لگتا ہے کہ تُو کہے گی اور وہ آجائیں گے۔۔۔"اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اس کا پیر وہاں رکھے گملے سے ٹکرایا اور آہٹ کی آواز پر آغا جان فوراً خاموش ہوئے۔

"کون ہے باہر؟"آغا جان کے پوچھنے پر وہ جلدی سے وہاں سے ہٹی اور تقریباً بھاگتی ہوئی سیڑھیوں کی دوسری طرف جا کھڑی ہوئی۔آغا جان نے باہر نکل کر دیکھا مگر کسی کو نہ پا کر واپس اپنے کمرے میں چلے گئے۔ان کے اندر جاتے ہی وہ بھی کچن میں جانے کا ارادہ ترک کرتی تیزی سے اپنے کمرے میں گھسی۔وہ پوری بات تو نہیں سن پائی تھی مگر ان کی مبہم سی باتوں سے اتنا تو اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اس کے تایا بچپن میں ہوئے رشتے سے انکاری ہیں۔اسے اس انکار پر حیرت بھی نہیں ہوئی تھی۔جب وہ چھ سات سال کی تھی تب ہی وہ لوگ برطانیہ چلے گئے تھے اور اب وہ چھبیس سال کی تھی۔جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا ان میں سے کوئی بھی پلٹ کر نہیں آیا تھا۔پانچ سال پہلے جب اس کی ماں، بھائی اور بھابھی کا ایک حادثے میں

انتقال ہوا تھا تب بھی اظہار تایا تیسرے دن آئے تھے اور دو دن رہ کر واپس چلے گئے کہ ان کی مصروفیات بہت ہیں۔اس کی تائی اور کزنز میں سے کسی نے بھی اسے جھوٹے منہ دلاسہ تک نہیں دیا تھا۔اس کے بعد بھی اگر کبھی وہ بھولے سے فون کر لیتے تو تھوڑی دیر کی خیر خیریت معلوم کرنے کے بعد فون بند کر دیتے۔ان کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر وہ اتنا تو سمجھ چکی تھی کہ یہ بیل کبھی منڈھے نہیں چڑھ سکے گی اور ویسے بھی جن کو باہر کی ہوا لگ جائے پھر ان کو گھر کہاں یاد رہتا ہے۔

"پھپھو!آپ سوئی نہیں؟"چھ سالہ حریم کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی تو وہ بستر پر بیٹھی آنکھیں مل رہی تھی۔

"سونے لگی ہوں۔تم کیوں اٹھ گئیں؟کچھ چاہیئے؟"

"نہیں میری آنکھ کھلی تو آپ کو نہ پا کر پریشان ہو گئی تھی۔سو جائیں یہ اوور تھنکنگ پھر کر لیجیئے گا۔"حریم نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی میں اوور تھنکنگ کرتی ہوں؟" وہ اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی اس کے پاس بیڈ پر آئی۔

"اتنی رات کو جاگ کر گہری سوچوں میں گم ہیں تو یہ اوور تھنکنگ ہی ہوئی ناں ورنہ تھنکنگ کے لئے تو سارا دن پڑا ہے۔"

"اچھا میری ماں ٹھیک ہے۔ یہ لو۔" وہ اپنی چپل اتار کر اس کے پاس لیٹی اور چادر اوڑھ کر سائیڈ لیمپ بھی آف کر دیا۔

"لویُو پھپھو۔" حریم لاڈ سے کہتی اس کا گال چوم کر اس کے بازو پر سر رکھتے ہوئے آنکھ موند گئی۔

"لویُو ٹُو پھپھو کی جان۔" اس نے اس کے پیشانی پر لب رکھتے ہوئے کہا اور آنکھیں موند گئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں نیند کی گہری وادیوں میں اتر چکی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ نے آغا جان سے بات کر لی ہے؟" الفت بیگم نے لاونج میں صوفے پر پشت ٹکائے کسی گہری سوچ میں غرق اظہار صاحب سے پوچھا۔انہوں نے افسوس و تاسف سے ایک نظر انہیں دیکھا اور دوبارہ سے نظریں پھیر گئے۔

"یوں نظریں مت پھیریں، میری بات کا جواب دیں۔آپ نے آغا جان سے بات کی ہے یا نہیں؟" انہوں نے جواب نہ پا کر اپنی بات دہرائی۔

"غلط کر رہی ہو تم الفت۔بہت غلط کر رہی ہو۔ابھی بھی وقت ہے۔اپنی ضد سے پیچھے ہٹ جاؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گی۔"

"میں جو کر رہی ہوں۔اپنے بیٹے کے مستقبل کے لیے کر رہی ہوں۔ہم نے اتنے سال اس لیے پردیس میں نہیں گزارے کہ ہمارا بیٹا بڑا ہو کر ایک مڈل کلاس پینڈو لڑکی سے شادی کرے گا۔ہمارا ایک سٹینڈرڈ ہے اور میں اپنی ہی سوسائٹی سے بہو لاؤں گی جو کہ میرے بیٹے کا پرفیکٹ میچ ہو گی۔اب آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے

جواب دے دیا ہے نا اور اگر نہیں دیا تو دے دیں ورنہ میں کسی صورت پاکستان نہیں جاؤں گی۔" انہوں نے حتمی لہجے میں کہا۔

"وہ ان پڑھ نہیں ہے پروفیشنل ڈگری ہولڈر ہے۔ میں مل چکا ہوں اچھی خاصی میچور اور ویل مینرڈ لڑکی ہے۔" اظہار صاحب نے اپنی طرف سے ان کا دل صاف کرنا چاہا۔

"واٹ ایور۔ مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور میں جانتی ہوں کہ میرے بیٹے کو بھی نہیں ہو گی، سو اس بات کو ختم کریں۔ میں تب تک پاکستان نہیں جاؤں گی جب تک یہ معاملہ ختم نہیں ہو جاتا۔"

"تمہیں اتنی جلدی کیوں ہے؟ ہم جا تو رہے ہیں۔ وہاں بیٹھ کر اس مسئلے کا حل نکال لیں گے اور تم بھی اس بچی سے مل لینا۔ ہو سکتا ہے تم اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو جاؤ۔" اظہار صاحب نے ایک آخری سی کوشش کرنی چاہی۔

"میں نے جو کہہ دیا اسے فائنل سمجھیں۔آپ آغا جان سے حتمی بات کریں اور ڈائیورس کے پیپر بنوا کر بھجوائیں۔"الفت بیگم نے نخوت سے کہا تو وہ دھک سے رہ گئے۔

"آپ آخر کیوں سب کچھ برباد کرنے پر تلی ہوئی ہیں؟ایک بار غازی سے تو پوچھ لیں کہ وہ کیا چاہتا ہے۔"ان کی سنگدلی پر وہ چیخ کر رہ گئے۔

"وہ وہی کرے گا جو میں چاہوں گی اور اب میں کوئی بحث نہیں کرنا چاہتی۔اگر وہ ہماری بات ماننے کو تیار ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں انہیں ساری عمر اپنے بچوں کی شکل نہیں دکھاؤں گی۔"وہ دوٹوک انداز میں کہتیں وہاں سے اٹھ گئیں اور وہ ایک بار پھر سے سوچ میں ڈوب گئے۔جتنی آسانی سے وہ بات ختم کر کے اٹھ گئی تھیں۔ اتنی آسانی سے وہ آگے یہ بات نہیں کر سکتے تھے۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو انہوں نے آغا جان سے بات کرتے ہوئے دبے دبے لفظوں میں انکار کرنا چاہا تھا جس کے نتیجے میں وہ بھڑک اٹھے تھے۔ابھی تک وہ محض اسے اپنی بیگم کا خیال سمجھ رہے

تھے اور اگر جوان کا بیٹا بھی ماں کا ہم خیال نکلا، اس سے آگے وہ سوچ ہی نہ سکے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کی آنکھ ملازمہ کے دستک دینے سے کھلی۔اس نے موبائل اٹھا کر ٹائم دیکھا تو ساڑھے چھ ہو رہے تھے۔وہیں لیٹے لیٹے ہی ملازمہ کو اپنے اٹھنے سے آگاہ کر کے اس نے حریم کو دیکھا جو تقریباً اس کے اوپر ہی آڑی ترچھی سو رہی تھی۔اپنی گردن پر رکھا اس کا ہاتھ اٹھا کر لبوں سے لگاتے ہوئے وہ بے ساختہ مسکرائی۔

"حریم بیٹا اٹھو۔"اس نے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے محبت سے کہا۔

"مجھے سونے دیں۔رات کو بھی آپ نے جگا دیا تھا۔"اس نے برا سا منہ بنا کر کہتے ہوئے کروٹ بدلی۔

"میں نے کب اٹھایا؟"اس کا حیرت سے منہ کھلا۔

"جب بھوتوں کی طرح جاگیں گی تو میری نیند تو ڈسٹرب ہو گی ناں۔" اس نے آنکھیں بند کیے ہوئے ہی جواب دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ حریم کو جواب دیتی ملازمہ نے ایک بار پھر دروازہ بجایا۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو ایک ادھیڑ عمر ملازمہ کھڑی تھیں۔

"روشی بیٹی! آپ کو بڑی بی بی بلا رہی ہیں۔"

"ان سے کہو ہم بس بیس منٹ میں آ رہے ہیں۔ وہ ناشتہ شروع کریں۔" انہیں کہہ کر وہ واپس مڑی تب تک حریم اٹھ کر واش روم میں جا چکی تھی۔ برش کر کے اور ہاتھ منہ دھو کر وہ باہر آئی۔ تب تک روشی اس کا یونیفارم اور بیگ وغیرہ نکال چکی تھی۔ اس کو چینج کرنے کا کہہ کر وہ خود اپنے کپڑے لے کر واش روم میں گھسی۔ جلدی سے چینج کر کے نکلی تو حریم چینج کر چکی تھی اور اسکول شوز پہن رہی تھی۔ روشی نے جلدی سے اس کے بالوں میں برش کر کے نیچے ناشتے کے لیے بھیجا اور اپنی تیاری کرنے لگی۔

"اظہار کا فون آیا تھا۔" ناشتہ کرتے ہوئے آغا جان نے بات چھیڑی۔

"پھر!" ابصار صاحب نے پوچھا۔

"یہ کوئی وقت ہے ان باتوں کا۔ ہم پھر کسی وقت بات کر لیں گے۔ بچوں کو ناشتہ کرنے دیں۔" سربراہی کی کرسی پر بیٹھے آغا جان کے برابر بیٹھی بے بے نے ینگ جنریشن کے سامنے بات کرنے سے گریز کرنا چاہا۔

"جو تمہارا بیٹا اور بہو کرنا چاہ رہے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا زیادہ دیر یہ بات چھپی رہے گی۔ آج نہیں تو کل سب کے سامنے آنی ہی ہے تو پھر آج کیوں نہیں؟" انہوں نے تلخی سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"کیا بات ہے آغا جان؟ کوئی پریشانی ہے کیا؟" ابصار صاحب نے ناشتے سے ہاتھ روک کر پوچھا۔

"جناب نے روشی کے رشتے سے صاف اور دوٹوک انکار کر دیا ہے۔" آغا جان نے کہا تو جہاں ایک لمحے کے لیے باقی سب کے ہاتھ تھمے وہیں حریم کے بھی کان کھڑے ہوئے۔اس کی پھپھو کی بات ہو رہی تھی تو اس کے مطلب کی تھی سو وہ ناشتہ چھوڑ کر انہیں کو دیکھنے لگی۔

"کیوں؟" فردوس چچی نے حیرت سے پوچھا۔

"کہتا ہے بچے نہیں مانتے اور وہ بچوں پر زبردستی نہیں کرنا چاہتا۔" انہوں نے استہزایہ کہا۔

"پتر تُو کیوں ایسے بیٹھی ہے؟ چل جلدی سے ناشتہ کر۔" حریم کو بغور ان کی باتیں سنتے دیکھ کر بے بے نے اسے ٹوکا۔وہ جانتی تھیں کہ وہ روشی کا مکمل خبر رساں ادارہ ہے۔وہ ایک نظر انہیں دیکھ کر دوبارہ سے آغا جان کی جانب متوجہ ہوئی البتہ بوا کو ہاتھ کے اشارے سے دوبارہ سے پراٹھا کھلانے کا اشارہ کر چکی تھی۔

"دونوں پھپھو بھتیجی اور ان کے انداز۔" وہ سر جھٹک کر رہ گئیں۔

"تو ان کو بچوں سے بات کرنی چاہیئے تھی نہ کہ آپ سے بات کرتے۔ بچپن سے طے کردہ رشتے یوں تو نہیں ٹوٹ جایا کرتے اور پھر ان کا تو نکاح ہوا ہے۔"

"سب جھوٹ ہے۔ بکواس کر رہا ہے۔ بیوی کی پڑھائی پٹی پڑھ رہا تھا۔ باپ کو بے وقوف بنانے چلا ہے جیسے میں جانتا نہیں ہوں۔"

"اچھا ہم پھر بات کریں گے۔" فردوس چچی نے اسے سیڑھیاں اترتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔ ان کا اشارہ سمجھتے ہوئے وہ سب خاموش ہو گئے مگر بے بے جانتی تھیں کہ اب کوئی فائدہ نہیں۔ وہ ننھا ٹیپ ریکارڈر اپنے پیٹ میں سب ریکارڈ کر چکا تھا اور کچھ ہی دیر میں اسکول جاتے ہوئے راستے میں ایک سانس میں پوری تفصیل بتا کر ہی دم لے گا۔

"ایوری تھنگ از اوکے۔"اس نے ہاتھ سے ملازمہ کو ہاتھ سے ناشتہ لانے کا اشارہ کرتے ہوئے فردوس چچی سے پوچھا۔ حریم نے بہت سی عادتیں اسی سے ہی چرائی تھیں۔اس کی طرح چلنا، بولنا،اوڑھنا پہننا۔وہ مکمل طور پر اس کو کاپی کرنے کی کوشش کرتی تھی

"ہاں بیٹا سب ٹھیک ہے۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرے آنے سے پہلے آپ لوگ کوئی بات کر رہے تھے اور مجھے دیکھتے ہی خاموش ہو گئے۔سب ٹھیک ہے نا؟"اس نے سب پر نظر دوڑاتے ہوئے آخر میں حریم کو دیکھا جو کافی بے چین دکھائی دے رہی تھی۔

"بس ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے۔تم جلدی کر لو۔حریم کو اسکول سے دیر ہو رہی ہے۔"فردوس چچی نے اس کا دھیان بٹانے کو کہا۔

"ہاں بیٹا جلدی کر لو۔ میں نے کب کا تمہیں بھیجا ہوا ہے اور تم نے ابھی تک ناشتہ بھی نہیں کیا۔" وہ حریم کی جانب متوجہ ہوئی۔

"بس پھپھو ہو گیا۔" اس نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"تارا ہمارے بیگ لے آؤ اور حریم کا سکارف بھی بیڈ پر پڑا ہے۔ وہ بھی لیتی آنا۔" اس نے مڑ کر پیچھے کھڑی ایک ملازمہ سے کہا۔

"جی۔" وہ سر ہلاتی اوپر چلی گئی۔ اس نے جلدی سے ناشتہ ختم کیا اور اٹھ کر کچن میں ہاتھ دھونے چلی گئی۔ تارا نے بیگ لا کر حریم کو تھمایا اور اسے سکارف اوڑھانے لگی۔

"اس نکی بلی کا خیال رکھنا۔ یہ کچھ بتا نہ دے۔ شام تک کچھ حل سوچتے ہیں۔" بے بے نے سعد اور رمشا سے کہا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہوئے رمشا نے سعد کے اشارے پر حریم کو اپنے ساتھ پیچھے ہی بٹھا لیا تھا سو اس کی کھد بد لگاتار زیر حرکت تھی۔ان کو کالج اور حریم کو اسکول چھوڑ کر وہ بوتیک چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنی کلاس سے فارغ ہو کر وہ یونیورسٹی کے قدرے پر سکون گوشے میں آ کر بیٹھا اور موبائل نکال کر نمبر ملانے لگا۔دوسری جانب چوتھی بیل پر ہی فون اٹھا لیا گیا تھا۔ جیسے ہی اسے ہیلو کی آواز سنائی دی وہ پھٹ پڑنے والے انداز میں بولا۔

www.novelsclubb.com

"یہ کون سا ڈرامہ لگایا ہوا ہے؟"

"نہ سلام نہ دعا،نہ حال نہ احوال۔بھائی خیر ہے؟کون سے توے پر بیٹھا ہے؟" دوسری طرف سے شرارت سے بھرپور آواز آئی۔

"جو تم نے اور تمہاری فیملی نے ڈرامہ شروع کیا ہوا ہے۔اس کے بعد حال احوال کی گنجائش بچتی بھی نہیں۔"اس نے بھنا کر کہا۔

"ہوا کیا ہے؟ کچھ بتائے گا؟"

"تجھے نہیں پتہ؟"سعد نے استہزایہ انداز میں پوچھا۔

"یار نہیں پتہ تبھی تو پوچھ رہا ہوں۔"اس نے بے زاری دکھائی

"اوہ رئیلی !تایا جان کو رشتے سے منع کر دیا ہے،ڈائیورس کے پیپر بھجوانے کو تیار ہے اور معصوم یوں بن رہے ہو جیسے کچھ پتہ ہی نہ ہو۔"اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے درشتی سے کہا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس کے سامنے ہوتا تو اس کا سر پھاڑ دیتا۔وہ جو آفس میں بیٹھا مطمئین سا ریوالونگ چیئر گھما رہا تھا دھک سے رہ گیا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔"وہ غراتے ہوئے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا۔

"میں بکواس کر رہا ہوں یا تم ڈبل گیم کھیل رہے ہو۔ایک طرف اس کی پل پل کی خبر رکھے ہوئے ہو اور دوسری طرف یہ کر رہے ہو۔"سعد نے اس سے بھی زیادہ سختی سے کہا۔

"لسن ! کوئی مس انڈر سٹینڈ نگ ہوئی ہے۔ایسا کچھ نہیں ہے۔انگیٹ ہم لوگ تو کچھ دنوں میں پاکستان آنے کا پلان کر رہے ہیں۔"

"مجھے نہیں پتہ تم کون کون سے پلان کر رہے ہو مگر ایک بات یاد رکھنا اگر تمہارے ان پلانز کی بھنک بھی روشی کے کانوں تک پہنچ گئی تو سمجھ لینا کہ کبھی اسے پا نہیں سکو گے۔تم ابھی اسے تھوڑا سا بھی نہیں جان پائے"

"وہ جانتی ہے؟"اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا

"نہیں ابھی تک تو نہیں مگر اس کی بھتیجی جانتی ہے۔ میں بس شام تک ہی بات ٹال سکتا ہوں کیوں کہ اس کے بعد وہ دونوں اکھٹی ہوں گی اور حریم بتا کر ہی دم لے گی۔"

"میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔" وہ فون کاٹ کر کر ٹیبل سے چابی اٹھاتا تیزی سے باہر نکل گیا.

"ہیلو! بات سنو۔" سعد نے اسے پکارا مگر وہ وہاں ہوتا تو جواب دیتا۔ وہ تیزی سے ڈرائیو نگ کرتا ہوا ہو سپیٹل پہنچا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا دوسرے فلور پر موجود اظہار صاحب کے کمرے میں آیا جہاں وہ ایک مریض کو کچھ ہدایات دے رہے تھے۔ وہ خاموشی سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ چہرے پر بے چینی عیاں تھی۔ اظہار صاحب ایک نظر اس کے ستے ہوئے چہرے پر ڈال کر دوبارہ سے مریض کے ساتھ مصروف ہو گئے۔ جیسے وہ اٹھ کر گیا غازان ایک جست میں ان تک پہنچا

"ڈیڈ یہ کیا چل رہا ہے؟"

"کہاں؟" انہوں نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جو میز پر ہاتھ رکھے ان کی طرف جھکا ہوا تھا۔ چہرے پر اڑتی ہوائیوں اور بوکھلاہٹ کے تاثر سے وہ سمجھ نہ پائے کہ بیٹھے بٹھائے اچانک کیا ہوا ہے

"یہاں آپ کے اور مام کے درمیان اور پھر پاکستان میں؟"

"اوہ! تو اس میں اتنی پریشانی کی کیا بات ہے؟ تمہاری اور تمہاری ماں کی مرضی کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔" انہوں نے لاپرواہی سے کہا۔

"آپ!" اس کی آنکھوں میں بے یقینی اتری۔

www.novelsclubb.com

"واٹ؟" انہوں نے ابرو اچکائے۔

"آپ سب جانتے ہوئے بھی یہ کہہ رہے ہیں؟ حد ہو گئی یار۔اس سب میں میری مرضی کہاں سے آگئی؟" طیش سے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ ایک دم سے چیخا۔ اظہار صاحب نے اس کو گھوری سے نوازا۔

"بقول تمہاری ماں کے،اسے روشی کو بہو نہیں بنانا اور اس بات کا بھی انہیں پورا یقین ہے کہ تم بھی وہی کرو گے جو وہ چاہیں گی۔اب جو ماں بیٹا تم کرنے کو کہو گے میں تو وہی کروں گا ناں۔اس کے علاوہ میں اکیلا اور کر بھی کیا سکتا ہوں۔" اس کے رد عمل سے اتنا تو وہ اندازہ لگا ہی چکے تھے کہ ان کا بیٹا اس معاملے میں سنجیدہ ہے سو وہ اطمینان بھرے لہجے میں بولے۔

"ان بلیو ایبل۔" اس نے تاسف سے انہیں دیکھا۔

"بہتر ہو گا کہ جا کر اپنی ماں سے بات کرو۔میں اپنے باپ کی جھڑکیاں سن رہا ہوں لہٰذا تم اپنی ماں کی خود ہی سنو۔میں کوئی فالتو نہیں ہوں کہ جب جس کا جی چاہے گا

باتیں سنادے گا۔میری بھی کوئی عزت ہے۔جسے پہلے تمہاری ماں اور پھر تمہارے داداجان خوب رول رہے ہیں"وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولے۔

"ڈیڈ!"اس کی حیرت تھی کہ بڑھتی ہی جارہی تھی۔وہ جو اس رشتے کے سب سے بڑے حامی تھے وہ یوں لاپرواہی دکھارہے تھے جیسے انہیں کوئی فرق ہی نہ پڑتا ہو ۔اس کی حیرانی بجا تھی

"اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔تمہاری ماں،تمہاری بیوی،تمہارا مسئلہ۔ مجھے کیوں ذلالت مل رہی ہے؟بھئی میں نے تو طے کیا ہے اب نہ آغا جان سے بات کرنی ہے اور نہ ہی تمہاری ماں سے۔اپنا اپنا خود دیکھ لو۔"انہوں نے کوئی فائل اٹھا کر ورق گردانی کرتے ہوئے خود کو مصروف ظاہر کرنا چاہا۔ان کے بدلے اطوار دیکھتے ہوئے غازان تھا کہ حیرت کے سمندر میں غرق ہی ہوتا جارہا تھا۔پچھلے کچھ دنوں سے دونوں طرف سے جو ان کے ساتھ ہو رہا تھا وہ بوکھلا کر رہ گئے تھے۔آغا جان سے بات کرتے تو وہ گرج برس کر ان کا خون خشک کرتے اور جب بیوی کو

سمجھانے کی کوشش کرتے تو وہ آنکھیں دکھاتیں۔ایسے میں انہوں نے خود کو درمیان میں سے نکال لینا ہی مناسب سمجھا تھا اور ویسے بھی انہیں اپنے بیٹے کے جگاڑوں پر پورا بھروسہ تھا۔

"دروازہ اس طرف ہے۔"اس کو منہ کھولے خود کو دیکھتے پا کر انہوں نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"فائن !اب نہیں آؤں گا آپ کے پاس۔"وہ کرسی کو ٹھوکر مارتا باہر نکلا اور سارا غصہ دروازے پر نکالا۔

"اظہار علی ! بڑا دبنگ قسم کا میچ پڑنے والا ہے۔"اس کے باہر جانے کے بعد وہ کرسی پر ٹیک لگا کر زیر لب مسکراتے ہوئے بڑبڑائے۔

www.novelsclubb.com

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_2

بوتیک سے گھر واپس آتے آتے اسے رات کے نو بج چکے تھے۔ تھکن سے اس کا برا حال تھا۔ جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوئی سب لوگ جو ہال میں بیٹھے اس کے نکاح والے معاملے کو لے کر سر جوڑے بیٹھے تھے اس کو دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ ایک نظر سب کو دیکھتی تارا کو کھانے کا کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔ ہاتھ منہ دھو کر چینج کر کے واش روم سے نکلی تو حریم کو اپنا منتظر پایا۔ اس کو مسکراہٹ پاس کرتے ہوئے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ حریم بھی اپنے ٹیڈی بیئر کو سینے سے لگائے چلتی ہوئی اس کے پیچھے ہی آئی۔

"کیا بات ہے؟ کچھ کہنا ہے؟" وہ اس کے ہر انداز کو خوب پہنچانتی تھی۔ جب جب کوئی بات اس کے ذہن اور پیٹ میں کلبلا رہی ہوتی، وہ ایسے ہی اس کے پیچھے پیچھے رہتی تھی۔

"کہو۔" اس کے اجازت دینے پر حریم نے اس کا ہاتھ تھام کر پاس پڑے سٹول پر بٹھایا اور خود اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کسی چابی والی گڑیا کی مانند صبح کی سنی ہوئی پوری بات اس کے گوش گزار کر دی اور اس کے آنے سے پہلے شام میں جب وہ رمشا کے پاس بیٹھی اپنا ہوم ورک کر رہی تھی تب الفت بیگم کی کال آئی تھی جس میں انہوں نے بے بے سے رشتہ ختم کرنے کی بات کی تھی اور فون لاؤڈ اسپیکر پر ہونے کی وجہ سے آغا جان اور باقی سب نے بھی سنی تھی۔ جس پر آغا جان نے انہیں پاکستان میں موجود زمینوں اور دیگر جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی دی تھی وہ بھی اس نے من و عن اسے بتا دی۔ اس کی باتیں سن کر غصے اور ہتک سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ اسے وہیں چھوڑے کمرے سے باہر نکلی اور دودو

سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے نیچے آئی۔اس کے آنے کے انداز سے ہی بے بے صورتحال بھانپ گئی تھیں۔انہوں نے اس کے پیچھے آتی حریم کو ایک تگڑی سی گھوری سے نوازجواباًوہ ہونٹ باہر کی جانب لٹکاتی رخ موڑ گئی۔وہ آتش فشاں بنی اب آغاجان کے سامنے کھڑی ہوئی جو صوفے پر بیٹھے اس کے بگڑے ہوئے تیور بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔

"تو یہ یتیم اب آپ کو اتنا کھٹکنے لگی ہے کہ آپ یوں جان چھڑوانے کے چکروں میں پڑ گئے ہیں؟"

"کیا ہو گیا ہے؟ یہ تم کس طرح کی بات کر رہی ہو؟"وہ حیرانی سے صوفے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"آپ بتائیں نہ کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ میری کہیں سے شکایت ملی ہے جو آپ مجھے زبردستی کسی کے بھی سر پر مسلط کرنا چاہ رہے ہیں یا پھر میں یہ سمجھوں کہ میری دو وقت کی روٹی اب بھاری پڑ رہی ہے آپ پر۔"

"پتر تو غلط سمجھ رہی ہے۔ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ اس کو بدگمان ہوتا دیکھ کر جلدی سے بولے اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا

"میں بالکل ٹھیک سمجھ رہی ہوں آغا جان۔انفیکٹ مجھے بہت پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا۔ماں باپ مر گئے تو میرا یہاں رہنا بنتا ہی نہیں تھا۔فالتو میں آپ پر بوجھ بن کر رہ رہی تھی تو ایک نہ ایک دن آپ لوگوں نے تنگ تو پڑنا ہی تھا۔میں بھی پاگل ہی تھی یہ سوچا ہی نہیں کہ جن بچوں کے والدین کا سایہ ان پر سے اٹھ جاتا ہے تو وہ بچے دوسروں کے لیے صرف ایک بوجھ بن کر رہ جاتے ہیں۔" اس کی تلخ کلامی پر سب ہی حیرت زدہ ہوئے

"نہیں، نہیں بیٹا! تم ہم پر بھاری نہیں ہو۔ بیٹی ہو ہماری اور بیٹیاں بوجھ تھوڑی نہ ہوتی ہیں۔" فردوس چچی تڑپ کر آگے بڑھیں۔

"بیٹی! سیریسلی چچی؟" وہ استہزایہ ہنسی۔

"اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں اگر میری جگہ آپ کی بیٹی رمشاء ہوتی تو بار بار دھتکارنے کے باوجود بھی آپ لوگ وہیں رشتہ جوڑنے کے متمنی ہوتے؟" اس نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے چبا چبا کر کہا۔ وہ اس کی سرخ ہوتی نم آنکھوں کو دیکھتے ہوئے نظریں پھیر گئیں۔

"آج سے پانچ سال پہلے جب ماما اور بھائی کی ڈیتھ ہوئی تھی تو آپ اور چاچو نے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا کہ ہمیں اپنا ماں باپ ہی سمجھنا۔" وہ دو قدم اٹھاتے ہوئے ان کے سامنے آئی اور ہاتھ بڑھا کر ان کا جھکا چہرہ اٹھایا۔

"اور میں نے سمجھ بھی لیا مگر پتہ ہے کیا؟ آپ ماں نہیں بنی اور نہ ہی چاچو نے بیٹی بنایا۔ اگر ماں باپ بنتے تو یوں بیٹی کو بار بار زلیل نہیں کرواتے۔" اس کے ٹوٹے ہوئے لہجے میں چھپی تکلیف سے بے بے بے اختیار اٹھ کر اس کی طرف آئیں۔

"دیکھ پتر تو جذباتی ہو رہی ہے۔ بچپن کے رشتے اتنی آسانی سے نہیں ٹوٹتے۔ اگر بچے آگ سے کھیلنے کی ضد کریں تو انہیں کوئلے اٹھا کر نہیں دیئے جاتے بلکہ اس کے نقصان سے خبر دار کیا جاتا ہے۔ الفت بھی بے جا ضد کر رہی ہے اور تُو بھی ایسے ہی جذباتی ہو رہی ہے۔" وہ اسے رسان سے سمجھاتے ہوئے بولیں۔

"تو آپ کیا چاہتی ہیں کہ اس بچپن کے رشتے کو بچانے کے لیے میں چاہے بار بار ٹھکرائی جاتی رہوں، کوئی میری ذات کی نفی کرتا رہے مگر میں اس بے نام سے رشتے کو بچانے کے لیے جھکتی ہی چلی جاؤں۔" اس نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

""""بے نام رشتہ نہیں ہے۔ نکاح ہوا ہے تیرا،اور نکاح کوئی بے نام رشتہ نہیں ہوتا کملیے۔"انہوں نے اس کو پھر سے سمجھانا چاہا۔

"واٹ ایور۔اب مجھے کچھ نہیں سننا۔آپ تائی جان کو منع کر دیں۔اگر وہ یہ رشتہ نہیں رکھنا چاہتی تو نہیں ہو گا اور ویسے بھی اب تو میں بھی اس رشتے کو برقرار رکھنے کے حق میں نہیں ہوں۔"وہ سپاٹ انداز میں کہتی جس تیزی سے آئی تھی اسی تیزی سے واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔

"ہم ابھی زندہ ہیں۔اس لیے جو بھی فیصلہ کریں گے ہم ہی کریں گے۔یہاں جس کو دیکھو اپنی من مانیاں کرنے پر تلا ہوا ہے۔بڑوں کے فیصلے کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔"ابھی اس نے پہلی سیڑھی پر ہی قدم رکھا تھا کہ پیچھے سے آغا جان کی رعب دار آواز سنائی دی۔وہ ایک دم سے پلٹی اور مڑ کر ان کے پاس آئی

"میں حریم کو لے کر یہاں سے چلی جاؤں گی۔اتنی دور کہ آپ میری گرد کو بھی نہیں پا سکیں گے۔"اس نے حتمی لہجے میں کہا۔اس کے پختہ لہجے سے عیاں تھا کہ وہ جو کہہ رہی ہے کر گزرے گی۔اس کے اٹل انداز پر سبھی ہکا بکا ہوئے تھے۔

"اچھا چل ٹھیک ہے۔تُو غصہ نہ کر جیسا تو چاہے گی ویسا ہی ہو گا۔ٹھنڈی ہو جا۔" بے بے نے آگے بڑھ کر اس کا بازو سہلاتے ہوئے اس کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔فی الوقت وہ اسے ضد نہیں دلانا چاہ رہی تھیں کہ اگر وہ ضد پر اڑ جاتی تو پھر کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"کھانا دے دیں۔بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔"اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دھیمے سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"جاؤ تارا کھانا لے آؤ۔"فردوس چچی نے باورچی خانے کے دروازے پر کھڑی تارا کو کہا۔وہ کھانا تیار کر کے رکھ کر باہر کی صورتحال کا جائزہ لینے آئی تھی جلدی سے

واپس جا کر لا کر باورچی خانے کے باہر ایک طرف ڈائینگ ٹیبل پر رکھا۔وہ خاموشی سے بیٹھ کر کھانے لگی۔فردوس چچی اس پاس بیٹھ کر آہستگی سے اسے کچھ کہتے ہوئے پانی ڈال کر دینے لگیں۔ابھی اس نے آدھا کھانا ہی کھایا تھا کہ ہال میں رکھے فون کی گھنٹی بجی۔سعد نے آگے بڑھ کر اٹھایا اور بے بے کو تھمایا کہ لندن سے تائی جان کا فون ہے۔

"کیا سوچا ہے پھر آپ نے؟"انہوں نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"ہم صبح بات کریں گے۔"بے بے نے کن اکھیوں سے اپنے دھیان میں مگن کھانا کھاتی روشانے کو دیکھا

"کیا مطلب صبح بات کریں گے؟میں آپ لوگوں سے پوچھ نہیں رہی اپنا فیصلہ سنا رہی ہوں۔"وہ تپ کر بولیں

"دیکھ پتر جلد بازی میں کیے گئے فیصلے ہمیشہ ہی نقصان دیتے ہیں۔تُو ٹھنڈے دل سے سوچ۔" بے بے نے دھیمی آواز میں کہا۔البتہ نظریں روشانے پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔اس کے نارمل تاثرات سے لگ رہا تھا کہ ابھی تک وہ جان نہیں سکی کہ وہ کس سے اور کیا بات کر رہی ہیں۔ان کو اشاروں کنایوں میں بات کرتا دیکھ کر آغا جان نے جھلا کر لاؤڈ سپیکر کا بٹن دبا دیا۔اگلے ہی لمحے ان کی آواز پورے ہال میں گونج اٹھی

"جلد بازی کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا اماں۔میں نے بہت پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ میں اس لڑکی کو اپنی بہو نہیں بناؤں گی۔ بچپن کی بات بچپن میں ہی ختم سمجھیں۔اس رشتے کی میرے نزدیک نہ پہلے کوئی اہمیت تھی اور نہ اب ہے۔غضب خدا کا میرا بیٹا پڑھا لکھا،اپنا کھانے کمانے والا ہے،لاکھوں میں ایک ہے۔ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی مل جائے گی۔مجھے ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے جو میں ایک لاوارث اور یتیم لڑکی سے اپنے بیٹے کی شادی کروں گی۔کسی خوش فہمی میں مت رہیئے گا آپ۔میں

غازان کی بات اپنی بہن کی بیٹی سے پکی کر چکی ہوں۔ پاکستان آکر منگنی اور شادی کریں گے اس لیے یہ معاملہ جتنی جلدی نمٹ جائے اچھا ہے۔" الفت بیگم کی زہر اگلتی زبان اور آگ برساتے لہجے سے ہال میں موجود ہر شخص سناٹے میں رہ گیا۔ لقمہ منہ کی طرف لے جاتے ہوئے روشانے کا ہاتھ بھی ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا۔ اپنے لیے ان کے خیالات اور القابات سے زیادہ ان کے لہجے کی حقارت نے اس کو ساکت کیا تھا۔ سب کی نظریں بیک وقت اس کی طرف اٹھیں جو فق چہرہ لیے بے بے کے ہاتھ میں پکڑے فون کو گھور رہی تھی۔

"بہو! یہ کیسی بات کی ہے تم نے؟ شانو لاوارث نہیں ہے۔ خیر سے ہم سب وارث ہیں اس کے۔ اتنی غرور اور حقارت اچھی نہیں ہوتی" اس کے دھواں دھواں ہوتے چہرے کو دیکھ کر بے بے غصے سے گرجیں۔

"آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔" الفت بیگم نے ان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی بات دہرائی۔ وہ ہاتھ میں پکڑا نوالہ پلیٹ میں رکھتی تیزی سے اٹھ

کر فون کی طرف آئی اور لاؤڈ سپیکر آف کرتے ہوئے ریسور پکڑ کر کان سے لگایا مگر تب تک لائن کٹ چکی تھی۔ وہ دوبارہ سے نمبر ملانے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اظہار صاحب صوفے پر بیٹھے بڑی دلچسپی سے سامنے کے منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے جہاں الفت بیگم اور غازان آپس میں مذاکرات میں مصروف تھے۔ وہ جب سے آفس سے آیا تھا ان کو منانے کی تگ و دو میں تھا مگر الفت بیگم اپنی بات پر ہی ڈٹی ہوئی تھیں۔

"ماما! آخر آپ کیوں نہیں سمجھ رہیں؟ وہ بہت اچھی لڑکی ہے، آپ ایک بار اس سے ملیں تو سہی۔" اب کی بار اس نے جھنجھلا کر کہا تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ وہ اچھی ہے؟ کہاں ملے ہو تم اس سے؟" انہوں نے تیکھے چتونوں سے اسے دیکھا تو وہ گڑبڑا گیا۔

"غازان! میں کچھ پوچھ رہی ہوں، کہاں ملے ہو تم اس سے؟" انہوں نے اب کی بار سختی سے پوچھا۔

"کک کہیں نہیں۔۔۔ ہماری فیملی کی ہے تو اچھی ہی ہو گی نا۔" وہ اس سے دبئی ایکسپو سنٹر میں ہونے والی ملاقات چھپا گیا مبادا وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ ان کے علم میں لائے بغیر اس سے ملتا رہا ہے۔

"تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو نہ؟" انہوں نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہیں ماما! ایسا کچھ نہیں ہے۔ آپ کو تو پتہ نہیں آج کل کیا ہو گیا ہے؟ پولیس کی طرح ریئکٹ کر رہی ہیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"ماما بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں بھائی۔ آپ خود سوچیں پاکستان کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہنے والی لڑکی کے ساتھ کیسے ایڈجسٹ کریں گے۔ ہم یہاں لوگوں کو کیا کہیں گے کہ ہماری بھابھی ایک گاؤں کی رہنے والی ہے۔ آپ جانتے ہیں انسان

سے زیادہ اس کے بیک گراؤنڈ پر توجہ دی جاتی ہے اور میری دوستیں کتنا مذاق اڑائیں گی۔" کب سے خاموش کھڑی رومیسہ بھی ان دونوں کی باتوں میں اپنا حصہ ڈالے بغیر نہ رہ سکی۔

"شٹ اپ رومی۔" اس کی دھاڑ پر وہ بے اختیار اچھل کر رہ گئی۔

"میں آپا سے ہانیہ کے لیے بات کر چکی ہوں۔ پاکستان جانے کے پیچھے مقصد بھی یہی ہے کہ ہم تمہاری شادی کر دیں۔ اب بس کسی طرح سے اس شانو والا مسئلہ ختم ہو جائے تو مجھے سکون کی سانس آئے۔" اس کے نام پر انہوں نے نخوت سر جھٹکا۔

"بابا!" اس نے مدد طلب نظروں سے اظہار صاحب کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"بیگم پلیز۔" انہوں نے بیٹے کو بے بس دیکھ کر کہا۔

"میں زرا اماں کو فون کر کے پوچھتی ہوں کہ کیا سوچا ہے۔" وہ ان کی بات پر دھیان دیے بغیر فون اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگیں۔ کال ریسو ہونے پر جب انہوں نے

بات شروع کرنی چاہی تو دوسری جانب بے بے کا گریز دیکھ کر وہ سمجھ گئے تھے کہ روشانے آس پاس ہی ہے۔غازان نے انہیں روکنا چاہا مگر وہ ان سنی کرتے ہوئے بولتی چلی گئیں۔ان کے اتنا تلخ بولنے پر مجبوراً اس نے ان کے ہاتھ سے کھینچ کر فون بند کر دیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"انہوں نے اسے گھورا۔

"فار گاڈ سیک ماما۔ایسے جملے تو استعمال مت کریں۔وہ سنے گی تو ہرٹ ہو گی۔"اس نے بے بسی سے کہا۔اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتیں غازان کے ہاتھ میں ان کا موبائل بجنے لگا۔اس نے نمبر دیکھا تو پاکستان کا تھا۔

"کس کا ہے؟"اس کو ٹھٹھکتا دیکھ کر انہوں نے پوچھا۔

"پاکستان سے۔"اس نے کہتے ہوئے کال ریسو کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"ہیلو میں روشا نے بول رہی ہوں۔تائی جان سے بات ہو سکتی ہے؟"اس کی آواز پر اس نے فون کان سے ہٹا کر اظہار صاحب کو دیکھا۔

"ان سے کیا بات کرنی ہے؟"اس کے سنجیدہ لب و لہجے پر وہ چونکا۔

"وہ میں انہی سے کروں گی۔آپ جو کوئی بھی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

"غازان۔غازان بات کر رہا ہوں۔"اس کی بات کاٹ کر جلدی سے اپنا تعارف کروایا۔

"جو بھی ہو،میری تائی جان سے بات کرواو۔"اس نے سنجیدگی سے کہا۔وہ کال لاؤڈ سپیکر پر ڈالتا الفت بیگم کو فون پکڑا کر وہیں پاس ہی بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی کال ہے۔"ان کو نا سمجھی سے خود کو دیکھتا پا کر اس نے بتایا.

"ہیلو! میں روشا نے بات کر رہی ہوں تائی جان۔مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

"بولو۔"انہوں نے بھی خیر خیریت پوچھے بغیر یک لفظی جواب دیا.

"مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ یہ رشتہ نہیں رکھنا چاہتی ہیں اور پاکستان آنے کی بھی یہی شرط رکھی ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو میری وجہ سے پریشانی اٹھانی پڑی۔ مجھے ابھی اس سب کا پتہ چلا ہے۔ آپ بے فکر ہو کر آجائیں۔ یہاں کوئی بھی آپ کو مجبور نہیں کرے گا اور اس بات کی میں آپ کو گارنٹی دیتی ہوں، جیسا آپ چاہیں گی ویسا ہی ہو گا۔ آپ آجائیں باقی کے معاملات یہاں بیٹھ کر طے کر لیں گے۔" اس نے بنا رکے اپنی بات مکمل کی۔ جیسے جیسے وہ بولتی جا رہی تھی غازان کی ذات زلزلوں کی زد میں آتی جا رہی تھی۔ مطلب وہ سب جان گئی تھی۔ بات اس تک نہیں جانی چاہیے تھے۔ پہلے اسے صرف الفت بیگم کو منانا تھا اور اب دوسرا محاذ بھی کھل گیا تھا۔ وہ بے اختیار سر پکڑ کر رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"اور اگر ہمارے وہاں آنے پر آغا جان نے ہمیں فورس کیا تو؟" انہوں نے اپنا خدشہ بیان کیا.

"نہیں کریں گے اور اگر کیا بھی تو رخصتی میں نے ہی کرنی ہے اور ایسا کچھ ہو گا بھی نہیں۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ آپ بس آ جائیں۔ بے بے اور آغا جان آپ کو اور آپ کے بچوں کو بہت یاد کرتے ہیں۔"

"ہوں۔" اس کی یقین دہانی پر وہ نیم رضامند ہوئیں۔

"اور ہاں آپ چاہیں تو ڈائیورس پیپر اپنے ساتھ ہی لے آئیں۔ یہ معاملہ اب جتنی جلدی نبٹ جائے۔ اتنا ہی اچھا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" الفت بیگم نے آہستگی سے کہا۔ وہ شاید اس کے اعتماد سے مرعوب ہو گئیں تھیں۔ غازان جو پریشانی سے لب بھینچے آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کر رہا تھا اس کی آخری بات پر اسے لگا جیسے سارا گھر اس پر آن گرا ہو۔ وہ ایک ہی پل میں اتنا آگے چلی گئی تھی۔ وہ بے یقینی سے الفت بیگم کو دیکھ رہا تھا جن کے ہونٹوں پر فتح کی مسکراہٹ تھی۔

"ہم منتظر رہیں گے خدا حافظ۔"اس نے مزید کچھ کہے سنے بغیر فون بند کر دیا مگر غازان کا سکون برباد کر گئی تھی۔وہ شکوہ کناں نظروں سے ماں کو دیکھتا گھر سے باہر نکل گیا۔

"اب تو آپ خوش ہو گئیں۔"اظہار صاحب بھی طنزیہ نگاہوں سے انہیں دیکھتے اس کے پیچھے چلے گئے۔وہ سر جھٹک کر کمرے میں چلی گئیں.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تُو آج ایسے ہی گھوم رہی ہے، شہر نہیں جانا؟"اس کو گھریلو حلیے میں دیکھ کر بے بے نے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں بے بے آج نہیں جا رہی، عقیلہ بوا سے ملنا ہے،ان سے کپڑے اٹھانے ہیں اور کچھ چینجینگ کروانی ہیں۔"اس نے گاؤں میں اس کے لیے کام کرنے والی عورت کا نام لیا۔اس کے جن کلائینٹس نے ہاتھ سے کام کروانا ہوتا تھا۔وہ گاؤں

میں لے آتی تھی۔پہلے پہل تو چند عورتیں تھیں مگر جیسے جیسے اس کا کام بڑھتا گیا، اس نے عقیلہ بوا سے کہہ کر مزید لڑکیاں رکھوالیں۔اس کے بہت سے کلائینٹس کو ان کا کام پسند آیا تھا اور اب تو زیادہ تر لوگ اپنے ڈریسز پر ہاتھ سے کام کروانے کو ترجیح دینے لگے تھے۔چونکہ وہ کام کرنے والی لڑکیوں کو اچھا خاصا معاوضہ دیتی تھی اس لیے بہت سی لڑکیاں خود ہی اس کے پاس آئیں کہ انہیں کام پر رکھ لے۔یوں اس کا کام جلد نمٹ جاتا تھا۔

"اچھا چچی میں نے کچھ کپڑے نکال کر رکھے ہیں، وہ دھلوا کر میری پیکنگ کروا دیجئیے گا اور ہاں کپڑے میں نے الماری میں ایک طرف کر دیے ہیں وہی رکھوایئے گا۔"اس نے فون چیک کرتے ہوئے کہا۔وہ شاید انہیں پہلے بھی بتا چکی تھی اس لیے انہوں نے بنا کوئی سوال کیے سر ہلا دیا۔

"توں ہن کتھے جا رہی ایں۔"بے بے نے اس سے پوچھا کم اور تنبیہ زیادہ کی تھی۔

"پھپھو نے مجھے مہوش کے پیپر دلوانے کی زمہ داری دی ہے۔اس کے علاوہ مجھے دوسرے شہر جانا ہے اور دو چار میٹنگز بھی بھگتانی ہیں۔"

"کدوں تک آئے گی؟"

"پرسوں سے پیپر شروع ہو رہے ہیں اور دس دن تو پیپروں میں لگ جائیں گے۔ اس کے بعد تین چار دن میرے خود کے کام ہیں۔ سمجھیں اس بار پندرہ دن تو پکے ہیں۔"

"تیری تائی کا کل فون آیا تھا وہ اسی ہفتے آ رہے ہیں۔" بے بے نے آہستگی سے کہا۔ انہیں آج صبح ہی الفت بیگم نے فون کیا تھا۔چار پانچ دن کی خاموشی کے بعد ان کا فون دیکھ کر وہ سمجھیں شاید وہ نرم پڑ گئی ہوں گی مگر انہوں نے اپنے آنے کی اطلاع دے کر فون بند کر دیا۔ان کے سرد رویے نے ان کی تھوڑی بہت بچی امید بھی ختم

کر دی تھی۔اس نے فون سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھا۔اس کی آنکھوں میں شکوہ دیکھ کر وہ رخ موڑ گئیں۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_3

"تیری تائی کا کل فون آیا تھا وہ اسی ہفتے آرہے ہیں۔" بے بے نے آہستگی سے کہا۔ انہیں آج صبح ہی الفت بیگم نے فون کیا تھا۔چار پانچ دن کی خاموشی کے بعد ان کا فون دیکھ کر وہ سمجھیں شاید وہ نرم پڑ گئی ہوں گی مگر انہوں نے اپنے آنے کی اطلاع دے کر فون بند کر دیا۔ان کے سرد رویے نے ان کی تھوڑی بہت بچی امید بھی ختم کر دی تھی۔اس نے فون سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھا۔اس کی آنکھوں میں شکوہ دیکھ کر وہ رخ موڑ گئیں۔

"یار چچی اس بار میں تارا کو ساتھ نہیں لے کر جا رہی۔ یہ بڑا تنگ کرتی ہے۔ بجائے مجھے اٹھانے کے، یہ خود دیر تک سوتی رہتی ہے اور اپنے ساتھ ساتھ مجھے اس کے کھانے پینے کا بندوبست بھی کرنا پڑتا ہے۔ آپ ماسی کی بہو کو بلوا دیں۔ ان کی بیٹی تو اب کسی کام کی رہی نہیں۔" روشانے ان کا دھیان ہٹانے کے لیے باورچی خانے سے اس کے لیے چائے لے کر نکلتی تارا کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی اور وہی ہوا بے بے سب کچھ بھول بھال کر اس کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

"تو ایتھے آئیں۔ تجھے میں بچی کے ساتھ اس لیے بھیجتی ہوں کہ اس کا خیال رکھے۔ الٹا تو اپنا وخت بھی اسے ہی ڈال دیتی ہے۔"

"قسم لے لے بے بے، ایسا کچھ نہیں ہے۔ یہ جھوٹ بول رہی ہے۔" اس نے جھٹ سے صفائی دی ورنہ ان سے کچھ بعید نہیں تھا وہ اس بار واقعی ہی اس کو ساتھ بھیجنے سے منع کر دیتیں۔ روشانے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے مدھم سا مسکرائی

"دیکھا بے بے یہ ایسے ہی کرتی ہے۔اب بھی دیکھیں کیسے دھڑلے سے مجھے جھوٹا کہہ رہی ہے۔یہ بھی نہیں سوچا میں اس کی باس ہوں۔"

"ہاں تو باس ہو تو کیا ہوا؟ میں خود سیکرٹری لگی ہوئی ہوں۔"تارا اس کا موڈ دیکھتے ہوئے اکڑ کر بولی۔وہ بہت کم یوں مزاق کیا کرتی تھی اور پچھلے چند سالوں میں تو وہ بالکل ہی خاموش ہو کر رہ گئی تھی۔اس لیے وہ بے بے سے اس کی شکایت پر ناراض ہونے کی بجائے اس کو جواب دینے لگی۔

"اور اس بار یہ سیکرٹری ساتھ نہیں جا رہی۔"اس نے حتمی لہجے میں کہا۔

"نہ لے کر جا۔سیکرٹری شہر کو جاتے راہ سے بھی واقف ہے اور شہر میں موجود فلیٹ کا پتہ بھی جانتی ہے۔خود ہی پہنچ جائے گی۔"اس نے اپنے بالوں کی لٹ پیچھے کرتے ہوئے ایک ادا سے کہا.

"چلو آؤ! پہلے پیکنگ تو کر لو۔"چچی اٹھتے ہوئے بولیں۔

"ہاں بھئی !ابھی تو مجھے اپنا بھی سامان پیک کرنا ہے۔"وہ دوپٹہ کمر کے گرد باندھتے ہوئے ان کے پیچھے بڑھی۔اس کی ایکسائٹمنٹ دیکھتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"کب جا رہی ہے۔"بے بے نے پوچھا۔

"آج شام میں جانا ہے۔"اس نے مختصر جواب دیا۔

"پر تُو تو کہہ رہی تھی پرسوں پیپر ہے۔"

"مجھے کل فارم کی کچھ ڈیلز کرنی ہیں۔اس کے علاوہ کچھ کلائینٹس کے آرڈر کمپلیٹ ہو چکے ہیں۔وہ ڈلیور کرنے ہیں۔ایک اکیڈمی والے کچھ دنوں سے مسلسل فورس کر رہے ہیں کہ ایک گھنٹہ لیکچر دے دیا کروں ان سے بھی ملنا ہے،ایک ایگزیبشن میں بھی جانا ہے اور یہ سب مجھے کل کے دن میں ہی سمیٹنا ہے۔"اس نے اپنے تئیں انہیں تفصیل بتائی۔وہ منہ کھولے اس کی شکل تک رہی تھیں مگر وہ چونکہ

بولنے کے ساتھ ساتھ موبائل پر بھی انگلیاں چلا رہی تھی اس لیے ان کو ہونق بنا نہ دیکھ سکی۔

"کیا ہوا خاموش کیوں ہو گئیں؟ کوئی بات بری لگی کیا؟" وہ جوان کے اگلے سوال کی منتظر تھی طویل خاموشی محسوس کر کے موبائل سے نگاہ ہٹا کر انہیں دیکھا

"پتہ نہیں تُو نے کیا گٹ پٹ کی ہے۔ قسم لے لو جو اک لفظ وی پلے پیا ہو۔ پڑھ لکھ گئی ہو تو گٹ پٹ کرنے کو بے بے ہی ملتی ہے۔ پتہ بھی ہے مجھے سمجھ نہیں آتی۔" انہوں نے خفگی سے کہا۔ ان کی ناراضگی دیکھتے ہوئے اس کی ہنسی چھوٹی۔ وہ موبائل وہیں رکھ کر ان کے پاس تخت پر آ بیٹھی۔

"ناراض کیوں ہو رہی ہیں میں بتاتی ہوں۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر محبت سے بولی۔

"آپ کو یاد ہے میں نے ویجیٹیبل فارم بنایا تھا۔

"کی بنایا سی؟" انہوں نے ٹھوڑی تلے انگلی رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ویجیٹیبل فارم۔آغا جان سے کچھ زمین لے کر سبزیاں اگائی تھیں۔"روشانے نے ویجیٹیبل فارم کی تشریح کی

"اچھا اچھا یاد آ گیا۔پھر؟"

"پھر یہ کہ وہ سبزیاں تیار ہو گئی ہیں۔اب بیچنی ہیں شہر میں۔۔۔"

"تو کیا تُو خود بیچنے جائے گی؟ڈیرے کے کسی ملازم کو دے کر منڈی بھیج دے۔اب تو منڈیوں میں خوار ہوتی پھرے گی؟"انہوں نے اس کی بات کاٹ کر سختی سے کہا

"اف بے بے سن تو لیں۔"اس نے سر پیٹا۔

"نہیں کیا سنوں؟غضب خدا کا اب تُو اتنے مردوں میں خود منڈی جائے گی۔گھر کے مرد مر گئے ہیں؟"وہ اس کو جھڑکتے ہوئے اس ی عمر کا بھی لحاظ نہیں کرتی تھیں اور اس نے بھی کبھی ان کی ڈانٹ کا برا نہیں منایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پوچھیں پوچھیں بے بے! میں نے تو کہا تھا کہ منڈی ہی لے جانی ہے تو میں لے جاتا ہوں مگر یہ کہتی تم میرے پیسے رکھ لو گے۔ سنیں بھلا، اس کو ہم پر یقین ہی نہیں ہے۔" سعد جو باہر سے آیا تھا ان کی باتیں سن کر اسی طرف آتے ہوئے مکمل سنجیدگی سے بولا۔ وہ اسے گھور کر رہ گئی۔

"بے بے! سنیں تو سہی۔"

"کچھ نہیں سن رہی میں۔ سعد ٹھیک کہہ رہا ہے وہ لے جائے گا۔ تجھے کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں۔ اس نے تیری پیسوں سے محل نہیں کھڑا کرنا۔" بے بے نے اٹل لہجے میں کہا۔ سعد کے ہونٹوں پر دبی دبی ہنسی دیکھ کر اس نے اپنے جوتے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

"ریڑھی پر لادنے کے بعد مجھے بتا دینا میں ساتھ چلا جاؤں گا۔" اس کی خون خوار نظروں اور جوتے کی طرف بڑھتا ہاتھ دیکھ کر وہ اس کی پہنچ سے دور ہوتے ہوئے بولا اور دو دو سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے دوسرے فلور پر غائب ہو گیا۔

"بے بے یہ ایسے ہی بول کر گیا ہے۔ میں بتاتی ہوں، میں نے ناں مکمل فارم کی ڈیل کرنی ہے۔ دیکھیں! جیسے ابھی آغا جان نے کماد کی فصل بیچی تھی نا، کہیں لے کر نہیں گئے تھے بس زمین کھڑی کھڑی بیچ دی اور اس کے بعد ان کا کوئی واسطہ نہیں تھا بالکل ایسے ہی میں نے بھی بیچی ہیں بس آج رسید اور پیسے لینے ہیں۔" روشانے نے ان کو الجھا دیکھ کر ان کے حساب سے بتایا۔

"اچھا اچھا۔" انہوں نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"اس کے بعد میں نے تین چار لوگوں کے کپڑے سلائی کرنے کے لیے لیے ہوئے تھے تو کل وہ دینے ہیں، ایک اسکول والے کہہ رہے تھے کہ میں ان کے

اسکول میں ٹیوشن دے دوں مطلب میں ان کو سکھایا کروں اور ایگزیبیشن۔"

ایگزیبیشن پر آکر وہ اٹک گئی تھی کہ ان کو کیسے بتائے

"ایگزبیشن مطلب وہاں پر مختلف لوگ اپنے کپڑے دکھانے کو لائیں گے اور میں بھی وہیں جاؤں گی۔" روشانے آسان الفاظوں میں ان کو تفصیل بتاتے ہوئے بالکل بے خبر تھی کہ وہ اس کی تشریح کو کیسے کیسے اور کہاں کہاں استعمال کریں گی۔

"اچھا چل ٹھیک ہے۔اپنا خیال رکھنا اور جلدی آجانا۔پتہ ہے نہ تیری تائی آنے والی ہے ایسا نہ ہو یہ سوچ لے کہ تُو اس کی وجہ سے گھر چھوڑ کر چلی گئی۔" بے بے نے اس بار نرمی سے کہا۔

"اچھا۔" وہ مختصر کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"پریشان ہے؟" انہوں نے اس کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پوچھا۔وہ خاموشی سے ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔

"اپنی تائی کی باتیں دل پر نہ لینا۔ وہ ایسی ہی ہے۔ بولتے ہوئے کچھ نہیں سوچتی۔ شروع سے ہی اس کی ہمارے ساتھ نہیں بنتی۔ اظہار کو لے کر باہر جانے کا فیصلہ بھی اس کا ہی تھا۔ تُو پریشان مت ہونا۔" انہوں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے کہا۔

"نہیں بے بے پریشان کیوں ہونا بھلا۔ انہوں نے کون سا کوئی غلط بات کی ہے۔ یتیم اور لاوارث ہی تو ہوں۔" اس نے آنکھوں میں آئی نمی چھپانے کو آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

"نہ، نہ میری دھی! بے بے صدقے جائے۔ تُو تو ہماری سب سے پیاری بیٹی ہے۔ تُو لاوارث نہیں ہے۔ کس نے کہا تیرا کوئی وارث نہیں ہے۔ فردوس رمشا سے زیادہ تیرے لیے فکر مند رہتی ہے۔ سعد اپنی بہن سے زیادہ تیرا خیال رکھتا ہے۔ ابصار اور تیرے آغا جان ہر بات مانتے ہیں تیری۔ تیری کون سی بات ٹالی ہے آج تک، جو تُو یوں بول رہی ہے۔ ایسا نہ سوچیا کر۔ الفت تو کملی ہے۔ میری ہیرے

جیسی دھی کو جانتی نہیں ہے اس لیے غلط بول رہی ہے۔"انہوں نے اپنا جھریاں زدہ ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرتے ہوئے کہا۔اپنے ہاتھ پر نمی محسوس کرتے ہوئے انہوں نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔

"تُو رو رہی ہے؟"انہوں نے حیرانی سے اپنے ہاتھوں پر لگی نمی کو دیکھا۔

"بیٹا کیا ہو گیا ہے؟ کیوں پاگل ہو رہی ہو؟"فردوس چچی تارا کو کام پر لگا کر واپس آئیں تو بے بے کی آخری بات سن کر اس کے پاس آئیں۔وہ اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی اور ان کے بیٹھنے کے لیے جگہ بنائی۔

"ادھر دیکھو۔اگر تم نہیں چاہو گی تو کوئی زبردستی نہیں کرے گا۔کوئی تم سے دوبارہ اس حوالے سے بات بھی نہیں کرے گا۔جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔" فردوس چچی نے اس کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پچکارا۔

"میری بیٹی بے مول نہیں ہے جو ہم یوں ان کی کڑوی کسیلی باتیں سن کر بھی رشتہ رکھیں گے۔ میں رات آغا جان سے بات کروں گی اور الفت کو بھی آنے دو اس کو بھی دیکھ لوں گی۔ تم پریشان مت ہو۔" انہوں نے اس کا سر چومتے ہوئے کہا۔

"اتنا پیار مت جتائیں۔ اگر آپ یہ سب اس لیے کہہ رہی ہیں کہ آپ ایک عدد بیٹے کی ماں ہیں اور آپ وہی بیٹا قربانی کے لیے پیش کر دیں گی تو ایسا سوچیئے گا بھی مت کیونکہ میں اس ہٹلر کے ہاتھوں میں اپنی گردن نہیں دینے والا۔" سعد اپنا لیپ ٹاپ لا کر ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔ روشانے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جو سنجیدگی سے کہتا لیپ ٹاپ آن کر رہا تھا۔

"تم۔۔۔۔ تم نے شکل دیکھی ہے اپنی لگتا ہے کافی دنوں سے شیشے سے واسطہ نہیں پڑا جو ایسی خوش فہمیاں پالے بیٹھے ہو۔" اس نے تڑخ کر کہا۔

"اگر مجھے ایسا بھی کرنا پڑا تو میں کر گزروں گی۔ مجھے میری بیٹیاں ہر حال میں ہر چیز سے زیادہ پیاری ہیں۔" فردوس چچی نے سنجیدگی سے کہا اور اٹھ کر باورچی خانے میں چل دیں۔ پیچھے وہ منہ کھولے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"بے بے۔" اس نے بے اختیار انہیں پکارا۔

"نا تجھے وہاں بھی نہیں کرنی، یہاں بھی نہیں۔ تُو مجھے یہ بتا تجھے کرنی بھی ہے یا ساری عمر میرے سینے پر ہی مونگ دلنی ہے؟" بے بے نے کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔ تھوڑی دیر پہلے والی محبت کہیں ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔

"کبھی تو اپنی زبان کو بے وقت کی بکواس سے باز رکھ لیا کرو۔" وہ سعد کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پیر پٹختی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی۔

"حد ہے یار یہاں تو مذاق کو بھی سنجیدہ لے جاتے ہیں۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے موبائل اٹھا کر ٹائپ کرنے لگا۔

"بیٹا تیری نیا پار لگتی نظر نہیں آرہی۔ یہاں پر ایک ایک کر کے سارے تیری ہٹلر منکوحہ کی طرف ہوتے جارہے ہیں جو کوئی اچھی نشانیاں نہیں ہیں۔ مجھے تیری مشکلات بڑھتی نظر آرہی ہیں۔" اس نے لکھ کر غازی کے نمبر پر سینڈ کیا اور موبائل صوفے پر رکھ کر لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا کہ اسے سعد کا میسج ملا۔ جسے پڑھ کر وہ ایک بار پھر شدید تشویش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ بات بگڑتی جارہی تھی۔ وہ آج تک اس سے ملا تو نہیں تھا مگر سعد کی زبانی اسے اس کی ہر پل کی خبر ملتی رہتی تھی۔ بقول سعد کے خودداری اور انا تو شاید سارے خاندان کی اکھٹی ہو کر اس میں ہی آسمائی تھی۔ جس کا واضح

ثبوت اپنی یونیورسٹی کے دوران ہی اس کی اپنی بوتیک کھولنا تھا۔پہلے اس کا بھائی کماتا تھا تو اس کو فکر نہیں تھی مگر اب وہ مفت کی توڑنے کے حق میں نہیں تھی اور اس کے ساتھ ساتھ حریم جو کہ اس کے بھائی بھابھی کی ڈیتھ پر تقریباً ایک سال کی تھی اب بڑی ہو رہی تھی تو اس کو اس کے مستقبل کے لیے بھی بہت کچھ کرنا تھا اسی لیے اپنا ذاتی بزنس کرنا چاہتی تھی۔ایسے ہی کچھ اور بھی اس کے نادر خیالات تھے جو سعد وقتاً فوقتاً اس تک پہنچاتا رہتا تھا۔

اس نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو اظہار صاحب نے اس کو واضح الفاظ میں بتا دیا تھا کہ اس کا نکاح بچپن میں ہی کر دیا گیا ہے سو کسی بھی قسم کی چکر بازی سے باز ہی رہے۔ اس کی کوئی منکوحہ بھی ہے اس عمر میں یہ اس کے لیے ایک انوکھا احساس تھا۔

الفت بیگم سے بات کی تو انہوں نے نہ صرف اسے بری طرح جھڑک دیا بلکہ اظہار صاحب سے بھی جھگڑا کیا کہ انہوں نے کیوں اسے بتایا۔اس کے بعد انہوں نے اسے بٹھا کر واشگاف الفاظ میں اسے کہا کہ وہ اس لڑکی کو کسی صورت بھی بہو نہیں

بنائیں گی سو وہ اس بات کو یہیں بھول جائے مگر وہ نہیں بھولا تھا۔اس نے فیس بک کے ذریعے پاکستان میں سعد سے رابطہ کیا۔سعد کے ساتھ اس کی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔اس کے ذریعے ہی اس نے روشانے کے بارے میں معلومات لیں۔ شروع میں جو تھوڑا بہت تجسس تھا وہ دلچسپی اختیار کر گیا تھا اور پھر وہ دلچسپی کب محبت میں بدلی وہ جان ہی نہ پایا۔سعد اسے اس کی پسند ناپسند،عادت واطوار،اس کی باتیں اور خیالات اسے بتاتا رہتا تھا۔اس کے موبائل میں روشانے کی جتنی تصاویر اور وڈیوز تھیں اتنی تو خود روشانے کے موبائل میں بھی نہیں ہوں گی۔وہ الگ بات تھی کہ آدھے سے زیادہ تصویریں اور وڈیوز اس کی بے خبری میں لی گئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ لیے اس کی تصویریں کھولے بیٹھا دیکھنے کے ساتھ ساتھ سوچوں میں مگن تھا کہ رومیسہ بناناک کیے اندر آئی۔اسے اپنی آمد سے بے خبر دیکھ کر وہ حیران ہوتی اس کے پاس آئی تو اس کے موبائل میں تصویر دیکھ کر

ٹھٹھکی۔تصویر میں ایک چھبیس ستائیس سالہ لڑکی اپنی گود میں پانچ سال کی بچی کو اٹھائے کھڑی مسکرا رہی تھی۔ہائی پونی ٹیل میں بلیو جینز پر وائیٹ شرٹ،کانوں میں بّندے پہنے وہ اس بچی کی جانب متوجہ تھی۔وہ تصویر کچھ دن پہلے کی تھی۔وہ شہر جانے کے لیے تیار کھڑی تھی جب سعد غازان سے کال پر بات کرتا ہوا اندر آیا تو اس نے اسے تصویر لینے کو کہا تھا۔

"کون ہے یہ لڑکی؟"رومیسہ نے اس کے ہاتھ سے موبائل چھینتے ہوئے پوچھا۔

"ویسے جو بھی ہے واللہ کمال ہے۔پیور بیوٹی اور کیا سٹائل ہے۔"اس نے پکچر زوم کر کے دیکھتے ہوئے ستائشی انداز میں کہا۔

"اس شانو سے کہیں درجے بہتر لگ رہی ہے۔مجھے تو بہت پسند آئی۔ماما سے بھی ملوا دیں۔آئی ایم شیورانہیں بھی بہت پسند آئے گی۔"وہ روشانے کو دیکھے بنا اس کو جج کر چکی تھی۔غازان نے اس کے ہاتھ سے موبائل کھینچ کر میز پر رکھا

"بائے داوے کون ہے یہ؟"

"وہی جو تمہارے اور ماما کے بقول میرے لائق نہیں ہے۔"اس نے اکھڑے لہجے میں کہا۔رومیسہ کی آنکھیں تحیر سے پھیلیں۔

"آر یو سیریئس بھائی؟"اس نے بے یقینی سے پوچھا اور اگلے ہی لمحے وہ دوبارہ سے موبائل اٹھا چکی تھی۔

"یہ۔۔۔۔یہ شانو ہے؟"اس نے دوبارہ سے تصویر دیکھتے ہوئے پوچھا۔لہجے کی لڑکھڑاہٹ اس کے شدید بے یقین ہونے کی گواہ تھی۔وہ اسکرین پر ہاتھ مارتے ہوئے ایک ایک کر کے ساری تصویریں دیکھتی جا رہی تھی۔

"روشانے نام ہے اس کا۔"اس نے اسے گھورا.اس نے سر ہلا دیا اور کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلنے لگی۔ہاتھ اٹھا کر کچھ کہنا چاہا مگر پھر خاموش ہو گئی۔وہ سمجھ سکتا

تھا کہ اسے کتنا بڑا سرپرائز ملا ہے بلکہ سرپرائز کم اور دھچکا زیادہ لگا تھا۔ وہ ایک ہاتھ کمر پر رکھ کر دوسرے سے پیشانی سہلانے لگی

"مجھے لگا تھا کہ شلوار قمیض میں ملبوس، یہ لمبا سا پراندہ پہنے ہو گی کوئی گاؤں کی مٹیار مگر پتہ ہے کیا؟ وہ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی

"آئی ایم اِمپریسڈ۔" اب کی بار اس نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا جو سپاٹ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"روشانے نائس نیم۔ پرسینلیٹی سے بالکل میچ کرتا ہے اور آپ کے ساتھ بھی۔

روشانے غازان علی۔" وہ کرسی گھسیٹ کر اس کے پاس ہی بیٹھی۔ حیران ہونے کی باری اب غازان کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب؟"

"صاف مطلب ہے بھئی کہ آپ کی بیوی ہے تو روشانے غازان علی ہی کہلائے گی نا۔" وہ اس کا مطلب خوب سمجھتی تھی مگر انجان بننا بھی ضروری تھا۔

"مگر تم تو اس دن کہہ رہی تھیں کہ۔۔۔"

"اور آج بھی میں ہی کہہ رہی ہوں۔" اس نے کندھے اچکاتے اس کی بات کاٹی گویا یہ کوئی بڑی بات نہ ہو

"کیا کرتی ہے؟"

"تمیز سے بھابھی ہے تمہاری۔" غازان نے اسے ٹوکا جس پر اس کے لب سکڑے۔

www.novelsclubb.com

"بتایا نہیں کیا کرتی ہیں بھابھی صاحبہ؟"

"حریم کلیکشن کا نام سنا ہے؟" غازان نے کرسی پر ٹیک لگاتے ہوئے اطمینان سے پوچھا۔ گھر میں سے ایک اور فرد اس کی حمایت میں ہو گیا تھا۔ رہ گئی الفت بیگم تو وہ

کسی نہ کسی طرح منا ہی لے گا۔ان کے لیے اس کے پاس ایک سو ایک پلان تھے۔ وہ اب کافی حد تک مطمئن ہو گیا تھا۔

"شاید آپ نے ایک بار ذکر کیا تھا۔ہاں۔۔۔۔۔آپ نے پچھلے مہینے ہی دبئی سے جو ڈریس لا کر دیا تھا وہ اسی برانڈ کی تھا۔انفیکٹ میری دوستوں کو بھی بہت پسند آیا تھا اور ایک نے تو مجھ سے کارڈ بھی لیا تھا۔"اس نے زہن پر زور دے کر یاد کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی اونر روشا ہی ہے۔"غازان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔وہ جانتا تھا اس کا ردعمل کیا ہو گا اور وہی ہوا وہ ایک بار پھر اچھل پڑی تھی۔

"آر یو سیریئس بھائی۔"وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کے علاوہ ویجیٹیبل فارم بھی ہے،جو کہ ٹوٹلی اس کا شوق ہے۔"

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ماما کو کیا مسئلہ ہے؟ مجھے تو یہ ہر لحاظ سے آپ کے لیے بہتر لگ رہی ہے۔ شکل وصورت کی بھی پیاری ہے اور انڈیپینڈنٹ بھی ہے سوسائٹی میں آپ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکتی ہے۔"

یہ تم کہہ رہی ہو نہ۔ کچھ دن پہلے تک تمہیں ہی وہ جاہل لگ رہی تھی آج اسے دیکھا ،اس کے بارے میں جانا کہ وہ کون ہے اور کیا کرتی ہے تو تمہیں وہ بہتر لگنے لگی۔ ماما نے بھی محض مفروضے قائم کیے ہوئے ہیں۔ ملے بغیر ہے ریجیکٹ کر رہی ہیں۔" اس نے افسوس سے اسے دیکھا

"دیکھیں بھائی! اس بات سے آپ انکار نہیں کر سکتے کہ لائف پارٹنر اپنے جوڑ کا ہی ہونا چاہیے ورنہ بہت مشکل ہوتی ہے۔ یہ ساری زندگی کا معاملہ ہوتا ہے کوئی دو چار سال کا نہیں کہ کسی نہ کسی طرح کاٹ لی جائے گی۔ جو لوگ کچھ دیر کے جذبات میں آکر کسی مڈل کلاس لڑکی سے شادی کر لیتے ہیں یا کوئی ہائی کلاس لڑکی کسی مڈل کلاس لڑکے کو اپنا ہمسفر بنا لیتی ہے یہ بس دو چار سال تک کا ہی ہوتا ہے۔ شادی کے

بعد محبت کا بھوت ہر صورت میں اتر جاتا ہے۔بہت سی زمہ داریاں جب اپنے کندھوں پر آپڑتی ہیں تو انسان کو حقیقت پسند ہونا ہی پڑتا ہے۔اور جب انسان خوابوں سے حقیقت میں آتا ہے تو بہت سے فیصلے بے وقوفی ہی لگتے ہیں۔رہی بات روشانے کی تو آپ ماما کو اس کے بارے میں بتادیں۔مجھے امید ہے اس سب کے بعد انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔"اس نے سنجیدگی سے کہا

"وہ کچھ سنیں بھی تو ناں،وہ تو اس کا نام بھی سننا پسند نہیں کرتیں۔"اس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"پریشان مت ہوں۔ سمجھ جائیں گی۔آپ دیکھیے گا ایک دن وہ خود آپ سے کہیں گی کہ انہیں کوئی اعتراض نہیں۔"

"ہوپ سو۔"وہ پھیکا سا مسکرایا.

"تم بتاؤ کیوں آئی ہو؟ کوئی کام تھا؟" غازان نے اس کے آفس آنے کے بارے میں پوچھا۔

"آئی تو میں احتجاج کرنے تھی کہ مجھے پاکستان نہیں جانا مگر اب بابا سے کہتی ہوں کہ ایک دو دن کی فلائٹ کروالیں۔ مجھے جلد از جلد بھابھی صاحبہ سے ملاقات کرنی ہے۔" اس نے پرجوش ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے بچگانہ انداز پر وہ ہنسا

"اتنی جلدی تو مجھے بھی نہیں ہے جتنی تمہیں ہو رہی ہے۔"

"اوکے بائے بائے میں جا رہی ہوں۔ بابا سے بات کر کے مجھے شاپنگ کرنے جانا ہے۔ اپنی بھابھی صاحبہ کے لیے ڈھیر سارے گفٹس لینے ہیں۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے نہیں لگتا وہ ہماری فیملی کے ساتھ اتنا فرینک ہو گی۔ ماما کی اس دن کی باتیں وہ سن چکی ہے۔" اس نے اسے آگاہ کیا.

"ڈونٹ وری بھائی سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی اور جاتے جاتے رکی۔

"اگر بغاوت بھی کرنی پڑی تو کر جایئے گا۔ماما کب تک ناراض رہیں گی۔ایک دن مان ہی جائیں گی۔"

"اور وہ، وہ مان جائے گی؟" اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم منالیں گے۔" ایک عزم سے کہتی اس کے بال بگاڑتی باہر نکل گئی۔

"ان شاءاللہ۔" اس نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے دل ہی دل میں کہا۔

#تم_سے_لگن_لگی

www.novelsclubb.com

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_4

"نی کڑی کا سامان رکھ لیا ہے یا بس اپنا ہی لے کر جا رہی ہے؟" وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو بے بے تارا کو آڑے ہاتھوں لیے بیٹھی تھیں۔

"جی! روشی بی بی کا سارا سامان رکھ لیا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔اس کا دھیان رکھنا، کھانا پانی وقت پر دیتی رہنا اور خبر دار جو اپنا بوجھ بھی اس پر ڈالا تو۔" انہوں نے اس کی جانب انگلی اٹھا کر اسے تنبیہی نگاہوں سے گھورا۔تارا کو سر جھکائے فرمانبرداری سے کھڑے دیکھ کر روشانے بے ساختہ مسکرائی۔اس کے مذاق کو بے بے نے سنجیدہ لے لیا تھا۔

"ماشاءاللہ! میری بچی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔" نیوی بلیو رنگ کی پھول دار کرتی، سفید ٹراؤزر پر سفید ہی دوپٹہ ایک کندھے پر رکھے اس کو نیچے آتا دیکھ کر فردوس چچی اٹھ کر اس کے پاس آئیں۔

"اللہ نظر بد سے بچائے۔" انہوں نے اس کے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے کہا۔

"تُو ایسے ہی جائے گی؟" بے بے نے ناک پر انگلی رکھتے ہوئے اس کو کڑے تیوروں سے گھورا۔

"کیوں کیا ہوا ہے؟ اچھی بھلی تو ہوں؟" اس نے خود کا تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لیتے ہوئے انہیں دیکھا

"بی بی تُو گھر سے باہر جا رہی ہے اور وہ بھی اکیلی۔ دوپٹہ تُو کسی رسی کی طرح اپنے کندھے پر لٹکائے ہوئے ہے اور چادر سرے سے غائب ہے۔ میں پوچھتی ہوں تم ہوش میں ہو؟" وہ ایک دم سے جلال میں آتے ہوئے بولیں۔

"او کے فائن! آپ غصہ مت کریں، میں دوپٹہ اوڑھ لیتی ہوں۔" ان کے موڈ سے خائف ہوتے ہوئے اس نے جھٹ سے دوپٹہ اپنے سر پر لیا۔

"اب تُو کیا کھڑی میرا منہ تک رہی ہے؟ چل جا اور جا کر اس کی چادر لا۔" انہوں نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے اب اپنی توپوں کا رخ تارا کی جانب موڑا، جسے دیکھ کر وہ فوراً سر اثبات میں ہلاتی اوپر چلی گئی اور اگلے دو منٹوں میں وہ سیاہ رنگ کی کڑھائی والی چادر لیے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"چل اس کو اپنے اوپر اوڑھ۔" انہوں نے اشارہ کیا تو روشانے نے خاموشی سے چادر پکڑ کر اپنے کندھوں پر پھیلائی۔

"بس یا کچھ اور بھی ہے؟" اس نے چادر ٹھیک کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہوں اب ٹھیک ہے۔ دیکھ میری دھی! دوپٹہ سر پر ہی رکھا کر۔ بیٹیوں کے ننگے سر اچھے نہیں لگتے۔ یہ چادر محافظ ہوتی ہے عورت کی، جتنا تحفظ اس سے ملتا ہے ناں کسی بھی دوسری چیز سے نہیں ملتا۔ آج کل کی لڑکیاں تو فیشن کے نام پر دوپٹے

سے بے پرواہ ہوتی جا رہی ہیں جو کہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔"اب کی بار انہوں نے نرمی سے کہا مگر اگلے ہی لمحے دوبارہ ان کے ماتھے کے بل نمودار ہوئے۔

"اے سُن! یہ تیری چادر کدھر ہے؟"دروازے سے باہر نکلتی تارا کو بنا چادر کے نکلتا دیکھ کر انہوں نے کڑک دار سی آواز دی اور وہ بغیر کوئی دوسری بات کیے کان دباتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

"اچھا چچی! میں چلتی ہوں۔پلیز حریم کا خیال رکھیے گا۔"روشانے فردوس چچی کے گلے ملتے ہوئے بولی۔

"لو! یہ بھی بھلا کوئی کہنے کی بات ہے۔"

www.novelsclubb.com

"رمشا پلیز تم رات کو اسے اپنے پاس سلا لینا،وہ اکیلی ڈر نہ جائے۔"اس نے پاس کھڑی رمشا کو کہا۔

"ارے آپی فکر ہی مت کریں۔ میں اچھے سے خیال رکھوں گی۔ بس میری شاپنگ کرتی ہوئی آیئے گا۔" رمشا نے آنکھیں مٹکائیں

"میرے خیال سے تم روزیونی شہر ہی جاتی ہو پھر مجھے ضرور ہی خوار کرنا ہے۔" اس نے سر جھٹکا۔

"فرمائشی لسٹ کا بھی اپنا ہی مزہ ہوتا ہے۔ آپ جیسی خشک مزاج بندی کو بھلا کیا پتہ۔" اس نے منہ بنایا۔

"اچھا اب بچی کو جانے تو دو۔ تم اپنا ہی کھاتا کھول کر بیٹھ جاتی ہو۔" فردوس چچی نے اسے ٹوکا۔

"اوکے بے بے! خدا حافظ اپنا خیال رکھیئے گا اور ہمارے لیے دعا بھی کیجیئے گا۔" وہ ان کے پاس آکر جھک کر ان سے ملی اور ان کا گال چومتی باہر نکل گئی۔ گیراج میں

اس کی گاڑی کے پاس ہی حریم اپنا ٹیڈی سینے سے لگائے منہ پھلائے کھڑی تھی۔وہ اپنا بیگ پچھلی سیٹ پر رکھتی اس کی طرف آئی۔

"کیا بات ہے میرا بے بی ناراض ناراض سا لگتا ہے؟"اس کو گود میں اٹھاتے ہوئے زور سے اس کا گال چوما

"آپ پھر جا رہی ہیں۔میں کیا کروں گی یہاں؟مجھے بھی ساتھ جانا ہے۔"اس نے ہونٹ لٹکاتے ہوئے معصومیت سے کہا کہ شاید اس کو ترس آجائے۔

"میرا پیارا سا بے بی! پھپھو کو وہاں بہت کام ہے۔تم اکیلی کس کے ساتھ رہو گی؟ یہاں تو اتنے لوگ ہیں۔میں جلدی واپس آجاؤں گی۔"

"اکیلی کہاں ہوں گی؟تارا پھپھو اور مہوش پھپھو بھی تو ساتھ ہوں گی۔"وہ روہانسی ہوئی۔

"بیٹا مہوش پھپھو تو اپنے ایگزامز میں بزی ہوں گی اور تارا پھپھو کاموں میں اور پھر اب تو اسکول بھی شروع ہو گیا ہے۔اسکول سے چھٹیاں کرو گی تو گندے بچوں کی لسٹ میں آجاؤ گی اور ٹیچر کی بھی فیورٹ نہیں بن پاؤ گی پھر رمشا پھپھو کے بڑے سے اسکول میں کیسے جاؤ گی؟"روشانے نے اس کو باتوں میں بہلانا چاہا اور اسکول کے نام پر وہ خاموش بھی ہو گئی۔

اور دیکھو نہ میں تو جا رہی ہوں اگر تم بھی چلی جاؤ گی تو اپنا روم اور چیزیں اکیلی چھوڑ دو گی؟اگر کسی نے لے لیں تو کیا کرو گی؟"اس کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر اس نے اس کے بال سہلاتے ہوئے نرمی سے کہا۔اپنا کمرہ، چیزیں اور اپنی پھپھو کو لے کر وہ کتنی حساس تھی یہ اس سے بہتر کون جان سکتا تھا

www.novelsclubb.com

"پر میں آپ کو مس کرتی ہوں ناں۔"اس نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بے چارگی سے کہا جیسے سارا قصور ہی مس کرنے کا ہو ورنہ وہ تو نہیں جانا چاہتی۔

"تو میرا بیٹا آپ سعد چاچو سے کہنا وہ اسکول سے واپسی پر آپ کو مجھ سے ملوانے لے آئیں۔"اس نے کہا تو حریم نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"ہاں! یہ تو میں بھول ہی گئی تھی۔"

اس کے انداز پر روشانے اور پیچھے سے آتی تارا دونوں ہنس پڑیں۔

"حریم بیٹا پھپھو کچھ دنوں کے لیے ہی جا رہی ہیں۔آ جائیں گی۔ان کو پریشان مت کرو۔"فردوس چچی ان کے پاس آتی ہوئی بولیں۔

"اب پریشان نہیں ہونا۔چلو اب مجھے گڈ بائے کہو۔"روشانے نے اپنا گال اس کے آگے کیا۔وہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر اس کے دونوں گال چومتے ہوئے پیچھے ہوئی۔روشانے نے اس کو گود سے اتارا تو فردوس چچی اس کا بازو تھام کر کھڑی ہو گئیں۔وہ آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔تارا پہلے ہی اس کے برابر میں فرنٹ سیٹ سنبھال چکی تھی۔ماسی نے گیٹ کھولا تو وہ گاڑی سٹارٹ کر کے گھر

سے نکل گئی۔فردوس چچی چلتی ہوئی گیٹ سے باہر آن کھڑی ہوئیں۔ان کی گاڑی موڑ مڑ گئی تو وہ بھی پلٹ کر گھر کے اندر چلی گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اف آج تو میں بہت تھک گئی۔"رومیسہ شاپنگ بیگز صوفے پر رکھتی ہوئی بڑبڑائی۔الفت بیگم جو کچن سے نکل رہی تھیں اتنی شاپنگ دیکھ کر ٹھٹھکیں۔

"یہ سب کیا ہے؟"

"شاپنگ کی ہے۔"اس نے اٹھ کر کچن میں جاتے ہوئے جواب دیا۔

"اتنی ساری؟"انہوں نے بیگز کا ڈھیر لگا دیکھ کر پوچھا اور ساتھ ہی جھانک کر دیکھنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"یہ میں نے اپنے کزنز کے لیے کی ہے۔آخر کو ہم اتنے سالوں کے بعد جا رہے ہیں ۔کچھ گفٹس تو لے کر جانے ہی چاہئیں۔" وہ پانی کا گلاس ہاتھ میں لیے واپس آتی ہوئی بولی۔الفت بیگم نے چونک کر اسے دیکھا۔

"میں سمجھی نہیں؟" وہ حیران تھیں کہ کہاں وہ پاکستان جانے کا سن کر ہنگامہ کر رہی تھی اور کہاں اب شاپنگ کر آئی تھی۔

"اس میں نہ سمجھنے کی تو کوئی بات ہی نہیں ہے ماما۔میں نے رمشا، سعد بھائی، روشی بھابھی اور حریم کے لیے کچھ شاپنگ کی ہے۔اب خالی ہاتھ جاتے اچھے تھوڑی نہ لگتا ہے۔" وہ گلاس وہیں سینٹرل ٹیبل پر رکھ کر عام سے انداز میں بولی۔

"یہ تم کہہ رہی ہو؟" ان کی آنکھوں میں بے یقینی تھی

"آپ کا مطلب میں اچھے سے سمجھ رہی ہوں، مگر شاید آپ نہیں سمجھ رہیں۔اب وہ وقت نہیں رہا۔دنیا بہت آگے جا چکی ہے۔پاکستانی لوگ اور ان کی سوچ بھی کافی

حد تک بدل چکی ہے۔ ہم وہاں کے لوگوں سے ملے بغیر ان کے بارے میں رائے نہیں قائم کر سکتے اور ویسے بھی وہ ہماری فیملی ہے۔ بے شک ہم کئی سالوں سے ان سے دور رہ رہے ہیں لیکن ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ لوگ ہی ہماری اصل شناخت ہیں۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ غازان سے مل کر وہ اظہار صاحب کے پاس آئی تھی اور انہوں نے اسے مختصراً پورے خاندان کے بارے میں بتایا تھا جس کو سن کر وہ کافی متاثر ہوئی تھی۔

"میں جانتی ہوں۔ تم کن کی زبان بول رہی ہو مگر ایک بات یاد رکھنا میں اس لڑکی کو کبھی اس گھر میں نہیں لاؤں گی۔" انہوں نے رعونت زدہ لہجے میں کہا۔

"ماما پلیز! آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہیں۔ بھائی کے لیے روشانے سے اچھی لڑکی آپ کو نہیں ملے گی۔" رومیسہ نے تاسف سے ان کا سفاکانہ رویہ دیکھا۔

"شٹ اپ رومی! اب تم مجھے سمجھاؤ گی کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا نہیں۔ میں تو یہ دیکھ کر حیران ہوں کہ ایک ہی دن میں کون سا جادو ہوا ہے تم پر، جو تم یوں اس کے لیے بڑھ چڑھ کر بول رہی ہو حالاں کہ کل تک وہ تمہیں بھی ویسی ہی لگ رہی تھی جیسی مجھے تو پھر یوں اچانک کیوں محبت جاگ گئی ہے؟" انہوں نے سختی سے کہا۔

"چھوڑیں ماما۔ ہم دو دن بعد جا تو رہے ہیں۔ وہیں آپ کو سارے سوالوں کے جواب مل جائیں گے۔" وہ مزید کچھ کہے شاپنگ بیگز اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ وہ حیرانی سے اس کی پشت دیکھتی رہ گئیں۔ اس کا یا پلٹ پر وہ حیران کم پریشان زیادہ ہو گئیں تھیں۔ پہلے شوہر اور بیٹا اور اب بیٹی بھی یوں ان کی طرف داری کر رہی تھی۔ ان کو اپنے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہونے لگیں۔ کچھ سوچ کر وہ پاکستان میں اپنی بہن کا نمبر ملانے لگیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سورج ڈھل چکا تھا اور آسمان پر پرندے ڈاروں کی صورت میں اپنے اپنے آشیانوں کی طرف رواں دواں تھے۔ گاؤں میں ایک چہل پہل سی ہو رہی تھی۔ صبح سے کاموں سے نکلے لوگ اب گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ گلی میں موٹر سائیکلز اور گاڑیوں کے شور کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ بے بے باہر صحن میں چارپائی ڈالے ہاتھ میں تسبیح لیے مہمانوں کی منتظر بیٹھی تھیں۔ ان کا بیٹا اور پوتا پوتی پندرہ بیس سال بعد آ رہے تھے، ان کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔ ماں کا دل ایسا ہی تو ہوتا ہے نرم و گداز، محبت اور ممتا سے بھرپور۔ اولاد چاہے جیسی بھی ہو اور جس عمر کی بھی ہو، ماں کی محبت کم نہیں ہوتی اور اگر اولاد پردیس میں ہو تو پھر تو ماں کی تڑپ اور محبت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ وہ ہر ہارن پر چونک کر دروازے کی طرف دیکھتیں پھر مایوس ہو کر سر جھکا لیتیں۔ ان کو یوں دیکھ کر فردوس چچی سر جھٹک کر رہ گئیں۔ وہ فردوس چچی اور ماسی سے کھانے کا اچھا خاصا انتظام کروا چکی تھیں۔ سارے گھر کی صفائی انہوں نے اپنی نگرانی میں کروائی تھی۔ تارا کے گھر نہ

www.novelsclubb.com

ہونے کی بناپر رمشا کو بھی ساتھ کام پر لگایا ہوا تھا۔دو دن کی بھاگ دوڑ سے وہ اب کوفت زدہ سی اپنے کمرے میں گھسی بیٹھی روشانے کو خود پر پڑی افتاد سے آگاہ کر رہی تھی۔

"آپ نے ٹھیک کیا جو شہر چلی گئیں۔میں اچھی خاصی پھنس چکی ہوں۔"اس نے موبائل دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے جھنجھلا کر کہا۔

"ایسے نہیں کہتے۔مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتے ہیں۔"روشانے نے نرمی سے اسے ٹوکا۔

"ہاں بھئی آپ کے تو سسرالی ہیں۔آپ کو تو برا لگے گا ہی۔"رمشا نے جل کر کہا۔ روشانے اس کی بات پر خاموش ہو گئی تھی۔اس کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے رمشا نے خود پر لعنت بھیجی۔

"سوری آپی بس ایسے ہی زبان پھسل گئی۔میرا مقصد وہ نہیں تھا۔"

"اٹس اوکے۔ تم بتاؤ، وہ لوگ کب تک آ رہے ہیں۔" اس نے دھیمے سے پوچھا۔ لہجے میں کچھ دیر پہلے والی خوشگواری اب مفقود ہو چکی تھی۔

"بھائی گیا ہوا ہے لینے۔ بس پہنچنے والے ہیں۔" رمشا اس کے بجھے انداز پر دل ہی دل میں خود کو کوستے ہوئے کمرے سے باہر نکل کر چھت پر آئی۔

"پہنچ گئے۔" اس نے گاؤں میں داخل ہوتی سعد کی گاڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے میں رکھتی ہوں۔ اپنا خیال رکھنا اور حریم کا بھی۔" روشانے نے ہولے سے کہا۔

"ارے کیوں بھئی، آپ کیوں رکھتی ہیں؟ آتے ہیں تو آئیں میں کوئی مری جا رہی ہوں ان سے ملنے کے لیے۔" رمشا نے اکڑ کر کہا۔ اس کا انداز دیکھ کر وہ ہنس دی۔

ان کی گاڑی گیٹ کے باہر رکی تو ہارن کی آواز پر ماسی نے جا کر گیٹ کھول دیا۔ سعد نے گاڑی لا کر گیراج میں روکی۔ رمشا تھوڑا آگے ہو کر ریلنگ سے نیچے جھانکنے

لگی۔ گاڑی سے اظہار صاحب، الفت بیگم، رومیسہ اور غازان نکل رہے تھے۔ وہ باری باری بے بے اور فردوس چچی سے ملنے لگے۔ تائی جان سے ملتے ہوئے فردوس چچی نے تو کوئی خاص گرمجوشی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا مگر بے بے ان سب کو کافی دیر تک گلے سے لگائے کھڑی رہیں تھیں۔ اظہار صاحب کو تو وہ بار بار گلے لگاتیں اور محبت سے ان کا منہ چومتیں۔

"اچھا تم جاؤ نیچے۔ مجھے زرا کام ہے پھر کال کروں گی۔ بے بے ناراض ہوں گی۔" روشانے نے کہا اور اس کی سنے بغیر کال کاٹ دی۔

رمشا برے برے سے منہ بناتی نیچے آئی اور بے دلی سے ان سب سے مل کر کام کے بہانے سے اٹھ گئی۔ بے بے ان سب کو لے کر اندر ہال میں لے آئیں اور اب بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ فردوس چچی بھی ماسی کے ساتھ کھانا لگانے کا کہہ کر چلی گئیں۔ بے بے نے ان دونوں کا سرد رویہ محسوس کیا تھا مگر کچھ کہا نہیں تھا۔ وہ جانتی تھیں روشانے سے وہ کتنا پیار کرتی ہیں۔ بعض اوقات تو دیکھنے والے رمشا کی

بجائے روشانے کو ان کی بیٹی سمجھتے تھے۔اس کے ماں باپ کے انتقال کے بعد فردوس چچی پہلے سے بھی بڑھ کر اس کا خیال رکھنے لگی تھیں اور رمشا عمروں کا فرق ہونے کے باوجود بھی اس سے کافی حد تک فرینک تھی۔اگر انہوں نے گرمجوشی ظاہر نہیں کی تھی تو ان کا قصور بھی نہیں تھا۔جو وہ روشانے کے بارے میں کہہ چکی تھیں اس کے بعد ان کا یہ انداز غلط نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"دادو میں بہت تھک گئی ہوں تو مجھے کمرہ بتادیں۔میں سونا چاہتی ہوں۔"رات کے کھانے کے بعد رومیسہ اور الفت بیگم بے بے کے پاس ہال میں بیٹھی ہوئی تھیں۔اظہار صاحب،ابصار صاحب اور آغا جان کے ساتھ باہر بیٹھک میں تھے۔غازان سعد کے ساتھ اس کے کمرے میں تھا۔رومیسہ بمشکل آنکھیں کھولے بیٹھی تھی۔پچھلے دو دنوں سے شاپنگ اور دیگر تیاریوں میں اسے نیند پوری کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

"ہاں پتر تُو جا کے سو جا ورنہ طبعیت خراب ہو جائے گی۔رمشا جا اس کو شانو کے کمرے میں لے جا۔" بے بے نے اس کی مندی مندی آنکھیں دیکھتے ہوئے رمشا کو اشارہ کیا۔

"آئیں۔" رمشا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ شانو کے کمرے میں کیوں سوئے گی؟اور کمرے نہیں ہیں کیا جو میری بیٹی اس لڑکی کے کمرے میں ٹھہرے گی؟" الفت بیگم نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے حقارت سے کہا۔باورچی خانے میں کپوں میں چائے ڈالتی فردوس چچی نے سر اٹھا کر باہر دیکھا جہاں وہ بڑی شان سے صوفے پر براجمان تھیں۔

"جو کمرہ اس کے لیے ٹھیک کروایا تھا اس کی بجلی خراب ہو گئی ہے۔رمشا کے ساتھ آج کل حریم سوتی ہے اور شانو کا کمرہ خالی ہے۔ایک دو دن گزارہ کر لو پھر میں

بندوبست کروادوں گی۔" بے بے نے ان کے تیور دیکھتے ہوئے ہولے سے کہا۔ ماسی کو بیٹھک کے لیے چائے دے کر بھیجتے ہوئے فردوس چچی چائے کی ٹرے لیے باہر آئیں۔

"روشانے نام ہے اس کا۔ ہم لوگ اسے روشی کہتے ہیں۔ شانو صرف اماں کہتی ہیں۔ ان کے علاوہ نہ کوئی اسے اس نام سے بلاتا ہے اور نہ ہی مجھے اچھا لگتا ہے کہ کوئی میری بیٹیوں کے نام بگاڑے۔" فردوس چچی نے چائے کا کپ انہیں پکڑاتے ہوئے ایک سپاٹ سی نگاہ ان پر ڈالی۔ انہوں نے بات تو عام سی کی تھی مگر لہجے کی چُبھن اور تپش الفت بیگم سے مخفی نہیں رہی تھی۔ وہ خاموش ہو کر رہ گئیں۔

"کوئی بات نہیں میں روشانے کے روم میں سو جاتی ہوں۔" رومیسہ ماحول کا تناؤ دیکھتے ہوئے جلدی سے بولی اور رمشا کو آنے کا اشارہ کیا۔

"واؤ! کتنا پیارا روم ہے۔" رمشا کے پیچھے وہ کمرے میں داخل ہوئی تو بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

کمرہ کافی بڑا اور کشادہ تھا، جس کی دیواریں ہلکے گلابی رنگ کی تھیں۔ چھت کے بیچ ایک خوبصورت سا گولڈن اور سرخ رنگ کا فانوش لٹک رہا تھا۔ بائیں دیوار میں بنی کھڑکی پر سفید رنگ کے ریشم کے پردے جھول رہے تھے۔ دائیں دیوار پر روشانے اور حریم کی بہت ساری تصاویر آویزاں تھیں۔ کچھ اس کی اکیلی کی تھیں تو کسی میں وہ حریم کے ساتھ تھی۔ ایک تصویر میں وہ نیچے گھاس پر بیٹھی تھی اور اس سے تھوڑے فاصلے پر حریم کھڑی منہ بسور رہی تھی۔ ایک میں وہ سر پیچھے گرائے ہنس رہی تھی بہت ساری تصویروں میں وہ حریم کو گود میں اٹھائے کھڑی تھی۔

کھڑکی سے تھوڑے فاصلے پر جدید طرز کا ایک بیڈ تھا، جس کی چادریں اور تکیے سفید رنگ کے تھے۔ بیڈ پر پڑے ٹیڈی بیئر بھی یا تو سفید رنگ کے تھے یا گلابی۔ پائینتی کی طرف ایک تھری سیٹر صوفہ رکھا تھا اور اس کے سامنے دو خوبصورت سے

موڑھے رکھے تھے ایک بڑے سے سٹار کی شکل کا گلابی رنگ کا قالین صوفے کے نیچے بچھا ہوا تھا۔ سامنے والی دیوار میں الماری اور ڈریسنگ ٹیبل تھا جس پر جگہ جگہ مختلف کارٹون کرداروں کے سٹکرز لگے ہوئے تھے۔

ایک طرف دیوار میں کچھ سٹکی نوٹس چپکے ہوئے تھے جس پر موجود ہدایات سراسر حریم کے لیے تھیں۔ گلابی اور سفید رنگ کے امتزاج کے ساتھ وہ کمرہ کسی شہزادی کے کمرے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ رومیسہ آنکھیں پھاڑے اور اپنے ہاتھ گالوں پر رکھے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

"مجھے تو یہ کمرہ کسی پرنسز کا لگ رہا ہے۔" اس نے خوابناک لہجے میں کہا۔

"ایک پرنسز کا نہیں یہاں دو دو پرنسز رہتی ہیں۔" رمشا کے انداز سے محبت چھلک رہی تھی

"یہ سجاوٹ خالص حریم کی پسند کی ہے۔کارٹون دیکھ دیکھ کر اس کو بہت شوق ہو گیا تھا کہ اسے بھی ایسا ہی کمرہ چاہیئے۔روشی آپی سے کہا تو اس نے سیٹینگ کروا دی۔"وہ آگے بڑھ کر کھڑکی کھولتے ہوئے اسے بتانے لگی۔

"سفید آپی کا فیورٹ کلر ہے اور گلابی حریم کا۔دونوں کے کپڑے بھی زیادہ تر انہی کلرز میں ہوتے ہیں۔اب تو بے بے تنگ آ گئی ہیں۔شاپنگ کرنے جائیں تو خاص طور پر تاکید کر کے بھیجتی ہیں کہ سفید اور گلابی رنگ نہ اٹھالانا۔"وہ کھڑکی کھول کر بیڈ کی چادر سیٹ کرتے ہوئے اسے بتانے لگی۔اس کے لہجے کی محبت محسوس کرتے ہوئے وہ مسکرائی۔

"آپ ریسٹ کریں۔میں چلتی ہوں۔بس آج کا دن ایڈجسٹ کر لیں۔آپ کا کمرہ تیار ہے بس عین وقت پر بجلی خراب ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے آپ کو یہاں ٹھہرانا پڑا۔کل تک ٹھیک ہو جائے گی تو آپ وہاں شفٹ ہو جانا۔"رمشا پنکھا چلا کر اس کی رفتار آہستہ کرنے لگی۔

"پانی میں لے آتی ہوں۔آپ کو کچھ اور چاہیئے تو مجھے بتادیں۔"وہ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔وہ اس سے بہت نرمی سے بات کر رہی تھی مگر لہجے میں محبت کا وہ عنصر غائب تھا جو کچھ دیر پہلے روشانے اور حریم کے بارے میں بات کرتے ہوئے اس کے لہجے میں تھا۔وہ دل مسوس کر رہ گئی۔

"نہیں کچھ نہیں چاہیے۔"اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"سنو!"وہ باہر جانے لگی تو اس نے رمشا کو روکا۔

"تم مجھے تم کہہ کر مخاطب کر سکتی ہو۔"اس نے مسکراتے ہوئے نرمی سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی باہر نکل گئی

"بیوٹیفل۔"وہ ایک بار پھر کمرے کو ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے بڑبڑائی اور اٹھ کر واش روم میں چلی گئی۔

****

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو رومیسہ کو بیڈ پر سوئے دیکھ کر اس کی آنکھیں اور منہ پورا کھلا۔ آنکھوں میں پہلے حیرت اور پھر غصہ امڈ آیا تھا۔ وہ الٹے قدموں واپس مڑی اور اپنا غصہ دروازے پر نکالا۔ دھاڑ کی آواز پر رومیسہ ہڑبڑا کر اٹھی۔ وہ تیزی سے نیچے آئی اور باورچی خانے میں کام کرتی فردوس چچی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

"وہ مہمان ہمارے کمرے میں کیا کر رہی ہیں؟" اس نے بنا کوئی دوسری بات کیے صاف بات کی۔ اس کی پھپھو گھر پہ نہیں تھی تو اس کو ہی اپنی چیزوں کی حفاظت کرنا تھی۔ یہ بھی روشانے نے اسے سکھایا تھا کہ جب وہ یا گھر میں سے کوئی اور اس کے ساتھ نہ ہو تو اس کو خود ہی اپنا اور اپنی چیزوں کا خیال رکھنا ہے اور وہ اس کی ہدایات پر پورا پورا عمل کیا کرتی تھی۔ انہوں نے مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ غصے سے سرخ چہرہ اور ماتھے پر چھوٹے بڑے ان گنت بل لیے کھڑی تھی۔ وہ گہری سانس لے کر بظاہر دوبارہ سے چولہے پر رکھے دودھ کی جانب متوجہ ہوئیں، مگر درحقیقت ان کا

دماغ تیزی سے سوچنے میں مصروف تھا کہ اس کو کیسے ٹالا جائے، جوان کے سامنے سراپا سوال بنی کھڑی تھی گویا کمرہ نہ ہو گیا اس کی ذاتی سلطنت ہو گئی، جس میں کسی دوسرے کا قدم رکھنا سختی سے منع ہو کجا کہ اس سلطنت میں خواب خرگوش کے مزے لیے جائیں۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_5

"دوسرے کمرے کی لائٹ خراب ہو گئی تھی تو تمہاری بے بے نے اسے وہاں ٹھہرا دیا ہے۔ صبح اپنے کمرے میں شفٹ ہو جائے گی۔" فردوس چچی نے نرمی سے بتایا ورنہ اس نے خواہ مخواہ بگڑ جانا تھا اور مہمانوں کے سامنے شرمندگی الگ ہوتی

"تو کیا کوئی اور کمرہ نہیں تھا؟ اتنے کمرے خالی ہیں کسی میں بھی رہ سکتی تھیں تو پھر ہمارے کمرے میں ہی کیوں؟" اس نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے آنکھیں سکیڑ کر جرح کی

"ادھر آؤ۔" انہوں نے اس کو اٹھا کر میز پر بٹھایا

"تمہیں پتہ ہے، مہمان اللہ پاک کی رحمت ہوتے ہیں۔ جس جگہ پر مہمان رکیں، وہاں برکت ہوتی ہے اللہ پاک بھی خوش ہو جاتا ہے اور جب وہ مہمان جاتے ہیں نہ تو اپنے ساتھ ساری بری بلائیں، شیطان اور بری چیزیں لے بھی جاتے ہیں۔ وہ جگہ ایک دم سے پاک صاف ہو جاتی ہے" انہوں نے نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

www.novelsclubb.com

"ہم نے اسی لیے مہمان کو تمہارے کمرے میں ٹھہرایا تھا کہ اللہ پاک اپنی رحمت تمہارے کمرے میں بھیج دے، لیکن اگر تم نہیں چاہتی تو کوئی بات نہیں۔ میں

اسے رمشا کے کمرے میں بھیج دیتی ہوں۔ وہ تو مجھے کہہ رہی تھی کہ اس کو رحمت کی بہت ضرورت ہے اور بری بلائیں بھی بہت جمع ہو گئی ہیں تو مہمان کو اس کے کمرے میں ٹھہرا دوں، لیکن میں نے سوچا کہ چھوٹے بچوں کو زیادہ حفاظت کی ضرورت ہوتی، مگر اب تم یوں غصہ کر رہی ہو تو میں اس کو رمشا کے پاس بھیج دیتی ہیوں۔" وہ عام سے انداز میں کہتیں دوبارہ سے چولہے کی طرف متوجہ ہوئیں۔ وہ جو غور سے ان کی باتیں سن رہی تھی، آخری بات پر چونکی

"نہیں، نہیں کوئی بات نہیں۔ وہ رہ سکتی ہیں۔" اس نے جلدی سے رضامندی دینی مناسب سمجھی کہ کہیں وہ واقعی ہی اسے شفٹ نہ کر دیں۔ اب اس کے ایک دو دن ٹھہرنے سے رحمت بھی آ رہی تھی اور جاتے ہوئے وہ ساری بلائیں بھی ساتھ لے جائے گی، اتنا کچھ مل رہا تھا تو سودا گھاٹے کا نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے میز سے اتر کر باہر نکل گئی۔ فردوس چچی نے اس کو یوں جاتے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے شکر ادا کیا۔ وہ دوبارہ کمرے میں آئی جہاں رومیسہ موبائل پر لگی ہوئی تھی۔ اس کو

دیکھ کر اس نے مسکراہٹ پاس کی اور دوبارہ سے موبائل میں مصروف ہو گئی۔ اسے رمشا بتا چکی تھی کہ یہ کمرہ روشانے اور حریم کا ہے اس لیے اس نے اس کے آنے کی وجہ دریافت نہیں کی تھی۔ حریم خاموشی سے پائنتی کی طرف رکھے صوفے پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگی۔ اس کی نیند تو وہ خراب کر چکی تھی اور اس کی دوستوں کے بھی میسجز آ رہے تھے تو وہ موبائل میں مگن تھی اور حریم اس کا جائزہ لینے میں۔

"یہ ہمارا کمرہ ہے۔" ایک طویل خاموشی کے بعد حریم کی آواز کمرے میں گونجی۔ لہجہ جتاتا سا تھا۔ اس نے چونک کر اسے دیکھا اور مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ اس کو دوبارہ سے موبائل میں مصروف ہوتا دیکھا کر وہ اٹھی اور موڑھا کھینچ کر دیوار کے ساتھ لگایا اور قدرے نیچی تصویر اتار کر اس کے پاس آئی

"یہ میری پھپھو ہیں۔"

"رومیسہ نے سر اٹھایا تو وہ اس کے سامنے ایک تصویر لیے کھڑی تھی۔اس نے کچھ سوچتے ہوئے موبائل ایک طرف رکھا اور اس سے تصویر پکڑی

"اوہ تو یہ تمہاری پھپھو ہے؟"اس نے مصنوعی حیرانگی سے پوچھا

"پیاری ہیں نہ؟"حریم کے لہجے میں فخر تھا

"ہاں بہت پیاری ہیں۔"اس کا جوش دیکھ کر وہ مسکرائی

"اچھا حریم میں نہ تم لوگوں کے لیے گفٹس لائی تھی۔تم جاؤ رمشا کو بلا لاؤ۔میں تب تک بیگ سے نکالتی ہوں۔"وہ اٹھ کر ڈریسنگ کے پاس رکھا ایک بیگ کھولنے لگی۔

وہ سر ہلاتی دروازے کی طرف بڑھی اور پھر کچھ یاد آنے پر مڑی

www.novelsclubb.com

"پھپھو کے لیے بھی ہیں؟"

رومیسہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔وہ رمشا کو لے کر واپس آئی تو رومیسہ بیڈ پر بہت سی چیزیں پھیلائے بیٹھی تھی۔اس نے کچھ پرفیومز اور میک اپ کا

سامان اسے دیا جو اس نے کچھ پس و پیش کے بعد لے لیا تھا۔ حریم کو اس نے ٹیڈی بیئر اور چاکلیٹس دی تھیں۔ روشانے کے گفٹس اس نے واپس بیگ میں رکھ دیئے تھے کہ اس کے آنے پر دے گی۔ رمشا اٹھ کر جانے لگی تو اس نے کچھ دیر اس کو بیٹھنے کا کہا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد وہ جب اٹھیں تو رمشا کا تو پتہ نہیں مگر حریم کے دل میں وہ اچھی خاصی جگہ بنا چکی تھی جس کا ثبوت وہ اسے یہ اجازت دے کر دے چکی تھی کہ وہ جب تک چاہے ان کے کمرے میں رہ سکتی ہے۔ اس کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے رمشا اسے لیے اپنے کمرے میں آ گئی تاکہ اسے سلا سکے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"دادو! وہ کب آئے گی؟" وہ اس وقت ان کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا اور بے بے نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھیں۔ وہ ان سے ادھر ادھر کی چھوٹی موٹی باتیں کر رہا تھا کہ اچانک سے اس نے پوچھا۔

"کون؟" بے بے نے حیرانگی سے پوچھا۔

"میری بیوی۔" اس کے لبوں پر بھرپور مسکراہٹ تھی۔اس کے منہ سے بیوی لفظ سن کر بے بے جہاں تھیں وہیں تھم گئیں تھیں۔ان کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے وہ وہیں لیٹے لیٹے گھوما اور اوندھا ہو کر کہنی کے سہارے لیٹ کر گال پر ہاتھ رکھے انہیں دیکھنے لگا جو کسی مجسمے کی مانند جامد و ساکت آنکھوں میں حیرانی لیے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔اس نے شرارت سے ان کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

"کہاں کھو گئیں؟"

"بیوی!" انہوں نے زیر لب دہراتے ہوئے گومگو کیفیت میں اسے دیکھا۔انھیں اس سے اس بات کی توقع بالکل بھی نہیں تھی۔وہ تو یہی سمجھی تھیں کہ الفت بیگم کے ساتھ ساتھ وہ بھی اپنی ماں کا ہمنوا ہو گا،اپنے رشتے کو برقرار رکھنے کے حق میں نہیں ہو گا۔

"پُتر! تُو سچ کہہ رہا ہے؟" انہوں نے آنکھوں میں بے یقینی لیے اس سے پوچھا جس پر اس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"پر تیری ماں تو۔"

"آپ نے اپنی پوتی کا نکاح میرے ساتھ کیا تھا یا ماں کے ساتھ؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

"مگر تیرا باپ بھی تو کہہ رہا تھا کہ بچے نہیں مانتے۔" وہ ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا تھیں۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ ماما ابھی انکار کر رہی ہیں۔ ان کو بھی منا لوں گا۔ فی الحال تو یہ بتائیں کہ وہ آئے گی کب؟" اس نے دوبارہ سے ان کی گود میں سر رکھتے ہوئے اُس دشمنِ جاں کا پوچھا۔

"چھ سات دن تو ہو گئے ہیں اور اتنے ہی دن اور لگ جائیں گے۔ پندرہ دن کا کہہ کر گئی تھی۔"

"اس دن اس کی ماما سے بات ہوئی تھی۔ وہ مان تو جائے گی نا؟" غازی نے ان کو دیکھتے ہوئے یاسیت سے پوچھا۔

"باقی تو کسی حد تک میں سنبھال لیتی مگر تیری ماں کو یوں اس کے سامنے اتنا کڑوا نہیں بولنا چاہیئے تھا۔ حالات نے اسے تھوڑا سنجیدہ اور غُصیلا بنا دیا ہے ورنہ تو بہت اچھی تھی میری دھی۔" بے بے کے لہجے میں پوتی کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

"کیا بہت غصہ کرتی ہے؟" اب کے اس نے کچھ فکر مندی سے اگلا سوال کیا۔

"تیرے آغا جان نے زبردستی کرنے کی دھمکی دی تھی تو جواب میں کہنے لگی کہ اگر کسی نے سوچا بھی تو وہ حریم کو لے کر یہاں سے چلی جائے گی۔ میں جانتی ہوں

وہ ایسا کر گزرے گی۔ بہت انا والی ہے۔ تجھے تھوڑی مشکل ہو گی۔" بے بے نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ ہیلپ کریں گی ناں؟" وہ آنکھوں میں آس لیے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"دیکھ پتر! اس کو نرمی سے سمجھانا۔ ماں اور بھائی کے انتقال کے بعد سے وہ تھوڑی حساس ہو گئی ہے۔ ہم بھی اس پر سختی نہیں کرتے کہ کہیں یہ نہ سمجھ لے کہ اس کا کوئی نہیں ہے تو ہم لوگ تنگ پڑ گئے ہیں۔ جتنی نرمی اور در گزر کرو گے تمہارے لیے اتنی ہی آسانی رہے گی۔ میں بھی اسے سمجھاؤں گی مگر پہلے تُو اپنی ماں کو سمجھا وہ ضد پر اڑ گئی ہے۔"

"فکر مت کریں۔ ان کو میں منا لوں گا۔ مجھے تو بس آپ کی پوتی سے خوف آ رہا ہے۔ اس دن وہ کیسے دھڑلے سے ڈائیورس کا بول گئی تھی۔" اس کے لہجے اور چہرے پر تشویش کی جھلکیاں تھیں۔

"اچھا چل فکر نہ کر۔اس کو آنے دے دیکھ لیں گے۔" بے بے نے اس کا سر سہلاتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"پتہ نہیں کب آئے گی۔میں کتنا خوش تھا کہ ایک لمبے عرصے بعد اس کو اپنے سامنے دیکھوں گا مگر وہ محترمہ گھر پہ ہی نہیں ہیں۔"اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کملا نہ ہو تو۔" بے بے نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پہ چپت لگائی۔

"آپ کی پوتی بہت پہلے کر چکی ہے۔" وہ ڈھٹائی سے ہنسا۔بے بے نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا ورنہ اس دن کے بعد سے تو وہ امید ہی چھوڑ چکی تھیں۔پر سکون سی وہ دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔

کچھ وقت ان کے ساتھ گزار کر وہ اپنے کمرے میں آیا۔اس کا نمبر بہت پہلے سے اس کے پاس سیو تھا مگر آج تک کوئی کال یا میسج نہیں کیا تھا۔جانے کیا ری ایکشن

دے۔وہ کسی صورت بھی اسے خود سے بد گمان نہیں کرنا چاہتا تھا۔کچھ سوچ کر اس نے نمبر ملایا۔جیسے ہی کال جانے لگی اس نے جلدی سے کاٹ دی اور میسج باکس کھول کر میسج ٹائپ کرنے لگا۔ہیلو لکھ کر سینڈ پر ٹچ کرتے کرتے رک گیا۔اپنے ہاتھ کو ہلکا سا لرزتا دیکھ کر وہ چونکا،دل الگ دھڑ دھڑ کر رہا تھا۔اس نے حیرت سے اپنی حالت دیکھی اور اگلے ہی لمحے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے زور سے ہنسا۔کچھ دیر تک کمرے میں ٹہلنے کے بعد اللہ کا نام لے کر اس نے دوبارہ نمبر ملایا۔تیسری بیل پر کال اٹھالی گئی تھی

"ہیلو السلام علیکم!"دوسری جانب سے روشانے کی عجلت بھری آواز سنائی دی۔وہ بے اختیار دل پر ہاتھ رکھ گیا

www.novelsclubb.com

"ہیلو!"فون سے دوبارہ آواز ابھری مگر وہ خاموش کھڑا تھا گویا بولنے کی قوت ہی سلب کرلی گئی ہو

"کمال ہے۔"اس کی بڑبڑاہٹ سنائی دی اور پھر فون کاٹ دیا گیا

"یااللہ کیاہو گیا تھا مجھے؟"وہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے خود سے بولا اور جا کر بیڈ بیٹھا دونوں ہاتھوں کو پیچھے کی جانب بیڈ پر ٹکائے اس کو سوچنے لگا۔اچانک سے ایک خیال بجلی کے کوندے کی مانند اس کے زہن میں لپکا۔اس نے پھر سے کال ملا کر وائس چینجر آن کیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پہلی بار جب اس نے کال کی تھی تو وہ ایک کلائنٹ کے ساتھ مصروف تھی اٹھانے پر کسی نے جواب نہیں دیا تھا۔دو تین بار ہیلو کرنے پر بھی جب رسپانس نہ ملا تو اس نے کاٹ دیا۔ابھی وہ کلائنٹ کو ڈیزائنز دکھا کر اور ان سے آرڈر فائنل کر کے فارغ ہی ہوئی تھی کہ ایک بار پھر اس کا فون بج اٹھا۔وہ کال پک کرتی اپنے آفس میں آئی

"ہیلو السلام علیکم!"

"وعلیکم اسلام!" اب کی بار فوراً جواب آیا تھا

"کون بات کر رہا ہے؟" اس نے میز پر رکھا پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے اپنے مخصوص سنجیدہ مگر نرم لہجے پوچھا۔ اس کا پھوار برساتا لہجہ غازان کو اپنے دل میں اترتا محسوس ہوا

"کیسی ہو؟" لہجے کی محبت وہ صاف محسوس کر سکتی تھی اس نے حیرت سے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا

"کیا میں آپ کو جانتی ہوں؟" اس نے تعجب سے اس کا انداز دیکھتے ہوئے پوچھا

"نہیں، مگر میں آپ کو جانتا ہوں۔" اطمینان سے بھرپور جواب آیا

www.novelsclubb.com

"جی فرمایئے! کیا مدد کر سکتی ہوں؟" وہ گھوم کر اپنی کرسی پر آ بیٹھی۔ دوسری جانب وہ سوچ میں پڑ گیا۔ کچھ بھی الٹا سیدھا کہہ کر وہ امیج نہیں خراب کرنا چاہتا

تھا۔ جانتا تھا کہ اگر ایک بار اس کے بارے میں اس نے کچھ غلط تاثر قائم کر لیا تو دوبارہ بات نہیں کرے گی

"کیا آپ لائن پر ہیں؟" اس نے پانی کا گھونٹ لیتے ہوئے میں پوچھا

"جی جی سن رہا ہوں۔"

تو بتایئے کیوں کال کی؟" اس کے رویے پر وہ نے الجھی

"آآآآآآ۔۔۔۔۔۔ہاں مجھے میری وائفی کے لیے ایک ڈریس آرڈر کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے؟" اس نے بروقت بات بن جانے پر اپنا کندھا تھپک کر خود کو داد دی

جی بالکل! آپ اپنی ڈیمانڈ بتادیں۔" وہ کرسی پر پیچھے کی جانب ٹیک لگاتے ہوئے بیٹھی

www.novelsclubb.com

"ڈیمانڈ۔" وہ ایک بار پھر سے سوچ میں پڑ گیا

"ڈیمانڈ مطلب؟"

"مطلب آپ کو کیا چاہئے کس کلر میں چاہیئے۔" عجیب انسان ہے وہ سوچ کر رہ گئی

"اچھا صیح۔اس نے سر ہلایا

"آر یو اوکے ؟" وہ اس کی بے تکی باتوں پر جھلائی

"جی جی۔مجھے وائٹ کلر کا ڈریس چاہیئے۔" اس کا بگڑتا موڈ دیکھ کر اس نے جلدی سے کہا۔رمشا کے مطابق اس کا فیورٹ کلر سفید تھا تو اس نے وہی بتا دیا

"نائس چوائس۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا

"خیر مجھے ڈیزائن اور ڈیٹ بھی بتا دیں۔کب تک چاہئے ؟ مل جائے گا۔"

"ڈیزائن کیسے ؟"

www.novelsclubb.com

"ارے بھئی کیا چاہئے ؟ سمپل یا فینسی ڈریس، فراک، میکسی، شرارہ یا پھر کرتی ٹراوزر۔" روشانے اس کے ہونق پن پر سر پیٹ کر رہ گئی

"یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ۔"اس نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔کیا معصومیت سے بھرپور جواب آیا تھا۔وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔غازان تو اس کی ہنسی میں ہی کہیں کھو گیا تھا۔دل معمول سے کہیں ہٹ کر دھڑک رہا تھا مگر وہ اس کی حالت سے بے خبر مسلسل ہنس رہی تھی۔اس کی سیکرٹری بسمہ اندر آئی تو اس کو یوں ہنستا دیکھ کر حیران ہوئی۔آج پہلی بار وہ اسے یوں کھل کر ہنستا دیکھ رہی تھی۔عموماوہ مسکرانے پر ہی اکتفا کرتی تھی۔روشانے نے اسے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا

"آپ میرا مذاق اڑا رہی ہیں۔"اس کو یوں ہنستا پا کر اس نے زیر لب مسکراتے ہوئے بظاہر خفگی دکھائی

"نہیں۔بس ایسے ہی۔سوری۔چلیں کوئی بات نہیں۔آپ اپنی مسز سے پوچھ لیں۔دوبارہ کال کر لیجئے گا۔نام نوٹ کروا دیجیئے۔"وہ فوراً سنجیدہ ہوئی

"یہ ٹھیک ہے۔ مسز علی کے نام سے آرڈر بک کر لیجئے۔"اس کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔اس کو کال کرنے کا ایک اور موقع مل گیا تھا۔اسے اور کیا چاہیے تھا

"اوکے بہت شکریہ۔"بسمہ کو منتظر پا کر اس نے خدا حافظ کہا

"خیریت میم؟"بسمہ اس کا خوشگوار موڈ دیکھ کر پوچھے بنا نہ رہ سکی

"ایک بندے کو اپنی بیوی کے لیے ڈریس لینا تھا اور یہ بھی نہیں پتہ کہ لینا کیا ہے۔"وہ ایک بار پھر ہنسی۔بسمہ بھی مسکرا دی

"اچھا میم وہ مسز عرفان کی کال آئی تھی آج ان کا آرڈر ڈلیور کرنا ہے۔"اس نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا

www.novelsclubb.com

"ان کا آرڈر ریڈی ہے۔کل ہی سٹور میں پہنچ گیا تھا۔باہر ڈرائیور ہو گا۔اس کے ساتھ چلی جاؤ۔بہت خاص کلائنٹ ہے تم خود جا کر پہنچا آؤ۔"روشانے نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

شیور میم اور اسٹنٹ کا کیا کرنا ہے؟"

"دیکھ لو تم، مگر اس بار کوئی ڈھنگ کا رکھنا۔پہلے والا بھی مہینہ پورا ہونے سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا۔"اس نے بے زاری سے کہا

"اخبار میں ایڈ دے دیتے ہیں۔ جلد ہی کوئی مل جائے گا"بسمہ نے کہا

"نہیں بہت بھیڑ جمع ہو جائے گی۔کچھ لوگ شوقیہ کام کرتے ہیں اور جیسے ہی جاب کرنے کا بھوت اترتا ہے تو چھوڑ دیتے۔ تم اپنے آس پاس دیکھو کسی کو۔ضرورت مند ہو گا تو کام بھی ایمانداری سے کرے گا تو تم بھی کسی ایسے ہی بندے کو ڈھونڈو ۔"

"اوکے۔آپ فکر مت کریں۔میں دیکھ لیتی ہوں۔اب میں جاؤں"بسمہ نے کہتے ہوئے اجازت چاہی اس کے اشارہ کرنے پر وہ باہر نکل گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"رومیسہ بیٹا تمہارا کمرہ میں نے ٹھیک کروادیا ہے۔آج سے تم وہاں شفٹ ہو جاؤ۔" فردوس چچی نے اس کو سونے کے لیے روشانے کے کمرے میں جاتے دیکھ کر کہا۔

"میں بیگ لے لوں؟"اس نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔وہ لوگ جب سے آئے تھے فردوس چچی نے ان کے ساتھ لیا دیا سا انداز رکھا ہوا تھا۔وہ سمجھ نہ سکی کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہیں مگر الفت بیگم سے پوچھنے سے گریز ہی کیا کہ وہ پہلے ہی مخالف ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس بات کو لے کر ایشو ہی کھڑا کر دیں۔

"بیگ میں نے تمہارے کمرے میں بھجوادیا ہے۔تارا گھر پہ نہیں ہے تو میں رمشا کو بھیجتی ہوں وہ تمہارے ساتھ مل کر الماری سیٹ کروادے گی۔"فردوس چچی کہتے ہوئے باہر جانے کو مڑیں۔

www.novelsclubb.com

"یہ تارا کون ہے؟"اندازہ تو اسے ہو گیا تھا کہ کوئی ملازمہ ہی ہو گی مگر بات بڑھانے کی خاطر اس نے پوچھا۔

"ماسی کی بیٹی ہے۔روشی کے ساتھ شہر گئی ہے۔کچھ دنوں تک آجائے گی۔"ان کا لہجہ بے تاثر تھا۔

"روشی کیوں شہر گئی ہے؟"اس نے جلدی سے اگلا سوال کیا۔

"مہوش کے پیپر ہو رہے ہیں اور اس کو بوتیک کا بھی کچھ کام تھا۔پہلے بھی جاتی رہی ہے۔میں نے صبح فون کیا تھا کہہ رہی تھی جیسے ہی کام ختم ہوتا ہے آجاؤں گی۔" اب کی بار جو وہ بولیں تو ان کے لہجے میں نرمی اور محبت گھلی ہوئی تھی۔

"خیر تم کمرہ دیکھ لو اگر کچھ بدلوانا ہے تو میں رمشا کو بھیجتی ہوں اسے بتا دینا۔"وہ کہہ کر باہر نکل گئیں۔

"یہاں کے لوگ کتنے اٹیچ ہیں ایک دوسرے سے۔"وہ بڑبڑائی اور کمرے میں چاروں اور نظریں دوڑائیں۔یہ کمرہ سجاوٹ کے معاملے میں بالکل ہی زیرو تھا۔اس نے روشانے کا کمرہ بھی دیکھا تھا اور رمشا کا بھی۔دونوں ہی اس میں رہنے والوں

کے اعلی زوق کے منہ بولتے ثبوت تھے۔وہ بیگ اٹھا کر بیڈ پر رکھتے ہوئے اسے کھول کر کپڑے نکال کر الماری میں لٹکانے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ہال میں بیٹھا موبائل میں گم تھا کہ کسی احساس کے زیر اثر اس نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو حریم کو خود کو دیکھتے پایا۔ ننھی سی پیشانی پر لاتعداد بل،ایک ہاتھ سے ٹیڈی بئیر کو سینے میں بھینچے،دوسرا ہاتھ گال پر رکھے،چہرے پر سنجیدگی لیے وہ دیکھ کم اور گھور زیادہ رہی تھی۔وہ نظر انداز کرتا دوبارہ سے موبائل پر سر جھکا گیا۔تھوڑی دیر گزری تو اس نے پھر سر اٹھا کر دیکھا تو وہ ہنوز اسے گھور رہی تھی۔غازان نے بھنویں اچکا کر اس سے مسئلہ پوچھنا چاہا تو جواباً اس نے بھی ابرو اچکائے۔اس کے یوں کرنے پر وہ سٹپٹا گیا۔وہ چھٹانک بھر کی آفت اسے کنفیوز کر رہی تھی۔اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کسی سے اس کے موڈ کی وجہ جاننی چاہی مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔مجبوراً اسے خود ہی ہمت کرنی پڑی۔

"کیا بات ہے بیٹا؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔

"میں نے سنا تھا جو آؤٹ آف کنٹری رہتے ہیں وہ ویل مینرڈ لوگ ہوتے ہیں مگر اتنے بڑے ہو کر آپ کو یہ بھی نہیں پتہ کہ کسی کی چیز بلا اجازت استعمال نہیں کرتے۔" وہ ہاتھ نچا نچا کر تیکھے لہجے میں بولی۔ ننھی سی پیشانی کے بلوں میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

"مگر میں نے تو آپ کی کوئی چیز نہیں لی۔" وہ اس کی بات پر حیران ہوا تھا۔ بھلا کب اس سے یہ گستاخی ہوئی تھی جو وہ یوں اس سے باز پرس کر رہی تھی۔ وہ خاموشی سے صوفے سے اتری اور چلتی ہوئی اس کے سامنے آ کر رکی۔ وہ منتظر نگاہوں سے اس کا اگلا قدم دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی جانب تھوڑا سا جھکی اور اس کی گود سے سفید رنگ کا ٹیڈی بیئر تقریباً جھپٹنے والے انداز میں اٹھا کر پیچھے ہوئی۔

"یہ میری پھپھو کا ہے۔"اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے جتایا اور اپنا ٹیڈی بیئر بھی اٹھا کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔وہ منہ کھولے اس کی پشت کو دیکھ رہا تھا جو بڑے کروفر سے پونی جھلاتی ہوئی ایک ٹیڈی ہاتھ میں پکڑے اور دوسرا تقریباً گھسیٹتے ہوئے لے کر جا رہی تھی۔

"کیا ہوا بھائی؟"رمشا ہال میں داخل ہوئی تو اس کو آنکھیں پھاڑے سیڑھیوں کی جانب دیکھتا پا کر اس سے پوچھا۔

"یہ حریم۔"اس نے حیرت کی زیادتی سے بات ادھوری چھوڑی۔

"کیا ہوا اسے؟"رمشا نے پوچھا تو وہ اسے اپنا قصور بتانے لگا۔

"یہ چھوٹی آفت تھی۔"رمشا نے ہنستے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اس کا سائز بتایا۔

"اور اس سے بڑی شہر گئی ہے۔"اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے گویا اپنی ہی بات کا لطف لیا۔

"یوں سمجھیں یہ اُس کی کاپی ہے۔اس کا ہر ایک انداز ہو بہو وہی ہے جو روشی آپی کا ہے۔آپ اس پر حیرت زدہ ہیں تو سوچیں جب بڑی سے ملیں گے تو آپ کا کیا حال ہو گا۔" وہ مسلسل ہنس رہی تھی۔

"توبہ ہے، میں ابھی تک حیران ہوں یہ اتنی چھوٹی سی بچی اور اتنی تیز۔" اس نے جھرجھری لی۔

"اچھا سنو! تمہاری بھابھی کب آئے گی اور کتنا انتظار کرنا پڑے گا۔اب تو ہمیں آئے بھی آٹھ دن سے اوپر ہو گئے ہیں۔" وہ اکتاہٹ آمیز لہجے میں بولا۔

"سعد بھائی کی تو ابھی تک شادی نہیں ہوئی تو بھابھی کدھر سے آئے گی۔"

"ارے بھئی میں تمہاری روشانے بھابھی کی بات کر رہا ہوں۔"

"واٹ؟" اس نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ جانتا تھا کہ وہ کیوں دیکھ رہی ہے اس لیے اسے گھورا۔

"تایا جان اور تائی تو فون پر کچھ اور نہیں کہہ رہے تھے۔" وہ مشکوک ہوتی جلدی سے اس کی طرف آئی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔اب تم بتاؤ وہ کب آرہی ہے؟" غازان نے اسے ٹالا۔

"مہوش کا آج آخری پیپر ہے۔وہ تو شام تک آجائے گی اور۔۔۔۔"

"واقعی ہی؟" وہ پرجوش سا اسے ٹوک گیا۔

"اوہو! پہلے سن تو لیں میری پوری بات۔میں کہہ رہی تھی کہ مہوش آج آجائے گی۔آپی کہہ رہی تھیں کہ وہ چار پانچ دن بعد بھی وہی رہیں گیں تو ہو سکتا ہے دو چار دن ک بعد ہی آئیں۔" رمشا کے بتانے پر اس کا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"ایک بات بتائیں! کیا آپ واقعی ہی سنجیدہ ہیں؟" رمشا ابھی تک بے یقین تھی۔

غازان نے منہ بنایا۔

"حد ہے بھئی۔ سب ہی ایک بات پوچھ رہے ہیں۔ میں سنجیدہ نہ ہوتا تو کبھی یہاں نہ آتا۔ میں یہاں موجود ہوں تو سمجھ جاؤ میں کتنا سنجیدہ ہوں۔ خیر یہ سب چھوڑو تم اور مجھے اس کی پسند ناپسند، فیورٹ چیزوں اور اس کی عادات کے بارے میں بتاؤ۔"

اس نے کہا تو رمشا اس کے دائیں طرف رکھے بے بے کے تخت پر بیٹھ کر اسے بتانے لگی۔

"بس کافی ہے اتنا۔ تھینک یو۔" اس کو سوچتے ہوئے وہ مسکرایا۔

"ایک ٹپ دوں؟" رمشا اس کی طرف جھک کر رازدارانہ انداز میں بولی۔ اس نے بے اختیار اثبات میں سر ہلایا۔

"اگر بڑی آفت کو پٹانا ہے تو اس چھوٹی سے دوستی کر لیں۔ ننانوے کے فائدے میں رہیں گے۔"

"سچ میں؟"

"گلابی رنگ کا ٹیڈی بیئر، ایک چاکلیٹ کا ڈبہ، سفید پھول اور ایک سٹوری بک۔ یہ نک چڑھی حریم بی بی بس اتنے کی ہی مار ہیں۔" رمشا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہو جائے گا۔" غازان مطمئن سا صوفے پر ٹیک لگا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"اماں یہ روشی اب تک واپس نہیں آئی۔ اتنے دن ہو گئے ہیں۔" اظہار صاحب نے پوچھا۔ ان کو آئے ہوئے اتنے دن گزر گئے تھے مگر وہ ابھی تک نہیں آئی تھی۔ اظہار صاحب نے آتے ہی پوچھا تھا تو بے بے نے انہیں بتایا تھا کہ وہ شہر گئی ہوئی ہے۔

www.novelsclubb.com

"کہہ رہی تھی کہ دو چار دن میں آ جائے گی۔"

"خیریت اماں! اتنے دن سے کیا کر رہی ہے وہاں؟" نا چاہتے ہوئے بھی الفت بیگم پوچھ بیٹھیں۔

"کہہ رہی تھی کچھ لوگوں کے کپڑے دینے ہیں، سبزیوں کا بھی سودا کرنا ہے اور پھر مہوش کے امتحان ہو رہے تھے تو اس لیے اس بار زیادہ دن لگ گئے۔" جیسا روشانے انہیں بتا کر گئی تھی انہوں نے من و عن بتا دیا۔

"کیسے کپڑے؟" الفت بیگم نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔

"لوگوں کے کپڑے سیتی ہے ناں۔ ماشاءاللہ سے اس کے ہاتھ میں بڑی صفائی ہے۔ شہر میں زیادہ تر لوگ اسی سے ہی سلواتے ہیں۔ بڑا رش ہوتا ہے سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ملتی اور تو اور یہ وہاں پر لڑکیوں کو سکھاتی بھی ہے۔" بے بے ٹانگیں پھیلا کر بڑے فخر سے بتاتے ہوئے کہ ان کی پوتی بڑی قابل ہے، اسے ڈریس ڈیزائینز سے درزن بنا گئیں۔

"ہی شاواشے۔" پاس بیٹھا سعد بے اختیار بڑبڑایا۔

"تو اماں اسے گھر میں کس چیز کی کمی ہے جو وہ یوں لوگوں کے کپڑے سلائی کرتی ہے اور وہ دوسرا کیا؟ ہاں سبزیاں بیچتی ہے۔" الفت بیگم کی حیرانی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ ان کے تاثرات دیکھتے ہوئے رمشا نے بولنے کے لیے لب وا کیے ہی تھے کہ سعد جھٹ سے اس کا دھیان اپنی طرف موڑ گیا۔

"کیا؟ مجھے بتانے دو۔ وہ پہلے ہی رشتے سے انکار کر چکی ہے اور بے بے کی باتوں سے بات مزید خراب ہو جائے گی۔ وہ کیا سمجھیں گی۔"

"چھوڑو نا، چلنے دو جیسا چل رہا ہے۔" اس نے شرارت سے کہا۔

"بعد میں بتا دیں گے کون سا یہ لوگ بھاگے جا رہے ہیں۔" اس کو گھورتے پا کر اس نے کہا تو وہ خاموش ہو گئی۔

"بھئی میں نے تو روکا تھا مگر اس پر ہی خودداری کا بھوت سوار تھا۔ کہنے لگی کہ کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی۔ خیر سے اس کے کپڑے بڑے مہنگے بکتے ہیں تو میں بھی

خاموش ہو گئی کہ چلو بچی ہے چار دن شوق پورا کر لے۔ شادیوں کا سیزن بھی تو چل رہا ہے ناتوان دنوں بڑا رش ہو جاتا ہے۔ اسی لیے آج کل وہیں مصروف ہے۔" انہوں نے اس کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونکی۔ الفت بیگم نے جتاتی نظروں سے اظہار صاحب کو دیکھا کہ میں نہ کہتی تھی کہ یہ لڑکی ہمارے بیٹے کے معیار کی نہیں ہے۔ وہ ایک دم سے چپ ہو گئے۔

"اچھا بھئی میں زرا نماز پڑھ لوں۔ وقت نکلا جا رہا ہے۔" اطمینان سے اس کا بیڑا غرق کرتے ہوئے وہ اپنی لاٹھی کے سہارے چلتی ہوئی کمرے میں چلی گئیں۔ الفت بیگم کے تیور دیکھتے ہوئے سعد نے رمشا کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں بھی وہاں سے غائب ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"دیکھا میں نہ کہتی تھی کہ وہ لڑکی ہمارے بیٹے کے قابل نہیں ہے۔ میرے ابھی اتنے برے دن نہیں آئے جو میں ایک درزن کو اپنی بہو بناؤں گی۔" ان دونوں کے اٹھنے کے بعد وہ زہر خند لہجے میں بولیں۔

"یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔" وہ جھنجھلا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ کا نہ سہی میرا تو ہے اور اب اس کو میں ہی حل کروں گی۔ آج بات کرتی ہوں میں آغا جان سے۔ ویسے بھی میں کچھ دنوں تک آپا کے پاس جا رہی ہوں تو ان سے بات کر کے ہی آؤں گی۔" وہ فیصلہ کن انداز میں کہتیں وہاں سے چلی گئیں اور وہ بے بسی سے انہیں دیکھ کر رہ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"روشی کو کسی نے فون کیا ہے یا نہیں؟" رات کا کھانا کھاتے ہوئے آغا جان نے پوچھا۔

"جی آغا جان کیا تھا۔ ماشاءاللہ سے بالکل ٹھیک ہے۔ کل پرسوں تک آجائے گی۔" فردوس چچی نے سالن نکال کر سعد کی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"کتنے دن ہو گئے ہیں اسے گئے ہوئے۔ سو بار کہا ہے اتنے دن گھر سے باہر نہ رہا کرے۔" آغا جان نے ناراضگی سے بے بے کو دیکھا۔

"کہہ رہی تھی اس بار بوتیک کا کام کچھ زیادہ ہے، اس لیے زیادہ دن لگ جائیں گے۔" اس بار بھی فردوس چچی نے جواب دیا تھا۔ الفت بیگم نے بوتیک کے نام پر انہیں دیکھا مگر وہ متوجہ نہیں تھیں۔

"یہ لڑکی بھی جھلی ہی ہے۔ ہمارے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے، مگر پھر بھی فالتو میں دھکے کھاتی رہتی ہے۔" انہوں نے سر جھٹکا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" غازان سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ان کی آخری بات سن کر اندازہ لگا چکا تھا کہ کس کے بارے میں بات ہو رہی ہے مگر پھر بھی پوچھتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر بیٹھنے لگا جب حریم کی تیز آواز پر رکا۔

"کیوں؟"اس نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو غصے سے اسے گھور رہی تھی گویا ثابت نگل لے گی

"کیوں کہ یہاں میری پھپھو بیٹھتی ہیں۔"اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھیں اسے دکھاتے ہوئے اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیا

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_6

"یہاں مت بیٹھیں۔"

www.novelsclubb.com

"کیوں؟"اس نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو غصے سے اسے گھور رہی تھی۔

"کیوں کہ یہاں میری پھپھو بیٹھتی ہیں۔"وہ اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھیں اسے دکھاتے ہوئے بولی۔

"تو کون سا تمہاری پھپھو کے نام لگی ہے یہ سیٹ اور وہ یہاں پر ہے بھی نہیں تو جو مرضی بیٹھے۔" وہ اسے چڑاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں نے کہا ناں یہ میری پھپھو کی سیٹ ہے۔" اب کی بار وہ زور سے چیخی۔ رومیسہ اور الفت بیگم نے تعجب سے اس دو فٹے پھپھو کے وفادار کو دیکھا جو اس کی غیر موجودگی میں اس کی چیزوں کی مکمل حفاظت کر رہا تھا۔

"آرام سے بیٹا کیا ہو گیا ہے؟" فرودس چچی نے اسے ٹوکا۔

"بے بے انہیں کہیں یہ اٹھیں یہاں سے۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا چمچ پلیٹ میں پٹختے ہوئے کہا۔

"پتر! چاچو ہے تیرا۔ کچھ نہیں ہوتا۔ جب تیری پھپھی آجائے گی تب نہیں بیٹھے گا۔" بے بے نے اس کو آرام سے سمجھایا۔

"مجھے نہیں پتہ یہ پھپھو کی جگہ ہے۔یہ نہیں بیٹھ سکتے۔"اس نے ضدی لہجے میں کہا۔اس کی رونی شکل دیکھ کر غازان اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھارہ پتر۔یہ ایسے ہی رولا ڈال رہی ہے۔حریم فالتو کی ضد نہ کر۔ایک بات کے پیچھے پڑ جاتی ہے۔چپ کر کے کھانا کھالے۔وہ تیری پھپھی کی کرسی لے کر بھاگا نہیں جارہا۔"اس کو ٹلتا نہ دیکھ کر بے بے نے اسے جھڑکا۔

"مجھے نہیں کھانا کھانا۔"وہ پلیٹ پرے دھکیل کر کرسی سے اتری اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی کمرے کی طرف بھاگی۔وہ دونوں ماں بیٹا ہکا بکا اس کا ردعمل دیکھ رہے تھے۔

"محسوس مت کرنا یہ ایسی ہی ہے۔شانو کی چیزیں کسی دوسرے کو نہیں دیتی۔" بے بے نے الفت بیگم،رومیسہ اور غازان کے ساتھ ساتھ اظہار صاحب کے کھلے منہ دیکھ کر جلدی سے کہا مبادا وہ برا ہی نہ منا جائیں۔

"کوئی بات نہیں دادو۔بچی ہے۔"غازان اس اکورڈ پوزیشن میں دل ہی دل میں شرمندہ ہو رہا تھا۔

"بچی تو خیر نہ کہو۔ایک تو بچی کہنے سے برا مناجاتی ہے اور دوسرا یہ جو آپ کو بچی لگ رہی ہے یہ روشی کی گارڈ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے لیے نیوز ایجینسی کا کام بھی کرتی ہے۔وہ جہاں کہیں بھی ہو ایک ایک پل کی خبر دیتی ہے اسے۔"رمشا نے نوالہ میں منہ میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

کھانا کھانے کے بعد رمشا اور سعد اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔غازان بھی اٹھ گیا تھا۔دوسرے فلور پر روشا نے کے کمرے سے گزرتے ہوئے کسی خیال کے تحت وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔دیوار پر لگی تصویریں دیکھتے ہوئے ایک بے ساختہ سی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا۔وہ ایک تصویر اتار کر دیکھنے لگا۔ تسویر اس کی ایکلی کی تھی جو کہ اسی عید کی تھی۔ہلکے آسمانی رنگ کے سوٹ میں دوپٹہ بازو پر رکھے بال کھولے وہ کھڑی مسکرا رہی تھی۔

کب آؤ گی یار؟"تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کو مخاطب کیا جیسے وہ سامنے ہی کھڑی ہو

میں کتنا خوش تھا کہ تم سے روبرو ملوں گا لیکن شائد ابھی قسمت میں نہیں۔"اس کے گال پر انگلی پھیرتے ہوئے اس نے ٹھنڈی آہ بھری۔وہ تصویر رکھ کر واپس مڑا تو حریم کھڑی اس کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا کہ وہ ایک دم سے گھبرا سا گیا گویا کوئی چوری پکڑی گئی ہو

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"اس کی باریک سی آواز میں بھی وہ کسی ماہر تفتیشی آفیسر جیسا دبدبہ محسوس کر سکتا تھا

ایسے ہی آپ کا کمرہ دیکھنے آیا تھا۔کتنا پیارا ہے نہ"اس نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائی

اور پھپھو کی تصویر کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟"اگلا سوال تیار تھا

یااللہ۔" وہ کراہا۔ یہ بچی اسے کسی ولن سے کم نہیں لگ رہی تھی

اچھا حریم۔ میں تمہارے لیے گفٹس لایا تھا مگر تم تو مجھ سے سیدھے منہ بات ہی نہیں کر رہی تو یقینا گفٹس بھی نہیں لینا چاہو گی۔" غازان نے دکھ سے بھرے لہجے میں کہا جیسے اس کے گفٹس نہ لینے سے کو بہت دکھ پہنچے گا

پھپھو کہتی ہیں کسی سے چیز نہیں لیتے۔" اس نے ناک چڑھاتے ہوئے پھپھو نامہ اس کے سامنے پیش کیا

اچھا! چلو ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔ میں تو چاکیلٹ کا پورا ڈبہ لایا تھا۔ چار سٹوری بکس بھی تھیں۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔ پورے ڈبے کا سن کر اس نے منہ میں آتا پانی پیچھے دھیکلا۔ کن اکھیوں سے دیکھتے غازی کی ہنسی چھوٹے چھوٹے رہ گئی

ارے ہاں! ایک پنک کلر کا ٹیڈی بیئر بھی تو تھا۔" اس نے ماتھے پر ہاتھ مارا

خیر ہے میں یہ سب چیزیں رمشا کو دے دیتا ہوں۔ وہ تو ویسے بھی مجھ سے دوستی کر چکی ہے۔ پیار سے بات بھی کرتی ہے اور اپنا کمرہ بھی دکھایا ہے۔ تو اس کو ہی دے دیتا ہوں۔ ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے خود سے ہی باتیں کر رہا تھا مگر اس کی بڑبڑاہٹ اتنی اونچی تھی کہ ساتھ والے کمرے تک آوازیں جا رہی تھیں۔

اس کے بدلتے تاثرات دیکھتے ہوئے وہ محظوظ ہوتا باہر جانے کو مڑا

تو مجھ سے بھی دوستی کر لیں نہ۔" پیچھے سے حریم کی آواز سنائی دی۔ اس کے قدموں کو بریک لگی۔ وہ سیدھا دوستی پر آ گئی تھی۔ رمشا نے ٹھیک کہا تھا اتنے ہی کی مار تھی۔

تو پھر تم مجھے اپنی چیزیں استعمال کرنے سے تو نہیں روکو گی نہ؟" اس نے وہیں کھڑے کھڑے پوچھا

دوستی میں تکلف نہیں ہوتا اور جو تکلف برتتے ہیں وہ دوست نہیں ہوتے" حریم نے سنجیدگی سے کہا تو اس نے حیرت سے اسے دیکھا چھ سالہ بچی سے ایسی بات توقع نہیں کر رہا تھا

گڈ تم تو کافی سمجھدار بھی ہو۔" اس نے دل سے اس کو سراہا۔ اور پھر کچھ ہی دیر میں حریم بی بی اس کی انگلی تھامے اچھلتی کودتی اس کے ساتھ جا رہی تھی مگر ان دو چار دنوں میں وہ اسے خاصا ٹف ٹائم دے چکی تھی۔ یہ چھ سال کی بھتیجی نری آفت تھی تو چھبیس سال کی پھپھو کتنی نک چڑھی ہو گی۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آغا جان مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" رات کے کھانے کے بعد رمشا، سعد، غازان اور رومیسہ اوپر چھت پر چلے گئے تھے۔ حریم بھی ان کے ساتھ ہی تھی جبکہ باقی لوگ نیچے ہال میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ اچانک سے الفت

بیگم نے کہااور وہاں بیٹھاہر شخص جانتاہے کہ بات کیاہو گی۔اظہار صاحب نے انہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں منع کرناچاہامگر وہ نظرانداز کر گئیں

ہاں پتر بتاؤ میں سن رہاہوں۔"

ہماری اس پر پہلے بھی بات ہو چکی ہے مجھے نہیں لگتاکہ دہرانے کی ضرورت ہے۔ آپ لوگ مجھے فائنل بتائیں کہ یہ معاملہ کب تک لٹکانے کاارادہ ہے۔"انہوں دوٹوک کہا۔فردوس چچی کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھرے

کچھ بھی کہنے سے پہلے میری ایک بات سن لیں۔چاہے آپ جتنا بھی اس معاملے کو لٹکالیں،اس رشتے کاانجام کبھی بھی خوشگوار نہیں ہو گا۔ہ بات یادرکھیے گا۔"

بہو تم کیوں اتنی کھٹور بن رہی ہو؟ محض یہ رشتہ ختم نہیں ہو گا پوراخاندان بکھر جائے گااور وہ بچی اس کا کیا قصور ہے۔تم کیوں بلاوجہ انا کامسئلہ بنارہی ہو۔"آغا جان کے چہرے پر بے بسی تھی۔بے شک وہ گھر کے سربراہ تھے اور تمام فیصلے وہی

کرتے تھے مگر جانتے تھے کہ اب ان کی بوڑھی ہڈیوں میں وہ دم خم نہیں رہا کہ زور زبردستی سے بات منوالیں اس لیے مصالحت کرنا چاہی

بات انا کی نہیں ہے۔ بات برابری کی ہے اور وہ لڑکی ہماری برابری کی نہیں ہے۔ میرے خاندان میں میری عزت و مرتبہ ہے ایک حیثیت ہے۔ میرا بیٹا ماشاءاللہ سے لاکھوں میں ایک ہے۔ خاندان میں جس لڑکی کو پسند کروں نہ نہیں ہو گی۔ میری ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے جو میں اس لڑکی کو اپنے بیٹے کے پلو سے باندھ دوں جس کا نہ تو کوئی فیملی بیک گراونڈ ہے اور نہ مالی۔ یہ دو چار ہزار کے کپڑے سلائی کر کے گزارہ کرنے والی لڑکی میری بہو نہیں ہو سکتی۔ آپ۔۔۔۔۔"

بس بھابھی بہت ہو گیا۔ آپ کو نہیں رشتہ رکھنا مت رکھیں مگر آپ کو یوں اس کی توہین کرنے کی اجازت نہیں دوں گی۔" فردوس چچی کے لہجے میں حد درجہ سختی تھی۔

مجھ سے یوں باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس کی اوقات تم بھی جانتی ہو۔ اگر زیادہ مسئلہ ہو رہا ہے تو تم کیوں نہیں بہو بنا لیتی۔بیٹا تو تمہارا ابھی ہے۔ایسی ہی محبت ہے اس سے تو بیاہ دو نہ اپنا بیٹا کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ کوئی اور اسے بیاہنے آئے گا۔"ان کا لہجہ چٹان کی طرح سخت تھا اور چٹانوں سے پتھر ہی نکلا کرتے ہیں۔ان کے سفاکانہ جملوں پر وہاں بیٹھا ہر فرد ششدر تھا

اب آپ حد پار کر رہی ہیں۔اس کی اوقات آپ جانتی نہیں ہیں اور جس دن جانیں گی خود پر افسوس کریں گی، مگر نہیں آپ جیسی خود غرض اور لوگوں کو ظاہری چمک دھمک میں تولنے والی عورت کیا جانے کہ رشتے کیا ہوتے ہیں؟ہاں مجھے اس کی تکلیف سے مسئلہ ہوتا ہے کیوں کہ وہ میری بیٹی ہے۔اولاد صرف وہی نہیں ہوتی جس کو پیدا کیا ہو۔ماں کے لیے ہر بچہ ہی اپنے بچے کی طرح ہوتا ہے شرط یہ کہ وہ واقعی ہی ماں کا دل رکھتی ہو۔پتہ ہے کیا رشتے ہوتے ہی احساس کے ہیں،اگر احساس نہ رہے تو کیا اپنے کیا پرائے ایک جیسے ہو جاتے ہیں۔آپ اپنے اندر کا

احساس تو مار چکی ہیں مگر کوشش کریں کہ اپنی اولاد کے اندر یہ جذبہ باقی رہنے دیں ورنہ بہت برا پچھتائیں گی۔"فردوس چچی نے بنا کوئی لحاظ کیے ان کو سنائیں۔غصے کے مارے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا

تم۔۔۔تم مجھے بد دعا دے رہی ہو؟"وہ کھڑے ہوتے ہوئے چیخیں

نہیں آگاہ کر رہی ہوں کیوں کہ آپ کی اولاد کی آنکھوں میں بغاوت صاف دیکھائی دے رہی ہے۔وقت رہتے سنبھل جائیں نہیں تو یہ جو ابھی نگاہیں جھکا کر بات کرتے ہیں یہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر من مانیاں کریں گے اور آپ کچھ نہیں کر سکیں گی سوائے بے بسی سے دیکھنے کے۔"

اور آخری بات آئندہ روشی کے بارے میں اس طرح کے توہین آمیز الفاظ مت استعمال کیجئے گا۔میں برداشت نہیں کروں گی۔وہ آتی ہے تو کہتی ہوں اسے کہ آپ کی خواہش پوری کر دے۔میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو آپ کے معیار کی بہو

دے۔"وہ سپاٹ انداز میں کہتی سب کو ہکا بکا چھوڑے اٹھ گئیں۔الفت بیگم تو ایک طرف ان میں سے کسی کو بھی فردوس چچی سے ایسی امید نہیں تھی کہ وہ یوں منہ پر ہی بول جائیں گی۔وہ پیر پٹختی اپنے کمرے میں چلی گئیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کافی دیر سے بالکنی میں کھڑی سامنے سڑک پر آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھتے ہوئے گہری سوچوں میں گم تھی رات کے گیارہ بج رہے تھے۔سڑک پر آہستہ آہستہ رونق کم ہوتی جارہی تھی۔ایک دو گھنٹے پہلے جس سڑک پر ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے تل رکھنے کو جگہ نہیں تھی وہاں اب اکا دکا گاڑیاں گزر رہی تھیں۔اکتوبر کا اختتام تھا۔ رات کے دوسرے حصے میں ٹھنڈ ہونا شروع ہو جاتی تھی مگر وہ اس سے بے نیاز کھڑی جانے کن سوچوں میں تھی۔تارا دو کپ چائے لیے اس کے پاس آ کھڑی ہوئی۔اس کے پلکا سا کھنکھارنے پر وہ چونک کر مڑی اور مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے کپ پکڑا

"کیا سوچا ہے پھر؟"

"کس بارے میں؟"

"مجھ سے بہتر جانتی ہو۔"تارا نے کندھے اچکائے

"تم جان بوجھ کر زیادہ دن کے لیے رکی ہوئی ہو نہ؟"اس کو خاموش پا کر تارا نے اگلا سوال کیا۔اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور دوبارہ سے نظریں سڑک پر جما دیں۔ جواب اب بھی نہیں دیا تھا

"ہم بچپن سے ساتھ ہیں۔ایک جگہ ہی پلے بڑھے ہیں۔ مجھ سے بہتر تمہیں کوئی نہیں جان سکتا۔"تارا نے اس کے تاثرات دیکھتے ہوئے عام سے انداز میں کہا

www.novelsclubb.com

"تمہاری باس ہوں۔ تمیز سے بات کیا کرو۔ لگتا ہے بے بے کو شکایت لگانی پڑے گی۔"روشانے نے اس کو موضوع سے ہٹانے کی خاطر ہلکے پھلکے لہجے میں کہا

"ابھی میں اپنی دوست سے بات کر رہی ہوں جو اپنے سسرالیوں سے چھپ کر یہاں بیٹھی ہے۔ جس کو لگتا ہے کہ یوں کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینے سے سب ٹھیک ہو جائے گا" اس نے کپ پیچھے رکھی کرسی پر رکھ کر اپنے گرد چادر لپیٹی

"کہہ سکتی ہو۔" روشانے گہری سانس لے کر بولی۔

"کب تک؟ کب تک نہیں جاؤ گی؟ اگر سامنے نہیں جاؤ گی تو معاملہ ٹھیک کیسے ہو گا۔"

"تم جانتی ہو معاملہ ٹھیک نہیں ہو گا۔ اگر میں سامنے جاؤں گی تو بات ختم ہو جائے گی۔ میں چاہتی ہوں کہ اپنے اندر اتنا تو حوصلہ پیدا کر لوں کہ جب ڈائیورس پیپر پر سائن کرنے لگوں تو ہاتھ نہ کانپیں۔ لوگوں کی سرگوشیاں، اپنے لیے طلاق یافتہ جیسے لفظ خندہ پیشانی سے سن سکوں۔"

"اللہ نہ کرے کیسی باتیں کر رہی ہو۔ کیا یہ ضروری ہے کہ رشتہ ختم ہی ہو۔ ہو سکتا ہے بڑے صاحب اور بے بے ان کو سمجھا لیں۔" تارا نے جلدی سے اسے ٹوکا۔

"ان کے لہجے کی کڑواہٹ اور نفرت میں سن چکی ہوں تارا۔ اس لیے مجھے ایسی کوئی خوش فہمی نہیں ہے۔" اس نے کپ اسے تھمایا۔ آدھی سے زیادہ چائے باقی تھی مگر تارا جانتی تھی کہ وہ اب نہیں پیے گی سو خاموشی سے لے کر کرسی پر رکھا۔

"صبح کس وقت نکلنا ہے۔" اس کو افسردہ ہوتے دیکھ کر تارا نے بات بدلی۔

"سعد تمہیں لے جائے گا۔ میں نے اسے میسج کر دیا ہے" اس نے ریلینگ سے ٹیک لگاتے ہوئے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"اور تم؟" تارا نے بغور اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں بھی شام تک آجاؤں گی۔"

"کیا! شام تک۔تو اس سے پہلے دوپہر میں تم نے کیا کرنا ہے؟ کہاں جانا ہے؟" وہ حیران ہوئی کہ کام تو سارے نمٹا چکی ہے۔

"کچھ کام ہے۔" اس نے مختصراً جواب دیا۔

"کیسا کام؟ تم جھوٹ بول رہی ہو نا؟" وہ کچھ مشکوک ہوئی۔

"ارے نہیں پاگل! مجھے ایک لنچ پر جانا ہے شام تک آجاؤں گی۔" اس نے اسے آنکھیں دکھائیں مگر وہ مطمئن نہیں ہوئی تھی

"اچھا سو جاؤ اب۔بہت دیر ہو گئی ہے۔گیارہ تو کب کے بج چکے ہیں۔میری تو خیر ہے مگر تُم صبح نکلتی ہو اور سارے شہر کی خاک چھان کر شام کو واپس آتی ہو۔نیند پوری نہیں کرو گی تو بیمار ہو جاؤ گی۔" تارا کپ اٹھا کر اٹھتے ہوئے بولی۔

"تم جاؤ۔میں آرہی ہوں۔" اس نے آہستگی سے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔زیادہ دیر نہیں رکنارات کو ٹھنڈ ہو جاتی ہے اور پھر آج کل بخار کا موسم شروع ہوا ہے بیمار پڑ جاؤ گی۔" وہ اسے تاکید کرتی وہاں سے چلی گئی۔وہ اس کی فکر پر مسکرا دی۔ماں کے جانے کے بعد جنہوں نے اسے سہارا دیا تھا ان میں ایک تارا بھی تھی جو ایک اچھی دوست کی طرح ہمیشہ اس کی ہر پریشانی میں اس کا ساتھ دیتی تھی۔کچھ دیر تک وہیں ٹھہرنے کے بعد کمرے میں آئی۔باوجود کوشش کے اسے نیند نہیں آرہی تھی۔تنگ آکر وہ لیپ ٹاپ لے کر سیکچ بنانے لگی۔دو گھنٹے تک مسلسل کام کرنے کے بعد اسے تھک کا احساس ہوا تو کچن میں جا کر کافی بنا لائی۔فجر کی ازان ہوئی تو اس نے اٹھ کر نماز پڑھی اور اپنی پیکنگ کرنے لگی۔تارا جو اسے اٹھانے آئی تھی اس کو کام کرتا دیکھ کر ٹھٹھکی

www.novelsclubb.com

"تم سوئی نہیں ہو نہ؟

"نیند نہیں آئی یار۔" اس نے بے بسی سے کہا

"نشئیوں کی طرح اتنی چائے کافی پھونکو گی تو خاک نیند آئے گی۔"اس نے سر جھٹکا

"خیر چھوڑو اسے۔تم جا کر تیار ہو جاؤ۔میں ناشتہ بناتی ہوں بعد میں پیکنگ کر لینا ۔"تارا نے اس کے ہاتھ سے شرٹ لیتے ہوئے ایک طرف رکھی اور صوفے کے پاس پڑا کافی کا مگ اٹھا کر باہر نکل گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گھر میں داخل ہوئی تو حریم کو منتظر پایا۔اسے فردوس چچی کے زریعے پتہ چلا تھا کہ سعد تارا کو لینے گیا۔تارا آئے گی تو ساتھ روشانے بھی ہو گی یہی سوچ کر وہ جلے پیر کی بلی کی مانند ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی۔جیسے ہی اس کو اندر آتے دیکھا پھپھو کا نعرہ لگاتی اس کی طرف بھاگی۔اس نے مسکراتے ہوئے اسے اٹھایا۔الفت بیگم جو اپنے کمرے سے نکل رہی تھیں، حریم کو پھپھو کہتے سنا تو آگے ہو کر ریکنگ سے نیچے جھانکا جہاں تارا اسے اٹھائے کھڑی تھی۔ہلکے سبز رنگ کے شلوار قمیض میں بڑی

سی چادر اپنے گرد لپیٹی تارا کو وہ روشانے سمجھیں۔ماتھے پر بل پڑے اور چہرے پر ناگواری چھائی۔وہ جو نیچے چائے کا کہنے آرہی تھی وہی کھڑے کھڑے ماسی کو چائے کا کہہ کر پلٹ گئیں۔نیچے جاتیں تو خواہ مخواہ انہیں ملنا پڑتا اور ان کا اس کے منہ لگنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

میری پھپھو؟"اس نے تارا کی گود سے اترنا چاہا

شام تک۔"اس نے گال چوم کر اسے بتایا تو وہ بجھ کر رہ گئی

"کُڑی کدھر اے۔"ان دونوں کو باتیں کرتا دیکھ کر بے بے نے پوچھا

"میں آپ کو کُڑی نظر نہیں آرہی؟"اس نے حریم کو اتارتے ہوئے شکوہ کن لہجے میں کہا

www.novelsclubb.com

"آرہی ہے پر میری کڑی کدھر اے؟"

"آپ کی کُڑی شام تک آجائے گی۔"اس نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا

"رمشا بیٹا تائی کے لیے چائے بنا دو۔"فردوس چچی نے رمشا سے کہا

'نہ بھئی میں تو نہیں جا رہی۔یہ تارا کی بچی آ گئی ہے نہ عیش کر کے۔اسے کہیں اپنی ڈیوٹی سنبھالے۔"اس نے صاف جواب دیا

"اس کو دم تو لینے دو۔"انہوں نے اسے گھورا

"کوئی بات نہیں بی بی میں بنا دیتی ہوں۔یہ بیگ رکھ کر آتی ہوں"رمشا کا بگڑا منہ دیکھتے ہوئے تارا نے کہا اور روشانے کا بیگ لے جا کر اس کے کمرے میں رکھ آئی اور اپنا لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

چائے بنا کر اس نے ٹرے میں رکھی اور لے کر ان کے کمرے میں آئی۔دستک دے کر اندر داخل ہوئی تو وہ کمرے میں ٹہل رہی تھیں۔اس کو آتا دیکھ کر دنگ رہ گئی تھیں۔وہ نیچے نہیں گئی تھیں کہ اس کی شکل نہ دیکھنی پڑے گی اور وہ اس کے کمرے تک پہنچ گئی تھی۔چلو پہنچی سو پہنچی اس کے لیے چائے لے آئی تھی۔ڈھٹائی

کی حد تھی۔اسے دیکھ کران کی جھنجھلاہٹ اور غصہ عروج پر جا پہنچا تھا۔حالاں کے اچھے سے جانتی تھیں کہ روشانے کے ساتھ تارا بھی گئی ہوئی ہے اور واپسی صرف ایک کی ہوئی ہے مگران کے زہن میں روشانے کا جیسا خاکہ تھا اس کے حساب سے تارا ہی فٹ آرہی تھی۔وہ شعلہ بار نگاہوں سے اس کی پشت پر جھولتی چٹیا کو گھور رہی تھیں

"سلام علیکم! کیسی ہیں آپ؟"تارا نے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر کپ رکھتے ہوئے پوچھا۔وہ جو پہلے ہی بھری پڑی تھیں تارا کے سلام نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔وہ ان سے مخاطب ہو،اتنی اس کی ہمت۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"وہ جب بولیں تو ان کے لہجے میں بلا کی سختی تھی۔تارا نے حیرت سے ان کا رویہ دیکھا

"چائے لائی تھی۔"اس نے کپ کی طرف اشارہ کیا

"کیوں؟"انہوں نے تیکھے لہجے میں ان سے پوچھا

"کیوں کہ آپ نے کہا تھا۔"اسے ان کے زہنی توازن پر شک گزرا۔

"مجھے لگتا تیری ساس کا دماغی مسئلہ ہے۔"اس نے تصور میں روشانے کو مخاطب کیا

"کب کہا میں نے؟"وہ تیکھے چتونوں سے گھورتی دو قدم چلتی ہوئی اس کے پاس آئیں تو تارا بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی

"ابھی پانچ منٹ پہلے۔"اس نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ایسا تو کچھ نہیں ہوا تھا جو وہ اس طرح کر رہی تھیں

"مجھے لگتا بھولنے کی بھی بیماری ہے۔"اس نے ایک اور اطلاع روشانے تک پہنچائی ۔وہ اس یوں مخاطب تھی جیسے وہ اس کے سامنے بیٹھی ہو

"بکواس بند کرو۔میرے ابھی اتنے برے دن بھی نہیں آئے کہ تمہیں چائے کا بولوں گی۔اس طرح کی حرکتیں کر کہ اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ تم میرے دل میں

جگہ بنالو گی تو غلط فہمی ہے تمہاری۔"ایک تو ویسے ہی وہ اس کے لیے ناپسندیدہ وجود تھی دوسرا یوں پٹاخ سے جواب دینے پر ان کا غصہ ساتوں آسمان کو چھونے لگا تھا۔ تارا جو مارے حیرت سے ان کی شکل دیکھ رہی تھی اچانک اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا

"اوہ تو یہ مجھے روشی سمجھ رہی ہیں۔"اس نے دل میں سوچا اور ان کی غلط فہمی دور نہ کرنے کا تہیہ کیا۔کچھ دیر کا ایڈونچر ہی سہی

"پر آپ نے ابھی تو بولا کہ چائے دے جائیں تو میں لے آئی۔"وہ اپنے لہجے میں ہلکا سا جانگلی پن کا عنصر لائی

"تم جیسی دو ٹکے کی لڑکی کو میں اپنا کام کہوں گی۔اوقات ہے اتنی۔"وہ تنفر سے بولیں۔

"دو ٹکے کی تو نہ کہیں۔"اس نے کچھ خفگی سے انہیں دیکھا

"شٹ اپ۔اچھا ہوا جو تم خود ہی یہاں آ گئی اب میری بات کان کھول کر سنو۔تم جیسی ان پڑھ۔"

"اوہ جی میٹرک کی ہوئی ہے میں نے۔وہ تو گیارویں میں انگلش رہ گئی تو آگے نہیں پڑھ سکی ورنہ رمشا کے ساتھ ہی کالج جا رہی ہوتی۔"اپنے لیے ان پڑھ لفظ اس سے برداشت نہ ہوا تو وہ جلدی سے انہیں ٹوک گئی۔

"تمہاری زبان کتنی چلتی ہے۔آئندہ سے میرے سامنے ایسی بکواس کی نہ تو حلیہ بگاڑ دوں گی۔ابھی تم مجھے جانتی نہیں ہو۔چلو دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"اس کی پٹر پٹر چلتی زبان دیکھ کر وہ پھنکاریں۔لمحہ بالمحہ ان کا بگڑتا موڈ دیکھ کر اس نے کھسکنے میں ہی عافیت جانی۔ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ ان کی آواز پر اسے رکنا پڑا۔وہ چائے کا کپ اٹھا کر اس کی طرف آئی اور اسے تھمایا۔

"آج کے بعد اپنی یہ منحوس شکل بھی میرے سامنے مت لانا بات کرنا تو دور کی بات ہے۔ اتنی وقعت نہیں ہے تمہاری کہ تم مجھ سے یعنی الفت کے سامنے کھڑی ہو سکو۔ جا کر آئینے میں خود کو دیکھنا۔ مجھے امید ہے اپنی اوقات کا اچھے سے اندازہ ہو جائے گا" ان کا نفرت آلود اور رعونت زدہ لہجہ اسے سن کر گیا۔ بھلے ہی وہ یہ سب غلط فہمی میں کہہ رہی تھی، اگر جو وہ روشانے سے یہ سب کہہ دیتیں۔ وہ تو ادھار رکھنے والوں میں سے نہیں تھی۔ تصور میں اچھے خاصے ہنگامے کے بعد ان لوگوں کو واپس ائیر پورٹ کے لیے نکلتے دیکھ کر وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔ اس کو آنکھیں پھاڑے خود کو دیکھتا پا کر وہ کچھ اور ہی سمجھی تھیں

"اب کھڑی کھڑی یوں میری شکل کیا دیکھ رہی ہو؟ آنکھوں سے نگلو گی؟ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" وہ ایک دم سے دھاڑیں۔ تارا سر پر پیر رکھ کر بھاگی۔

"اخے مجھ سے بات نہ کرنا۔ روشی تم جیسی مغرور خاتون کو منہ لگا ہی نہ لے۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی جا رہی تھی کہ غازان نے اسے روکا

"تم تارا ہو نہ؟" سعدا سے بتا چکا تھا کہ تارا آ چکی ہے اور روشا نے بھی کسی وقت آ جائے گی۔

نہیں روشی ہوں۔" اس نے جل کر کہا۔ پہلے ماں اور اب بیٹا۔ غازان نے زوردار قہقہہ لگایا

"بالکل بھی نہیں۔ میری روشا بہت کیوٹ ہے۔" وہ دلفریب انداز میں مسکرایا۔ اس کی بات اور انداز پر تارا گرتے گرتے بچی

آپ؟" اس نے حیرت کی شدت سے ادھوری بات چھوڑی

کب آئے گی وہ؟"

www.novelsclubb.com

شام تک۔" وہ ابھی تک حیران تھی اس لیے دو لفظی جواب دیا

نائس ٹو میٹ یو۔" وہ اس کو متعجب دیکھ کر مسکراتا اس کی ٹرے سے چائے کا کپ اٹھاتا آگے چلا گیا۔ باورچی خانے میں ٹرے رکھ کر وہیں پڑا موبائل اٹھا کر میسج ٹائپ کر کے روشانے کو بھیجا

"تیری ساس نے مجھے بڑا زلیل کیا ہے روشی۔ اگر جو میری ساس ایسی ہوتی تو منہ دکھائی لینے سے پہلے اس کو ٹھکانے لگاتی۔"

"کیوں بھئی کیا ہو گیا؟" تھوڑی دیر بعد اس کا جواب آیا تو اس نے ایک ہی وائس ساری بات ریکارڈ کر کے اسے بھیج دی۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_7

www.novelsclubb.com

وہ صبح سویرے بوتیک سے کچھ آرڈرز ڈیلیور کروانے اور ایک میٹنگ اٹینڈ کرنے کے بعد گاڑی لے کر وہاں سے نکل چکی تھی اور اب مسلسل دو گھنٹوں سے ایک سڑک سے دوسری پر گاڑی میں خوار ہوتی پھر رہی تھی۔لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ ابھی تک اپنے اندر گاؤں کی طرف رُخ کرنے کی بھی ہمت مجتمع نہیں کر پائی تھی۔بلآخر کچھ دیر مزید خوار ہونے کے بعد تھک ہار کر اس نے سڑک کے کنارے پر گاڑی روک دی اور آنکھیں موند کر گاڑی کی سیٹ سے پشت ٹکا کر سوچنے لگی ۔ابھی وہ ان ہی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اچانک ہی اس کو اپنی بہترین دوست کا خیال آیا، جو اس کی ہر خوشی و غم سے واقف تھی اور اس کے ایک ایک پل کی رازدار و ہمراز تھی۔اس نے جھٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں اور تیزی سے برابر سیٹ پر رکھے پرس میں سے اپنا موبائل نکال کر اس کو میسج کیا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تمہاری ضرورت ہے ہانی۔"

"کہاں پر ہو؟" دوسری جانب سے دس سکینڈ کے وقفے سے بھی کم وقت میں جواب آیا۔

"سڑک پر۔" اس نے بھی فوراً جوابی میسج بھیجا۔

"ٹھیک ہے پھر، تم گھر پہنچو۔ میں فہام کے آفس میں ہوں۔ ابھی آتی ہوں۔" اس کا جواب دیکھ کر اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہوا؟ خیریت؟" اس کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر فہام نے پوچھا۔

"روشی ٹینس ہے۔" اس نے اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ! کیا ہوا اسے؟"

"ہونا کیا ہے، وہی اس کا سسرالی معاملہ۔ وہ لوگ پاکستان آ چکے ہیں اور شاید کوئی بات ہوئی ہے۔ مجھے وہ بہت پریشان محسوس ہوئی ہے۔" وہ تیز قدم اٹھاتی آفس روم کے دروازے کی طرف بڑھی۔

"ٹھہرو! میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔" وہ اس کو ٹھہرنے کا کہہ کر تیزی سے فائلز میز کے ایک جانب رکھتا، اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتا، اس کے ساتھ ہی آفس سے باہر نکلا۔ سیکرٹری کو ضروری ہدایات دے کر اور اپنے جانے کا بتا کر وہ دونوں گھر کے لیے نکل گئے۔ گاڑی تیزی سے ڈرائیو کرتے وہ لوگ دس پندرہ منٹ میں گھر پہنچ چکے تھے۔ گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ دونوں جیسے ہی گھر کے لاونج میں داخل ہوئے تو سامنے ہی روشی تہمینہ بیگم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور وہ اسے آہستگی سے کچھ کہہ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"روشی میری جان! تم ٹھیک ہو؟" وہ اپنا بیگ صوفے پر اچھالتے ہوئے اس کی طرف لپکی۔ روشی جو خاموش مورت بنی اپنے آنسوؤں پر بند باندھے بیٹھی تھی اس کو اپنی جانب آتے دیکھ اٹھ کر تیزی سے اس کے گلے لگی۔

"تم ٹھیک ہو نہ؟" وہ جب کافی دیر بھی پیچھے نہ ہٹی تو اسے فکر لاحق ہوئی۔

"روشی!" اس نے تعجب سے اسے پکارتے ہوئے زبردستی پیچھے ہٹایا تو اس کی سرخ نم آنکھیں دیکھ کر چونکی۔

"تم ہی اب اس کو سمجھاؤ۔ میں تو کب سے اس کے ساتھ سر کھپا رہی ہوں۔" تہمینہ بیگم نے اس کو مصنوعی انداز میں گھورتے ہوئے کہا۔ فہام خاموشی سے کھڑا انھیں دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لنچ کیا؟" اس کے بال پیچھے کرتے ہوئے ہانیہ نے محبت سے پوچھا جس پر اس نے نفی میں اپنا سر ہلا دیا۔

"مما آپ کھانا بنوائیں، تب تک میں اس کو سیٹ کرتی ہوں۔" اس نے پلٹ کر تہمینہ بیگم سے کہا۔

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے جو یوں بکھری حالت میں گھوم رہی ہو؟" ان کے جانے کے بعد وہ اس کو صوفے پر بٹھاتی خود بھی اس کے پاس بیٹھی۔ فہام بھی دوسرے صوفے پر براجمان تھا۔

"روشی! میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں؟" اس نے اس کا بازو ہلایا، جو چپ سادھے اپنی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں انگوٹھے سے کھرچ رہی تھی۔

"روشی میری جان! مجھے نہیں بتاؤ گی؟" ہانی نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے محبت اور مان سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے آج واپس جانا ہے۔" اس کا لہجہ حد درجہ دھیما تھا کہ پاس بیٹھی ہانیہ بھی بہت مشکل سے سن پائی تھی۔ اس نے تاسف سے اس کے جھکے سر کو دیکھا۔

"تو اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے روشی؟ تم اپنے گھر جا رہی ہو، کسی قید خانے نہیں۔ جو یوں تمہاری رنگت زرد اور ہونٹ خشک پڑ رہے ہیں۔" اب کی بار اس نے نرمی کے بجائے لہجے میں سختی سموتے ہوئے تھوڑا ڈپٹ کر کہا۔

"پتہ نہیں کیوں لیکن میں خود میں ہمت نہیں لا پا رہی یار۔" اس کی بے بسی عروج پر تھی۔

"روشانے انوار علی کو کہاں چھوڑ آئی ہو روشا؟" اب کی بار فہام بولا۔ اس نے ایک سپاٹ سی نگاہ اس پر ڈالی۔

"یوں مت دیکھو مجھے۔ یونیورسٹی کے دور سے جانتا ہوں تمہیں۔ جس روشانے کو میں جانتا ہوں وہ ایسی مشکلوں سے گھبرانے والی لڑکی بالکل بھی نہیں تھی بلکہ وہ تو اپنی ایک ترچھی نگاہ سے ہی مقابل کی بولتی بند کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ مجھے تو حیرت ہے کہ دوسروں کے لیے آواز اٹھانے والی روشانے انوار علی کی آج اپنے

لیے حلق سے آواز نکل ہی نہیں رہی۔وہ منہ چھپانے کے لیے کونے کھدرے ڈھونڈتی پھر رہی ہے، سہارے تلاش کر رہی ہے کہ کوئی کندھا میسر ہو تو وہ رو سکے اینڈ ایم شیور کہ کچھ ہی دیر میں تم رو پڑو گی۔"اس کا لہجہ کافی سخت تھا، جو کہ اس کو ٹیون کرنے کے لیے ضروری بھی تھا۔ہانیہ فلحال خاموشی سے بیٹھی دونوں کو دیکھ اور سُن رہی تھی۔

"حریم کو بہادری کا سبق پڑھانے والی اندر سے اتنی بزدل ہے کہ دو چار لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔اگر یہی حال رہا نہ تو بہت جلد ڈپریشن کی مریضہ بن جاؤ گی۔" فہام نے اب کہ اس کی دُکھتی رگ یعنی حریم کا ذکر چھیڑا جس پر وہ تڑپ اٹھی تھی۔

"جسٹ شٹ اپ فہام۔"غصے میں اس نے پاس پڑا کشن اٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔

"اٹھو زرا۔" ہانیہ نے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور لے جا کر ایک طرف دیوار میں لگے زیبائشی آیئنے کے سامنے لا کر چھوڑا۔

"اپنی حالت دیکھو تم غور سے۔ وہ کچھ غلط نہیں کہہ رہا۔ یہ سوجی ہوئی سرخ آنکھیں، بے ترتیب بال اور اجڑا چہرہ، ایسے لگ رہا ہے جیسے پتہ نہیں کتنے عرصے بعد تمہیں آزادی نصیب ہوئی ہے۔ ایسی کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے جو جوگن ہی بن گئی ہو۔" اب کی بار ہانیہ کی آواز میں سختی اور غصے کا ملا جلا تاثر تھا۔ اس کو اپنی آنکھیں رگڑتے دیکھ کر اس نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے خود کو پر سکون کیا اور اس کے کندھے کے گرد اپنا بازو پھیلایا۔

"دیکھو روشی میری جان! مشکل حالات میں جوگ لینا، پریشان ہونا ہی حل ہوتا تو کوئی بھی یوں دکھی نہ پھر رہا ہوتا۔ سویٹی! خود کو ہلکان مت کرو۔ تم ان لوگوں سے ملو۔ ہو سکتا ہے وہ تمہارے بارے میں اپنا فیصلہ بدل لیں۔ اگر نہیں بھی بدلتے تو پریشان نہ ہو۔ کوئی بات نہیں۔ دنیا میں بہت سی لڑکیاں ہیں جن پر یہ وقت آتا

ہے۔ان میں سے کچھ ہمت ہار جاتی ہیں اور کچھ سروائیو کر لیتی ہیں۔ سروائیور بنو یار تم۔ تم نے کبھی خود کو دیکھا ہے۔ خوبصورت، پڑھی لکھی اور ویل سٹیبلشڈ ہو اور کسی بھی لڑکے کا آئیڈیل ہو سکتی ہو۔ اگر یہ رشتہ نہیں بھی رہتا تو اتنا کیوں سوچنا یار۔ ہم اپنے ارد گرد بہت سی ایسی خواتین دیکھ چکے ہیں جن کے بچے ہونے کے باوجود بھی ان کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں تو کیا وہ جینا چھوڑ دیتی ہیں؟ یا ان کے لیے دنیا ختم ہو جاتی ہے؟" وہ اس کا ہاتھ تھام کر واپس اسے صوفے تک لائی اور نرمی سے اس کو سمجھانا چاہا۔

"میری بات سمجھ رہی ہو نہ؟" اس کو سر جھکائے دیکھ کر اس کو مخاطب کیا۔

"اب میری بات دھیان سے سنو۔ سب سے پہلے تو اپنا یہ حلیہ ٹھیک کرو۔ روشانے کو واپس لاؤ جو کسی کا ادھار نہیں رکھتی۔ جس کو کسی بھی زیادتی اور ناانصافی پر جواب دینا آتا ہے۔ جس کی ایک نگاہ تیر کا کام کرتی ہے کہ سامنے والے کو بات کرنے کے لیے بھی اپنی ساری ہمت جمع کرنی پڑتی ہے۔ جو چلتی ہے تو مقابل پیچھے ہٹ کر راستہ

دینے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے اور جو اپنی طرف اٹھتی انگلی کو روکنا جانتی ہے۔ سن رہی ہو نا مجھے ؟"

"ہوں۔"

"کیا ہوں؟ چلو اٹھو جا کر ہاتھ منہ دھو کر چینج کرو بلکہ تم آؤ میرے ساتھ۔ تمہاری ساس سے پہلی ملاقات ہی ایسی ہونی چاہیئے کہ وہ غش کھا جائیں۔" ہانیہ اٹھتے ہوئے بولی۔ اس کے انداز پر وہ نم آنکھوں سمیت مسکرا دی۔ وہ اس کو زبردستی اپنے ساتھ کھینچ کر اپنے کمرے میں لے آئی اور حلیہ بہتر کرنے کے لیے اسے واش روم میں دھکیلا۔ وہ ہاتھ منہ دھو کر نکلی تو ہانیہ وہیں بیڈ پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"اگر رونا ہے تو ابھی رو لو۔ اس کے بعد میں تمہاری آنکھ میں ایک آنسو بھی نہ دیکھوں۔" اس کو آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے دیکھ کر ہانیہ نے اس کا رخ اپنی

طرف موڑااوراس کی آنکھوں میں چمکتی نمی دیکھ کراس کو گلے سے لگایا۔وہ بے اختیار ہی رودی۔ہانیہ خاموشی سے کھڑی اس کی کمر سہلاتی رہی۔

"ارے!دونوں یوں چپکے چپکے کیوں رورہی ہو؟گلے تو پہلے ہی لگی ہوئی ہو،دھاڑیں مارنا بھی شروع کردوناں۔"فہام کی طنزیہ آواز پر وہ دونوں پیچھے ہوئیں۔

"لائک سیریسلی!"اس نے ہانیہ کو گھوری سے نوازہ جواپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔

"آپ کو کیا پتہ لڑکیاں ایموشنل ہو کر روتی ہیں۔"اس نے خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھپھو نے چائے کے لیے بلوایا ہے آجاؤ۔"وہ دونوں کو گھورتا ہوا واپس چلا گیا۔ ہانیہ اس کو بال سیٹ کرنے کا کہہ کر خود واش روم میں چلی گئی۔

لنچ کرنے کے بعد وہ کافی دیر تک اس کے پاس بیٹھی رہی۔ہانیہ اور تہمینہ بیگم کے نرم اور فہام کے سخت لفظوں نے اسے کافی حد تک حوصلہ دیا تھا۔وہ کافی حد تک

خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔جب وہاں سے نکلی تو تقریباً تین بج رہے تھے۔ ابھی وہ شہر سے نکل ہی رہی تھی کہ اسے تارا کے میسج کا خیال آیا۔اس کا وائس میسج دیکھ کر اس نے پلے نہیں کیا تھا کہ اس وقت ہانیہ اس کے پاس بیٹھی تھی اور تارا پر اسے رتی برابر بھی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ کب کیا بول جائے۔وہ وائس سننے لگی، جوں جوں وہ سنتی جا رہی تھی اس کے تیور بگڑتے جا رہے تھے۔اپنی بات پر وہ پھر بھی کسی حد تک سمجھوتہ کر لیتی مگر اپنے سے جڑے لوگوں کی زرا سی تکلیف، پریشانی اس سے برداشت نہیں ہوتی تھی۔موبائل سائیڈ سیٹ پر پھینک کر وہ گاڑی کی سپیڈ بڑھا چکی تھی۔آپس میں سختی سے بھینچے لب اس کے شدید ضبط کے گواہ تھے۔کچھ ہی دیر میں اس کی گاڑی ہواؤں سے باتیں کرتی گاؤں جانے والی سڑک پر مڑ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ارے!" وہ اس کو ڈھونڈتا ہوا چھت پر آیا تو اس کو سڑک والی سائیڈ پر چارپائی اور اس پر چوکی رکھے پردوں کے پار جھانکتے پایا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"میری پھپھو آنے والی ہیں اور میں ان کا انتظار کر رہی ہوں۔" اس نے دیکھے بغیر جواب دیا۔ اس کے لب اوشیپ میں ڈھلے۔

"تو کیا میں بھی یہاں کھڑا ہو جاؤں؟"

"میں تو ان کا ویٹ کر رہی ہوں آپ کیوں کھڑے ہوں گے؟" اس نے نگاہیں اب بھی سڑک سے نہیں ہٹائی تھیں۔ وہ کچھ دیر کے لیے سوچ میں ڈوب گیا۔

www.novelsclubb.com

"حریم تمہیں پتہ ہے میں کون ہوں؟" وہ اس کے پاس چارپائی پر چڑھتے ہوئے بولا۔

"ہاں آپ غازی چاچو ہیں۔ مجھے رمشا پھپھو نے بتایا ہے جیسے سعد چاچو ہیں ویسے ہی آپ۔" اس کو اپنے برابر کھڑے ہوتے دیکھ کر وہ کچھ حیران ہوتی ہوئی بولی۔

"نہیں بیٹا! میں تمہارا چاچو نہیں بلکہ آپ کا پھوپھا ہوں۔" اس کو پھوپھا بولتے ہوئے خود بھی کچھ عجیب سا لگا تھا۔

"ہیں! وہ کیسے؟" وہ ساری کی ساری اس کی طرف گھومی۔

"میں تمہاری پھپھو کا ہزبینڈ ہوں نہ۔" اس نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔ حریم کا منہ کھلا

"ہزبینڈ! کب ہوئی شادی؟ جھوٹ بول رہے ہیں نہ؟" اس نے ایک ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے مشکوک انداز میں اسے دیکھا

www.novelsclubb.com

"لو بھلا میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔ تم جا کر جس سے مرضی سے پوچھ لو بلکہ بے بے سے پوچھ لو۔" اس نے کندھے اچکائے۔ حریم کافی دیر تک اس کو غور سے

دیکھتی رہی کہ آیا وہ مذاق تو نہیں کر رہا مگر اس کے چہرے پر مکمل سنجیدگی دیکھتے ہوئے اس کو یقین کرنا پڑا

"تو۔۔۔۔تو مجھے کیوں نہیں شامل کیا۔ پھپھو نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ میں ہی ان کی شادی میں شریک نہیں ہوئی۔" اس کے لیے یہ صدمہ ہی کافی تھا کہ اس کی عزیز از جان پھپھو کی شادی ہو گئی اور وہ نہ صرف بے خبر رہ گئی بلکہ شرکت بھی نہیں کر سکی۔ اس کے ماتھے کے بل اور غم و غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر غازان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

تم اس وقت بہت چھوٹی تھی اس لیے تمہیں یاد نہیں ہے۔ ہاں مگر اب تو تم اتنی بڑی اور سمجھدار ہو گئی تو اسے تمہیں بتانا چاہیئے تھا۔ بھلا یہ کوئی بات ہے چھپانے والی؟" اس نے اتنی بڑی پر زور دیا گویا وہ چھ نہیں چھبیس سال کی ہو چکی ہو۔ ہر گزرتے پل کے ساتھ اس کے تیور بگڑ رہے تھے۔ جن کو دیکھتے ہوئے اس نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا۔ وہ اس کے لیے اچھا خاصا محاذ تیار کر چکا تھا۔ اب حریم لازمی

اس سے باز پرس کرتی اور لا محالہ وہ اس کے پاس آتی۔ جانتا تھا کہ وہ کبھی اس سے سیدھے منہ بات نہیں کرے گی مگر اب وہ دھواں دار قسم کی ملاقات کا بندوبست کر چکا تھا۔ اس کی مسکراہٹ گہری سے گہری ہوتی جا رہی تھی۔ وہ جو اپنے ہی خیالوں میں مگن تھا حریم کی بڑبڑاہٹ سے ہوش میں آیا

"میں بھی اب ان سے بات نہیں کروں گی۔ کٹی ہو جاؤں گی۔"

"کی تو ذیادتی ہے۔ اب دیکھو نہ تم کتنا پیار کرتی ہو اس سے اور اس نے اتنی بڑی بات تمہیں بتانا بھی گوارہ نہیں کی۔" اس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ مزید دس پندرہ منٹ تک وہ وقتاً فوقتاً اس کی بیٹری چارج کرتا رہا تھا۔

"پھپھو آ گئیں۔" اچانک سے حریم چیخی تو اس نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ ایک سفید رنگ کی کار دھول اڑاتی ہوئی پوری رفتار سے آ رہی تھی۔ جہاں حریم جوش سے اچھل رہی تھی وہیں اس کے دل کی دھڑکن بھی تیز ہو چکی تھی

۔گاؤں میں داخل ہوتے ہی گاڑی کی رفتار آہستہ ہو کر نہ ہونے کے برابر ہو چکی تھی۔ان کا گھر چونکہ گاؤں کے شروع میں ہی تھا اس لیے چند لمحوں میں وہ گیٹ کے باہر کھڑی ہارن دے رہی تھی۔گاڑی کے شیشوں پر اچھی خاصی دھول جم چکی تھی اس لیے اس کے غور سے دیکھنے کے باوجود بھی وہ واضح طور پر نہ دیکھ سکا۔تارا نے گیٹ کھولا تو وہ گاڑی لے کر اندر آئی۔حریم چھلانگ لگا کر نیچے اتری۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟"اس کو نیچے کی طرف بھاگتا دیکھ کر اس نے حیرت سے پوچھا۔

"پھپھو سے ملنے۔"اس نے ماتھے پر ہاتھ مار کر اس کی عقل کو کوسا۔

"مگر تم ابھی تو کہہ رہی تھیں کہ بات نہیں کرنی، کٹی ہو۔"وہ حیران تھا کہ ابھی تو وہ ناراضگی کا اعلان کر رہی تھی۔

"وہ تو میں ان سے بعد میں پوچھوں گی ناں۔ابھی تو مجھے ان سے ملنا ہے۔" وہ اس کو جواب دے کر رکی نہیں اور بھاگتی ہوئی نیچے چلی گئی۔

"عجیب دوہرے معیار کی بچی ہے۔" وہ اس کی پشت دیکھ کر بڑبڑایا اور مڑ کر نیچے جھانکا۔گاڑی کھڑی تھی مگر وہ شاید اندر جا چکی تھی۔وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر سیٹ کرتا سیٹی بجاتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گھر پہنچی تو عصر ہونے کو تھی۔فردوس چچی اور بے بے صباحت پھپھو کے ہاں گئی ہوئی تھیں۔رومیسہ بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔بے بے نے الفت بیگم کو بھی ساتھ چلنے کا کہا تھا مگر وہ پھر کبھی کا کہہ کر ٹال گئیں۔اس دن کی جھڑپ کے بعد سے فردوس چچی نے انہیں مخاطب نہیں کیا تھا اور ان کا سرد رویہ دیکھتے ہوئے نہ ہی انہوں نے کوئی بات کی تھی۔ان لوگوں کے جانے کے بعد آدھا دن تو انہوں نے

اپنے کمرے میں گزارا، جب کمرے میں بیٹھے رہنے سے بھی دل اکتا گیا تو نیچے ہال میں چلی آئیں اور اب ٹی وی آن کیے کوئی شو دیکھ رہی تھیں۔ تارا کو چونکہ وہ روشانے سمجھ رہی تھیں اس لیے اس پر نظر پڑتے ہی ان کا موڈ خراب ہو جاتا۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ باہر سے ہارن کی آواز پر الفت بیگم چونکیں مگر نظر انداز کر کے واپس ٹی وی میں مگن ہو گئیں، جبکہ تارا جو کچن میں کام کر رہی تھی ہارن سنتے ہی کچن سے نکلی اور ایک نظر الفت بیگم پر ڈالتی گیٹ کھولنے کے لیے چلی گئی۔ وہ واپس آئی تو اس کے پیچھے ہی روشانے بھی فون کان سے لگائے ہال میں داخل ہوئی۔

"جی، جی مسز خاور آپ پریشان نہ ہوں۔ میں سمجھ گئی ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ رمشا بھی ہارن کی آواز پر تیزی سے کمرے سے نکلی تھی۔ اس نے روشانے سے پیزا اور برگر وغیرہ لانے کی فرمائش کی تھی۔ اس کو تیزی سے سیڑھیاں اترتے دیکھ کر الفت بیگم نے چونک کر پہلے اسے اور پھر دروازے کی

طرف دیکھا اور ان کی نظریں اس پر جم سی گئیں۔ وہ جب سے آئی تھیں انہوں نے اس کو یہاں نہیں دیکھا تھا تو انہیں وہ کوئی باہر کی ہی لگی۔

"پہلے کبھی آپ کو مایوس کیا ہے جو آپ کو اب اتنی فکر ہو رہی ہے۔" رمشا نے اس کے ہاتھ سے شاپر پکڑنے چاہے تو اس نے مسکراتے ہوئے شاپر چھوڑ دیے۔ رمشاء بھی اس کو دیکھ کر مسکراتی ہوئی شاپر لے کر کچن میں چلی گئی۔

"لنچ! دیکھ لیں ایسا نہ ہو کہ لنچ کا خرچہ ڈسکاونٹ کے چکر میں نکال لیں۔" اس نے کہتے ہوئے ہلکا سا قہقہ لگایا۔ تارا اس کے ہاتھ سے ہینڈ بیگ اور چابی لے کر اس کے کمرے میں چلی گئی تھی۔ ہال میں بے بے اور فردوس چچی کی غیر موجودگی محسوس کرتے ہوئے اس نے اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں تو الفت بیگم کو خود کو دیکھتا پا کر ایک لمحے کو ٹھٹکی۔ وہ بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ سفید پینٹ اور سفید ہی ٹی شرٹ پر بے بی پنک کلر کا کوٹ، ایک ہاتھ میں گھڑی جبکہ دوسرے میں گولڈ کا نفیس سا بریسلٹ پہنا ہوا تھا۔ کمر تک آتے لئیر کٹ بال اس کی پشت پر بکھرے

ہوئے تھے اور کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔الفت بیگم کی نظروں میں اس کے لیے ستائش تھی۔تارا نے پانی کا گلاس لا کر اس کو دیا تو اس نے دو گھونٹ لینے بعد گلاس واپس کر دیا۔روشانے کا جائزہ لیتی الفت بیگم نے جب تارا کو اس کے ساتھ دیکھا تو پیشانی پر ان گنت بل پڑے اور چہرے پر ناگواری در آئی۔ ان کی سوچ کے مطابق یہاں سب ہی پڑھے لکھے تھے،بس ایک ان کی نام نہاد بہو ہی جاہل رہ گئی اور پھر جب سے شہر سے آئی تھی کچن میں گھسی، کبھی برتن دھو رہی تھی تو کبھی صفائیاں کر رہی تھی جس نے ان کے اس خیال کو مزید تقویت دی تھی۔

"پھپھو آ گئیں، پھپھو آ گئیں۔"حریم پھپھو کا ورد کرتی اچھلتی ہوئی سیڑھیاں اترتی آ رہی تھی۔وہ چونکہ سب کو ہی پھپھو کہتی تھی اس لیے الفت بیگم کو تعجب نہیں ہوا تھا

"آرام سے بیٹا گر جاؤ گی۔" اس نے موبائل کان سے ہٹا کر نرمی سے کہا مگر وہ ان سنی کرتی اس کی ٹانگوں سے آ کر لپٹی۔ وہ نفی میں سر ہلاتی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ دوبارہ سے فون کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہاں حریم ہے۔ چلیں اس بار لنچ اور ایک چھوٹا سا تحفہ میری طرف سے۔ آپ جانتی ہیں میں کسی کا ادھار نہیں رکھتی۔"

"اوکے! میں رکھتی ہوں پھر بات ہو گی۔" حریم کو اٹھانے کے اشارے کرتے دیکھ کر اس نے خدا حافظ کرتے ہوئے فون بند کیا اور اس کو گود میں اٹھایا۔ حریم اس کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے اس سے لپٹ گئی۔

"اوہ پھپھو کی جان! لگتا ہے اس بار بہت مس کیا ہے۔" اس کا سر چومتے ہوئے اس نے ہولے سے کہا۔ اپنی گردن پر نمی محسوس کرتے ہوئے اس نے اسے پیچھے ہٹایا تو اس کے آنکھوں میں آنسو دیکھ کر چونکی۔

"حریم بچے کیا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟"

"میں نے بہت مس کیا آپ کو۔ رمشا پھپھو نے زرا بھی مجھے ٹائم نہیں دیا۔" اس نے روتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے میرا پیارا بچہ، میں صدقے۔ اس رمشا کے کان تو میں کھینچتی ہوں۔" ایک ہاتھ سے اس کی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اس نے پیار سے کہا۔ وہ دونوں سرگوشیوں میں باتیں کر رہی تھیں۔ کسی تیسرے کی موجودگی میں وہ ایسے ہی راز و نیاز کیا کرتی تھیں۔ بقول حریم کے کوئی تیسرا ان کے سیکرٹس کے بارے میں نہیں جان سکتا تھا۔ حریم کو اٹھائے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اس کی نظر الفت بیگم پر پڑی۔

www.novelsclubb.com

"اسلام و علیکم!" اس کا انداز سرسری سا تھا۔ وہ یہ دیکھنے کے لیے بھی نہیں رکی تھی کہ وہ جواب بھی دیتی ہیں یا نہیں۔ انکے خیالات اور لہجے کی تلخی وہ دو بار سن چکی تھی تو کیا فرق پڑنا تھا۔

"رمشا! حریم اور تارا بھی ہیں۔" پہلی سیڑھی پر رک کر اس نے مڑ کر باورچی خانے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ تو کب کی کمرے میں چلی گئی ہے۔" تارا کی آواز آئی۔

"کیا لائی ہیں؟" کھانے پینے کا سن کر حریم کی آنکھیں چمکیں۔

"بہت ساری چیزیں۔ پیزا، پیسٹریز، چاکلیٹس وغیرہ۔" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ اس کی گود سے اتر چکی تھی۔

"باقی لوگ کہاں ہیں؟" اس نے موبائل دیکھتے ہوئے دوبارہ تارا کو مخاطب کیا۔

"صباحت پھپھو کے ہاں گئے ہیں۔" تارا صباحت بی بی کہتے کہتے بات بدل گئی۔

"کب تک آئیں گے؟" وہیں کھڑے کھڑے اس نے پوچھا۔

"کافی دیر کے گئے ہوئے ہیں۔ آنے والے ہوں گے۔"

"اچھا! میں کمرے میں ہوں۔ جب آجائیں تو بتادینا۔" اس کے اچھا کہنے پر وہ اوپر کی طرف بڑھ گئی۔ آخری سیڑھی پر غازان ریلنگ پر ہاتھ رکھے مسلسل اسے دیکھ رہا تھا گویا اس کی شکل حفظ کر رہا ہو۔ وہ ایک اچٹتی سی نظر اس پر ڈالتی اپنے کمرے کی طرف مڑی۔

"مہمان گھر آئیں تو میزبان گھر چھوڑ جاتے ہیں ایسا پہلی بار سنا ہے۔" اپنے پیچھے سے آتی اس کی آواز پر اس کے قدموں کو بریک لگی۔

www.novelsclubb.com

"مجھ سے کہہ رہے ہیں؟" اس کی طرف پلٹتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"ظاہر ہے اس گھر میں ایک آپ ہی ہیں، جو ابھی باہر سے آئی ہیں اور سلام دعا کے بغیر ہی جا رہی ہیں۔" اسے اپنا یوں نظر انداز ہونا بہت بری طرح کھلا تھا اس لیے شکایت کر گیا۔

"ایکسکیوزمی!" اس نے دایاں ابرو اچکایا، جس پر وہ اپنا دل تھام کر رہ گیا۔

"آپ شاید۔" وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھنے لگی۔ اس کی جھیل سی آنکھوں میں نیند کا خمار تھا۔ سرخ ڈوروں سے سجی نگاہیں اس پر مرکوز کیے وہ کسی گہری سوچ میں تھی۔ اس کی حیران نگاہوں کا مفہوم وہ خوب سمجھتا تھا۔ ابھی کچھ منتھ پہلے ہی تو وہ ایک دن میں ہی دو بار اس سے ملاقات کر چکا تھا۔ وہ یقیناً یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ آیا اس سے پہلے بھی مل چکے ہیں۔ اس کو یوں دیکھتا پا کر غازان کی دھڑکنیں اتھل پتھل ہو رہی تھیں۔

"یہ بندہ تو پہلے ہی بری طرح سے گھائل ہے، یوں دیکھ کر جان لینی ہے؟" اس کے لبوں پر شرارتی سی مسکان تھی وہ جو اس کو دیکھتے ہوئے زہن پر زور دے رہی تھی کہ کہاں دیکھا ہے ہوش میں آئی۔

"ایڈیٹ۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے پلٹی۔ اس سے پہلے وہ آگے بڑھتی وہ جلدی سے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"ناچیز کو آپ کا شوہر ہونے کا شرف حاصل ہے۔" وہ بتا کم اور جتا زیادہ رہا تھا۔ ایک پل کو اس کی آنکھوں میں حیرانی ابھری مگر اگلے لمحے دوبارہ اس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔

"جانتی ہوں۔"

"تو شوہر کے کچھ حقوق بھی ہوتے ہیں۔ نہ سلام نہ حال احوال، ایسے تو اجنبیوں سے بھی نہیں کرتے میں تو پھر آپکا سگا شوہر ہوں۔" اب کی بار لبوں کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھیں بھی مسکرائیں تھیں۔ وہ دھک سے رہ گئی۔

"کیا کوئی دماغی مسئلہ ہے؟" بے ساختہ وہ پوچھ بیٹھی اور پوچھ کر پچھتائی بھی۔

"نہیں دل کا مسئلہ ہے اور بہت پرانا ہے۔ڈاکٹر نے وٹامن لو کی کمی بتائی ہے اور خوش قسمتی سے مجھے اپنی بیوی سے جنون کی حد تک محبت ہے۔جو بھی کمی ہے اب مجھے لگتا ہے جلد ہی پوری ہو جائے گی۔" اس نے برا منائے بغیر جواب دیا۔

روشانے آنکھیں پھاڑے اس کا بے تکلف انداز دیکھ رہی تھی۔غازان نے بے اختیار ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھوں کو چھوا تو وہ بدک کر پیچھے ہٹی اور اسے ایک زبردست قسم کی گھوری سے نوازتی کمرے میں چلی گئی اور پیچھے وہ خجل ہوتا بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہیں کھڑا رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

وہ چینج کر کہ کے نکلی تو اس کو ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا پایا۔اس کی حیرت سوا پر پہنچی۔ عجیب انسان تھا، پانچ منٹ پہلے ملے تھے اور وہ اس کے پیچھے کمرے تک آ گیا تھا اور یوں کھڑا تھا جیسے برسوں کی آشنائی ہو

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" بیڈ پر سے اپنا دوپٹہ اٹھاتے اس نے کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔ مطلب ایسے ہی فری ہو رہا تھا

"آپ کی گاڑی کی چابی لینی تھی۔" اس کا سر تا پیر جائزہ لیتے ہوئے اس نے کہا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں؟"

"کیوں کہ مجھے کہیں باہر جانا ہے۔"

"سوری میرے پاس نہیں ہے۔"اس نے ٹکا سا جواب دیا

"ٹھیک کہا کیوں کے یہ اب میرے پاس ہے۔"وہ مٹھی میں دبائی چابی اس کے سامنے لہراتے ہوئے مزے سے بولا

"آپ۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"جی میں نے ہی لی ہے خدا حافظ۔"اس سے پہلے وہ آگے بڑھ کر اس سے لیتی وہ جلدی سے باہر نکل گیا۔وہ حیرت سے وہیں کھڑی تھی کہ اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر جھانکا

"ویسے پہلے کمال لگ رہی تھی اور اب کیوٹ لگ رہی ہیں۔"ایک بھرپور مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتا جلدی سے غائب ہو گیا کہ جانے کیا ردعمل دے۔ اب ایسی بے تکلفی تو تھی نہیں کہ وہ اپنی تعریف پر شرماتے لجاتے اس کا شکریہ ادا کرتی اور وہ سر کو خم دے کر وصول کرتا۔وہ اس کی جرات پر گنگ سی کھڑی رہ گئی

www.novelsclubb.com

"عجیب بندہ ہے۔کچھ دیر تک وہیں کھڑی اس کے رویے کے بارے میں سوچتے ہوئے بڑبڑا کر رہ گئی۔ عصر کی نماز ادا کر کے وہ کچھ دیر ریسٹ کرنے کی غرض سے

لیٹ گئی۔سارے دن کی خاک چھاننے اور کچھ رات کو جاگنے کی وجہ سے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔حریم کمرے میں آئی تو اس کو سوتا پا کر واپس چلی گئی۔ابھی اسے سوئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ کسی کے جھنجھوڑنے سے وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔رمشا اس پر جھکی اسے اٹھا رہی تھی

"کیا ہوا؟"اس نے حیرت اس کی بوکھلاہٹ دیکھی

"آپی وہ تائی جان۔۔۔۔تائی جان تارا پر بہت غصہ کر رہی ہیں اور۔۔۔۔اور انہوں نے اسے تھپڑ بھی دے مارا ہے۔"روشانے جو ادھ کھلی آنکھوں سے اسے سن رہی تھی فٹ سے پوری انکھیں کھول گئی

"کیوں؟" بیڈ سے اتر کر چپل پہنتے ہوئے وہ باہر کی طرف بڑھی

"پتہ نہیں میں تو کمرے میں تھی، اچانک سے شور کی آواز پر باہر نکلی تو تائی جان کو اسے تھپڑ مارتے دیکھا۔ان کا غصہ دیکھتے ہوئے میری تو ہمت نہیں پڑی اس لیے آپ کو بلانے آگئی۔" وہ اس کے پیچھے آتے ہوئے اسے تفصیل بتا رہی تھی۔

سیڑھیاں اترتے ہوئے اس کی نظر ان دونوں پر گئی جہاں الفت بیگم اسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑ رہی تھی اور وہ ان کے سامنے گال پر ہاتھ رکھے سر جھکائے کھڑی تھی

۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تو سمجھ نہیں آتی اس گھر کے مکینوں نے تم جیسی منحوس شکل کو رکھا ہوا ہی کیوں ہے۔ایسی بھی کیا ہمدردی کہ بلاوجہ دوسروں کا بوجھ اپنے سر پر لاد لیا جائے

۔"وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ ہال میں کھڑی الفت بیگم کی زہر میں بجھی آواز سنائی دی۔

"لینگوئج پلیز تائی جان۔"اس کی سرد آواز پر وہ جو مزید کچھ کہنے والی تھیں چونک کر اسے دیکھا

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_8

www.novelsclubb.com

"لینگوئج پلیز تائی جان۔"اس کی سرد آواز پر وہ جو تارا کو مزید کچھ کہنے والی تھیں ایک دم چونکیں اور پلٹ کر اسے دیکھا جو تیزی سے سیڑھیاں اترتی ان کی طرف ہی آرہی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے یہ؟" اس نے ان دونوں سے کچھ فاصلے پر ٹھہر کر استفسار کیا۔ نگاہیں ہنوز الفت بیگم پر ہی جمی تھیں جو قہر بھری نظروں سے تارا کو گھور رہی تھیں۔

"ارے پوچھو اس سے۔ نہ عقل ہے نہ شکل، پتہ نہیں کس زعم میں ہے۔" انہوں تارا کو اس کی طرف دھکیلا

"پلیز تائی جان! یہ کیسے بات کر رہی ہیں آپ؟" اس نے تارا کو سنبھالتے ہوئے حیرت سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کروں۔ سب مل کر اس کو میرے سر پر تھوپنا چاہ رہے ہیں اور میرا احتجاج سب کو فضول لگ رہا ہے۔" انہوں نے تارا کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"ہیں!" روشانے ان کے غصے اور باتوں پر شدید حیرت میں تھی۔ کوشش کے باوجود بھی جب اسے سمجھ نہ آئی تو وہ تارا کی طرف مڑی اور مشکوک نگاہوں سے

اس کا جائزہ لینے لگی۔اتنا تو وہ تارا کو بھی اچھے سے جانتی تھی کہ اگر الفت بیگم اتنا غصہ کر رہی تھیں تو یقیناً اس نے بھی کچھ کیا ہو گا۔ویسے بھی انسان کو اپنے برتن کا پتہ ہوتا ہے کہ کس حد تک قابل اعتبار ہے۔

"کیا کیا ہے؟"روشی کو مشکوک انداز میں خود کو دیکھتا پا کر وہ گڑبڑا گئی۔اس نے اسے محض اتنا بتایا تھا کہ الفت بی بی نے اس پر غصہ کیا ہے۔یہ نہیں بتایا کہ اس کو روشی سمجھتے ہوئے غلط فہمی میں آ کہ وہ سب کہا ہے اور نہ ہی یہ بتایا کہ اس نے ان کی غلط فہمی دور نہیں کی۔

"تارا! میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں۔بتاؤ کیا کیا ہے؟"اب کی بار اس نے کچھ سختی سے اونچی آواز میں پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"تارا۔" وہ تعجب سے زیر لب بڑبڑائیں۔اب حیران ہونے کی باری الفت بیگم کی تھی۔انھوں نے آنکھوں میں حیرت لیے سامنے کھڑی تارا کو دیکھا جو تھپڑ کھانے کے باوجود بھی ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی۔

"میں تم سے کچھ بکواس کر رہی ہوں، سنائی نہیں دے رہا۔" اس کو مسکراتا دیکھ کر روشانے غصے سے دھاڑی۔اتنا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ ان کے ہائی ہوتے بلڈ پریشر میں آدھے سے زیادہ ہاتھ اسی کے نمونے کا ہے۔

"وہ، وہ مجھ سے چائے میں چینی زیادہ ہو گئی تھی۔میں نے کہا بھی کہ اور بنا دیتی ہوں مگر انہوں نے غصہ کرتے ہوئے چائے پھینک دی اور ڈانٹنے لگیں۔" اس نے سنجیدہ ہوتے ہوئے بتایا۔وہ الگ بات تھی کہ الفت بیگم کی حیرانی دیکھ کر اس کے ہونٹوں کے کنارے سے ہنسی صاف دکھ رہی تھی۔

"بہت افسوس ہوا سن کر۔ مجھے تو لگا تھا کہ آپ کو صرف مجھ سے ہی مسئلہ ہے مگر نہیں آپ کو تو اپنے علاوہ دنیا کے ہر فرد سے ہی پرابلم ہے۔ یُو نو واٹ! آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے لیے صرف ان کی "میں" ہی سب سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔ اپنا سوکالڈ سٹیٹس، جھوٹا وقار اور انا اتنی اہم ہوتی ہے کہ رشتوں کو ہی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ آپ کا مسئلہ میں ہوں تو مجھ تک ہی رہیں۔ مجھ سے جڑے لوگوں کو تکلیف پہنچانے کی آپ کو ضرورت نہیں ہے۔ جو وعدہ میں نے آپ سے فون پر کیا تھا، مجھے وہ اچھے سے یاد ہے۔ ایک دو دن ویٹ کر لیں، ڈائیورس پیپر آپ کو مل جائیں گے، اس کے لیے آپ کو کسی بھی قسم کا ہنگامہ کرنے کی ضرورت نہیں۔"

اس کے لہجے میں حد درجہ کی سختی تھی مگر وہ محسوس کہاں کر رہی تھیں۔ وہ تو اسی انکشاف پر اپنی جگہ منجمد سی کھڑی تھیں کہ جسے وہ صبح سے روشانے سمجھ رہی تھیں وہ تارا تھی اور جو روشانے تھی وہ ان کی سوچ کے بالکل ہی برعکس تھی۔ جب سے وہ آئیں تھیں ہر ایک کی زبان پر اس کا نام تھا۔ بے بے اس کے گُن گاتے نہیں

تھکتی تھیں۔فردوس چچی اور رمشا کا پیار بھرا انداز، آغا جان کی فکر۔انہوں نے کیسے اسے اتنا عام سمجھ لیا۔بے بے نے باتوں باتوں میں ایک بار زکر بھی کیا تھا کہ حریم دوسری شانو ہے مگر انہوں نے توجہ ہی نہیں دی تھی کہ انہیں کیا لینا دینا۔ان کے لیے وہ ایک مڈل کلاس پینڈو لڑکی تھی جو کہ ان کی بہو تھی اور انہیں اس سے اپنی اور اپنے بیٹے کی جان چھڑوانی تھی۔وہ ششدر سی کھڑی اس کو دیکھ رہی تھیں جو آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ان سے مخاطب تھی۔

"معذرت خواہ ہوں تائی جان! مگر اتنے سال باہر گزارنے کے باوجود بھی آپ کی سوچ وہی ٹیپکل عورتوں والی ہے۔بہو بری لگی تو گھر سے نکال دو۔بیٹے سے کہا کہ دو اس کو طلاق میں اور بیاہ لاؤں گی۔میرے بیٹے کو کوئی کمی ہے بھلا۔ملازموں سے کچھ غلطی ہو گئی تو مار دھاڑ شروع کر دی، مگر ہمارے لیے یہ ملازم نہیں گھر کے فرد ہیں۔ہم نے تو آج تک ان سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی کجا کہ ہاتھ اٹھانا۔اس لیے پلیز اس بات کا خیال رکھئیے گا۔اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہو تو ہمیں بتا دیجئیے گا

یوں کسی بھی ملازم پر اپنا غصہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔"ان کو خاموش کھڑا دیکھ کر وہ حتمی لہجے میں کہتی تارا کا ہاتھ پکڑے اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ان دونوں کے جانے کے بعد الفت بیگم اکیلی ہال میں پتھر کی مورت بنی کھڑی رہ گئیں۔قدرت نے کیسا طمانچہ مارا تھا کہ ان کا سارا غرور، ساری اکڑ پل بھر میں خاک ہوئی تھی۔وہ ساکت سی کھڑی اس طرف دیکھ رہی تھیں جہاں وہ دونوں گئی تھیں۔کافی دیر یونہی کھڑے رہنے سے جب ان کی ہمت جواب دے گئی تو وہ پژمردگی سے چلتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

اس کو اپنے ساتھ کمرے میں داخل ہوتے دیکھ تارا کے اوسان خطا ہونے لگے

"تت تم کیوں آرہی ہو؟"اس کی بوکھلاہٹ دیدنی تھی

"تم سے کام ہے زرا۔"وہ اسی ٹون میں کہتی اس کو اپنے ساتھ کمرے کے وسط میں لائی اور لا کر بیڈ پر پٹخا۔

"اب سیدھی طرح بتاؤ کیا کیا ہے؟" روشانے نے اس کو سخت نظروں سے گھورا۔

"بتایا تو ہے کہ چینی زیادہ ہو گئی تھی چائے میں۔" وہ دروازے کی جانب دیکھ کر اندازہ لگانے لگی کہ بھاگنے کے لیے اسے کتنے قدم اٹھانے پڑیں گے۔اس کا ارادہ بھانپتے ہوئے روشانے دروازے کی طرف آ کھڑی ہوئی۔

"تارا۔" وہ جو گرجی تو تارا جھٹ سے سیدھی ہوئی۔

"وہ۔۔وہ مجھے روشانے سمجھ رہی تھیں۔ صبح بھی مجھے روشانے سمجھ کر ہی باتیں سنائی تھیں۔"

"تو تم نے بتایا نہیں کہ تم تارا ہو؟"

www.novelsclubb.com

"نہیں۔"

"کیوں؟" اس نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"میں صبح چائے لے کر گئی تھی تو خواہ مخواہ مجھے باتیں سنانے لگیں۔پہلے تو مجھے سمجھ نہیں آیا، پھر جب مجھے پتہ چلا کہ وہ مجھے روشی سمجھ رہی ہیں تو میں نے بھی نہیں بتایا۔اتنی باتیں سنادیں وہ بھی فالتو میں۔تو تھوڑا سا ایڈوینچر تو میرا بھی حق تھا۔" وہ شاید اپنا اعتماد بحال کر چکی تھی اس لیے زبان دوبارہ اسی رفتار سے چلنے لگی تھی۔

"اس کا مطلب ہے مجھے دخل اندازی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ایک تھپڑ اور کھالیتی تو سارا ایڈوینچر نکل جاتا۔" اس نے افسوس سے کہا۔

"ہاہاہا تم نے ان کی شکل نہیں دیکھی۔جب تم ان سے بات کر رہی تھیں نا تو تمہارے ہر لفظ کے ساتھ وہ یوں پیلی پڑ رہی تھیں گویا یرقان کی مریضہ ہوں۔مجھے تو ان کے تاثرات دیکھ کر بہت مزہ آرہا تھا۔صبح اماں بتا رہی تھیں کہ جب سے آئی ہیں غرور کی مورتی بنی پھر رہی تھیں۔بندے کو بندہ نہیں سمجھ رہی تھیں۔" اس کی گھوریوں کی پرواہ کیے بغیر وہ اپنی دھن میں بول رہی تھی۔اتنے میں باہر سے بے بے کی آواز سنائی دی۔

"شرم آتی ہے۔۔۔۔۔۔؟"

"نہیں مگر بے بے آگئی ہے تو میں جا رہی ہوں کچن میں سو کام ہوتے ہیں اور آج تو اماں بھی گھر پہ نہیں ہے۔ سارا کام مجھے ہی دیکھنا ہے اور تم مجھے یہاں باتوں میں لگائے کھڑی ہو۔" وہ اس کا لیکچر شروع ہوتا دیکھ کر کہتی باہر نکل گئی۔

"بے وقوف لڑکی۔" وہ سر جھٹک کر باہر نکلی۔ بے بے تخت پر بیٹھی تھیں۔ فردوس چچی اپنی چادر اتار کر تارا کو دے رہی تھیں۔ رومیسہ بھی بے بے کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ الفت بیگم شاید اپنے کمرے میں جا چکی تھیں۔

"آپ لوگ آ گئے؟ کیسے ہیں سب؟" وہ کہتی ہوئی ان کی طرف آئی۔

"نہ بی بی ہم تو یہی تھے تم ہی شہر جاتی ہو تو پچھلوں کو بھول جاتی ہو۔" بے بے کے طنز کو نظر انداز کرتی وہ ان کے گلے لگی۔

"ایک تو آپ کو ہر وقت مجھ سے شکائتیں ہی رہتی ہیں۔" وہ منہ بناتے ہوئے پیچھے ہوئی اور فردوس چچی سے ملنے لگی۔

"جب جب شہر سے آتی ہو، اچھی خاصی کمزور ہو چکی ہوتی ہو۔ کیا وہاں کھانا نہیں کھاتی؟" فردوس چچی نے محبت سے اس کے بال پیچھے کرتے ہوئے ڈپٹا۔

"کھانا تو ملتا ہے مگر اس کے سر پر کھڑے ہو کر کھلانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ اس موئی ٹیٹینگ پر اتر آتی ہے۔" بے بے نے سر جھٹکا۔

"کس پر اتر آتی ہے؟" پاس بیٹھی رومیسہ نے بے ساختہ پوچھا۔

"ڈائیٹنگ۔" روشانے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"میں روشانے۔" اس نے سلام کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہوئے پچھلی صورتحال دیکھ کر تعارف کروانا ضروری سمجھا۔

"رومیسہ۔" وہ اس کے ہاتھ کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے گلے لگی۔ اس کا والہانہ انداز دیکھ کر وہ گرتے گرتے بچی۔ ایک دھچکا کچھ دیر پہلے اس نے اپنی ساس کو لگایا تھا اور اب دوسرا دھچکا اسے اس کی نند نے لگایا تھا۔ کچن میں جاتی فردوس چچی نے مڑ کر کرا نہیں دیکھا۔ بے بے بھی ناک پر انگلی رکھے انہیں دیکھ رہیں تھیں جو بہنا پے کی عملی مثال بنی کھڑی تھیں۔

"کیسی ہو؟ اتنے دن لگا دیئے۔" اس نے پوچھنے کے ساتھ شکوہ بھی کر ڈالا۔

روشانے کو ماننا پڑا کہ دونوں بہن بھائی ہی بہت ایڈوانس ہیں۔ اجنبیت کی دیوار گرا کر یوں ملتے ہیں جیسے صدیوں سے جانتے ہوں۔

"بس کام کچھ زیادہ تھا۔" اس نے حیرت سے اس کی شکل دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا چلو چھوڑو۔ تم آؤ میرے ساتھ۔ ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔" وہ اس کا بازو تھامے اوپر کی طرف چل دی۔ اس نے مڑ کر بے بے کو دیکھا تو اس کی نظروں کا

مفہوم سمجھتے ہوئے انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ان کے چہرے پر آسودہ سی مسکراہٹ دیکھتی وہ مزید الجھ گئی تھی۔رومیسہ اسے اپنے کمرے کی بجائے اس کے کمرے میں لے آئی۔

"تمہیں پتہ ہے۔میں ایک رات تمہارے کمرے میں ٹھہری ہوں۔سچ پوچھو تو مجھے یہ کمرہ بہت پسند آیا۔تمہاری اور حریم کی پسند لاجواب ہے۔میں نے پکا سوچ رکھا ہے کہ اپنا روم بھی تم سے ہی ڈیکوریٹ کرواؤں گی اور بالکل سیم۔"وہ ستائشی نظروں سے اس کا کمرہ دیکھتے ہوئے بتا رہی تھی۔

"ارے ہاں! میں تو بھول ہی گئی۔میں کچھ گفٹس لائی تھی۔رکو میں لے کر آتی ہوں۔"وہ جو اس کے رویے پر ہی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی گفٹس کا سن کر اس کا منہ بھی کھلا اور اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ کمرے سے نکل گئی۔

"عجیب۔"وہ بڑبڑائی۔

"عجیب۔نہایت ہی عجیب لوگ ہیں یا پھر شاید سارے ہی دماغی معاملے میں کمزور ہیں۔" وہ ابھی خود سے بڑبڑا ہی رہی تھی کہ وہ دوبارہ سے نازل ہو چکی تھی اور اب بولنے کے ساتھ ساتھ بیگ بھی کھول چکی تھی۔چند لمحوں میں ہی بیڈ پر پرفیومز، واچز، جیولری، جیکٹس اور دیگر چیزوں کا ڈھیر لگا پڑا تھا۔

"مجھے تمہاری پسند کا تو نہیں پتہ تھا اس لیے جو مجھے لگا تم پر جچے گا وہ لیتی گئی۔اگر پسند نہ بھی آئے تو برا مت ماننا۔پہلی بار تھا نہ۔" وہ اس کے چہرے پر رقم شدید حیرت سے نظریں چراتی ہوئی بولی۔

"مگر رومیسہ اس سب کی کیا ضرورت تھی۔" رومیسہ وقفے کے لیے رکی تو وہ جلدی سے بولی مبادا پھر سے نہ شروع ہو جائے۔

www.novelsclubb.com

"ارے بھئی گفٹ ضرورت کے تحت نہیں دیئے جاتے۔تحفے دینے سے محبت بڑھتی ہے۔کسی دن اپنی بوتیک کا سب سے مہنگا اور خوبصورت ڈریس تم مجھے گفٹ کر دینا۔حساب برابر ہو جائے گا۔"اس نے کندھے اچکاتے عام سے انداز میں کہا۔

"میں جانتی ہوں تم تھکی ہوئی آئی ہو۔کوئی بات نہیں پھر کبھی دیکھ لینا۔میں یہ سب تمہاری الماری میں رکھ دیتی ہوں۔"اگلے دو منٹ میں وہ سب سمیٹ کر اس کی الماری میں ٹھونس چکی تھی۔روشانے نے محسوس کیا تھا کہ اللہ نے اس کی زبان میں تیزی اور روانی کسی ٹرین کی سی رکھی ہے جو رکتے رکتے بھی سٹیشن گزار جاتی ہو۔

"چلو پھر کھانے پر ملتے ہیں۔میں چینج کر لوں۔"اس کے تاثرات دیکھ کر آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے باقی کا پھر سہی پر عمل کرتی وہ باہر نکل گئی۔

وہ ہکا بکا بیٹھی تھی۔ دونوں بہن بھائیوں نے اچانک سے حملہ کیا اور اتنا شدید کیا تھا کہ وہ بوکھلا کر رہ گئی تھی۔ جس کی ایک گھوری مقابل کی بولتی بند کر دیتی تھی وہ خود پاگل ہونے کے دہانے پر پہنچ چکی تھی۔ پہلے شوہر، پھر ساس اور اب نند، اس نے بے اختیار اپنے بال جکڑ کر مالش کرنے والے انداز میں سر میں انگلیاں چلاتے ہوئے خود کو پر سکون کرنا چاہا۔

"یہ لوگ لندن سے آئے ہیں یا کسی پاگل خانے سے؟ کوئی ایسے بھی کرتا ہے؟" بڑبڑاتے ہوئے اس کی نظر بیڈ پر پڑے سٹالر کی طرف گئی جو شاید اس کی افراتفری میں وہی پڑا رہ گیا تھا۔

"اوہ اللہ! مجھے لگتا ہے میں نے پاگل ہو جانا ہے۔" آنکھیں بند کرتے ہوئے وہ پے در پے ملنے والے دھچکوں کو ہضم کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کے کھانے پر اس کی ملاقات اظہار صاحب سے ہوئی تھی۔اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انہوں نے اس کا حال احوال دریافت کیا۔ کھانے کے دوران ہی انہوں نے اس سے اس کی مصروفیات کے بارے میں پوچھا تو وہ انہیں بوتیک اور فارم کے بارے میں بتانے لگی، جس پر انہوں نے فخر سے اور کچھ جتاتی نگاہوں سے اپنے سامنے بیٹھی الفت بیگم کو دیکھا۔آغا جان اور ابصار صاحب نے بھی اتنے دن گھر سے باہر رہنے پر اس سے خفگی کا اظہار کیا۔الفت بیگم ایک دم سے خاموش ہو گئی تھیں۔کوئی مخاطب کرتا بھی تو ہوں ہاں کر دیتیں۔ان کی کھانا سرو کرتی تارا پر نظر پڑی تو اس نے منہ پھلا لیا۔"بھئی اس کا کیا قصور؟ایسے ہی چھوٹی سی بات پر تھپڑ مار دیا۔اس نے تو نہیں کہا تھا کہ وہ روشانے ہے۔اس کو کیا پتہ کہ وہ اسے کیا سمجھ رہی ہیں"کی عملی تفسیر بنی گھوم رہی تھی۔غازان بھی عین اس کے سامنے کھانے پر کم اور اس پر زیادہ توجہ دیئے بیٹھا تھا۔بزرگوں کی موجودگی کی وجہ سے وہ بس آنکھوں سے ہی کام چلا رہا تھا۔اس کو یوں سب کے سامنے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر

www.novelsclubb.com

دیکھتا پا کر وہ تلملا کر رہ گئی۔ کھانے کے بعد ہال میں بیٹھ کر ہی سب نے چائے پی۔ حریم اس کی گود میں بیٹھی بیٹھی ہی سو چکی تھی۔ اس نے تارا کو اشارہ کیا تو وہ لے جا کر اسے کمرے میں لٹا آئی۔ دس بجے وہ سب اپنے اپنے کمروں میں جانے کے لیے اٹھے۔ وہ کوریڈر سے گزرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی کہ اپنے کمرے سے سعد نکلتا دکھائی دیا۔

"کیسا رہا ٹرپ؟" اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"بہت اچھا رہا اس بار بہت تھکن ہو گئی تھی۔"

"تمہاری ڈیلز کیسی رہیں؟"

www.novelsclubb.com

"الحمدللہ۔ سب بہتر ہوا۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اپنے سسرالیوں سے ملی ہو؟" ایک کمرے کے سامنے رک کر اس نے پوچھا۔

"ہا! نہ پوچھو یار۔ ملی بھی ہوں اور ششدر بھی ہوں۔" اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ وہیں کھڑا ہو گیا تھا تو اسے بھی رکنا پڑا۔

"ایسا کیوں؟" سعد نے کن اکھیوں سے اس کمرے کے ادھ کھلے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔

"عجیب و غریب لوگ ہیں یار۔ مطلب مجھے کوئی ڈیفینیشن نہیں مل رہی کہ ان کو کس وے میں بیان کروں۔"

"اچھا ایسا کیا ہوا ہے؟" وہ چلتا ہوا دروازے کی چوکھٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ ان دونوں کی باتون کی آواز سن کر غازان جو سونے کے لیے لیٹ چکا تھا اٹھ کر دروازے کے قریب آیا

www.novelsclubb.com

"بتاتی ہوں۔ پہلے آتی ہیں میری ساس، میرے مغالطے میں تارا ان سے تھپڑ کھا چکی ہے۔ پھر میری نند، ایسے مل رہی ہے گویا برسوں کا یارانہ ہو۔ بنا کچھ سوچنے

سمجھنے کا موقع دیئے تحائف کے ڈھیر لگا گئی ہے الماری میں اور رہ گیا شوہر۔" وہ ایک دم سے ہنسی۔

"پہلی ملاقات میں یوں بہیو کر رہا ہے جیسے ہم لو میرج کر چکے ہیں۔ شوہر ہونے کا حق جتا رہا تھا کہ میں نے حال احوال نہیں پوچھا۔ ماں اس کی طلاق کروانے کے پر تول رہی ہے اور بیٹے کی حرکتوں سے لگ رہا ہے کہ دوسرے دن رخصتی کی فرمائش کر دے گا۔" دروازے کی دوسری جانب ٹیک لگائے کھڑے غازان کے ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ پھیلی۔

"نہیں مطلب سنا تھا کہ باہر کے لوگ آزاد خیال ہوتے ہیں مگر کوئی اتنا منہ پھٹ کیسے ہو سکتا ہے۔ موصوف پہلی گیندوں پر ہی بھرپور کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" وہ بے باک کہتے کہتے بات پلٹ گئی کہ اب اسے تو نہیں بتا سکتی تھی کہ اسے کیا کہا ہے۔ جب سے آئی تھی پہلی بار کوئی مکمل خاموشی سے اسے سن رہا تھا سو وہ دل کھول کر بول رہی تھی۔

"اور سسر صاحب کے بارے میں کیا خیال ہے۔" سعد نے بھرپور شرارت سے پوچھا۔

"مجھے تو کرکٹ کے گیارہویں کھلاڑی لگے ہیں جن کے کھیلنے کی کبھی کبھار ہی نوبت آتی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سعد نے بھرپور قہقہہ لگایا۔

"ایک بات پوچھوں!" سعد نے اس کا خوشگوار موڈ دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہیں ٹینشن نہیں ہے؟ مطلب دیکھو نہ تائی جان صاف اس رشتے سے منع کر چکی ہیں تو؟" اس کی بات پر اندر کھڑا غازان بھی اس کا جواب سننے کے لیے جی جان سے متوجہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

"ٹینشن کاہے کی سعد۔ وہ اپنا فیصلہ سنا چکی ہیں اور میں بھی اس بارے میں ان سے بات کر چکی ہوں۔ یہ کوئی نئی بات تو نہیں۔ تقریباً دس پندرہ دن پہلے کی بات ہے

اور اتنے کافی ہوتے ہیں کسی بھی حادثے کے لیے خود کو سمجھانے اور تیار کرنے کے لیے۔ میں نے وکیل انکل سے بات کی ہے۔ وہ ایک دو دن میں پیپر ریڈی کر دیں گے تو میں تائی جان کو دے دوں گی۔ بات ختم۔ اللہ اللہ خیر صلا۔" اس کے چہرے کے ساتھ ساتھ اس کا لہجہ بھی بے تاثر ہو گیا تھا۔ اس کے جواب پر غازان کی مسکراہٹ سمٹی۔

"مگر روشی اگر غازان ایسا نہ چاہے تو۔ میں نے نوٹ کیا ہے وہ تمہیں لے کر سیریئس ہے۔" اس کے ارادے جان کر سعد بھی سنجیدہ ہوا۔ غازی کارواں رواں اس کے جواب کا منتظر تھا.

"پچھلے کچھ دنوں میں اپنے بارے میں تائی جان سے جو کچھ سن چکی ہوں، اس کے بعد مجھے اب فرق نہیں پڑتا کہ کون کیا سوچتا ہے۔ مجھے اپنی سیلف ریسپیکٹ کتنی عزیز ہے، تم اچھے سے جانتے ہو۔ اتنی انسلٹ کے بعد تو سوچنا بھی مت۔" اس کا حتمی لہجہ سعد کے ساتھ ساتھ غازان کو بھی دہلا گیا۔

"روشی بیٹا! چھوٹے موٹے جھگڑوں میں یوں سنجیدہ نہیں ہوتے۔ یہ تو ہماری زندگی کا حصہ ہوتے ہیں" سعد نے نرمی سے کہا تو وہ اسے غور سے دیکھنے لگی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"جب جب تم مجھے یوں بیٹا کہہ کر پکارتے ہو، تب تب تم نے کوئی بڑا کام، کوئی بڑی زمہ داری میرے سر ڈالی ہے۔ دیکھ رہی ہوں آج کیا کام ہے۔"

"تم جا کر سو جاؤ۔ ہم پھر بات کریں گے۔" اس کا موڈ اور ارادے دیکھ کر اس نے اسے وہاں سے بھیجنا ہی مناسب سمجھا.

اس کے جانے کے بعد وہ کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ہی غازان بیڈ پر سر تھامے بیٹھا تھا.

www.novelsclubb.com

"جو کرنا ہے جلدی کرو۔مجھے اس کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے۔"اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا تو اس نے اسی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے سر ہلا دیا۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_9

"کیا کروں ایسا؟ کیسے روکوں اسے؟"بہت سوچنے پر بھی جب سمجھ نہ آیا تو اس نے اپنے بال مٹھی میں جکڑ کر اضطراب کے عالم میں سعد کو دیکھا۔

"برا مت ماننا، مگر تائی جان نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔بنا دیکھے، بنا جانے کیا کچھ نہیں کہا انھوں نے اس کو اور رہی بات رشتہ ختم کرنے کی تو پہل تمھاری والدہ کی

طرف سے ہوئی ہے۔وہ چاہتی ہی نہیں ہیں کہ رشتہ برقرار رہے تو اب ایسے میں تم روشی سے کیا توقع رکھتے ہو؟"سعد نے تاسف سے اسے دیکھا جو جھکے سر کے ساتھ خاموش بیٹھا اسے سن رہا تھا۔

"خیر میں چلتا ہوں اب۔تم بھی آرام کرو اور ہاں جو بھی کرنا جلدی اور سوچ سمجھ کے کرنا۔ٹھیک ہے!"سعد کے کہنے پر اس نے اثبات میں اپنا سر ہلا دیا۔وہ اس کا کندھا تھپتھپاتا اپنے کمرے میں چلا گیا اور پیچھے وہ اکیلا کمرے میں سوچوں میں کہیں کا کہیں پہنچ گیا۔اس کے زہن مین مسلسل روشانے کی آخری بات گونج رہی تھی کہ اس نے ڈائیورس پیپر کا کہہ دیا ہے۔ مسلسل سوچتے ہوئے اس کا سر درد کی شدت سے پھٹنے کے قریب پہنچ چکا تھا۔کمرے میں گھٹن محسوس کرتے ہوئے وہ باہر نکل آیا اور سیڑھیاں اتر کر نیچے باورچی خانے کا رخ کیا۔فریج سے ٹھنڈا پانی نکال کر پیا اور اپنے آپ کو پر سکون کرنے کے لئے سیڑھیوں پر جا بیٹھا۔سارے گھر میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ہر کوئی اپنے اپنے کمرے میں محو استراحت تھا بس ایک

وہی تھا جس کی نیند آج شاید راستہ بھول گئی تھی۔کافی وقت بے مقصد سیڑھیوں پر بیٹھے رہنے کے بعد وہ بے زار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور تھکے تھکے قدموں سے سیڑھیاں اوپر چڑھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔کچھ دیر کوریڈور میں کھڑے ہو کر اس کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتا رہا پھر بے اختیار ہی اس کے قدم اس کے کمرے کی جانب اٹھے۔کمرے کے پاس پہنچ کر بہت احتیاط سے اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر گھمایا تو دروازہ ہلکی سی آواز کے ساتھ کھل گیا۔بنا کوئی چاپ پیدا کیے وہ کمرے کے اندر داخل ہوا۔سامنے ہی بیڈ پر وہ دشمنِ جاں اور اس کے بازو پر سر رکھے حریم سو رہی تھیں۔وہ دبے پاؤں چلتا ہوا اس تک آیا اور موڑھا کھینچ کر اس کے قریب بیٹھا۔کھڑکی سے آتی پورے چاند کی نیلی روشنی اس کے سفید چہرے پر ایک مسحور کن سا تاثر پیش کر رہی تھی۔سپاٹ پن اور سرد تاثر غائب تھا جو اس کو دیکھ کر اس کے چہرے پر آجاتا تھا۔ڈھیلی سی چوٹی میں قید لئیر

www.novelsclubb.com

کٹ بالوں کی کچھ چھوٹی لٹیں نکل کر اس کے چہرے پر بکھری ہوئی تھیں۔وہ مبہوت سا اسے دیکھتا رہ گیا۔سر کا درد کہیں دور جا سویا تھا۔

"کتنا انوکھا اور خوبصورت احساس ہے نہ کہ تمہیں چھو کر محسوس کر سکتا ہوں۔"

ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔

"اتنے سکون سے کیوں سو رہی ہو؟میری نیندیں اڑا کر اتنا اطمینان؟"اس کی نظر بھٹک کر اس کی نوز پن پر جا ٹھہری۔

"یہ تو غلط بات ہے یار!تم کیسے سو سکتی ہو؟"آہستگی سے اس کا ہاتھ اٹھا کر اپنے ہاتھوں میں لیا۔

www.novelsclubb.com

"غلط نہیں زیادتی ہے میرے ساتھ۔"اس کا ہاتھ لبوں سے لگاتے ہوئے اس کی بند آنکھوں کو دیکھ کر شکوہ کیا۔وہ اس سے یوں مخاطب تھا جیسے وہ اس کو سن رہی ہو۔اس کی محبت برساتی،جان لٹاتی نگاہیں اگر وہ دیکھ لیتی تو اس پر ایمان ہی لے آتی

، مگر وہ گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے محروم رہ گئی۔ پچھلی کچھ راتوں کی نیند جمع تھی جو وہ اس کے چھونے کے

باجود بے خبر سو رہی تھی۔

کیوں نہ تمہیں بے سکون کیا جائے۔ تمہارا بھی یہ اطمینان اور چین ختم کیا جائے۔ میں جانتا ہوں تم میرے رویے کی وجہ سے حیران ہو اور کچھ پریشان بھی مگر یہی تو میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے سوچو۔ چاہے مثبت یا منفی۔ کچھ بھی ہو، مجھے گوارہ ہے، مگر مجھے تمہاری ہر آتی جاتی سوچ اور خیال میں ہونا چاہیے۔ آج شام کی تمہاری باتوں سے لگ رہا ہے کہ میں کامیاب ٹھہرا ہوں۔ اس لیے یہ آخری بار تھا جو تم یوں بے خبر سکون کی نیند لے رہی ہو۔ اسی افراتفری میں تمہیں خود تک لانا ہے اور ان شاء اللہ جلد ہی لاؤں گا۔" وہ اس کے ہاتھ کی پشت پر انگوٹھا پھیرتا ایک عزم سے سرگوشیانہ انداز میں بول رہا تھا۔

"ضدی کوئین۔"اس کے چہرے پر پھونک مارتے ہوئے وہ زیر لب مسکرایا۔

کچھ دیر مزید وہاں بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھا تو اس کی نظر دوسری طرف سوئی حریم پر پڑی تو اس نے شرارت سے اس کا بازو اس کی گردن سے ہٹایا، جس پر وہ منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے دوبارہ سے اسی پوزیشن میں چلی گئی۔"

چھوٹا ولن۔"سوچتے ہوئے وہ ہنسا۔

"گڈ نائٹ"جھک کر اس کی پیشانی چومتا وہ پیچھے ہٹا اور قدم دروازے کی جانب بڑھائے۔ابھی دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ ٹھہرا اور پلٹ کر واپس اس کے پاس آ کر رکا۔

"معاف کر دینا مجبوری ہے۔"کمبل اس پر پھیلاتے وہ بڑبڑایا اور پھر آہستگی سے دروازہ بند کرتا کمرے سے نکل گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح وہ تقریباً دس بجے اٹھی۔ حریم رمشا اور سعد کے ساتھ سکول جا چکی تھی۔ اس کی تھکاوٹ کے خیال سے بے بے نے اسے جگانے سے منع کر دیا تھا۔ وہ بھی فجر کی نماز پڑھ کر دوبارہ سو گئی۔ جانتی تھی کہ جو پندرہ دن شہر گزار کر آئی ہے بے بے ان کا پورا پورا حساب لیتے ہوئے اب کم سے کم بھی اسے تین چار دن کہیں نہیں جانے دیں گی۔ چینج کر کے نیچے آئی تو وہ خاصی فریش دکھائی دے رہی تھی۔ غازان اور رومیسہ بے بے سے ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے جبکہ الفت بیگم پاس ہی خاموش سی بیٹھی تھیں۔ سب کو مشترکہ سلام کرتی وہ بے بے کے پاس تخت پر جا بیٹھی۔

"تارا، چچی جان میرا ناشتہ۔" اس نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے آواز لگائی۔

"تارا اوپر صفائیاں کر رہی ہے میں بنا دیتی ہوں۔" فردوس چچی اس کی آواز سن کر کمرے سے نکل کر آئیں اور باورچی خانے میں اس کے لیے ناشتہ بنانے چلی گئیں۔

"ناں یہ کوئی وقت ہے اٹھنے کا؟الو کی طرح رات دیر تک جاگتی ہو اور مراثیوں کی طرح دن چڑھے تک سوتی رہتی ہو۔" بے بے نے اسے آنکھیں دکھائیں۔الفت بیگم کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بہن بھائی بھی حیران ہوئے کہ ناشتے پر جب رومیسہ نے اس کے بارے میں پوچھا تو بے بے نے نہایت ہی شفقت سے کہا تھا کہ اس کو نیند پوری کرنے دو، کوئی نہ اسے اٹھائے اور اب یوں کہہ رہی تھیں۔

"پر بے بے آپ نے خود ہی تو منع کیا تھا کہ اسے کوئی نہ جگائے۔" وہ دل کی بات زبان پر لے ہی آئی، جہاں بے بے نے اسے آنکھیں دکھائیں کہ کیا ضرورت تھی منہ کھولنے کی۔بندے کا بھرم بھی کوئی چیز ہوتی ہے، وہیں تخت پر بیٹھی ٹانگیں جھلاتی روشانے انہیں ترچھی نگاہوں سے دیکھتی کھل کر مسکرائی۔

"دوہرا معیار اسی کو ہی کہتے ہیں رومیسہ۔" اس نے فردوس چچی سے جوس کا گلاس لیتے ہوئے کہا۔وہ تو جوس پینے میں مصروف ہو گئی تھی مگر بے بے سمیت وہ دونوں بہن بھائی اس کے یوں رومیسہ کو مخاطب کرنے پر خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوئے۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ان کو میں اچھی نہیں لگتی۔ بہت بگڑ گئی ہوں۔ من مانیاں کرتی ہوں۔ فضول کی ضدیں لگا کر بیٹھ جاتی ہوں۔ ایسے چند اور خیالات ہیں جن کا اظہار یہ میرے منہ پر کرتی ہیں۔"

"میں ان کی بہت اچھی بیٹی ہوں۔ مجھ سی دھی پورے خاندان میں نہیں ہے، ماشاءاللہ سے بہت محنتی ہے میری بچی، نکی سی عمر میں اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی ہے۔ خیر سے کپڑے بیچتی ہے۔" آخری بات پر اس نے انہیں دیکھتے ہوئے ہلکا سا قہقہ لگایا۔

"یہ سب یہ میری پیٹھ پیچھے ہر ملنے والے سے کہتی ہیں اور بہت فخر سے کہتی ہیں۔ ایسا ہی ہے نہ؟" اس نے انہیں دیکھتے ہوئے تائید چاہی تو وہ اپنا بھانڈا پھوٹنے پر خفگی سے رخ موڑ گئیں۔

"کم آن بے بے! میں سب جانتی ہوں۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے فردوس چچی سے ناشتے کی ٹرے پکڑ کر ان کے پاس تخت پر رکھی اور خود پیچھے ہو کر آلتی پالتی مارے بیٹھی۔

"کھاؤ گی؟"اس نے رومیسہ کو اشارہ کیا تو اس نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"ویسے بے بے۔۔۔"

"اچھا بس! ناشتہ چپ کر کے کر لے۔"اس کو پھر سے شروع ہوتا دیکھ کر بے بے نے ڈپٹا۔وہ منہ بنا کر ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔ناشتہ کرتے ہوئے بے دھیانی میں اس کی نظر غازان پر گئی جو بڑی دلجمعی سے اسے تاڑنے میں مصروف تھا۔وہ تو جیسے اس کے دیکھنے کا ہی منتظر تھا،خود پر نظر پڑتے ہی اس نے نہایت صفائی سے بائیں آنکھ دبائی۔غازان کی حرکت پر روشی کو زبردست سا پھندا لگا۔اس کا نوالہ گلے میں ہی کہیں اٹک کر رہ گیا جس کی وجہ سے اس پر کھانسی کا شدید قسم کا

دورہ پڑ چکا تھا۔ بے بے نے جلدی سے پانی کا گلاس اس کے منہ کو لگایا اور ایک ہاتھ سے کمر مسلنے لگیں۔ وہ نچلا لب دانتوں تلے کچلتے ہوئے اپنے قہقے کا گلا گھونٹ کر اسے دیکھ رہا تھا جو کھانس کھانس کر دوہری ہو رہی تھی۔ آنکھوں سے بے تحاشا پانی بہہ رہا تھا اور چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

"کتنی بار کہا ہے کہ کھانا سکون سے کھایا کرو، مگر مجال ہے جو بات کو کانوں تک جانے دو۔ خدا جانے کس بات کی جلدی ہوتی ہے۔" بے بے اس کی کمر مسلنے کے ساتھ ساتھ اس کو جھڑکنے کا فریضہ بھی بخوبی سرانجام دے رہی تھیں۔

"تم ٹھیک ہو؟" رومیسہ بھی اٹھ کر اس کے پاس آئی۔

"بے بے بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ کھانا سکون سے کھانا چاہیے۔ جلدی میں اکثر نوالے اٹک ہی جاتے ہیں۔" غازان کے بھرپور سمجھداری دکھانے پر اس نے ایک قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی اور منہ دھونے کے لیے کچن میں چلی گئی۔

****

"کتھے جارہی ہے؟" وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو بے بے نے کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔

"یار بے بے دو دن گزر گئے ہیں۔اب تو جانے دیں۔" اس نے لاچاری سے کہا

"کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں جانے کی۔دوپہر کو تیری پھپھی آرہی ہے۔سکون سے رہ۔سویرے چلی جانا۔" انہوں نے اسے کمرے میں واپس جانے کا اشارہ کیا

"شہر نہیں جارہی۔زرافارم تک جارہی ہوں اور پھر عقیلہ بوا کے ہاں چکر لگانا ہے۔کافی دن ہو گئے نہیں جا سکی۔"

www.novelsclubb.com

"ہوں ٹھیک ہے۔جلدی آجانا۔شام ہونے والی ہے۔" وہ کہتی اپنے کمرے میں چلی گئیں

"حریم جاؤ۔چاچو سے گاڑی کی چابی لے آؤ۔"اس نے رمشا کے پاس بیٹھی ہوم ورک کرتی حریم سے کہا تو وہ سر ہلاتی اٹھ گئی۔

"چاچو پھپھو چابی مانگ رہی ہیں۔"اس نے بیٹھک کا تھوڑا سا دروازہ کھول کر جھانکتے ہوئے سعد کو مخاطب کیا۔نہ اس نے پوچھا،نہ اس نے بتایا کہ کون سے چاچو سے لینی ہے اور سعد چونکہ پہلے اس کی گاڑی استعمال کرتا رہتا تھا،اس لیے حریم اسی کے پاس آئی تھی۔اب اسے کیا پتہ کہ اس کا نیا آنے والا چاچو اتنا ایڈوانس ہے کہ آتے ہی گاڑی پر بھی قبضہ جما چکا ہے

"نہیں بیٹا میرے پاس تو نہیں ہے۔"سعد نے جواب دیا البتہ پاس بیٹھا غازان جیبیں ٹٹول کر چابی کی موجودگی کو یقینی بناتے ہوئے مطمئن ہو گیا

"پھپھو چاچو کہہ رہے ان کے پاس نہیں ہے۔"حریم کہتی دھپ سے بیٹھی

"ارے۔" وہ حیران ہوئی۔ مطلب کیسے صاف مکر گیا ہے۔اس دن کے بعد وہ کہیں گئی ہی نہیں تھی تو اس نے چابی واپس بھی نہیں لی تھی اور اب وہ کہہ رہا تھا کہ میری پاس نہیں ہے۔

"میں پوچھتی ہوں۔ کیسے نہیں ہے۔" وہ بڑبڑاتی ہوتی دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ کچھ سوچ کر رکی۔اس کے پاس جانا مطلب اس کو مخاطب کرنا اور اس کو مخاطب کرنا مطلب وہ فالتو میں فری ہو جائے گا۔ پچھلے دو تین دن سے اسے اتنا تو جان ہی چکی تھی۔ وہ جو جان بوجھ کر اس سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈتا رہتا ،رومیسہ اور حریم کے بہانے سے اسے مخاطب کرتا،اس کے پاس اگر وہ خود جاتی تو،اس سے آگے اس کے دماغ نے بھی سوچنے کے لیے نو سگنل دے دیا۔ وہ جھر جھری لے کر پلٹی اور کمرے سے دوسری چابی لے کر باہر آئی۔ سامنے ہی وہ چابی انگلی پر گھماتے ہوئے اس کی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حریم کے جانے کے بعد وہ سعد کو آنے کا کہہ کر باہر نکلا۔ حریم دوبارہ نہیں آئی تھی،اس لیے اب اس بات کا سو فیصد امکان تھا کہ وہ خود ہی آئے گی اور اس کی سوچ کے عین مطابق کچھ ہی دیر میں وہ آتی دکھائی دی۔ سیاہ شلوار قمیض میں سر پر دوپٹہ رکھے بڑی چادر کندھوں پر پھیلائے اس کی طرف آرہی تھی۔ چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ اسے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ وہ خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر ہاتھ میں پکڑا چھوٹا سا پاؤچ اور موبائل برابر والی سیٹ پر رکھتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔ وہ جو منتظر تھا کہ اس سے چابی مانگے گی اس کو انگیشن میں چابی لگا تا دیکھ کر جھٹ سیدھا ہوا۔

"چابی نہیں لینی کیا؟" اس نے شیشے سے جھانکا۔ وہ ایک سپاٹ سی نگاہ اس پر ڈال کر گاڑی سٹارٹ کر کے ریورس کرتے ہوئے ہارن دینے لگی۔

"اگر مجھے کہیں تو میں گیٹ کھول سکتا ہوں۔" اس کو گیٹ کے پاس گاڑی روک کر ہارن پر ہارن دیتے دیکھ کر اس نے مدد کی پیش کش کی۔ وہ یوں بن گئی گویا سنا ہی نہ

ہو۔ہارن کی آواز سن کر سعد بیٹھک سے نکل کر گیٹ کھولنے لگا۔اس سے پہلے وہ گاڑی لے کر باہر نکلتی وہ جلدی سے دروازہ کھول کر اس کے برابر والی سیٹ پر آ بیٹھا۔روشانے نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو اس کا پاوچ پچھلی سیٹ پر اچھال کر موبائل الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا

"اچھا موبائل ہے۔کتنے کا لیا تھا؟"اس کو اپنی جانب دیکھتا پا کر اس نے انجان بنتے ہوئے پوچھا

"کیا یار مجھے بھی ساتھ جانا ہے۔آپ کا فارم دیکھنا ہے چلو۔"اس کو خود کو گھورتا پا کر وہ جھنجھلایا۔گھوریوں سے کام چلا رہی تھی۔کچھ بول نہیں رہی تھی اس کی جھنجھلاہٹ بے جا نہ تھی۔سعد کو منتظر دیکھ کر وہ گاڑی سٹارٹ کر کے باہر لائی۔

آپ مجھ سے چھوٹی ہیں نہ۔"ایک طویل خاموشی جو کہ بس دو منٹ کی ہی تھی کے بعد اس کی زبان میں کجھلی ہوئی روشانے نے بے ساختہ حیرت سے اسے دیکھا

"نہیں پوچھنے کا یہ مطلب تھا کہ اب دیکھیں نہ، آپ مجھے آپ کہتی ہیں۔ میں آپ کو آپ کہتا ہوں۔ کچھ عجیب سا لگتا ہے۔ ٹھیک ہے مجھے آپ کہنا سمجھ میں آتا ہے ۔میں آپ کا شوہر ہوں۔ میری عزت کرنا آپ کا فرض بھی ہے اور میرا حق بھی، مگر میں کیوں آپ جناب کرتا ہوں جبکہ آپ مجھ سے دو تین سال چھوٹی ہی ہوں گی ،اس لیے میں نے سوچا ہے کہ آج سے میں تم کہ کر بلایا کروں گا۔" وہ خود سے ہی جوڑ توڑ کرتا، خود ہی فیصلہ کرتے ہوئے اسے سنا بھی چکا تھا

"نہیں عزت تو میں کرتا ہی ہوں اور میرے لیے لازم بھی ہے کہ میں اپنی بیوی کی عزت اور احترام کروں مگر آج سے تم کہہ کر بلایا کروں گا۔ یہ آپ لفظ بڑا ہی اجنبی اجنبی سا لگتا ہے۔" اس کو خونخوار نظروں سے اپنی طرف دیکھتا پا کر جلدی سے بولا

"ہاں اگر تم بھی چاہو تو مجھے تم کہہ سکتی ہو۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" اس نے منظوری کے فورا بعد لفظ "تم" کا اطلاق بھی کر لیا۔ وہ دانت پیس کر رہ گئی۔ فارم

سے کچھ دوری پر ہی تھے کہ روشانے کا فون بجنے لگا، چونکہ اس کا موبائل غازان کے ہاتھ میں تھا اس لیے وہ نمبر دیکھ کر ٹھٹھکا

"یہ فہام کون ہے؟" موبائل سکرین اس کے سامنے کی۔انداز خالص شوہروں والا تھا۔اسے گھورتے ہوئے اس نے موبائل جھپٹا اور ریسو کر کے کان سے لگاتے ہوئے گاڑی سڑک کے کنارے روک دی

"اسلام علیکم! کیسے ہو؟"

"مجھے چھوڑو۔تم اچھی گئی ہو۔پلٹ کر خیر خبر بھی نہیں لی۔سسرالیوں میں اتنا بزی ہو گئی کہ ہم لوگ بھول گئے۔" دوسری طرف سے فہام شکوہ کن آواز سنائی دی

www.novelsclubb.com

"یار بے بے نے نہیں آنے دیا۔آج بھی بمشکل ہی فارم جانے کے لیے نکلی ہوں۔ان شاءاللہ کل آؤں گی سٹور پر، تو چکر لگاؤں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

غازان نے ایک حسرت بھری نظر اس کی مسکراہٹ پر ڈالی جس کا کچھ دیر پہلے نام و نشان تک نہیں تھا

"اچھا مجھے لگا شاید ساس کی خدمت کر کے ان کے دل میں جگہ بنا رہی ہو گئی۔" اس ہنستے ہوئے کہا۔

"خیر اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ہانی کہاں ہے؟"

"میں بھی یہی ہوں۔" اب بار ہانیہ کی آواز سنائی دی

"ہم یہی ہیں بس تم کچھ زیادہ ہی مصروف ہو گئی ہو۔ پتہ بھی ہے ہمیں کتنی فکر ہو رہی تھی تمہاری۔ہانیہ نے کل بھی کال کی تو حریم نے اٹینڈ کی کہ پھپھو بزی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"ہانی یہ بندہ جیلس ہو رہا ہے۔ مگر غلط جگہ پر ہو رہا ہے؟" اس کے جلے کٹے انداز پر اس نے قہقہ لگایا

"اچھا سن نہ۔اپنی ساس سے ملی ہو۔" ہانیہ کی متجسس سی آواز آئی

"ہوں۔"اس نے مختصر جواب دیا

"کیسے لوگ ہیں؟تمہاری ساس نے کیا کہا تمہیں۔"اگلا سوال فہام نے کیا

"کچھ خاص نہیں۔"

"نند اور شوہر؟"

"ہاں صیح ہے۔تم دیکھ لو۔"اس نے غازان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

"ہیں کیا بول رہی میں کچھ اور پوچھ رہی ہوں۔"ہانیہ نے اسے گھر کا

"میں نے سن لیا ہے۔کل کا لنچ تمہاری طرف ہی کر لوں گی۔ابھی میں فارم پر جا رہی ہوں۔بعد میں بات کریں گے۔"

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب بعد میں۔"

"مجھے لگتا کوئی ہے اس کے پاس۔"فہام نے اسے ٹوکا

"کون ہے تمہارے ساتھ۔" ہانیہ کے نئے سوال پر وہ سر پیٹ کر رہ گئی

"ساس نند تو ہو نہیں سکتی تو کیا تمہارا شوہر ہے؟" اس کا تجسس عروج پر تھا

"ہاں۔" اس ے مختصر جواب دیا

"کیا؟" وہ چیخی تو اس نے فون کان سے ہٹایا

"ہم بعد میں بات کریں؟ ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے۔" اس نے فون بند کرنا چاہا

"نہیں۔ مجھے بتا کر جاؤ۔ وہ تمہارے ساتھ کیوں ہے؟ تم تو کہیں باہر جا رہی ہو نہ تو وہ ساتھ کیا کر رہا ہے۔" اس نے تفتیشی لہجے میں پوچھا

"شام کا خبر نامہ سن لینا۔ پتہ چل جائے گا۔" وہ فون کاٹ کر ڈیش بورڈ پر رکھتی گاڑی سٹارٹ کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"پاگل۔" اس نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔ اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ بری طرح غازان کو چبھی

"یہ فہام کون ہے؟"اس کی بھرپور سنجیدگی پر اس نے چونک کر اسے دیکھا۔لہجے کی شگفتگی اور نرمی غائب تھی۔ مسکراتی آنکھوں میں ایک نامعلوم سا خوف تھا۔کچھ چھن جانے کا خوف۔اس سے نظریں ہٹا کر اس نے سامنے سڑک پر مرکوز کیں۔ اس کو پرانے انداز میں لوٹتے دیکھ کر وہ ہونٹ چباتا رخ موڑے شیشے کے پار دیکھنے لگا

"دوست ہے۔"اس کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے اس نے کہا۔وہ جواب سے زیادہ اس کے جواب دینے پر بے یقین ہوا

"بس؟"وہ ایک جھٹکے سے پلٹا۔اس کے پلٹنے کا انداز خاصا ڈرامائی تھا۔ناچاہتے ہوئے بھی روشانے مسکرائی۔وہ چونکہ ابھی تک اس کے جواب پر ہی سر دھن رہا تھا اس کی مسکراہٹ نہ دیکھ سکا

"ہوں۔"اس نے مختصر کہا اور گاڑی لے جا کر ڈیرے کے باہر کھڑی کی

"اوہ اللہ! تیرا شکر ہے مجھے لگا کہ ایک ساتھ دو محازوں سے نبٹنا پڑے گا۔" وہ سیٹ پر ٹیک لگا کر سکون سے آنکھیں بند کر گیا۔ وہ نفی میں سر ہلاتی باہر نکل گئی۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں۔ وہ گاڑی کے پاس ہی ایک بزرگ سے آدمی کے پاس کھڑی تھی۔ وہ بھی جلدی سے نکل کر اس کی طرف آیا

"آپ ان کو وزٹ کروادیں۔ میں زرا باقی لوگوں سے مل لوں۔" وہ غازان کی طرف اشارہ کرتی ان بزرگ کو کہہ کر ڈیرے کی طرف گئی

"بہت شکریہ بابا۔ میں وزٹ کر چکا ہوں۔" وہ کہتا ہوا جلدی سے اس کے پیچھے چل دیا۔

www.novelsclubb.com

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_10

"بیٹا بیٹھ کر سکون سے ناشتہ کر لو۔"فردوس چچی نے اس کو کھڑے ہو کر جوس پیتے دیکھ کر ٹوکا۔"

نہیں چچی، مجھے دیر ہو رہی ہے۔آدھے گھنٹے بعد میٹینگ ہے اور میں ابھی تک یہیں ہوں۔"اس نے جوس کا گلاس رکھ کر عجلت میں کپ اٹھا چائے کا گھونٹ لیا اور کھولتی ہوئی چائے کا پہلا گھونٹ ہی اس کی زبان جلا گیا۔وہ کپ بھی واپس رکھتی تارا کو آوازیں دینے لگی۔

"یار تارا، لے بھی آؤ بیگ کدھر چلی گئی ہو؟اوکے اللہ حافظ بیٹا اور چاچو کو تنگ مت کرنا۔آج مجھے دیر ہو رہی ہے کل سے میں خود تمہیں چھوڑ دیا کروں گی پکا پرومس۔"پلٹ کر منہ پھلائے بیٹھی حریم کا گال تھپتھپاتی تارا اسے بیگ لینے لگی۔

"یہ زرار ومیسہ کو تو بلادو۔ کب سے تیار ہو رہی ہے۔"اس نے تارا سے کہا تو وہ واپس اوپر چلی گئی۔ رومیسہ نے رات ہی اس سے کہا تھا کہ وہ بھی اس کے اس کے ساتھ جائے گی۔ چونکہ اس نے بے بے کے سامنے بات کی تھی تو جب روشانے نے ٹال مٹول سے کام لینا چاہا تو انہوں نے سختی سے کہا کہ وہ اسے لے جائے کون سا اس کا بل آجانا ہے، تو اسے مانتے ہی بنی۔

"یہ تُو کیا پہن کر جا رہی ہے؟"بے بے نے اس کو جینز اور شرٹ میں دیکھ کر کڑے تیوروں سے گھورا۔

"بے بے نہیں پلیز۔ مجھے بہت دیر ہو رہی ہے پھر کبھی۔"وہ ان کا خراب ہوتا موڈ دیکھ کر جلدی سے بولی۔

"ناں میں کون سا تجھے روک رہی ہوں مگر یہ کیا طریقہ ہے؟"

"اف بے بے! مشینری کے سلسلے میں میری فارن کلائینٹ مطلب باہر کے کسی بندے کے ساتھ میٹنگ ہے ورنہ آپ تو میری یہ ڈریسنگ چھڑوا ہی چکی ہیں۔" اس نے بیزاری سے کہا اور رومیسہ کو آوازیں دینے لگی۔

"مجھے ایک بات بتا، یہ جو باہر کا بندہ ہے وہ کیا یہاں کا پہناوا لے کر آئے گا۔ نہیں نہ ، تو پھر تُو کیوں اپنا رہن سہن بدل رہی ہے؟ وہ باہر سے آئے گا تو اصولاً اسے ادھر کا لباس پہننا چاہیے مگر تُو ان کا لباس پہن کر جا رہی ہے۔"

"پلیز بے بے۔"

"میں نہیں جانتی پلیس ویلیس۔ چل جا کے بدل کر آ۔ تماشا بنا رکھا ہے۔ ہر وقت کی من مانی۔" انہوں نے سختی سے کہا۔

"آج اگر میرے ماں باپ زندہ ہوتے تو کبھی نہ روکتے مجھے۔" اس نے ان کو ایموشنل کرنا چاہا۔

"اگر ہوتے تو دیکھی جاتی مگر وہ اب نہیں ہیں، اس لیے جا، جتنا کہا ہے اتنا کر۔"

"کوئی بات نہیں بے بے۔ جانے دیں نہ، کیا ہو گیا ہے۔ ٹھیک تو لگ رہی ہے۔" ناشتے کی میز پر بیٹھتے ہوئے غازان نے کہا جس پر ان دونوں دادی پوتی نے بیک وقت مڑ کر اسے دیکھا۔

"نہ تیرا کیا مطلب ہے؟ ہیں؟ میں اسے ایسے ہی جانے دوں؟ گاؤں کے لوگ دیکھ کر کیا کہیں گے؟" بے بے نے اپنی توپوں کا رخ اس کی طرف کیا۔ ان کا دھیان غازان کی طرف ہوتے دیکھ کر وہ پل میں غائب ہوئی۔

"یہی کہیں گے کہ آپ کی پوتی کتنی کیوٹ ہے۔" اس کو تیزی سے دروازے سے باہر نکلتا دیکھ کر وہ مسکرایا

www.novelsclubb.com

"تیرے سے تو بعد میں نبٹوں گی پہلے اسے کسی کھاتے لگا لینے دے۔ ہیں! یہ کدھر گئی۔" وہ اس کو پھر کبھی پر چھوڑتے ہوئے اس کی طرف پلٹیں مگر اس کو نہ پا کر ان

کا منہ کھلا۔ابھی وہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں کہ تیز تیز قدموں سے رومیسہ آتی دکھائی دی اور اسے دیکھ کر ان کا کھلا منہ مزید کھلا۔وہ بھی جینز اور ہاف بازوؤں والی ٹی شرٹ میں ملبوس بڑی شان سے آرہی تھی

۔"زرا واپس آؤ دونوں۔تمہاری ہڈیوں کو لون میں لگاتی ہوں۔"انہوں نے رومیسہ کو شعلے برساتی نگاہوں سے گھورا

"اللہ حافظ ایوری ون۔"وہ ان کے تیور دیکھتے ہوئے فوراً وہاں سے کھسکی۔

"یہ سب تیری وجہ سے ہوا ہے۔"انہوں نے ناراضگی سے اسے دیکھا اور وہ کندھے اچکا کر ناشتہ کرنے میں مشغول ہو گیا

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دونوں گھر واپس آئیں تو عصر کی آذانیں ہو رہی تھیں۔الفت بیگم اپنے کمرے میں تھیں۔رومیسہ دو تین شاپنگ بیگز لیے ان کے کمرے میں داخل ہوئی۔وہ الماری میں کپڑے رکھ رہی تھیں کہ رومیسہ نے بیگز بیڈ پر رکھتے ہوئے انھیں پکارا۔

"مما۔ادھر آئیں میں آپ کو کچھ دکھاؤں۔"

"کیا لائی ہو؟ایک تو تمہاری شاپنگ پوری نہیں ہوتی۔"وہ کہتے ہوئے اس کے پاس آئیں۔

"بالکل بھی نہیں آج میں نے زرا بھی شاپنگ نہیں کی یہ سب تو میں روشی کی بوتیک سے لائی ہوں۔"وہ کپڑے نکال کر انہیں پھیلا کر دکھانے لگی۔

www.novelsclubb.com

"یہ اتنے سارے؟"انہوں نے تین چار ڈریسز دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

"ہاں،اس نے اپنی سیکرٹری سے کہا کہ مجھے پورا بوتیک دکھادے تو جو جو مجھے اچھا لگا میں نے اٹھالیا۔"اس نے عام سے انداز میں کہا۔

"تو اس نے کچھ نہیں کہا؟" انھوں نے بے ساختہ پوچھا۔

"نہیں بلکہ کہہ رہی تھی کہ رمشا بھی جب آتی ہے تو ایسے ہی بوتیک خالی کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ تم نے تو ابھی ہاتھ ہلکا رکھا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"آپ کو پتہ ہے، مجھے اور بھی ایک میکسی پسند آئی تھی مگر وہ آرڈر پر تھی تو روشی نے کہا کہ وہ میرے لیے ویسی ہی کچھ دن تک بنوا دے گی۔ ویسے ایک بات ہے مما، کلیکشن کمال کی ہے۔ مجھے تو سارے ہی پسند آئے ہیں۔ سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ کیا چوز کروں۔" وہ کپڑے دوبارہ سے تہہ کر کے رکھتے ہوئے بولی۔

"اچھا مما ایک بات بتائیں۔" وہ سب سمیٹ کر ایک طرف رکھتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئی۔ اسے غازان نے صبح ہی کہا تھا کہ وہ الفت بیگم سے بات کرے۔

"آپ کو روشی سے یہی مسئلہ تھا نہ کہ وہ ان ایجوکیٹیڈ ہے اور پتہ نہیں کیسی ہو گی، تو اب تو آپ جان گئی ہیں۔ تو اب کیا خیال ہے؟"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" انہوں نے اس کی بات پر تیکھے لہجے میں پوچھا۔"

"نہیں۔۔۔۔۔اب دیکھیں نہ وہ ہم سب کی سوچ کے۔۔۔۔۔۔ برعکس ہے۔ پڑھی لکھی ہے۔۔۔۔انڈیپینڈنٹ ہے۔اپنی بوتیک اور فارم ہے۔ سو برا اور ڈیسینٹ سی ہے۔۔۔۔۔۔۔تو۔۔۔۔۔مجھے لگتا ہے کہ آپ کو اپنا فیصلہ بدل لینا چاہیئے۔" اس نے ڈرتے ڈرتے انہیں دیکھا جو اسے گھور رہی تھیں۔

"اب تم مجھے بتاؤ گی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔" انہوں نے سختی سے کہا۔

"مما وہ بھائی کی خوشی بھی ہے۔آپ دیکھ نہیں رہیں بھائی کتنا خوش ہیں۔ہر وقت اس کے آگے پیچھے رہتے ہیں۔مجھے لگتا ہے وہ انہیں پسند کرنے لگے ہیں۔آپ ایسا تو نہ کریں۔وہ اچھی لڑکی ہے۔"

"تم لوگوں کو کیا لگتا ہے کہ میں بے وقوف ہوں؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا؟ کیا مجھے نہیں سمجھ آرہا کہ تم بہن بھائی بہت پہلے سے یہاں رابطے میں ہو۔ غازان پہلے سے اس لڑکی کو جانتا ہے اور مجھے تو اب یہ بھی لگنے لگا ہے کہ وہ اس سے رابطے میں بھی تھا، مگر ایک بات میری یاد رکھنا رومیسہ، میری طرف سے ابھی بھی وہی نہ ہے۔ یہ لڑکی کسی بھی صورت میں مجھے اپنے گھر گوارہ نہیں، چاہے یہ سونے کی ہی کیوں نہ بن کر آجائے۔"

"نہیں مما آپ غلط سمجھ رہی ہیں بھائی اور روشانے کا رابطہ نہیں تھا۔" وہ جلدی سے بول اٹھی۔

"شٹ اپ! میری ماں بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ یہاں سے۔"

"مما پلیز۔" اس نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"آئی سیڈ گیٹ آؤٹ۔" وہ چلائیں۔ان کا حد سے زیادہ بگڑتا موڈ دیکھ کر رومیسہ نے اٹھنے میں ہی عافیت جانی۔

باہر آکر اس نے ریلینگ سے نیچے جھانکا تو غازان بے چینی سے ہال میں ٹہلتے ہوئے اوپر ہی دیکھ رہا تھا۔اس نے ہاتھ سے ہی اسے ان کے انکار کا اشارہ کیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔وہ بے بسی سے الفت بیگم کے بند کمرے کو دیکھ کر رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سٹڈی کیسی جا رہی ہے؟" اس نے حریم کے بالوں میں تیل لگاتے ہوئے پوچھا۔ بے بے بیٹھی رات کے کھانے کے لیے سبزی بنا رہی تھیں۔تارا اوپر کمرے میں کپڑے استری کر رہی تھی تو بے بے نے اسے کہا جو بھی پکانا ہے مجھے دے جائے میں کر دیتی ہوں۔پاس ہی غازان آنکھوں پر بازو رکھے صوفے پر آڑا ترچھا لیٹا ہوا تھا۔اس کو یوں خاموش اور سنجیدہ دیکھ کر روشانے کو حیرت ہوئی۔پوچھ تو کسی

صورت نہیں سکتی تھی اس لیے خاموشی سے بیٹھی رہی البتہ گاہے بگاہے اس پر نگاہ ڈال لیتی۔

"بہت اچھی اور آپ کو پتہ ہے مجھے روز گُڈ ملتی ہے۔" اس نے فخر سے بتایا۔

"اس کا مطلب تم کام اچھے سے نہیں کرتیں۔"

"لو گُڈ تو ملتی ہے اب اور کیسے اچھا کروں بھلا۔" اس نے گردن زرا سی موڑ کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اس سے بھی اچھا ہو سکتا ہے جس پر ٹیچرز سٹار دیتے ہیں۔" اس نے اس کے بالوں میں کنگھی کرتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"وہ کیسے؟" سٹار کا سن کر اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

"جو بچے صاف ستھری لکھائی کے ساتھ کام کرتے ہیں، اپنا سبق اچھے سے یاد کرتے، خود بھی صاف ستھرے اور وقت کے پابند ہوتے ہیں ان کو سٹار ملتا ہے۔" اس نے نرمی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس کر بی بی پہلے ہی اس نکی جئ کو سکول میں داخل کرا دیا ہے۔ اب اس پر اور بوجھ مت ڈال۔ پڑھ لے گی۔ بڑی عمر پڑی ہے۔" بے بے نے اس کو اکساتے دیکھ کر ٹوکا۔

"اب اگر نہیں سمجھے گی تو بڑی ہو کر چیزوں کو سنجیدگی سے نہیں لے گی۔ کمپیٹیشن کا زمانہ ہے۔ بچوں کو شروع سے ہی چیزوں کے بارے میں بتا دینا چاہیے ورنہ آگے نہیں بڑھ پائیں گے۔"

"رہن دے تُو۔ اتنا پڑھ کر تُو نے کون سی دنیا فتح کر لی ہے جو یہ رہ گئی ہے۔ کل کو اس نے بھی کپڑے ہی بیچنے ہیں۔ وہ تو ان پڑھ لڑکیاں بھی بیچ لیتی ہیں تُو کون سا تیر

مارتی ہے۔" بے بے نے پل بھر میں ہی عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دی تھی ۔اس نے خاموش ہونا ہی بہتر سمجھا۔ حریم کے بالوں میں کنگھی کر کے اس نے ہیئر بینڈ لگا کر چیزیں سمیٹ کے اسے کمرے میں رکھنے کے لیے بھیجا اور پاس پڑے ڈسٹر سے ہاتھ پونچھ کر موبائل میں مصروف ہو گئی۔ مزید دس پندرہ منٹ گزرے تو اس نے اسے اسی پوزیشن میں لیٹے پایا۔ اب کی بار اسے کچھ تشویش ہوئی۔ اتنی دیر خاموش رہنے والوں میں سے تو نہیں تھا وہ۔ اس نے بے بے کی طرف دیکھا جو سبزی کا باؤل اور چھلکے ایک طرف کرتے ہوئے ٹانگیں پھیلا کر سیدھی ہو کر بیٹھ رہی تھیں۔ اس پر نظر پڑی تو اس نے اشارے سے ان کی توجہ اس کی طرف دلائی اور ہاتھ سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ جواباً انہوں نے بھی اشارے سے کہا کہ مجھے کیا پتہ۔ البتہ دل کے کسی کونے میں سکون سا اترا تھا۔ وہ ہانیہ کا میسج دیکھ کر اسے جواب دینے لگی۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے دوبارہ انہیں اشارے سے متوجہ کیا

www.novelsclubb.com

کہ پوچھیں تو سہی۔انہوں نے اسے ہی اشارہ کیا خود پوچھ لو۔وہ منہ بناتی خاموش ہو گئی

"ناں اگر اتنی ہی فکر ہو رہی ہے تو پوچھ کیوں نہیں لیتی؟"روشانے کو تشویش سے اسے دیکھتا پا کر تنگ آ کر وہ بول اٹھیں۔ان کے یوں اس کے سامنے بولنے پر اس کی آنکھیں پھٹیں۔

"بے بے۔"اس نے صدمے سے انہیں دیکھا۔

"کیا؟کب سے میرے ساتھ اشارے بازی کر رہی ہے سیدھا اسی سے پوچھ لے۔ گھر والا ہے تیرا۔کوئی شریک تو ہے نہیں جو تیری بول چال بند ہے۔"اس کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر انہوں نے اسے گھرکا۔اس نے خود کو کوسا کہ کیا ضرورت تھی ہمدردی جتانے کی اور بے بے مجال ہے جو کسی کے سامنے عزت رکھ جائیں۔کیا تھا جو وہ پوچھ ہی بیٹھی تھی اسے بتانا ضروری تھا کہ وہ اس کے بارے میں

پوچھ رہی ہے۔اگر اسے زرا سا بھی اندازہ ہوتا کہ وہ یوں بول پڑیں گی تو کبھی بھی پوچھنے کی غلطی نہ کرتی۔

"غازی،غازی پتر۔" بے بے نے اس کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی لاٹھی سے اس کے پاؤں کو ہلا کر اسے آواز دی۔وہ جو ویسے ہی خاموشی سے آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا سوچوں میں گم تھا بے بے کی پہلی بات پر ہی آنکھیں کھول گیا تھا مگر یوں ظاہر کرنے لگا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔اس کے یوں اپنے لیے فکر مند ہونے پر ایک لمحے کو گہری بے یقینی نے اسے گھیرا۔اس نے بمشکل ہونٹوں پر آتی مسکراہٹ چھپائی۔کچھ دیر پہلے والی پریشانی اور کوفت کہیں دور جا سوئی تھی۔وہ اتنی بھی مشکل نہیں تھی جتنا وہ سمجھا تھا مگر نہیں وہ اسے سمجھ ہی کہاں پایا تھا

"کیا ہوا بے بے؟" ان کے آواز دینے پر اس نے کمال مہارت سے اپنے تاثرات پر قابو پاتے ہوئے آنکھوں سے بازو ہٹا کر انہیں دیکھا۔

"مجھے تو کچھ نہیں ہوا۔یہ تیری بیوی کو ہی فکر ہو رہی ہے کہ ایسے کیوں لیٹا ہوا ہے۔ کب سے مجھے اشارے کر رہی ہے کہ تم سے پوچھوں۔"وہ شاید اسے شرمندہ کرنے کی ٹھانے ہوئے تھیں اس لیے ایک بار پھر تفصیل دوہرانے لگیں۔اس نے اسے دیکھا جو خود کو موبائل میں مصروف ظاہر کر رہی تھی

"ہم غریبوں کے نصیب ہیں جو جناب کو ہماری فکر ہو رہی ہے۔مارے خوشی سے مر ہی نہ جاؤں۔"اس نے مسکراتی نگاہیں اس پر مرکوز کیں۔روشانے نے سر نہیں اٹھایا تھا۔اٹھاتی بھی کیسے۔غداری وہاں سے ہوئی تھی جہاں کی اس نے توقع ہی نہیں کی تھی۔ہمدردی بہت مہنگی پڑی تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔ایسے ہی سر میں درد ہو رہا تھا۔"اس کا خفت سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر اس نے مزید کچھ بھی الٹا سیدھا کہنے سے گریز کرتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔وہ اسے ایک نظر دیکھ کر موبائل پر بلاوجہ ہی سکرولنگ کرنے لگی۔

"تو چائے پی لیتا۔ موسم بدل رہا ہے۔ ایسے میں طبعیت خراب ہو جاتی ہے۔ چل نی اٹھ، کبھی اس کی جان چھوڑ بھی دیا کر۔ ہر وقت اسی میں گھسی رہتی ہے۔ جا اس کے لیے ایک کپ چائے بنا کر لا۔" انہوں نے پہلے اسے اور پھر روشانے کو مخاطب کیا۔

"کون میں؟" اس نے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"تو کیا اب میں اس عمر میں باورچی خانے میں جاؤں گی۔" انہوں نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں تارا سے کہہ دیتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"کیوں؟ گھر والا تیرا ہے یا تارا کا؟"

"استغفر اللہ یار بے بے کچھ بھی؟" غازان نے ناراضگی سے انہیں دیکھا۔

"یہ کھی کھی بعد میں کر لینا۔ابھی جاجو کہا ہے وہ کر۔"روشانے کو منہ پر ہاتھ رکھے ہنستا دیکھ کر انہوں نے کہا تو وہ اٹھ کر باورچی خانے میں چلی گئی۔

"اب بول کیا کہتا ہے؟"اس کے جانے کے بعد بے بے نے رازداری سے اس سے کہا۔

"یہ تو مسئلہ ہی نہیں ہے بے بے،مزید کچھ دنوں میں اسے تو کسی نہ کسی طرح منا ہی لوں گا۔اصل مسئلہ تو آپ کی بڑی بہو ہے۔رومی نے آج بھی بات کی ہے مگر وہ کسی طرح ماننے کو تیار نہیں ہیں۔"اس نے مایوسی سے کہا۔

"اب کیا تکلیف ہے اسے؟"

"پتہ نہیں۔"اس نے تھکن زدہ انداز میں صوفے کی پشت پر سر رکھا۔وہ کچھ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الفت بیگم اپنے کمرے سے نکل کر نیچے آ رہی تھیں کہ سامنے کا منظر دیکھ کر اگلا قدم اٹھانا بھول گئیں۔ روشانے بے بے کی کسی بات پر خفگی سے انہیں دیکھتے ہوئے غازان کو چائے دے رہی تھی۔ وہ اپنے بیٹے کی آنکھوں اور چہرے کی بے تحاشہ چمک اور خوشی اتنی دور سے بھی صاف دیکھ سکتی تھیں۔ ان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ غازان نے اسے کچھ کہا تو وہ سر ہلاتی دوبارہ باورچی خانے میں چلی گئی۔ وہ سیڑھیاں اترتی اس کے پیچھے باورچی خانے میں آئیں۔

"کیا چل رہا ہے یہ؟" وہ پانی کا گلاس لیے پلٹی تو ان کو اپنے راستے میں ایستادہ پایا۔

"کیا مطلب؟" اس نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"مطلب تو تم مجھے سمجھاؤ نہ کہ میری ہی ناک کے نیچے کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہو؟ تمہیں کیا لگتا ہے میری بیٹی سے دوستی گانٹھ کر، یوں میرے بیٹے کے آگے پیچھے

گھوم کر تم میرے گھر تک پہنچ جاؤ گی؟ان لوگوں کو اپنا حمایتی بنا کر تم مجھے رام کر لو گی؟"انہوں نے سلگتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنی نفرت اس کے کانوں میں انڈیلی۔وہ ششدر رہ ہی تو رہ گئی تھی۔اچھی خاصی پڑھی لکھی ہو کر،اتنے سال باہر گزار کر بھی وہ کسی جاہل عورت کی مانند زہر اگل رہی تھیں۔ان کی عمر اور رشتے کا خیال کرتے ہوئے اس نے گہری سانس لے کر اپنے دماغ کی کھولن کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

"آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے۔ایسا کچھ نہیں ہے۔رومیسہ کو میں منع نہیں کر سکی اور غازان کے سر میں درد تھا تو بے بے نے چائے کا کہہ دیا۔اگر آپ کو نہیں اچھا لگا تو آئندہ خیال رکھوں گی۔معذرت خواہ ہوں۔"اس نے تحمل اور نرمی سے وضاحت دیتے ہوئے انہیں ٹالنا چاہا۔

"بس بس۔میں اچھے سے جانتی ہوں تم جیسی لڑکیوں کو۔معصومیت اور اچھائی کی آڑ میں۔۔"

"کیا؟ایسا کیا جان گئی ہیں میرے بارے میں جو آپ کی نفرت اس انتہا تک پہنچ گئی ہے کہ آپ میرے کردار کو نشانہ بنانے پر تل گئی ہیں۔"ان کو اپنے کردار تک جاتے دیکھ کر اس کے صبر نے جواب دیا۔اس کی ایک دم سے اونچی آواز پر غازان اٹھ کر تقریبا بھاگتا ہوا باورچی خانے میں آیا جہاں وہ دونوں آمنے سامنے کھڑی تھیں

"مجھے جانتی ہی کہاں آپ۔اگر جو جانتی ہوتی تو اتنی خوش فہمیاں نہیں پالتی۔آپ کا گھر کوئی اتنا بھی نایاب نہیں ہے جو میں وہاں تک جانے کے لیے آپ کے بچوں کو سیڑھی بناؤں گی۔اگر چاہوں نہ تو اس جیسے چار گھر لے سکتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"اور رہا آپ کا بیٹا۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا گلاس زمین پر دے مارا۔ الفت بیگم اچھل کر پیچھے ہوئیں۔ روشانے نے جھک کر کانچ کا ایک چھوٹا سا ذرہ اٹھا کر ان کے سامنے کیا۔

"اتنا سا، اتنا سا بھی انٹرسٹ نہیں ہے مجھے آپ کے بیٹے میں۔ آپ کے بیٹے میں ایسے بھی سرخاب کے پر نہیں لگے جو میں اسے آپ سے ہتھیانے کے لیے بقول آپ کے گھٹیا ہتھکنڈے آزماؤں گی۔" اس کو ایک دم سے طیش میں آنے پر الفت بیگم پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگیں

"آیندہ میرے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرنے سے احتیاط ہی کیجیئے گا۔ ایسا نہ ہو کہ میں آپکی عمر اور رتبہ دونوں فراموش کر دوں۔" اس کی اونچی ہوتی آواز اور غازان کو دروازے پر ہکا بکا کھڑا دیکھ کر بے بے بھی اٹھ کر باورچی خانے میں آئیں ۔ وہ پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھی اور کاٹ دار نگاہوں سے غازان کو دیکھتی باہر نکل گئی۔ وہ پوری بات تو نہیں جان پایا مگر الفت بیگم کے موڈ اور اس کے

تیوروں سے اسے اتنا تو اندازہ ہو چکا تھا کہ اس کی آٹھ دس دن کی محنت پر پانی پھر چکا ہے۔الفت بیگم ہنہ کرتی باہر نکلیں۔ابھی وہ سیڑھیوں پر ہی پہنچی تھیں کہ وہ آندھی طوفان کی طرح سیڑھیاں اترتی دکھائی دی۔بے بے جلدی سے اس کی طرف بڑھیں۔

"روشی اس وقت کدھر جاری ہے۔بچے شام ہونے والی ہے؟"بے بے نے اسے دروازے سے نکلتا دیکھ کر پکارا۔

"اپنی بہو سے پوچھ لیں۔یہ اچھے سے جانتی ہیں کہ مجھ جیسی لڑکیاں اس وقت کہاں جاتی ہیں۔"وہ چبا چبا کر کہتی باہر نکل گئی۔

"مما؟"غازان شکوہ کناں نظروں سے الفت بیگم کو دیکھتا سرعت سے اس کے پیچھے نکلا۔باہر سے آتی ہارن کی مسلسل آواز پر رمشا جو شور سن کر نیچے آئی تھی بوکھلا کر باہر بھاگی۔

"کہاں جا رہی ہو؟ یار بات تو سنو۔ روشا۔" وہ اسے پکارتا ہوا گاڑی تک آیا مگر وہ ان سنی کرتی گاڑی تیزی سے نکال کر لے گئی۔ دوسری گاڑی چونکہ سعد کے پاس تھی تو وہ گیٹ کے باہر کھڑا ہو کر لمحہ بالمحہ اس کی دور ہوتی گاڑی دیکھنے کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ وہ بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_11

گاؤں سے نکل کر اس نے سائیڈ سیٹ پر پڑا موبائل اٹھاو کیل صاحب جو کہ گاؤں کے ہی تھے کا نمبر ملایا۔ بیل جا رہی تھی مگر کوئی ریسیو نہیں کر رہا تھا۔ اس کے دو تین بار نمبر ملانے پر بلا آخر کال اٹھالی گئی۔

"اسلام علیکم،انکل میں روشانے بات کر رہی ہوں۔ایک کام کہا تھا آپ سے۔"

اس نے چھوٹتے ہی کہا۔

"وعلیکم اسلام،جی مجھے یاد ہے۔"دوسری طرف سے بناسر پیر کے جواب آیا۔

"تواب تک ہوا کیوں نہیں؟"اس نے تیز لہجے میں پوچھا۔دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو؟کیا آپ سن رہے ہیں؟"کوئی جواب نہ پا کر وہ جھلا اٹھی۔

"جی بیٹا میں سن رہا ہوں۔"

"تو بتائیں نہ کام ہوا یا نہیں؟"اس نے سامنے سے آتی گاڑی کو راستہ دیتے ہوئے پوچھا.

www.novelsclubb.com

"بیٹا! اصل میں، جس دن آپ نے مجھے اپنا کام کہا تھا اس کے اگلے دن ہی میں آؤٹ آف سٹی چلا گیا تھا، اس لیے آپ کے کاغذات تیار نہیں کر سکا۔" انہوں نے محتاط لفظوں میں جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں ابھی آپ کے پاس آ رہی ہوں۔ آپ ابھی بنوا دیں۔" اس نے سٹئیرنگ گھماتے ہوئے کہا۔

"نن۔۔ نہیں، بیٹا میں ابھی واپس نہیں آیا۔ مجھے مزید آٹھ دس دن لگ جائیں گے۔" وہ اس کی بات سن کر بوکھلا گئے تھے۔

"میں جانتی ہوں آپ غلط بیانی کر رہے ہیں خیر، میں دیکھ لوں گی۔ خدا حافظ۔" اس نے سرد انداز میں کہتے ہی فون بند کر کے سیٹ پر پھینکا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام ڈھل رہی تھی جب سعد، آغا جان، اظہار اور ابصار صاحب کے ساتھ ڈیرے سے واپس آیا تو بے بے کو پریشانی کے عالم میں باہر چارپائی پر بیٹھے دیکھا۔ فردوس چچی ان کو تسلی دے رہی تھیں جبکہ رومیسہ اور رمشا کے ساتھ ساتھ غازان بھی پاس کھڑے تھے۔

"کیا ہوا؟ آپ لوگ اس طرح کیوں بیٹھے ہیں؟" آغا جان نے تعجب سے انہیں اس وقت باہر بیٹھے دیکھ کر پوچھا۔

"شانو پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے؟" بے بے نے اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

"کیا؟ اس وقت وہ کہاں گئی ہے؟ کیا ہوا ہے؟" ان سب کے سنجیدہ چہرے دیکھتے ہوئے انہوں اوپر تلے سوالات کیے۔ فردوس چچی نے دھیرے سے انہیں ساری

صورت حال سے آگاہ کیا۔انہوں نے مڑ کر اظہار صاحب کو جن نظروں سے دیکھا وہ نظریں چرا گئے۔

"یہ بے غیرتوں کی طرح منہ چھپائے اندر کہاں جا رہے ہو؟"اظہار صاحب کو خاموشی سے جاتا دیکھ کر وہ گرجے۔

"آغا جان میری کیا غلطی ہے؟"وہ منمنائے۔

"اگر جو گھر میں تھوڑا کنٹرول رکھا ہوتا تو یوں کھڑے گھگھیا نہ رہے ہوتے۔" انہوں نے ملامتی نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسے بعد میں دیکھ لینا پہلے کُڑی کا تو پتہ کر۔ بڑے غصے میں نکلی ہے۔اللہ جانے کہاں چلی گئی ہے۔"بے بے نے ان کو آپس میں شروع ہوتا دیکھ کر کہا۔

"سعد بیٹا تم زرافون تو کرو اسے۔ہمارا تو اٹھا نہیں رہی۔رمشا کب سے کر رہی ہے۔"فردوس چچی نے سعد سے کہا۔

"میں کرتا ہوں۔" سعد اس کا نمبر ملانے لگا مگر دوسری جانب سے کاٹ دیا گیا۔ کافی دیر تک کوشش کرنے کے بعد اس نے کچھ سوچتے ہوئے کوئی دوسرا نمبر ملایا۔

"انکل میں سعد بات کر رہا ہوں۔ روشی آپ کے پاس آئی ہے کیا؟" فون ریسو ہونے پر اس نے جھٹ سے پوچھا۔

"نہیں بیٹا وہ تو نہیں آئی مگر اس کی کال آئی تھی۔ مجھے چونکہ تم منع کر چکے تھے اس لیے میں نے اسے ٹال دیا۔"

"اچھا کچھ اور نہیں بتایا کہ کہاں جانا ہے؟" سعد نے پوچھا۔ ان کے انکار کرنے پر اس نے فون بند کر دیا اور دوبارہ روشانے کا نمبر ملانے لگا۔

www.novelsclubb.com

"کہاں ہو؟" اس نے جیسے ہی فون اٹھایا سعد نے پوچھا۔

"بھاڑ میں۔ آنا ہے؟ اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیا۔

"روشی ماما پریشان ہو رہی ہیں اور بے بے رو رہی ہیں۔ تمہیں ہمارا کچھ احساس ہے؟" وہ بے بے کی آنکھوں سے بہتا پانی دیکھ کر دبے دبے غصے سے بولا۔ دوسری طرف روشانے کا پاؤں بے اختیار بریک پر گیا۔ اچانک گاڑی رکنے کی آواز اس نے بھی فون پر بخوبی سنی تھی۔

"دھیان سے۔ تم ٹھیک ہو؟" بے ساختہ فکرمندی سے اس نے پوچھا۔ روشانے نے گہری سانس لے کر خود کو سنبھالا

"میری بات کرواؤ۔" اس کے کہنے پر سعد نے فون بے بے کو دیا۔

"بے بے روشی بات کر رہی ہوں۔ پریشان مت ہوں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔" اس نے نرمی سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"تُو ہے کہاں؟ اتنی رات کو کدھر چلی گئی ہے پتر؟ میری جان نکلنے کو ہے۔"

"ایک کام ہے۔کچھ دیر میں آتی ہوں۔آپ اطمینان رکھیں مجھے کچھ نہیں ہوااور نہ کچھ کرنے کاارادہ رکھتی ہوں۔ایک کام نمٹا کر واپس آرہی ہوں۔"

"کیسا کام؟"بے بے کا ماتھا ٹھنکا۔

"آکر بات ہو گی۔"ان کو تسلی دے کر وہ فون بند کر گئی۔

"کیا ہوا؟کیا کہہ رہی ہے؟"فردوس چچی نے بے چینی سے پوچھا۔

"کہہ رہی ہے۔کچھ کام ہے آرہی ہے۔بھلا پوچھو یہ کون سا وقت ہے کام کا۔"

بے بے نے سر جھٹکا۔اس سے بات کر کے اور یہ سن کر کہ وہ ٹھیک ہے وہ پر سکون ہو گئی تھیں۔سعد نے فردوس چچی کو اشارہ کیا کہ وہ انہیں اندر لے جائیں اور خود بھی آغا جان کو اندر جانے کا کہا۔غازان البتہ وہیں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

اس نے جب سر اٹھا کر دیکھا تو سعد اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"وہ پھیکا سا مسکرایا۔

"جانتے ہو وہ کہاں گئی ہے؟" سعد کو اس کی حالت پر افسوس ہوا جو عجیب صورت حال میں پھنس چکا تھا اور موجودہ پریشانی میں آنے والی آفت سے یکسر انجان تھا۔

"کہاں؟" اس نے چونک کر پوچھا۔

"ڈائیورس پیپر۔" اس نے دو لفظی جواب دیا۔ غازان کو لگا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں صور پھونک دیا ہو۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" وہ اس پر چڑھ دوڑا۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے وہ اس وقت کیا تمہارے لیے پارٹی کا بندوبست کرنے گئی ہے۔" سعد نے طنز کیا۔

www.novelsclubb.com

"تم کیسے جانتے ہو؟"

"کچھ دن پہلے ہی مجھے وکیل انکل کا فون آیا تھا کہ روشی نے انہیں ڈائیورس پیپر تیار کرنے کا کہا ہے تو وہ کیا کریں۔ میں نے ان کو منع کر دیا کہ نہیں بنا کر دینے اگر

دوبارہ فون آئے تو ٹال جائیں۔ابھی میری انہی سے بات ہوئی ہے اس نے انہیں کال کی ہے تو وہ آؤٹ آف سٹی کا بہانہ بنا گئے۔"سعد نے اسے تفصیل بتائی۔

"تو بات ٹل گی نہ۔"اس نے سکون کا سانس لیا۔

"اچھا تو کیا شہر کے باقی وکیل مر گئے ہیں؟"سعد نے دانت کچکچائے۔

"تو کیا میں مر گیا ہوں؟"اس نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا۔مطلب سب اسے کتنا ہلکا لے رہے تھے۔اگر وہ خاموش تھا تو سب اسے کمزور سمجھ رہے تھے۔وہ ساس بہو کا دماغ ٹھکانے لگانے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔

"مطلب؟"سعد نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں کیوں بتاؤں؟تم میری زوجہ ہو؟"غازان نے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے اطمینان سے کہا۔

"پہلے ایک تو سنبھال لو۔پہلے والی بھاؤ تک تو دے نہیں رہی اور دوسری کا شوق چڑھ رہا ہے۔"سعد نے بھی حساب برابر کیا۔

"تم دفع ہو جاؤ۔کسی کام کے تو ہو نہیں۔"اس نے جوتے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"اچھا ہوا تمہارے ساتھ۔میں تو کہتا ہوں روشی تمہیں اور زلیل کرے بلکہ زمین پر الٹا لٹا کر ناک سے لکیریں نکلوائے۔"سعد نے اس کو یوں ماتھے پر آنکھیں رکھتے دیکھ کر جل کر کہا۔

"جا،جا میں دیکھ لوں گا۔"اس نے ہاتھ سے اس کو دفع کیا تو وہ منہ بناتا اندر چلا گیا۔

"آ جاؤ۔میں بھی انتظار کر رہا ہوں۔"وہ گیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقریباً دس بجے وہ گھر میں داخل ہوئی اور سعد کی پیشن گوئی کے عین مطابق اس کے ہاتھ میں فائل تھی۔اس نے وہ فائل ہال میں بیٹھی الفت بیگم کے سامنے میز پر اچھالی۔

"یہ لیں۔اپنے بیٹے کے سائن کروا کر مجھے دے دیجئے گا۔"اس کی جذبات سے عاری آواز پر بے بے نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا۔ہال میں سناٹا سا چھا گیا تھا۔آغا جان نے قہر برساتی نظروں سے اظہار صاحب کو دیکھا جو باوہ سر جھکا گئے۔ان سب میں غازان کا اطمینان قابل دید تھا۔وہ صوفے پر ٹانگیں پھیلائے یوں جوس پی رہا تھا گویا کوئی انٹرٹینمنٹ شو اور وہ بھی مفت کا انجوائے کر رہا ہو۔الفت بیگم نے ایک نظر اسے اور پھر فائل کو دیکھا۔ہلکی سی مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پر دوڑ گئی۔

وہ ان سب پر ایک نظر ڈالتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی کہ اچانک سے پلٹی

"بلکہ ٹھہریں،یہ بات آج ختم ہو ہی جانی چاہیئے۔میں ہی پہلے سائن کر دیتی ہوں۔"وہ میز پر سے فائل اٹھاتی سعد کی جیب سے پین اچک کر ایک پاؤں میز پر

رکھے وہیں کھڑی ہو کر فائل کھولنے لگی۔غازان گلاس میز پر رکھ کر ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔

"پہلے میں کروں گا۔پیپر تم لائی ہو تو سائن میں کروں گا۔شوہر ہونے کی حیثیت سے اتنا حق تو مجھے بھی ملنا چاہیئے۔"اس نے مسکراتے ہوئے فائل اس کے ہاتھ سے کھینچی۔بے بے نے بے یقینی سے اسے دیکھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔الفت بیگم جو مسلسل مسکرا رہی تھیں اس کی اگلی حرکت پر ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا۔وہ پیپرز کو فائل سے الگ کر کے دو حصوں میں تقسیم کر چکا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ چکے تھے۔غازان کے اس عمل سے بے بے سمیت بہت سوں کی جان میں جان آئی۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا بد تمیزی ہے غازان؟"وہ اٹھتے ہوئے غصے سے چلائیں۔

"پلیز ماما! مجھے مجبور مت کریں کہ میں آپ سے بدتمیزی کر جاؤں۔ یہ میری زندگی ہے اور اس کا ہر فیصلہ کرنے کا حق مجھے ہی ہونا چاہیئے۔" وہ ہاتھ اٹھا کر انہیں ٹوک گیا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھ کر رہ گئیں۔ حیرت تو اظہار صاحب کو بھی ہوئی تھی کہاں وہ یوں ان کے سامنے بولتا تھا۔ وہ الفت بیگم کو جواب دے کر اس کی طرف مڑا جو آنکھیں پھیلائے ششدر سی کھڑی تھی۔

"اور تم، آج کے بعد یہ حرکت مت دہرانا۔ مجھے بالکل بھی پسند نہیں آئی۔ لڑنا جھگڑنا، ڈانٹنا یا غصہ کرنا ہے سر آنکھوں پر مگر اس حد تک نہیں جانا ورنہ میں جس حد تک جاؤں گا تم سوچ بھی نہیں سکتی۔" اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کاغذات کے ٹکڑے اس کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے اس نے سرد لہجے میں کہا۔ مسکراتی آنکھوں میں غصہ اور ناگواری تھی۔ لہجہ سرد تو تھا مگر سخت نہیں تھا۔ الفت بیگم جلتی بھنتی وہاں سے اٹھ گئیں۔

"امید ہے سمجھ گئی ہو گی۔"اس کو منہ اور آنکھیں پھاڑ کر خود کو دیکھتا پا کر غازان نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہلکا سا کھلا منہ بند کیا۔اپنی اتنی محنت کو یوں ضائع جاتے دیکھ کر اس کا دل چاہا کہ وہ اس کا منہ نوچ لے۔کتنے جتنوں کے بعد،ہانیہ اور فہام کو دھمکا کر ان کے وکیل سے پیپر بنوا کر لائی تھی۔

"کیا ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟میں جانتا ہوں تمہارا دل چاہ رہا کہ میرا منہ نوچ لو۔کوئی بات نہیں۔یہ سامنے کھڑا ہوں کر لو جو کرنا ہے۔"اس نے جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اپنے وہاں کھڑے رہنے کی یقین دہانی کروائی۔اس نے تلملاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے کاغذ اس کے منہ پر مارے اور پیر پٹختی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

"بس اتنی سی بات تھی ایسے ہی ٹینشن سے ہول رہے تھے۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے سب کو دیکھا اور جوس اٹھا کر دوبارہ سے سابقہ شغل میں مصروف ہو گیا۔بے بے نے تشکر سے اسے دیکھا۔

"چلو شکر ہے تم اپنے باپ پر نہیں گئے ورنہ اس نے تو اخیر ہی کی ہوئی ہے۔ کھانا لگوائیں۔ بھوک لگی ہوئی ہے۔" آغا جان طنزیہ نگاہوں سے اظہار صاحب کو دیکھتے اٹھ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فردوس چچی نے رمشا اور تارا کو کھانا لگانے کا کہا تو رمشا آنکھ بچا کر کھسک گئی۔ وہ نفی میں سر ہلاتیں خود اٹھ گئیں۔ کھانا لگا کر انہوں نے تارا کو سب کو بلانے کا کہا۔ وہ سب کو کہہ کر آخر میں روشانے کے کمرے میں آئی۔

"روشی کھانا کھالو۔" اس نے دروازے سے ہلکا سا جھانک کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں؟" اس نے تیز نظروں سے اسے گھورا۔

"عموماً تو لوگ بھوک لگنے کی وجہ سے کھانا کھاتے ہیں۔ابھی تک سائنس دان اور کوئی وجہ دریافت نہیں کر پائے کہ کھانا کیوں کھایا جاتا ہے،اس لیے کوئی اور وجہ مجھے بھی نہیں پتہ۔"جواب دینا تو جیسے تارا پر فرض ہی تھا۔

"بکواس بند کرو اور شکل گم کرو اپنی۔"وہ دھاڑی۔

"دیکھ لو۔رات میں اٹھ کر کچھ نہیں ملنے والا کیوں کہ آج کل فردوس بی بی کچن کو تالا لگواتی ہیں۔ایک بلی بہت تنگ کر رہی ہے۔"اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"تارا شٹ اپ۔"وہ پوری قوت سے چیخی۔وہ واپس جانے کی بجائے دروازہ بند کر کے اس کے پاس آئی۔

"مجھ پہ غصہ نکالنا ہے تو نکال لو میں برا نہیں منا رہی مگر اس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔اگر یوں نیچے نہیں جاؤ گی تو تمہاری لندن پلٹ ساس سمجھیں گی تم ان سے ڈر گئی ہو اور ویسے بھی کب تک کھانا نہیں کھاؤ گی یا باہر نہیں آؤ گی؟ کسی دوسرے کی

وجہ سے اپنا جی کیوں جلانا؟ یہ تمہارا گھر ہے پوری شان سے رہو۔"اس نے رسانیت سے اسے سمجھایا۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔"اس نے دونوں ہاتھوں سے کنپٹیاں مسلیں۔

"کچھ سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔تم نے جو فون پر الفت بی بی سے وعدہ کیا تھا پورا کیا۔ابھی جو کچھ بھی ہوا وہ ان کے بیٹے کا کیا دھرا ہے۔تم اپنا کہا پورا کر چکی ہو۔اب وہ جانیں اور ان کا بیٹا۔تمہارا اب اس معاملے سے کوئی لینا دینا نہیں۔کیا سر میں درد ہو رہا ہے؟ دبا دوں؟"اس کو سر مسلتے دیکھ کر اس نے پوچھا۔اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

www.novelsclubb.com

"ایک مشورہ دوں؟"

"اتنا کچھ میری اجازت سے ہی بول رہی ہو نہ۔"اسے اجازت طلب نظروں سے خود کو دیکھتا پا کر روشانے نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"تم اس معاملے سے خود کو الگ کر لو۔ جو چل رہا ہے چلنے دو۔ یہ اونٹ کبھی نہ کبھی تو کسی کروٹ بیٹھے گا۔ ویسے بھی تمہیں کون سا ابھی شادی کرنی ہے جو تم اس بات کو ختم کرنا چاہ رہی ہو، اس لیے بالکل ہی خاموش ہو جاؤ۔ تم اک بار کاغذات دے کر اپنا فرض پورا کر چکی ہو۔ اب جو کرنا ہو گا وہ لوگ خود ہی دیکھ لیں گے۔" وہ اس وقت مکمل بے بے کی زبان بول رہی تھی۔ ابھی کل ہی تو انہوں نے اسے بلا کر ساری بات بتائی تھی کہ غازان یہ رشتہ رکھنا چاہتا ہے اور چونکہ وہ روشانے کی سب سے اچھی دوست ہے تو اسے سمجھائے اور یہ بھی کہ وہ وقتاً فوقتاً اس کا دل صاف کرنے کی کوشش کرے۔ تارا کو اس کا برین واش کرنے کا سب سے اچھا موقع یہی لگا۔

www.novelsclubb.com

"سن رہی ہو نہ میری بات؟" اس کو گم صم دیکھ کر اس کا کندھا جھنجھوڑا۔

"ہوں۔"

"اچھا چل اب موڈ ٹھیک کر، منہ ہاتھ دھو کر نیچے آ۔ جانتی ہے نہ بے بے پریشان ہو جاتی ہیں۔ شام کو بھی رو رہی تھیں۔ کچھ ان کا ہی خیال کر لیا کر۔" وہ کہتی باہر نکل گئی۔

"بابا! دیکھ رہے ہیں؟ اپنے خاندان میں مجھے پھنسا کر خود دونوں جنت کی سیریں کرتے پھر رہے ہیں؟" اس نے شکایتی نظروں سے سامنے دیوار پر لگی انوار صاحب اور طاہرہ بیگم کی تصویروں کو دیکھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ نیچے آئی تو غازان، رمشا، سعد اور رومیسہ ناشتے میں مشغول تھے۔ چونکہ اتوار کا دن تھا تو ان کے لیٹ اٹھنے کی وجہ سے سب بڑے ناشتہ کر چکے تھے۔ بس بے بے ہی ان کے پاس بیٹھی تھیں۔ ہال میں موجود الفت بیگم پر نظر پڑی تو اس کا موڈ ایک

دم سے خراب ہوا۔پیشانی پر شکنوں کا جال لیے وہ زور سے کرسی گھسیٹ کر حریم کے ساتھ بیٹھی اور تارا کو ناشتہ لانے کو کہا۔

"پھپھو میں نے نہیں دودھ پینا۔" حریم جو منہ بسورے بیٹھی تھی اس کو دیکھ کر دہائی دی۔

"کیوں نہیں پینا۔" اس نے حریم کو آنکھیں دکھائیں۔

"آپ مجھے ڈانٹ رہی ہیں مجھے نہیں کھانا۔" اس نے پلیٹ پرے دھکیلی۔

"چپ چاپ ناشتہ کرو ورنہ ایک کھینچ کر تھپڑ لگاؤں گی۔" اس نے سختی سے اسے جھڑکا۔

www.novelsclubb.com

"پھپھو؟" اس کی آنکھوں میں پہلے بے یقینی اور پھر صدمہ ابھرا۔اس کی پھپھو اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔پل میں اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"میں نے کہا نہ سکون سے ناشتہ کرو۔" اس نے لقمہ بنا کر اس کی طرف کیا

"کڑیئے تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ کسی اور کا غصہ اس پر کیوں نکال رہی ہے۔"

بے بے نے اسے ٹوکا۔ وہ کوئی جواب دیئے بغیر حریم کو گھورنے لگی

"مجھے نہیں کھانا۔" وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی اٹھی

"حریم واپس آؤ۔" وہ پیچھے سے چلائی مگر وہ بھی اسی کی ہی بھتیجی تھی۔ پلٹ کر دیکھنا تک گوارہ نہیں کیا تھا

"بچی پر کیوں غصہ کر رہی ہو روشی۔" فردوس چچی نے نرمی سے کہا۔ وہ سر جھٹک کر ناشتہ کرنے لگی

"تارا پلیز تم میرے لیے دوسرا آملیٹ بنا دو گی اس میں آئل بہت زیادہ ہے۔"

رومیسہ نے پلیٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

www.novelsclubb.com

"کیوں وہ تمہاری ملازمہ ہے؟اسے اور بھی بہت سے کام ہیں۔فارغ نہیں بیٹھی۔ اگر نخرے سے کرنے ہیں تو جا کر کچن میں خود بنالو۔"روشانے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں ناشتے میں اتنا آئل نہیں لیتی۔"رومیسہ اس کے تیور دیکھتے ہوئے آہستگی سے بولی

"تو؟"اس نے بھنویں اچکائیں

"سوری۔"وہ آنکھوں میں آتی نمی چھپانے کو پلیٹ پر سر جھکا گئی

"آفٹر شاکس کا سلسلہ بھی چلتا ہے؟"غازان نے آہستگی سے رمشا سے پوچھا

www.novelsclubb.com

"اوں ہوں۔یہ پہلی بار ہے۔"اس نے نفی میں سر ہلایا

"آپ کا فون بج رہا ہے۔"حریم کی نروٹھی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا تو وہ ہاتھ میں اس کا موبائل لیے کھڑی تھی۔آنکھیں اور ناک رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی

تھیں۔اس کے گالوں پر آنسوؤں کے نشانات دیکھ کر اسے گہرے ملال نے آن گھیرا۔اس سے پہلے وہ اسے روکتی وہ موبائل میز پر رکھ کر جا چکی تھی۔بسمہ کی کال دیکھ کر اس نے فون ریسو کر کے کان سے لگایا۔

"میں نے تمہیں اسسٹنٹ ہائیر کرنے کے لیے کہا تھا اور تم خود بھی چھٹی پر جانا چاہ رہی ہو۔میرے خیال سے بہت ہو گیا کام۔اب تمہیں آرام کر ہی لینا چاہیئے۔کل مت آنا بلکہ ایک کام کرو پچھلے دنوں کی سیلری لو اور ابھی ہی چلی جاؤ۔"دوسری جانب سے جانے کیا کہا گیا کہ وہ غصیلے لہجے میں بولی۔

"مم میم!میرا وہ مطلب نہیں تھا۔"وہ اس کے غیر متوقع رویے اور جواب پر گڑبڑا گئی۔

www.novelsclubb.com

"واٹ ایور! تمہارے پاس آج شام تک کا وقت ہے اگر اسسٹنٹ نہ رکھ سکی تو کل سے تمہیں بھی کام پر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھی۔" وہ اس کی سنے بغیر فون بند کر گئی۔

"کیا مسئلہ کیا ہے تجھے؟ کیوں ہر کسی کو کاٹ کھانے کو دوڑ رہی ہے؟ اب اس بیچاری بچی کا کیا قصور ہے جو اسے جھڑک رہی ہے۔" بے بے نے اسے گھرکا۔

"نرمی راس کہاں آتی ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے کرسی سے اٹھی.

"خبردار جو تُو نے اسے نوکری سے نکالا تو۔ بڑی بری طرح پیش آؤں گی۔ خدا نے اگر تجھے کسی کا وسیلہ بنایا ہے تو تُو کون ہوتی ہے کسی کو بے روزگار کرنے والی۔" بے بے نے اس کی پشت کو گھورتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"سن رہی ہے نہ۔" اس کو بنا جواب دیے جاتا دیکھ کر انہوں نے اسے پکارا۔

"سن لیا ہے۔" وہ بنا مڑے بولتی ہوئی اوپر چلی گئی۔ رخ کمرے کی طرف تھا جہاں اسے حریم کو منانا تھا۔

"ہر وقت قریب رہنے کا موقع اچھا ہے کوشش کر لیں۔" بے بے کے اٹھ جانے کے بعد رومیسہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے آئیڈیا بہت شاندار ہے۔" رمشا چہکی۔ اسے رومیسہ غازان کے روشانے کے بارے میں خیالات بتا چکی تھی۔

"بس ایک بات کا خیال رکھنا کام کے معاملے میں کافی کھڑوس ہے۔ تم تو پھر دوہرے مجرم ہو۔" سعد نے ہنستے ہوئے کہا جس پر وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

"اتنی جلدی آہ و فغاں کے مقام پر پہنچ گئے ہیں۔" رمشا نے شرارت سے ہنستے ہوئے رومیسہ کی طرف دیکھا تو وہ پھیکا سا مسکرا دی۔

"ڈونٹ وری یار! آپی ابھی غصے میں ہیں۔رمشا نے اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا

"اس سب میں میری کیا غلطی ہے؟"

"بات غلطی کی نہیں ہے۔بس وہ تھوڑا ہرٹ ہوئی ہیں اس لیے ایسا رد عمل دے رہی ہیں۔تم نے دیکھا نہیں حریم جو اس کی سب سے زیادہ لاڈلی ہے اسے ڈانٹ دیا ہے اور یہ پہلی بار ہے جو وہ یوں غصہ کر رہی ہیں۔کچھ دیر تک خود ہی ٹھیک ہو جائیں گی۔"رمشا کے سمجھانے پر وہ سر ہلا گئی

#تم_سے_لگن_لگی

www.novelsclubb.com

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_12

اس نے کمرے میں جھانکا مگر وہ وہاں نہیں تھی۔کچھ سوچ کر وہ چلتی ہوئی چھت کی طرف آئی۔ عموماوہ اس سے ڈانٹ کھا کر چھت پر پائی جاتی تھی اور اب بھی اس کی توقع کے عین مطابق وہ منہ پھلائے، آنکھوں میں آنسو لیے اور ٹیڈی بیئر سینے سے لگائے جھولے پر بیٹھی تھی۔وہ خاموشی سے چلتی ہوئی اس کے پاس جا کر کھڑی ہوئی۔ حریم بار بار اپنی آنکھیں رگڑ کر آنسو پونچھ رہی تھی جو اس کی موجودگی سے مزید رفتار سے بہہ رہے تھے۔اس کو روتے دیکھ روشانے کو ندامت نے آگھیرا۔ اس کو ہچکیوں سے روتا دیکھ کر اس نے بے اختیار ہی خود پر لعنت بھیجی۔

"حریم میرا پیارا بیٹا! کیوں رو رہا ہے؟"اسے پچکارتے ہوئے اس نے جھولے پر بیٹھنا چاہا مگر وہ ایک جھٹکے سے جھولے سے نیچے اتری اور ایک ہاتھ کی پشت سے گال رگڑتی وہاں سے چلی گئی۔

"بیٹا بات تو سنو ناں۔" وہ اس کو پکارتی اس کے پیچھے آئی، مگر وہ ان سنی کرتی تیزی سے سیڑھیاں اترتی باہر کی طرف بڑھی۔ ان دونوں کو آگے پیچھے آتا دیکھ کر رومیسہ اور غازان نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"یہ ایک اور شو ہے۔ آپ لوگ انجوائے کریں کیونکہ یہ روشی آپی کے لیے ٹف ٹاسک ثابت ہونے والا ہے۔" رمشا نے ان کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"حریم ایم سوری۔ آئی نو میری غلطی ہے، مجھے غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ پھپھو سوری ہیں۔" اس کو دروازے سے نکلتا دیکھ کر روشانے نے اسے آواز دی۔ اس کی بات پر وہ ٹھہری اور پھر پلٹ کر چند قدم چلتی ہوئی اس کی طرف آئی اور نم آنکھیں، رندھی آواز میں گویا ہوئی۔

"میری غلطی نہیں تھی مگر بلاوجہ آپ نے مجھے ڈانٹا۔ تھپڑ تک مارنے کا کہہ دیا اور مجھ سے اتنی سختی سے بات کی۔ اگر میری غلطی ہوتی تو مجھے اتنا دکھ نہیں ہوتا۔" اس

کا صدمہ ختم ہونے میں ہی نہیں آرہا تھا کہ اس کی پھپھو نے اس سے بغیر کسی وجہ کے ایسا سخت رویہ اپنایا۔ رومیسہ اور غازان کی حیرت عروج پر تھی۔ وہ چھوٹی سی بچی اتنا دل پر لے گئی تھی۔

"بس غصے میں کہہ دیا۔ مارا تو نہیں نہ اور میں بھلا کیوں ماروں گی اپنی جان کو تھپڑ۔ تم تو میری لٹل پرنسز ہو۔ یہاں آؤ میرے پاس۔" اس نے کہتے ساتھ ہی اپنی بانہیں پھیلائیں۔

"کہنے اور کرنے میں کیا فرق ہوتا ہے۔ آج کہا ہے کل مار بھی دیں گی۔" اس نے ہاتھ مار کر بالوں کو پیچھے کیا۔ وہ اب رونا دھونا بھول کر روشانے سے دوبدو لڑنے میں مصروف تھی۔ تخت پر بیٹھی بے بے گال پر ہاتھ رکھے دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ہی قابو آتی تھیں۔ وہ تینوں بھی ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے مفت کا شو دیکھ رہے تھے۔

"ہو گئیں نہ خاموش۔میں جانتی ہوں میرے ماما بابا نہیں ہیں نہ تو آپ تنگ آ گئی ہیں"اس کو بے بسی سے خود کو دیکھتا پا کر حریم کچھ اور ہی سمجھی تھی اس لیے اس کا اپنا ہی ڈائیلاگ دہراتی یہ جا وہ جا ہوئی۔وہ تو بول کر چلی گئی تھی مگر اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے کوڑا دے مارا ہو۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ باہر نکلی تھی

"تکلیف ہوئی ہے نہ؟ایسے ہی ہمیں بھی ہوتی ہے جب یہ جملہ تُو بار بار ہمارے سامنے دہراتی ہے۔ایسے ہی کلیجے پر ہاتھ پڑتا ہے جب تو بلا سوچے سمجھے ہماری محبتوں کو قدموں تلے روند کر چلی جاتی ہے۔" بے بے نے اس کی لٹھے کی مانند سفید پڑتی رنگت کو دیکھتے ہوئے تاسف سے کہا۔اس کی بگڑتی حالت دیکھ کر رمشا اٹھ کر اس کی طرف آئی

"ریلیکس آپی۔وہ ابھی ہرٹ ہوئی ہے تو اس لیے ایسا بی ہیو کر رہی ہے۔"رمشا نے اس کا بازو سہلاتے ہوئے کہا

"وہ ایسا کیوں کہہ کر گئی ہے رمشا۔میں بھلا کیوں تنگ آؤں گی۔مم میری جان ہے وہ۔وہ ایسا کیسے کہہ سکتی ہے۔"اس نے خالی خالی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

"ادھر آئیں۔دیکھیں آپ کو تو پتہ ہے وہ ہر معاملے میں آپ کو کاپی کرتی ہے۔کسی دن غصے میں آپ کو بولتے سن لیا ہو گا تو بول گئی ہے ورنہ اسے کیا پتہ کہ کیا مطلب ہے اس بات کا۔آپ یہ پانی پئیں اور ریلیکس ہو جائیں۔وہ آجائے گی۔"رمشا اس کو ڈائینگ ٹیبل تک لائی اور کرسی پر بٹھا کر پانی ڈال کر گلاس اس کے سامنے کیا۔

"رمشا ٹھیک کہہ رہی ہے تم فکر مت کرو۔وہ ٹھیک ہو جائے گی۔"غازان کی بری قسمت وہ اس کو دلاسہ دے بیٹھا۔کہاں جانتا تھا کہ تسلی دینے کے چکر میں اس کا غم اور غصہ تازہ کر رہا ہے۔اس کی بات پر اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔اس

سارے پھیلاوے کی وجہ وہی تو تھا۔اس کے تمام تر گناہ پوری جزئیات سے اس کے دماغ میں گھومے۔

"چچ۔غلط ٹائمنگ۔"رومیسہ نے اس کی آنکھوں سے لپکتے شعلے دیکھتے ہوئے سوچا

"میرا مطلب ہے کہ تمہارے سخت رویے کی وجہ سے وہ ہرٹ ہوئی ہے۔بعد میں سوری کر لینا۔ویسے بھی اس سب میں اس بچی کا کیا قصور تم نے فالتو میں اسے جھڑک دیا۔"اس کو قہر آلود نگاہوں سے خود کو دیکھتا پا کر اس نے وضاحت دی۔کیا ڈھٹائی تھی اتنا کچھ کر کے کس شان سے اس کے سامنے بیٹھا اس کو تسلیاں دے رہا تھا۔اپنے مطلب سمجھا رہا تھا۔غصے نے پوری شدت سے سر اٹھایا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا پانی کا گلاس اس کے منہ پر پھینکا۔وہ اچھل کر کرسی سے اٹھا

"واٹ دا ہیل از دس؟"اپنی شرٹ اور بال جھاڑتے ہوئے غازان چیخا

"آئندہ میرے معاملات میں دخل اندازی مت کرنا۔" انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی وہاں سے اٹھی

"بیوی ہو میری۔ تمہارے معاملات میں دخل دینے کا حق رکھتا ہوں۔"

"نہایت ہی بے یقینی بات کی ہے۔ یہ حق کسی بھی وقت کھو سکتے ہو۔" اس نے مڑ کر استہزایہ کہا

"غلط فہمی ہے تمہاری۔ تم مجھے ابھی جانتی نہیں ہو۔ بس ایک رخ دیکھا ہے میرا۔ دوسرا نہ ہی دیکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔ رات بھی وارن کر چکا ہوں اور اب بھی کہہ رہا ہوں وہ غلطی دوبارہ نہیں ہونی چاہیئے۔ ایسی تو ہزاروں کا بھی شکوہ نہیں ۔" اس نے اپنی گیلی شرٹ کی طرف اشارہ کیا

"دھمکی دے رہے ہو؟" اس نے ابرو اچکائے۔ وہ چلتا ہوا اس کے قریب آ کر رکا۔

"جب تم ایسے آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے ابرو اچکا کر بات کرتی ہو تو قسم سے بہت پیار آتا ہے تم پر۔" ہال میں بے بے اور رمشا لوگوں کی موجودگی کے پیش نظر اس نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"یہ چھچھوری حرکتیں میرے ساتھ مت کیا کرو۔" وہ اس کو پیچھے کی طرف دھکا دیتے ہوئے پلٹی۔ رمشا اور رومیسہ کو ہنستے پا کر وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ وہ مڑ کر دیکھے بغیر کمرے میں چلی آئی اور زور سے دروازہ بند کیا۔ بوتیک سے تو ویسے ہی لیٹ ہو چکی تھی اس لیے الماری کھول کر کپڑے ترتیب دینے لگی۔ نیچے ہال میں بیٹھے تمام لوگ دروازے کی زوردار آواز پر ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر رہ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا بات ہے؟ یہ چھوٹی سی گڑیا اتنی اداس کیوں بیٹھی ہے؟" رومیسہ ٹہلتے ٹہلتے گھر کی پچھلی طرف آئی تو حریم کو ایک پودے کے پاس گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھے پایا۔اس نے زرا سا سر اٹھا کر رومیسہ کو دیکھا اور پھر دوبارہ اپنی پوزیشن میں واپس چلی گئی۔

"تم ناراض ہو؟" رومیسہ نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں مگر اپنی پھپھو سے۔"

"ان سے تو میں بھی ناراض ہوں۔" رومیسہ نے کہا تو حریم نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"کیوں؟"

www.novelsclubb.com

"کیوں کہ اس نے مجھے بھی ڈانٹا ہے۔ویسے تمہاری پھپھو بالکل بھی اچھی نہیں ہیں۔" اس نے منہ بسورا۔پل بھر میں ہی حریم کی ننھی سی پیشانی پر لاتعداد بل پڑے اور چہرے پر دکھ کی جگہ غصے نے لے لی۔

"آپ میری پھپھو کے بارے ایسا مت کہیں۔"

"میں کچھ غلط تو نہیں کہہ رہی دیکھو نہ تمہیں بھی ڈانٹ دیا۔" رومیسہ نے اس کے تاثرات پر مسکراہٹ دبائی۔

"میں نے کہا نہ پھپھو کے بارے میں کچھ مت کہیں۔انہوں نے مجھے ڈانٹا ہے کیونکہ وہ اس وقت غصے میں تھیں ورنہ وہ مجھے بالکل بھی نہیں ڈانٹتی، میری غلطی پر بھی نہیں۔ہاں بس سٹڈی کے معاملے میں کبھی ڈانٹ دیں تو بعد میں منا لیتی ہیں۔ آپ کی ماما نے انہیں برا بھلا کہا تو انہیں اتنا غصہ آ گیا۔میں جانتی ہوں۔میں نے چھوٹی دادو کی باتیں سنی تھیں۔" اس کا لہجہ جتاتا سا تھا کہ آپ کی ماما کی وجہ سے میری پھپھو غصے میں ہیں ورنہ وہ ایسی نہیں ہیں رومیسہ کو خاموش کروا گیا۔اسے پہلی بار احساس ہوا کہ وہ اتنی بھی بچی نہیں ہے۔روشانے اسے اچھا خاصا سمجھدار بنا چکی ہے۔

"اچھا ویسے ایک بات بتاؤ۔ تمہاری پھپھو تمہیں کیسے مناتی ہیں؟" چند منٹ کی خاموشی کے بعد رومیسہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

"ابھی تو وہ بے بے کے پاس جائیں گی۔ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھیں گی پھر مجھے چاکلیٹس دیں گی، کچھ اچھا سا کھانے کو منگوائیں گی، زور سے ہگ کریں گی اور بہت دیر تک گود میں بٹھائے رکھیں گی۔" اب کی بار اس نے آنکھیں مٹکائیں۔ رومیسہ کو اس کی ناراضگی کی لمبی ہوتی قسط کے پیچھے کی وجہ سمجھنے میں ایک لمحہ لگا تھا۔ یہ چھوٹا پیکٹ اب نخرے اٹھوانے کے چکر میں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقریباً گیارہ بجے وہ نیچے آئی تو بے بے کو ہال میں نہ پا کر وہ ان کے کمرے میں آئی۔ وہ بیڈ پر بیٹھی تارا سے کنگھی کروا رہی تھیں۔ وہ خاموشی سے ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹتے ہوئے ان کا دوپٹہ منہ پر رکھ گئی۔

"کیا ہوا؟ اتنی چپ چپ کیوں ہے؟" بے بے نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔" اس نے ہولے سے جواب دیا۔

"کیوں فالتو میں اپنا دل جلا رہی ہے؟ سب کچھ دفع کیوں نہیں کر دیتی۔" بے بے نے اس کا اترا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا اور تارا کو جانے کا شارہ کیا۔ وہ سر ہلاتی باہر چلی گئی۔

"میں نہیں کر سکتی بے بے۔ آپ دیکھ نہیں رہیں وہ کتنی نفرت کرتی ہیں مجھ سے۔ حالاں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے پہلی بار مل رہی ہوں۔ پھر نجانے وہ کس چیز کی دشمنی لگائے بیٹھی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"ہوتے ہیں ایسے کچھ لوگ جو چھوٹی چھوٹی باتوں کو دل میں رکھتے ہیں اور پھر ساری زندگی نہ تو خود سکون سے رہتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کو رہنے دیتے ہیں۔الفت کا بھی وہی حال ہے۔"

"میں سمجھی نہیں؟"اس نے ہلکا سا دوپٹہ سر کا کرا نہیں دیکھا۔

"چھوڑ تُو اس بات کو۔مجھے تو تیری سمجھ نہیں آ رہی۔تجھے ماں کی دشمنی تو دکھائی دے رہی ہے مگر اس کی محبت نظر نہیں آ رہی جو ہر وقت تیرے آگے پیچھے پھرتا ہے۔تُو اس بے چارے کو کس بات کی سزا دے رہی ہے۔" بے بے نے نامحسوس انداز میں اب اپنی وکالت کی کرسی سنبھالی۔

"چھوڑیں بے بے۔آپ نہیں جانتیں آج کل کے لڑکوں کو اور یہ آپ کا یہ لندن پلٹ پوتا، جانے کتنی لڑکیوں سے افیئر ہوں گے۔جتنا چھچھورپن اس کے اندر بھرا

ہوا ہے، دو چار گرل فرینڈز تو ضرور ہوں گی۔" اس نے دوپٹہ ہٹا کر منہ بگاڑتے ہوئے انہیں دیکھا۔

"یہ کیا ہوتا ہے؟" بے بے نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تو وہ سر پیٹ کر رہ گئی۔

"اف بے بے میرا مطلب تھا کہ جتنی چھچھوری حرکتیں یہ کرتا ہے لندن جیسے شہر میں جہاں لڑکیاں انتہائی آزاد خیال ہوتی ہیں کسی نہ کسی کے ساتھ تو اس کا آنکھ مٹکا ہو گا، دو چار سہلیاں بھی بنائی ہوئی ہوں گی۔"

"ایسا لگتا تو نہیں ہے۔" بے بے نے ناک پر انگلی رکھی۔

"لگتا کوئی بھی نہیں ہے۔ ہوتے سب ہی ہیں۔" اس نے اپنی بات پر زور دیا۔

www.novelsclubb.com

"اگر ایسی بات ہے تو میں پوچھوں گی اس سے۔ یہ کوئی بات ہوئی بھلا۔ ہیں، بیوی کے ہوتے ہوئے پرائی لڑکیوں سے عشق معشوقی گانٹھ رکھی ہے۔" بے بے کی مکمل سنجیدگی پر اس نے بمشکل مسکراہٹ روکی۔ وہ اس کے لیے اچھا خاصا گڑھا

کھو دچکی تھی۔زیادہ نہیں تو اتنے دنوں کے اس کے اتنا تنگ کرنے کا کچھ بدلہ تو پورا ہو گا۔

"اچھا اس سے تو میں پوچھ ہی لوں گی مگر ابھی تُو اپنا موڈ ٹھیک کر۔ہر کسی پر غصہ کرتی پھر رہی ہے۔جا کر حریم کو دیکھ اور رومیسہ سے بھی معذرت کر لینا۔کیا سوچے گی وہ بچی۔اتنے سالوں بعد آئی ہے اور تُو نے اسے ڈانٹ دیا۔" بے بے نے نرمی سے اسے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

مزید آدھے گھنٹے تک وہیں رہنے کے بعد وہ ان کے کمرے سے باہر نکلی۔ہال میں ہی غازان موجود تھا۔قدموں کی آہٹ پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کو دیکھ کر مسکرایا۔جواباً اس نے بھی خوبصورت سی مسکان اس کی جانب اچھالی۔وہ جہاں تھا وہیں تھم گیا۔کتنی غیر معمولی بات تھی۔وہ جو صبح سے کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی اب اس کا یوں مسکرانا اسے ورطہ حیرت میں ڈال گیا۔آنکھیں پھاڑے اسے خود کو دیکھتا چھوڑ کر باورچی خانے میں کھٹ پٹ کی آواز پر اس نے ادھر کا رخ کیا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟تارا کہاں ہے؟"رومیسہ کو چائے بناتا دیکھ کر اس نے پوچھا۔

"پتہ نہیں شاید باہر ہے۔"اس کے موڈ کی وجہ سے اس نے مختصر جواب دیا۔

"تو اسے کہہ دیتی وہ چائے بنا دیتی۔اچھا تم ہٹو میں بناتی ہوں۔"

"نہیں میں بنا لیتی ہوں۔"

"یقین کرو میں بہت اچھی چائے بناتی ہوں۔"اس نے مسکراتے ہوئے اسے پیچھے کیا اور خود کیتلی میں دودھ ڈالنے لگی۔

"اس ڈبے میں بسکٹ ہیں وہ پلیٹ میں نکالو۔"اس نے ایک طرف دیوار میں بنی الماری کے اوپر رکھے ڈبے کی طرف اشارہ کیا۔وہ کرسی کھینچ کر اس پر چڑھ کر ڈبہ اتار لائی۔

www.novelsclubb.com

"حریم کی وجہ سے وہاں رکھے ہیں۔زیادہ کھائے تو دانت کے درد کی شکایت کرتی ہے۔" چائے میں الائچی ڈال کر روشانے ریک سے کپ اٹھا کر دھونے لگی اور رومیسہ خاموشی سے بسکٹ نکال کر پلیٹ میں رکھنے لگی۔

"کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟" اس کو چپ دیکھ کر روشانے نے پوچھا۔اتنا تو اسے جان گئی تھی کہ وہ زیادہ دیر خاموش رہنے والوں میں سے نہیں تھی۔

"نہیں۔میں بھلا کیوں ناراض ہوں گی۔" اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

"میں جانتی ہوں تم ناراض ہو۔ہونا بھی چاہیے۔صبح میں نے بلاوجہ تم پر غصہ کیا۔ایم سوری۔"

www.novelsclubb.com

"ارے نہیں،اٹس اوکے۔ہو جاتا ہے انسان غصے میں ٹیمپر لوز کر جاتا ہے اور آپ کا اتنا قصور بھی نہیں تھا ماما کی باتوں کا اتنا ردعمل تو آپ کا بھی جائز تھا۔" رومیسہ نے ہموار لہجے میں کہا۔

"یہ چائے تیار ہو گئی ہے تم پلیٹ لے آؤ۔یہ میں لے جاتی ہوں۔"اس نے دونوں کپ اٹھا کر ٹرے میں رکھے اور ٹرے اٹھائے باہر آئی۔ہال خالی پڑا تھا۔غازان اٹھ کر کمرے میں جا چکا تھا۔اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور صوفے پر بیٹھ کر باورچی خانے کی طرف دیکھا جہاں سے رومیسہ بسکٹ کی پلیٹ لیے آ رہی تھی۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_13

www.novelsclubb.com

"حریم کو دیکھا ہے کہیں؟"

"ہاں کچھ دیر پہلے باہر تھی۔"رومیسہ نے کہا۔وہ دونوں چائے پیتے ہوئے ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھیں کہ الفت بیگم تیار ہو کر نیچے آئیں۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ میں نے کب کا کہا ہوا ہے کہ تیار ہو جاؤ اور تم ایسے ہی بیٹھی ہو۔" انہوں نے روشانے پر ایک نخوت بھری نظر ڈالتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"سوری ماما، میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔" رومیسہ ان کے تیور دیکھتے ہوئے جھٹ سے اٹھی۔

"میں ابھی تیار ہو کر آتی ہوں۔ بس چینج ہی کرنا ہے۔"

"رہنے دو۔ میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔ تم اپنی رشتے داریاں نبھاؤ۔" وہ ایک کڑی نظر روشانے پر ڈالتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئیں۔

www.novelsclubb.com

"تم پلیز ماما کی باتوں کا مائنڈ مت کرنا، بس وہ غصے کی تیز ہیں ورنہ دل کی بہت اچھی ہیں۔" رومیسہ نے روشانے کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر جلدی سے کہا جس پر وہ گہری سانس لے کر سر ہلا گئی۔

"کیا تم فارغ ہو؟"

سعد اپنے کمرے میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا جب غازان نے دروازہ کھول کر اندر آیا

"کچھ زیادہ کام نہیں ہے۔ کیوں؟"

"یار مجھے روشا کے سٹور تک جانا ہے۔ وہاں کے لوگ مجھے جانتے تو ہیں نہیں تو تم میرے ساتھ چلو تعارف بھی کروا دینا اور تم ساتھ ہو گے تو مجھے مشکل بھی نہیں ہو گی۔"

www.novelsclubb.com

"شاید کل کوئی مجھے کہہ رہا تھا کہ میں کسی کام کا نہیں ہوں۔" اس نے جتاتے لہجے میں کہا۔

"اچھا نہ اب نخرے مت کرو۔ان کے لیے میری منکوحہ ہی کافی ہے۔"اس نے اس کی کمر میں دھپ لگائی۔

"میں تمہیں اس سے بھی بہتر آئیڈیا دے سکتا ہوں۔"وہ لیپ ٹاپ ایک طرف رکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوا

"کیا؟"

"روشی نہیں مان رہی ہے اور نہ ہی تائی جان تو تم ایک کام کرو۔ تھوڑی سی گرج برس سے کام چلاؤ۔ مطلب تائی جان کے ساتھ حتمی لہجہ اپناؤ کہ تم کسی صورت بھی روشانے کو نہیں چھوڑو گے اور رہی روشی تو شوہر ہونے کا رعب ڈالو۔ایک آدھ جڑ بھی سکتے ہو۔ بعد میں منا لینا۔ہیپی اینڈنگ۔"آخر میں وہ چاہ کر بھی مسکراہٹ نہ روک سکا۔

"میں ماما سے بد تمیزی کسی صورت نہیں کر سکتا اور روشا، اس سے تو سخت لہجے میں بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا میرا یہ دل اور تم ایک آدھ جڑنے کی بات کرتے ہو۔" اس نے مدہم سا مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر تیری زندگی میں خجل خواری ہی لکھی ہے کیونکہ مجھے تو ساس بہو دونوں ہی تمہاری نرمی کو گھاس تک ڈالتی نظر نہیں آرہیں۔" سعد نے کندھے اچکائے۔

"اچھا تم ابھی تو چلو میرے ساتھ۔" غازان اسے کھینچ کر اٹھاتا باہر لایا۔ ابھی وہ لوگ دروازے تک ہی پہنچے تھے کہ ہال میں بیٹھی روشانے نے آواز دے کر روکا۔

"شہر جا رہے ہو؟"

"ہاں۔" اس نے سوال سعد سے کیا تھا مگر جواب غازان کی طرف سے آیا تھا۔

"کب تک واپس آؤ گے۔" اسے نظر انداز کرتے ہوئے اس نے سعد سے پوچھا۔ اس کے اس طرح نظر انداز کرنے پر وہ بدمزہ ہو کر باہر نکل گیا۔

"دو تین گھنٹے لگ جائیں گے۔ تمہیں کچھ منگوانا ہے؟"

"کچھ کھانے کو لیتے آنا۔ حریم اور رمشا کا تو تمہیں پتہ ہے رومیسہ سے پوچھ لو۔ کیا کھاؤ گی تم؟" اس نے سعد سے کہتے ہوئے پلٹ کر رومیسہ سے پوچھا۔

"کچھ بھی کھالوں گی۔"

"چلو ٹھیک ہے اس کے لیے کچھ بھی لے آنا اور ہمارا پرانا مینو ہی ہو گا۔ پیسے ہیں تمہارے پاس یا میں دوں؟"

"ابھی ہیں بعد میں لے لوں گا۔" سعد ہارن کی آواز سن کر جواب دیتا باہر نکل گیا۔

ابھی وہ دونوں وہیں بیٹھی تھیں کہ حریم کمرے سے نکلتی دکھائی دی۔ روشانے کو ترچھی نگاہوں سے دیکھتی وہ اس کے سامنے صوفے پر جا بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"رومیسہ تمہیں پتہ ہے میں نے ایک چھوٹے بے بی کے لیے ڈھیر ساری چیزیں منگوائی ہیں کھانے پینے کے لیے۔" روشانے اس کو گال پر ہاتھ رکھے ٹی وی کی جانب متوجہ دیکھ کر بولی تو اس کے کان کھڑے ہوئے۔

"مگر وہ چھوٹا بے بی تو تم سے ناراض نہیں ہے۔" رومیسہ نے سوچتے ہوئے ڈرامائی انداز میں کہا۔

"ہاں ہے تو ناراض ہی۔ میں بھی بہت سیڈ ہوں۔ میری پرنسز مجھ سے غصہ ہے مجھ سے بات نہیں کر رہی۔ میں نے سوری بھی بولا مگر اس نے ایکسپیٹ ہی نہیں کیا۔ مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔" روشانے نے چہرے پر دکھ طاری کرتے ہوئے آہ بھری۔ حریم نے چونک کر اسے دیکھا جو منہ لٹکائے بیٹھی تھی۔ اس کی پھپھو اس کی وجہ سے تکلیف میں تھی وہ بے اختیار اٹھ کر اس کی طرف آئی اور خاموشی سے اس کی گود میں بیٹھی۔ رومیسہ اسے دیکھتے ہوئے مسکرائی۔

"میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔"اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اس کے گال پر رکھ کر اس نے یقین دہانی کروانی چاہی۔

"تم ہرٹ ہوئی تھی؟"روشانے نے اس کا ہاتھ لبوں سے لگاتے ہوئے محبت سے پوچھا۔

"ہاں، کیونکہ آپ نے سختی سے مجھ سے بات کی اور مجھے ڈانٹا۔مجھے دکھ ہوا تھا اور میں روتی بھی رہی۔"اس نے اس کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے منہ بسورا۔

"پھپھو کی جان! ایم سو سوری۔بس پھپھو کو غصہ آگیا تھا نا تو ڈانٹ دیا۔"روشانے نے اس کی کنپٹی چومی۔رومیسہ ان دونوں کو آپس میں مگن دیکھ کر وہاں سے اٹھ گئی۔ وہ اس کی گردن میں سر دیے یوں بیٹھی تھی جیسے برسوں بعد ملے ہوں۔

"حریم ایک بات پوچھوں تم سے؟"روشانے نے اس کا سر اٹھاتے ہوئے پوچھا.

"کیا میں تمہیں پیار نہیں کرتی یا تمہارا خیال نہیں رکھتی۔ تمہیں کبھی زیادہ ڈانٹا یا ہاتھ اٹھایا ہے؟" اس کے بال سنوارتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"نہیں تو۔ آپ تو مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں۔ آپ کیوں مجھے ماریں گی۔ میری پھپھو بہت اچھی ہیں۔ ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ میں سکول میں بھی سب کو بتاتی ہوں آپ کے بارے میں۔"

"تو پھر یہ کیوں کہا کہ تمہارے ماما بابا نہیں ہیں اس لیے میں تنگ آگئی ہوں۔"

"وہ تو جب آپ غصے میں ہوں تو بے بے کو بولتی ہیں نہ تو میں بھی تب غصے میں تھی اس لیے آپ کو بول دیا۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"میری جان! آئندہ ایسا مت کہنا۔ میری جان نکال لی تھی تم نے۔ میرے لیے میری سانسوں سے زیادہ ضروری ہو تم۔ اللہ نہ کرے کہ میں کبھی تم سے تنگ پڑوں۔ تم تو میری چھوٹی سی گڑیا ہو، پھپھو کی جان، پھپھو کی پرنسز ہو۔ ایسا سوچنا

بھی مت۔"محبت سے اس کا گال چومتے ہوئے اس نے اسے خود میں سمویا۔ حریم بھی دونوں بازو اس کے گلے میں ڈالتے ہوئے اس کی گردن میں منہ چھپا گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کا کھانا کھا کر وہ لوگ ہال میں بیٹھے باتوں میں مگن تھے۔ بڑے سب بے بے کے کمرے میں ان کے پاس بیٹھے تھے جب کہ ینگ پارٹی ہال میں بیٹھی ٹی وی دیکھنے کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھی۔ حریم اس کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی اس کے موبائل پر گیم کھیل رہی تھی۔

"یار سعد میں نے کل ایک اشتہار دیکھا تھا۔ کسی بنگالی بابا کا تھا محبوب آپ کے قدموں میں۔ کیا یہ سچ ہوتا ہے؟"غازان نے کن اکھیوں سے روشانے کو دیکھتے ہوئے کہا جو رومیسہ کی کسی بات کا جواب دے رہی تھی۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"سعد نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے نا محبوب قدموں میں لانا ہے۔ دیکھ نہیں رہے ہو کتنا سخت مزاج ہے۔ مجھ سے تو ہینڈل ہو نہیں رہا سوچا پھونک مروا کر دیکھ لیتے ہیں۔" اس نے بیچارگی سے کہا جیسے کوئی سنگین مسئلہ درپیش ہو۔

"آپ اپنا محبوب قدموں میں لانا چاہتے ہیں۔ ویری بیڈ۔ کتنی چھوٹی سوچ ہے آپ کی۔ محبوب قدموں میں کون لاتا ہے؟" رومیسہ نے مصنوعی افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ بھئی میں قدموں کی بجائے دل کا ایڈریس دے دوں گا۔ ویسے وہ چوبیس گھنٹوں میں کام کرنے کا دعوی کر رہا تھا تو اُس حساب سے اگر میں ابھی کال کرتا ہوں تو کل اسی وقت میرا محبوب مجھ تک پہنچ جائے گا؟" غازان نے سوچنے کی ایکٹینگ کرتے ہوئے اسے دیکھا۔

"تو دیر کس بات کی ہے؟ ابھی نمبر ملائیں اور دھماکے دار آفر سے فائدہ اٹھائیں۔"

رمشا نے کسی کمرشل ماڈل کی طرح ہاتھ نچا نچا کر کہا۔ روشانے نے ترچھی نظر سے اسے گھورا تو وہ جلدی سے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ گئی۔ غازان نے نوٹ کیا تھا کہ ناراضگی یا غصے میں بات کرتے ہوئے وہ گردن کو ہلکا سا خم دے کر ترچھی نظر سے گھورتی کہ مقابل خواہ مخواہ سٹپٹا جاتا۔ اس سے پہلے مزید کوئی بات ہوتی، حریم کے ہاتھ میں اس کا موبائل بجنے لگا۔ حریم نے موبائل اس کی طرف بڑھایا۔

"ہیلو السلام و علیکم۔ کیسی ہو بسمہ؟" صبح والی بات پر نادم تھی کہ ایسے ہی اسے جھڑک دیا اس لیے خوشدلی سے اس کا حال احوال پوچھنے لگی۔ دوسری جانب سے بسمہ کی چہکتی آواز سنائی دی۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام! میں بالکل ٹھیک ہوں۔ گیس کریں میرے پاس کیا خبر ہے؟"

"جیسے تم چہک رہی ہو اس سے تو لگ رہا ہے کہ تمہیں اسسٹنٹ مل گیا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ غازان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی۔ باقی سب بھی ہمہ تن گوش ہو گئے تھے۔

"جی بالکل ٹھیک سمجھی ہیں آپ۔ بہت اچھا لڑکا ہے، ہینڈسم سا بندہ ہے، ڈیسینٹ سا۔ آپ کو پتہ ہے جتنا پچھلے کچھ دنوں میں ان نیو لوگوں نے تنگ کیا ہوا تھا، میں نے اس بار کافی کنڈیشنز رکھی ہیں اور حیرت کی بات ہے اس نے ہماری ساری شرائط بنا کوئی اعتراض کیے منظور کی ہیں۔" بسمہ نے اسے تفصیل سے آگاہ کیا۔

"اچھا ایسی کیا شرائط رکھی ہیں۔" اس کا جوش دیکھتے ہوئے اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"دل لگا کر کام کرنا ہے، ہر وقت باس کے ساتھ رہنا ہے، باس جہاں جائے ساتھ جائے گا، آوٹ آف سٹی یا کنٹری باس کی مرضی ہو گی۔ کوئی چھٹی نہیں کرنی، کسی

کولیگ سے بد تمیزی یا لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ باس اگر اتوار کو بھی آفس آئے تو اسے بھی آنا ہو گا۔ بنا بتائے جاب نہیں چھوڑے گا اگر وہ جاب چھوڑنا بھی چاہے تو ایک مہینہ پہلے نوٹس دینا ہو گا۔"

"بسمہ، تم نے جاب کے لیے بندہ رکھا ہے یا خریدا ہے؟" روشانے اس کی شرائط سن کر ہنستے ہوئے بولی۔

"ویسے اتنی شرطوں کے بعد بھی وہ کیسے مان گیا؟" اسے حیرت ہوئی۔

"تھوڑی حیرت تو مجھے بھی ہوئی مگر مجھے اس کے یوں ایگری کرنے سے وہ کافی ضرورت مند لگا کہ بلا چوں چرا اس نے ساری باتیں مان لیں۔ سعد صاحب بھی کہہ رہے تھے کہ بندہ کافی ضرورت مند ہے۔" بسمہ نے کہا.

"سعد! کیا مطلب؟" اس نے بسمہ سے پوچھتے ہوئے سعد کو دیکھا

سعد صاحب ہی تو لائے تھے کہہ رہے تھے کہ ان کے جاننے والا ہے۔ بہت مشکل میں ہے۔ ہمیں بھی ایسے ہی بندے کی تلاش تھی جو دل لگا کر کام کرے تو میں نے رکھ لیا۔ آپ کو سعد صاحب نے نہیں بتایا؟"

اوہ اچھا صبح۔ "اس نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ سعد ابھی آتا ہوں کہہ کر اٹھ گیا۔ جانتا تھا کال بند ہونے کے بعد وہ لازمی پوچھے گی

www.novelsclubb.com

"چلو یہ تو اچھا ہو گیا جو تم نے یہ کام نمٹا لیا۔ صبح تم اسے کام سمجھا دینا اور پرسوں سے مت آنا۔ ایک ماہ کی چھٹی اور سیلری لے جانا جاتے ہوئے۔ میں کسی نہ کسی طرح ہینڈل کر لوں گی۔ تم بے فکر ہو کر سسٹر کی شادی نمٹا لو۔"

"اوکے میم بہت شکریہ۔" وہ ممنون ہوئی۔

"ارے نہیں شکریہ کی ضرورت نہیں۔پروفیشنل لائف کے ساتھ ساتھ پرسنل لائف بھی ہوتی ہے۔میری صبح والی ڈانٹ دل میں مت رکھنا۔اس وقت میں غصے میں تھی۔ایم سوری۔" اس نے اگر اسے ڈانٹا تھا تو اب بنا کسی ہچکچاہٹ کے سوری بھی بول رہی تھی۔

"نو میم سوری کی ضرورت نہیں۔ہو جاتا ہے،میں بھول چکی ہوں آپ بھی بھول جائیں۔" اس نے اعلی ظرفی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"اوکے بہت شکریہ۔اپنا خیال رکھنا۔صبح سٹور پر ملاقات ہو گی۔اللہ نگہبان۔"

روشانے نے اس کے خدا حافظ کہنے کے بعد فون بند کر دیا۔

"ارے میں نے انہیں یہ تو بتایا ہی نہیں کہ وہ یونیورسٹی آف لندن سے ڈگری ہولڈر ہے۔" فون بند ہونے کے بعد یاد آیا تو بسمہ نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"اچھا خیر یے صبح سہی۔ مجھے یقین ہے میم نیوا یمپلائی سے مل کر بہت خوش ہوں گی۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے موبائل چارجنگ پر لگانے لگی۔

****

ماما، ڈیڈ! مجھے آپ لوگوں کو کچھ بتانا ہے۔" غازان نے ناشتے کی میز پر اظہار صاحب اور الفت بیگم کو متوجہ کیا

www.novelsclubb.com

"میں نے یہاں جاب کر لی ہے۔" اظہار صاحب کے سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے پر اس نے بتایا۔ سب نے ایک بار رک اسے دیکھا۔ حریم کو ناشتہ کرواتی روشانے کے ہاتھ بھی تھمے۔

"کیوں برخوردار۔نوکری کی کیاضرورت آن پڑی؟کیایہاں تمہیں کسی قسم کی تنگی ہے؟"آغاجان نے سنجیدگی سے پوچھا

"بات تنگی کی نہیں آغاجان۔ہمیں آئے ہوئے اتنے دن ہوگئے ہیں۔ریسٹ ایک حد تک ہی ٹھیک ہوتی ہے۔یہاں آنے سے پہلے بھی میں وہاں کام کرتا ہی تھاتواب کیاحرج ہے۔ویسے بھی سب اپنے اپنے کاموں کو نکل جاتے ہیں۔میں اکیلا ہونقوں کی طرح ادھر سے ادھر خاک چھانتا رہتا ہو۔"ان کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے اس نے وضاحت دی

"میرے خیال سے ہم لوگ مہینہ پندرہ دن کے لیے آئے تھے اور تم نے جاب شروع کردی ہے۔"الفت بیگم نے تیز لہجے میں کہا

"نہیں ماما ہم ہمیشہ کے لیے آئے ہیں۔"اس نے ایک نظر اظہار صاحب اور پھر الفت بیگم کو دیکھتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا

"غازان!" وہ بے یقین ہوئیں۔ماحول کو گرم ہوتا دیکھ کر روشانے تارا کو بیگ اور چابی لانے کا کہہ کر حریم کو لیے اٹھ کر باہر گاڑی کے پاس آ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔ماں بیٹے کی بحث دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ لازمی اسے بھی گھسیٹا جائے گا اور حسب سابق وہ برداشت نہیں کرے گی اور خواہ مخواہ کی بدمزگی ہو جائے گی۔اس لیے اس کا وہاں سے غائب ہونا ہی مناسب تھا۔سعد اور رمشا بھی اٹھ گئے تھے۔ باقی سب خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مشغول تھے

"کیا؟آپ شائد بھول رہی ہیں۔جب میری ڈگری مکمل ہوئی تھی تب بھی ہماری بحث ہوئی تھی اور میں نے کہا تھا کہ مجھے یہاں نہیں رہنا۔پاکستان جانا ہے اور وہیں اپنا بزنس شروع کرنا ہے۔اس کے باجود بھی اب آپ ایسے ریئکٹ کر رہی ہیں تو میری غلطی نہیں ہے۔"اس نے کندھے اچکائے

"مجھے لگا تم یونہی بول رہے ہو۔"الفت بیگم حیرت سے سے دیکھ رہی تھیں جس کے چہرے پر شرارت یا مذاق نام کو نہیں تھا

"رئیلی ماما۔ میں پچھلے ڈیڑھ دو سالوں سے محض اسی وجہ سے دوست کے آفس میں جھک مار رہا ہوں اور آپ کو مذاق لگا؟"

"تم۔ آپ کچھ بولتے کیوں نہیں؟" اس پر بس نہ چلا تو اظہار صاحب کی طرف مڑی

"آپ سنتی ہیں جو یہ سنے گا۔ اگر میری کوئی سنتا ہوتا تو یہ نوبت ہی نہ آتی۔ ماں بیٹے کا مسئلہ ہے خود ہی نبٹائیں۔" انہوں نے چائے کا سپ لیتے ہوئے نہایت آرام سے خود کو اس مسئلے میں سے نکالا۔ آغا جان ان کو گھور کر رہ گئے

"میں جانتی ہوں آپ باپ بیٹا یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔ لیکن میری بھی بات یاد رکھیئے گا، میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی میں مر تو سکتی ہوں مگر اسے اپنے گھر میں دیکھنا گوارہ نہیں مجھے۔" انہوں نے حتمی لہجے میں کہا۔ باہر سے آتی ہارن کی آواز سن کر وہ پلیٹ پرے دھکیلتا اٹھ کھڑا ہوا

"اور میں بھی مر تو سکتا ہوں مگر اسے چھوڑ نہیں سکتا۔اب آپ ڈیسائڈ کر لیں کہ آپ کو اپنی ضد پیاری ہے یا بیٹا۔پر سکون لہجے میں کہتا وہ میز پر رکھا اپنا موبائل اٹھاتا باہر نکل گیا

"آپ۔۔۔۔آپ دیکھ رہے ہیں اسے ؟"الفت بیگم مڑ کر شوہر پر چڑھ دوڑیں

"جی اسے بھی دیکھ رہا ہوں اور آپ کو بھی۔اس کے علاوہ مجھے کوئی کام ہے بھی نہیں۔"ان کے یوں اطمینان سے سر ہلا کر جواب دینے پر وہ تلملا کر رہ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

روشانے حریم کو سکول چھوڑ کر واپس آئی تو بسمہ ایک لڑکے ساتھ باتوں میں مگن تھی۔اس کی پشت چونکہ دروازے کی طرف تھی اس لیے وہ نہ جان سکی کہ کون ہے۔وہ اپنے آفس میں جانے کی بجائے ان کی طرف آئی

السلام علیکم بسمہ۔کیسی ہو؟"

وعلیکم السلام! میں بالکل ٹھیک آپ کیسی ہیں میم؟"اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا

اللہ پاک کا کرم ہے۔یہ کون ہیں؟"روشانے نے اپنی طرف پشت کیے کھڑے لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔اس کے بوتیک میں داخل ہونے سے لے لراب تک غازان اس کا متوقع رد عمل سوچ رہا تھا۔جن میں چیخنا چلانا،اور بوتیک سے دھکے دے کر باہر نکلوانا سر فہرست تھا۔وہ جھرجھری لیتا ہوا اس کی طرف مڑا

"میں آپ کا نیا اسٹنٹ ہوں۔"اس نے سر کو خم دیتے ہوئے اطلاع دی۔لب سنجیدہ تھے مگر آنکھیں بے تحاشہ مسکرا رہی تھیں۔مودبانہ لہجے میں بھی چیلنج تھا۔روشانے کی آنکھیں اپنے سائز سے دوگنا ہو چکی تھیں۔کتنے مزے سے وہ صبح بتا رہا تھا کہ اس نے جاب کر لی ہے۔اس نے بے اختیار گردن گھما کر بسمہ کو دیکھا۔اس کی نگاہوں میں ثبت بے یقینی دیکھ کر وہ نظریں چرا گئی

"میرے آفس میں آؤ۔"وہ سپاٹ لہجے میں کہتی پلٹنے لگی

"شکریہ۔" وہ ادب سے کہتا اس کے پیچھے چل دیا

بسمہ میرے میں آفس آؤ۔" اس نے رک کر چبا چبا کر کہا تو وہ غازان کو اشارے سے رکنے کا کہہ کر خود اس کے پیچھے چل دی

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_14

آفس میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنا ہینڈ بیگ میز پر پھینکا اور خود کرسی پر جا بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

بسمہ بھی ڈرتے ڈرتے اس کے پیچھے ہی آفس میں داخل ہوئی۔ وہ اس کے سخت رد عمل سے ہی سمجھ گئی تھی کہ کچھ گڑبڑ کر چکی ہے۔

"تو یہ تھا وہ شاہکار جس کی تعریف کرتے تمہاری زبان نہیں تھک رہی تھی؟"

"جی میم۔"اس نے آہستگی سے کہا جس پر روشانے اسے گھور کر رہ گئی۔

"میم کیا کوئی پرابلم ہے؟آپ نے اس دن خود ہی تو کہا تھا کہ میں ہی دیکھ لوں اور پھر جب سعد صاحب نے کہا کہ ان کے بھروسے کا لڑکا ہے تو پھر میں نے بھی زیادہ پوچھ گچھ نہیں کی اور چند شرائط کے ساتھ اوکے کر دیا۔"اس نے سر جھکائے دھیمی آواز میں کہا۔

"آر یو سیریئس بسمہ؟تمہاری باس میں ہوں یا سعد؟تم ایٹ لیسٹ مجھ سے بات تو کر سکتی تھی۔"اس کو اب سمجھ آئی تھی کہ اتنی شرائط کے باوجود کوئی کیسے جاب کے لیے مان گیا۔

"کل کو اگر سعد تمہیں سوسائیڈ کرنے کا کہے گا تو کیا کر لو گی؟"روشانے نے تیز لہجے میں کہا۔

"میم۔۔۔"

"بس! اب مجھے کچھ نہیں سننا۔ جاؤ اور ابھی کہ ابھی جا کر فارغ کرواسے اور اگر تمہیں بھی چھٹی پر جانا ہے تو بصد شوق جا سکتی ہو۔ میں خود دیکھ لوں گی" وہ حتمی لہجے میں کہتی لیپ ٹاپ آن کرنے لگی۔ بسمہ وہیں کھڑی ہونٹ چباتی پریشانی کے عالم میں اسے دیکھنے لگی جو اسے کوئی رعایت دینے کے موڈ میں نہیں لگ رہی تھی۔

"جاؤ اب کھڑی شکل کیا دیکھ رہی ہو؟" اس کو وہیں جم کر کھڑا دیکھ کر اس نے کہا۔

"وہ میم۔۔۔ ایک مسئلہ ہے؟" وہ دھیرے سے بولی۔ روشانے نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ایکچوئلی ہم ایک ماہ سے پہلے اسے جاب سے نہیں نکال سکتے۔" اس کے گھورنے پر بسمہ نے نگاہیں جھکائے جواب دیا۔

"کیوں؟" اس نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"اس نے ایگریمنٹ سائن کرتے ہوئے ایک پوائینٹ ایڈ کروایا تھا کہ ہم اسے اچانک سے جاب سے نہیں نکال سکتے۔اس کے لیے ہمیں کم از کم بھی اسے ایک مہینے کا نوٹس دینا ہو گا تاکہ وہ اس دوران کہیں اور جاب ڈھونڈ سکے۔اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو۔۔۔۔"اس کے بگڑتے تیور دیکھ کر وہ بولتے بولتی رک گئی۔

"کیا؟ بات پوری کرو۔یقین کرو میں مزید سننے کی بھی شدت سے خواہشمند ہوں۔"اس نے چبا چبا کر کہا

"تو وہ قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتا ہے۔"اس نے دوبارہ سے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"بسمہ!"روشانے کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ حیران ہو یا پریشان۔غصہ کرے تو کس پر۔پرانی سیکرٹری پر یا باہر کھڑے نئے اسسٹنٹ پر۔

"میں نے اپنی اتنی شرائط منوائی تھیں تو مجھے لگا کہ اس کی ایک ماننے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ کون سا ہم اسے نکال رہے ہیں۔"

روشانے کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر گہری سانس لے کر اسے ہاتھ باہر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ اپنی گلو خلاصی ہوتے دیکھ کر جھٹ سے باہر کی طرف بڑھی کہ پیچھے سے اس کی آواز سنائی دی۔

"اُسے بھیجو۔"

"جی میم" وہ سر ہلاتی باہر نکل گئی۔ غازان باہر ہی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"آپ کو میم بُلا رہی ہیں۔" وہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔ وہ تو پہلے ہی تیار تھا فوراً دروازہ کھول کر اندر آیا۔ سامنے ہی وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے، آنکھیں بند کیے، بائیں ہاتھ کی انگلی سے اضطرابی کیفیت میں اپنی پیشانی مسل رہی تھی۔ ریوالونگ

چیئر کو ہلکا سا گھماتی وہ ضبط کی حدوں پر تھی۔غازان کے لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"تو آپ یہاں جاب کے لیے آئے ہیں؟"روشانے نے اس کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

"جی سرکار۔"اس نے سر کو ہلکا سا خم دے کر جواب دیا۔پیشانی پر حرکت کرتا اس کا ہاتھ رکا۔اس نے آنکھیں کھول کر غازان کو گھورا۔

"کیوں؟"اس نے تیوری چڑھائی۔

"نہایت ہی نامعقول سوال کیا ہے۔جاب کیوں کرتے ہیں؟"اس نے الٹا سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"میرے خیال سے باس میں ہوں۔"وہ اس کے یوں بولنے پر برہم ہوئی۔

"جانتا ہوں سرکار۔"اب کی بار اس نے ہاتھ پیچھے کی جانب باندھ کر سر کو خم دیا۔انداز ایسا تھا گویا سامنے ملکہ بیٹھی ہو اور غلام تابعداری سے ہاتھ باندھے کھڑا ہو۔وہ تپ کر رہ گئی

"آپ نے بتایا نہیں کہ اس چھوٹی سی بوتیک میں اسسٹنٹ کی جاب کرنے کی وجہ؟"

"ہر انسان کی مرضی ہوتی ہے کہ وہ کہیں بھی جاب کر سکتا ہے۔مجھے یہ جگہ اچھی لگی تو میں نے انٹرویو دے دیا اور خوش قسمتی سے یہاں جاب مل بھی گئی۔کیا اب میں بیٹھ سکتا ہوں؟"غازان نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے اس کا پارہ ہائی کیا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔"اس نے روکھے لہجے میں کہا۔

"اس سے پہلے کہیں جاب کر چکے ہو؟"اگلا سوال آیا تھا۔

"جی کر چکا ہوں۔"

"تو یقیناً جاب کے ضابطوں سے بھی آگاہ ہوں گے۔ رائٹ؟" روشانے نے اسے کڑی نگاہ سے دیکھا، جس پر اس نے سر ہلا دیا۔

"میرے خیال سے یہ لباس کچھ ناموزوں نہیں ہے؟" اس نے اس کی بلیو جینز پر سرخ ٹی شرٹ اور بلیو ہی جیکٹ پر طنز کیا۔

"جی بہتر۔ آئندہ خیال رکھوں گا۔" اس نے فوراً ہامی بھری۔ وہ اس کی فرماں برداری پر غش کھاتے کھاتے رہ گئی۔

"اگر تمہارے سوالات ہو گئے ہوں تو میں بیٹھ جاؤں۔" غازان نے اکتا کر جمائیاں لینی شروع کر دیں اور اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ سیٹ سنبھال کر اس پر براجمان ہو چکا تھا۔ وہ جو اس کی فرماں برداری سے تھوڑی متاثر ہو رہی تھی خود پر لعنت بھیجے بغیر نہ رہ سکی۔

"آپ غالباً بھول گئے ہیں کہ میں آپ کی باس ہوں اور باس کو تُوں تڑاں کر کے نہیں بلایا جاتا۔" روشانے نے اسے تند ہی سے دیکھا۔

"نہ کرو نہ یار۔ میں بور ہو رہا ہوں۔" اس نے بے زاری سے کہتے ہوئے ٹیبل پر سر ٹکایا۔ وہ اس کو دیکھ کر رہ گئی۔ "یہ جاب کے لیے آیا ہے یا سیر سپاٹے کے لیے." وہ خود سے بڑبڑاتی ایک جھٹکے سے اٹھی اور اس کی طرف آئی۔

"اٹھیں یہاں سے۔" وہ میز پر ہاتھ مارتے ہوئے دھاڑی۔ اس کی اچانک دھاڑ پر وہ اچھل کر کرسی سے اٹھا۔

"دروازہ اس طرف ہے۔ باہر بسمہ ہو گی جا کر اس سے کام کے بارے میں ڈسکس کریں۔ وہ کل سے چھٹی پر جا رہی ہے اس کے بعد سارا کام آپ کو ہی سنبھالنا ہے۔ اس لیے جائیں اور کام پر لگ جائیں۔" اس نے سرد اور سپاٹ لہجے میں اسے ہدایات

دیں۔اس کا خراب ہوتا موڈ دیکھ کر وہ اسے مزید زچ کرنے کا ارادہ ملتوی کرتا چپ چاپ باہر نکل گیا۔ پیچھے وہ اپنا سر تھامے کرسی پر بیٹھی خود کو صبر کا درس دینے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ تقریباً سارا دن لیپ ٹاپ اور فائلوں میں سر دیئے کام کرتی رہی۔ پچھلے کچھ دنوں سے وہ ڈھنگ سے کام نہیں کر پا رہی تھی جس کی وجہ سے اب کافی کام جمع ہو گیا تھا۔ بسمہ بھی وقتاً فوقتاً اس کے پاس آتی رہی تھی البتہ غازان نے دوبارہ اسے اپنی شکل نہیں دکھائی تھی اور وہ بھی اسے یکسر فراموش کیے کام میں مگن رہی۔ اچانک اسے بھوک کا احساس ہوا تو اس نے گھڑی دیکھی جو کہ ڈیڑھ بجا رہی تھی۔ موبائل اٹھا کر اس نے سعد کو حریم کو پِک کرنے کا میسج کیا اور اپنا لیپ ٹاپ بند کرتی اور فائلز سمیٹتی کرسی کو پیچھے دھکیلتی کھڑی ہوئی۔ اس کا ارادہ قریبی ریستوران سے لنچ کرنے کا تھا۔ وہ اپنے آفس سے نکلتی بسمہ کے کیبن کے پاس سے گزری تو بسمہ نے اسے آواز دی۔

"میم کیا میں چھٹی پر جا سکتی ہوں؟"

"ہاں چلی جاؤ مگر ایک بات کا خیال رکھنا اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں واپس بلا سکتی ہوں۔"

"اوکے۔"

"اچھا سنو۔" وہ جاتے جاتے پلٹی۔

"فاطمہ کے پاس تمہارے لیے کچھ رکھوایا تھا جاتے ہوئے لیتی جانا اور سیلری تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائے گی۔ اگر کل دوپہر تک نہ ہو تو مجھے یاد کروا دینا۔ میں لنچ کے لیے جا رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے مجھے کچھ دیر ہو جائے تو تم دیکھ لینا۔"

www.novelsclubb.com

"شیور میم۔" وہ ہلکا سا مسکرائی۔ فاطمہ ان کی بوتیک میں سیلز گرل تھی۔ اس کے پاس یقیناً اس کے لیے گفٹ ہو گا اور یہ اس کے لیے کوئی پہلی بار نہیں تھا۔ خاص

خاص موقعوں پر اس کی طرف سے انہیں تحائف ملتے رہتے تھے۔وہ بسمہ سے بات کر کے باہر آئی تو غازان کو گاڑی کے پاس کھڑا ہوا پایا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"اس نے سپاٹ لہجے میں استفسار کیا۔

"آپ غالباً بھول گئی ہیں کہ میں آپ کا اسسٹنٹ ہوں اور مجھے ہر اس جگہ جانا ہے جہاں باس جائے تو آیئے تشریف رکھیئے۔"اس نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی ڈیوٹی سے آگاہ کیا۔وہ بسمہ کو کوس کر رہ گئی۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔میں خود چلی جاؤں گی۔"وہ لٹھ مار انداز میں کہتی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے بھی بھوک لگی ہے۔"اس نے معصومیت سے بھرپور لہجے میں کہا.

"تو کھانا کیوں نہیں کھایا؟"اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"میرے پاس پیسے نہیں تھے۔"اس نے خود پر انتہا کی بے بسی طاری کی۔

"اب دیکھیں نہ، نئی نئی جاب لگی ہے۔ تنخواہ تو مہینے کے آخر پر ہی ملے گی تو تب تک ایسے ہی گزارہ کرنا پڑے گا۔" اسے خود کو گھورتا پا کر اس نے وضاحت دی۔ وہ خاموشی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھی اور اس کے کہنے سے پہلے ہی غازان بھی اس کے برابر والی سیٹ سنبھال چکا تھا۔ اس نے بنا کچھ کہے گاڑی سٹارٹ کی۔ ایک چھوٹے سے ریستوران میں دونوں نے خاموشی سے لنچ کیا جس کا بل روشانے نے ہی ادا کیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ میز سے گاڑی کی چابی اٹھاتی وہ اٹھا چکا تھا۔

"ڈرائیونگ میں کروں گا۔" وہ کہتا یہ جا وہ جا ہوا۔ وہ دانت پیستے ہوئے اس کے پیچھے بڑھی کہ ریستوران کے دروازے کے باہر اسے فہام نظر آیا تو وہ اس کے پاس کھڑی ہو گئی

www.novelsclubb.com

"تم بیمار ہو؟" اس کا پژمردہ چہرہ دیکھتے ہوئے روشانے نے حیرت سے پوچھا۔

"تمہیں فرصت ہے ہماری خیر خبر رکھنے کی؟" اس نے ناراضگی سے جواب دیا.

"تم جانتے ہو آج کل میں کہاں پھنسی ہوئی ہوں۔ خیر تم بتاؤ کہ کیا ہوا ہے؟ ہانیہ کہاں ہے؟ اس کی طبعیت تو ٹھیک ہے؟" اس نے فکر مندی سے پوچھا۔

"ہانیہ نے تمہیں نہیں بتایا؟" اس نے حیرت سے پوچھا.

"اگر بتایا ہوتا تو یوں پوچھ نہ رہی ہوتی۔ بتاؤ کیا بات ہے؟"

"یار ہانیہ بتا رہی تھی کہ کل اس کی خالہ آئی تھیں اور وہ پھپھو سے ہانیہ کے رشتے کے بارے میں بات کر کے گئی ہیں۔"

"تو آنٹی جانتی ہیں نہ تم لوگوں کے بارے میں۔ وہ منع کر دیں۔ اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟" روشانے نے عام سے لہجے میں کہا۔ وہ دونوں باتوں میں مصروف چلتے ہوئے گاڑی سے کچھ دور آ کر رکے۔ غازان کی نظر اس پر پڑی تو اسے یوں کسی لڑکے کے ساتھ کھڑے باتیں کرتے دیکھ کر وہ ٹھٹھکا۔ اس کے چہرے پر چھائی فکر مندی اس کو سلگانے کو کافی تھی۔ کیسے سب کی فکر ہوتی ہے اسے، بس ایک وہ

ہی ہے جس کے ہونے نہ ہونے سے اسے فرق نہیں پڑتا۔ سوچ کر پل بھر میں غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہوا۔ سٹیئرنگ پر جمے ہاتھوں کی رگیں پھولنے لگی تھیں۔ اس نے جو ہارن پر ہاتھ رکھا تو اٹھانا بھول گیا۔

"ہمیشہ کی طرح کر چکی ہیں مگر وہ کسی طور پیچھے نہیں ہٹ رہیں۔ اس بار تو وہ سارے تعلق توڑنے کی دھمکی دے کر گئی ہیں۔"

"حد ہے یار۔ ان عورتوں کی بھی سمجھ نہیں آتی۔" اس نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔ اس کے مسلسل ہارن دینے پر روشانے نے ہاتھ سے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔

"چلو، میری یہاں میٹنگ ہے پھر بات ہو گی۔" فہام نے کہا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بھی اسے خدا حافظ کہتی گاڑی کی طرف آئی۔

"یہ کیا طریقہ ہے؟ دو منٹ انتظار نہیں کر سکتے تھے؟" وہ بیک سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ناگواری سے کہتی ہانیہ کا نمبر ملانے لگی۔ کچھ اس کا انداز جو کہ اس کے پاس

آتے ہی یکسر بدل چکا تھا اور کچھ اس کے پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کی وجہ سے غازان کا دماغ گھوما۔

"کبھی اپنے طریقوں پر بھی غور کیا ہے؟" اس نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ روشانے نے اس کی بدلی ٹون پر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ بیک ویو مرر سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے چھلکتے غصے پر وہ جھرجھری لے کر نگاہیں جھکا گئی۔ فون ریسیو ہونے پر ہانیہ کی آواز سنائی دی تو وہ سر جھٹک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہاں ہانیہ! کیا ہوا ہے؟ مجھے ابھی فہام ملا تھا۔ کافی ڈیپریس لگ رہا تھا۔ تم لوگوں نے آنٹی سے بات نہیں کی؟"

www.novelsclubb.com

اس کے منہ سے ہانیہ اور فہام کا نام سن کر غازان کے دل پر پھوار سی پڑی تھی۔ تنے ہوئے اعصاب ایک دم سے ڈھیلے پڑے۔ اس نے شیشے سے اسے دیکھا جو ونڈو کے

پار دیکھتے ہوئے فون پر باتیں کر رہی تھی۔راستے میں اسے ایک آئس کریم پالر نظر آیا تو وہ گاڑی روک کر باہر نکل گیا۔وہ چونکہ باتوں میں مصروف تھی اس لیے رکنے کی وجہ نہ پوچھ سکی۔

"عجیب انسان ہے۔سڑک کنارے گاڑی روک کر خود جانے کہاں چلا گیا ہے۔"

وہ فون بند کر کے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بڑبڑائی۔کچھ دیر میں وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں آئس کریم تھی۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے مڑ کر کپ اس کی طرف بڑھایا۔

"یہ کیا ہے؟"روشانے نے حیرت سے پوچھا۔

"آئس کریم ہے۔"اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔چند منٹ پہلے والا غصہ اور سختی ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہی تھی۔اب وہ وہی غازان تھا ہمہ وقت مسکرانے اور اس کو زچ کرنے والا۔وہ حیرانی سے اسے دیکھے گئی۔

"ابھی یہ کھالو پگھل رہی ہے۔بعد میں بے شک سارا دن سامنے بٹھا کر دیکھتی رہنا میں اُف تک نہیں کروں گا۔"اسے خود کو یوں دیکھتا پا کر اس نے شرارت سے کہا۔ اس نے گھورتے ہوئے اس کے ہاتھ سے کپ لیا۔

"تم کبھی سائکاٹرسٹ کے پاس گئے ہو؟"آئس کریم کا چمچ لیتے ہوئے وہ نا چاہتے ہوئے بھی پوچھ بیٹھی۔وہ دونوں پھر سے آپ سے تم پر آ گئے تھے۔

"ہاں ایک بار گیا تھا۔"غازان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے جواب دیا.

"پھر؟"اس نے بے ساختہ پوچھا۔وہ مبہم سا مسکرایا۔نا محسوس انداز میں وہ اسے خود سے باتیں کرنے اور دلچسپی لینے پر اکسا چکا تھا.

"اس نے مجھے تمہارے پاس بھیج دیا۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔ کچھ پل تو وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر بات سمجھ آنے پر اس نے سر جھٹکا۔

"ایڈیٹ۔"

وہ ہنستے ہوئے سیدھا ہو کر گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔

"تم نے ایک کیوں لی ہے؟"اچانک سے اسے خیال آیا کہ وہ اپنے لیے نہیں لے کر آیا ہے۔

"بتایا تو ہے غریب بندہ ہوں، بس بیوی کے خرچے ہی افورڈ کر سکتا ہوں۔ہاں اگر تم شئیر کر سکتی ہو تو کوئی پرابلم نہیں۔"اس نے زیر لب مسکراتے ہوئے جواب دیا۔روشانے اس کی شئیرنگ والی بات سن کر بھی ان سنی کر گئی تھی۔اب ایسی بھی دوستی نہیں تھی جو شئیرنگ کرتی پھرتی۔

اس نے بوتیک کے سامنے گاڑی لا کر روکی تو وہ نیچے اتر کر اندر کی طرف بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"ایم سوری۔"وہ تقریباً بھاگ کر اس کے ہم قدم ہوا۔

"کس بات پر؟"اس نے رک کر حیرانی سے پوچھا.

"میں نے تم سے روڈلی ہیو کیا، باوجود اس کے کہ میں حق بجانب تھا، مجھے اچھا نہیں لگا تم سے ایسا رویہ اپناؤں۔ اس وقت میں غصے میں تھا اس لیے رئیکٹ کر گیا۔ اس کے لیے سوری۔ آئی ہوپ تم وہ بات دل میں نہیں رکھو گی۔" اسے حیران چھوڑ کر وہ جا چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کو اس کی بوتیک پر جاتے آٹھ دس دن گزر گئے تھے۔ شروع میں بسمہ کے جانے کی وجہ سے روشانے کو کچھ دشواری کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے وہ اکثر شام گئے گھر لوٹتی تو غازان کام کے معاملے میں تھوڑا سنجیدہ ہو گیا اور زیادہ تر اس کے بوتیک سے باہر کے کام نمٹانے لگا۔ آج صبح بے بے نے اسے ڈانٹ کر بھیجا تھا کہ جمعہ کے مبارک دن کا احترام کرتے ہوئے آدھے دن بعد واپس آ جائے اور ان کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے وہ بارہ بجے ہی واپس آ گئی تھی اور بقیہ کام اس وقت ہال میں بیٹھی نمٹا رہی تھی۔ غازان اور سعد بھی وہیں بیٹھے تھے جب کہ رمشا پاس

بیٹھی اپنی اسائنمنٹ بنا رہی تھی۔الفت بیگم آج کل گھر میں کم ہی ٹکتی تھیں۔ان کے زیادہ تر چکر اپنی بہن کے ہاں لگ رہے تھے جس کی بدولت غازان دن بدن روشانے کے قریب ہو رہا تھا۔بسمہ کی رکھی ہوئی شرط کے عین مطابق وہ باس کے ساتھ جانا اپنا فرض سمجھتا تھا۔شروع میں وہ جھنجھلا جاتی تھی مگر آہستہ آہستہ وہ عادی ہو گئی تھی۔پہلے وہ جو بنا بتائے نکل جاتی تھی،اب اس کو ساتھ لے کر جاتی۔غازان لاشعوری طور پر اسے اپنا عادی کر رہا تھا اور وہ ہو بھی رہی تھی۔وہ بھی اب کچھ حد تک اپنا رویہ اس کے ساتھ نرم کر چکی تھی۔اس کے ساتھ اگر اس نے دوستانہ رویہ نہیں اپنایا تھا تو سرد اور سپاٹ لہجہ بھی نہیں رہا تھا۔البتہ اس کی اوٹ پٹانگ باتوں کو وہ نظر انداز کر دیتی تھی۔وہ ہال میں بیٹھی اپنے ارد گرد کا ہوش بھلائے کام میں مگن تھی کہ ایک ادھیڑ عمر خاتون ہال میں داخل ہوئیں اور بے تکلفی سے اس کے پاس ہی صوفے پر جا بیٹھیں۔اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور مسکرا کر سلام کرتے ہوئے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"پتر مجھے تیرے ساتھ کام ہے۔"اس ادھیڑ عمر عورت نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت سے کہا۔

"جی کہیئے۔"اس نے مسکراتے ہوئے ادب سے جواب دیا مگر یہ مسکراہٹ دیرپا ثابت نہیں ہوئی تھی۔

"مجھے دو گٹھی پالک اور ساتھ ہری مرچیں دے دے۔"

"کیا دے دوں؟"اس نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی بے بے اس کے بارے میں کیا کیا اور اسے کہاں کہاں مشہور کر چکی ہیں مگر پاس بیٹھا سعد،غازی اور رمشا جانتے تھے کہ بے بے اس کے کس کس جوڑ پر کس کس انداز میں بیٹھ چکی ہیں۔اسی لیے ان کے ہونٹوں پر دبی دبی ہنسی تھی۔بے بے کو سمجھانے کی خاطر اس نے ویجیٹبل فارم کی تشریح کرتے ہوئے انہیں بتایا تھا کہ وہ

سبزیاں اگا کر شہر میں بیچے گی۔اب اگر انہوں نے من و عن آگے بتا دیا تھا تو اس میں ان کا کہیں بھی قصور نہیں نکلتا تھا۔

"پالک اور ہری مرچیں دے اور ہمارا لگا بندھا کھاتا لگا دے۔ہم تجھے مہینے کے آخر میں اکھٹے ہی پیسے دے دیا کریں گے۔مجھ سے یہ روز روز کا چکر نہیں لگایا جاتا یہ کمبخت ٹانگیں اب ساتھ نہیں دیتیں"انہوں نے ایک ہی چکر میں سارے معاملات طے کرنے چاہے۔

"آپ سے کس نے کہا میں سبزیاں بیچتی ہوں۔"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے انہیں دیکھا۔

"کل تیری دادی بتا رہی تھی کہ اس کی تُو سبزیاں اگاتی ہے اور شہر لے جا کر بیچتی ہے۔میں نے سوچا کہ دکان سے گلی سڑی اور باسی سبزیاں لینے کی بجائے یہاں سے تازی ہی لے لیتی ہوں۔تیرا بھی بھلا ہو جائے گا اور ہمیں بھی صاف ستھری سبزی

مل جائے گی۔ یہ منڈی والے تو سنا ہے گندے نالے کے پانی سے سبزیاں اُگا کر لاتے ہیں۔ پھر تیری دادی سے دور پرے کی ہی سہی مگر رشتے داری تو ہے۔ اب اپنا گھر چھوڑ کر کہیں باہر سے چیزیں لیتے اچھے تو نہیں لگتے ناں۔" انہوں نے آخر میں احسان بھی جتانا چاہا کہ وہ رشتے داری کا لحاظ کرتے ہوئے آ گئیں ہیں ورنہ تو دکانیں اور بھی ہیں۔

"اور ایک بات مناسب پیسے لگانا۔ ایسا نہ ہو میں اپنی سمجھ کر آ گئی ہوں تو تُو میری ہی کھال ادھیڑنے بیٹھ جائے۔ دکان سے پچاس کی گٹھی ملتی ہے تو تجھے بھی اتنے ہی دوں گی۔ ہاں پہلی بار آئی ہوں تو مرچیں مفت میں لوں گی آخر کو میں بھی تیری دادی لگتی ہوں۔" وہ اپنی دھن میں مگن کہے جا رہی تھیں اور وہ ہونق پن کی عملی تصویر بنی بیٹھی تھی۔ اس کے تاثرات دیکھتے ہوئے ان تینوں کے قہقہے نکلنے کو بے تاب تھے۔

"چل اب اٹھ کر دے، مجھے دیر ہو رہی ہے۔ پکانے کے لیے بھی رکھنی ہے۔" اس کو وہیں بیٹھا دیکھ کر انہوں نے اسے ٹہوکا دیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے دل ہی دل میں خود کو پر سکون ہونے کا مشورہ دیا اور ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجاتے ہوئے بولی۔

"دادی! اس بار تو میں ڈیل کر چکی ہوں۔ نیکسٹ ٹائم آپ کا کھاتا بھی لگالوں گی۔"

"ہیں! کیا کر چکی ہو؟" انہوں نے ٹھوڑی پر انگلی رکھتے ہوئے تعجب سے پوچھا.

"میں ساری سبزیاں زمین میں کھڑی ہی بیچ چکی ہوں۔ اگلی بار پھیری کروں گی تو آپ کے دروازے پر بھی صدا لگاتی ہوئی جاؤں گی۔" اس نے دانت پیستے ہوئے کہا اور انہوں نے گویا سمجھ کر سر ہلا دیا۔ وہ جو کب سے اپنی ہنسی روکے ہوئے تھے اس کی بات اور ان کے یوں سر ہلانے پر برآمدے میں قہقہوں کا طوفان ابل پڑا۔

"ہائے ہائے! میں نے کون سی انہونی بات کر دی جس پر تم لوگ یوں چھت پھاڑ کر ہنس رہے ہو؟" انہوں نے ان تینوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"خیر میں چلتی ہوں۔ اب دکان پر ہی جانا پڑے گا۔ میں نے تو سوچا تھا نیڑے کام ختم ہو جائے گا۔" وہ منہ ہی منہ میں بدبداتے ہوئے اٹھ گئیں۔ ان کے جانے کے بعد وہ تینوں ایک بار پھر ہنسے۔

"کیا مسئلہ ہے تم لوگوں کا۔" اس نے مصنوعی غصے سے انہیں گھورا۔

"بے بے بھی حد کرتی ہیں۔" وہ ایک ایک بار پھر سے ساری بات سوچ کر بڑبڑاتے ہوئے مسکرا دی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اچھا سنو۔ تمہیں ایک چکر گاؤں کا لگانا پڑے گا۔ کیا چلے جاؤ گے؟" روشانے فون بند کر کے اس سے مخاطب ہوئی

اگر جانا ضروری ہے تو چلا جاتا ہوں۔پوچھنے کی کیا بات ہے؟"اس نے جواب دیا

ہاں آج ایک آرڈ کی ڈیٹ تھی اور میرے زہن سے نکل گیا ورنہ میں صبح آتے ہوئے لے آتی تو اب تم۔۔۔۔۔۔۔"اس کی بات منہ میں ہی رہ گئی جب ہانیہ اور فہام دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔وہ ان کو دیکھ کر بے اختیار اٹھ کر ان کی طرف بڑھی

"ہائے روشی کیسی ہو؟"وہ کہتے ہوئے اس کے گلے لگی

www.novelsclubb.com

"میں بالکل ٹھیک۔تم آج کیسے بھول گئی؟"اس نے خوش گوار لہجے میں پوچھا

"جیسے تم تو جوتے گھسا چکی ہو نہ۔ابھی رخصتی نہیں ہوئی اور تم سسرالیوں میں پوری طرح گم ہو بعد میں تو اللہ ہی حافظ ہے۔"ہانیہ نے جل کر کہا

"دعا کرو رخصتی ہو جائے۔ سال میں ایک بار ضرور تم سے ملوانے لاؤں گا۔" ایک طرف کھڑے غازان نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہانیہ نے پلٹ کر سے دیکھا اور اس کی آنکھوں میں تحیر امڈا۔

"تم۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ مارے حیرت کے چیخی

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_15

www.novelsclubb.com

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" مارے حیرت کے وہ چیخی۔

"اتنا اوورری ایکٹ کیوں کر رہی ہو؟ میں نے تم سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" غازان نے منہ بنایا۔ روشانے اور فہام نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا

اور پھر انہیں جو یوں باتیں کر رہے تھے جیسے ایک دوسرے سے اچھے سے واقف ہوں۔

"تم لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہو؟" روشانے نے حیرانگی سے پوچھا۔

"اسے میں نہیں جانوں گی تو اور کون جانے گا، مگر یہ یہاں تمہارے آفس میں کیا کر رہا ہے؟" ہانیہ نے غازان کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"بندہ ناچیز یہاں جاب کرتا ہے۔" اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا کزن ہے اور حال ہی میں یہ لوگ لندن سے یہاں آئے ہیں۔" روشانے نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے تعارف کروایا۔

www.novelsclubb.com

"یہ۔۔۔۔ یہ تمہارا کزن ہے؟" ہانیہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"صرف کزن ہی نہیں مابدولت ان کے شوہر کے عہدے پر بھی فائز ہیں۔ سرکار تعارف تو پورا کروائیں ناں۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"تو یہ ہے تمہارا شوہر۔" ہانیہ نے سر ہلایا۔ شاید وہ اس اچانک سرپرائز کو ہضم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس کے ذہن میں تہمینہ بیگم کی حالیہ باتیں گونجیں اور وہ اس کی طرف غصے سے لپکی۔

"خالہ تو کہہ رہی تھیں کہ ان کی بہو ان پڑھ جاہل ہے اور ان کے سٹینڈرڈ سے میچ نہیں کرتی۔ یہ لڑکی یعنی روشی تمہارے سٹینڈرڈ سے میچ نہیں کرتی؟ لائک سیریسلی غازان!" اس کے ہاتھ غازان کا منہ نوچنے کو بے تاب تھے۔ روشانے سختی سے لب بھینچ گئی۔

www.novelsclubb.com

"تم میں زرا بھی شرم باقی ہے؟ ایک ایسی لڑکی تمہاری بیوی ہے جو کسی بھی سمجھدار انسان کا آئیڈیل ہو سکتی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے تم نے دوسری کے لیے ماں کی

دوڑیں لگوائیں ہوئیں ہیں۔"اس کا صدمہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا کہ جس کی شان کے قصیدے الفت بیگم پڑھتی تھیں وہ کوئی اور نہیں بلکہ روشانے ہی ہے۔

"کوئی ہمیں بھی بتائے گا کہ آخر یہ ہو کیا رہا ہے؟"فہام جو کب سے خاموش کھڑا تھا جھلاتے ہوئے بولا۔

"کیوں نہیں! روشی اس دن تم مجھ سے پوچھ رہی تھیں ناں کہ فہام کی حالت اتنی کیوں خراب تھی، بیمار تھا کیا؟ تو سنو یہ ہے وہ بیماری جو آج کل ہمیں چمٹی ہوئی ہے۔ یہ غازان اظہار علی میرے خالہ زاد ہیں جن کی ماں آج کل ہمارے گھر سینکڑوں چکر لگا رہی ہیں کہ انہیں اپنے بیٹے کی دوسری شادی کرنی ہے۔"ہانیہ نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔روشانے کی نظر بے اختیار اس کی طرف اٹھی۔

"نہیں روشا! قسم لے لو جو مجھے کچھ پتہ ہو۔ آئی سوئیر! مجھے کچھ بھی پتہ نہیں ہے ۔"اس کی نظروں میں شکایت تھی جو اسے خود تو محسوس نہ ہو سکی مگر وہ اچھے سے محسوس کر گیا تھا اس لیے جلدی سے وضاحت دینے لگا۔

"اوہ تو اس سارے فساد کی جڑ تم ہو!" فہام جارحانہ تیور لیے اس کی طرف بڑھا۔

"دیکھو! تم لوگ کیوں مجھے یوں گھیرے کھڑے ہو؟ میرا کیا قصور ہے؟ میں تو پہلے ہی بڑا مظلوم ہوں۔ مجھ پر تشدد کر کے کیوں مجھ بیچارے کی آہ لینی ہے؟" وہ اس کو آستینیں چڑھاتے ہوئے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر جلدی سے روشانے کے پیچھے ہوا۔

"تم اور مظلوم رئیلی! تمہاری وجہ سے تین تین لوگ پریشانی کا شکار ہیں اور مظلوم بھی تم ہی بن گئے۔" ہانیہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"بتایا تو ہے تمہاری دوست کا شوہر ہوں۔اس کے بعد بھی اگر تمہیں میری مظلومیت پر یقین نہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"اس نے کندھے اچکائے۔

"غازان!"روشانے نے دانت پیسے۔

"جی سرکار۔"وہ فوراً سے اس کے سامنے آیا۔

"شٹ اپ۔"وہ غرائی۔

"ہاں بھئی سارے مل کر مجھے ہی جوتے مارو۔میں غریب کا بال ہی ملا ہوں سب کو رعب جھاڑنے کے لیے۔"وہ منہ بسورتا دیوار کے پاس رکھی کرسی کھینچ کر اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔روشانے ہانیہ اور فہام کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"تم اپنی ماں کو سمجھا نہیں سکتے؟اتنی پیاری بیوی ہے تمہاری. تمہیں اور کیا چاہیے؟"ہانیہ نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"تم تو ماں کی شکایت مجھ سے کر رہی ہو۔ میں تمہاری دوست کی شکایت کس سے کروں؟ جب سے آیا ہوں اس کے پیچھے پیچھے ہوں مگر مجال ہے جو گھاس تک ڈال جائے۔"

"اچھی بات ہے۔ بچپن سے یہ تمہارے نکاح میں ہے تب تم نے اور تمہاری ماں نے کون سی قدر کر لی۔" اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"کین وی چینج داٹاپک؟" روشانے نے ان کو خاموش نہ ہوتا دیکھ کر ٹوکا۔

"کب تک؟" غازان نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا.

www.novelsclubb.com

"اچھا۔ واقعی ہی؟" اس نے بھنویں اچکائیں۔

"اوکے فائن۔ کرو تم لوگوں کو جو کرنا ہے۔ میں جا رہی ہوں میری میٹنگ ہے۔ اللہ حافظ۔" وہ بیگ اٹھا کر باہر نکل گئی۔

"ارے! روشی رکو تو۔" ہانیہ نے اسے پکارا مگر وہ ان سنی کرتی باہر نکل گئی۔

"ایسے کرتی ہے یہ۔ان پندرہ بیس دنوں میں ایک بھی دن اس نے مجھ سے ڈھنگ سے بات نہیں کی۔ میں اپنی ساری کوششیں کر چکا ہوں۔" اس نے شکایتی نظروں سے ہانیہ کو دیکھا۔ وہ چند لمحے خاموشی سے اس کی صورت دیکھتی رہی۔

"کیا ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"تم واقعی ہی سیریس ہو؟" اس نے اس کی جانب جھک کر پوچھا۔

"کیا اسٹامپ پیپر پر لکھ کر دوں تب مانو گے تم لوگ؟ اگر ایسا بھی ہے تو بھی میں لکھ کر دینے کو تیار ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"دیکھو وہ ہرٹ ہوئی ہے۔ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے رویے۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ایک سیکنڈ، کیا کہا تم نے میرا رویہ؟ میں نے ایسا کیا کر دیا ہے؟" اس نے جھنجھلا کر اس کی بات کاٹی۔

"خالہ کا رویہ دیکھا ہے تم نے؟ ابھی پرسوں شام وہ میرے سامنے بیٹھیں اس کی برائیاں کر رہی تھیں۔" ہانیہ نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تو میرا کیا قصور ہے یار۔" اس نے بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"میرے خیال سے ہمیں بھی اب چلنا چاہیئے۔ جس کے لیے آئے تھے وہ تو جا چکی ہے تو یہاں بیٹھنا فضول ہے۔" فہام نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آؤ گھر چل کر بات کرتے ہیں۔" ہانیہ بھی اس کی تقلید کرتے ہوئے اٹھی۔

www.novelsclubb.com

"میں آفس کا چکر لگا کر آتا ہوں۔ تم لوگ گھر جاؤ اور ہاں مسٹر غازان ایک بات کا خیال رکھنا! یہ تمہاری بہن ہے اور میری ہونے والی بیوی۔ خبردار جو کسی خوش فہمی

میں پڑنے کی کوشش کی تو۔"ان کو گاڑی میں بیٹھا کر فہام اسے تنبیہ کرتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

"ایک ہینڈل کر لوں کافی ہے۔"غازان نے بڑبڑاتے ہوئے سر جھٹکا۔

"اب مجھے پوری بات بتاؤ۔"ہانیہ نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا تو غازان نے اسے پاکستان آنے سے لے کر اب تک کی تمام صورتحال اس کے گوش گزار کی اور یہ بھی کہ وہ ڈائیورس پیپر بنوا کر دے چکی ہے۔

"دیکھو غازان! علیحدگی کسی بھی لڑکی کے لیے بہت اذیت ناک ہوتی ہے۔کوئی بھی اپنی خوشی سے اس حد تک نہیں جاتا۔ہم سے وہ ہر ایک بات شئیر کرتی ہے۔تم لوگوں کے پاکستان آنے سے پہلے اور بعد تک ہر بات میں جانتی ہوں۔یہ بھی کہ خالہ نے اس کی کافی انسلٹ کی اور یہ بھی کہ وہ ڈائیورس پر تلی ہوئی ہیں۔"وہ زرا سا سانس لینے کو رکی۔

"وہ تم سے روڈلی ہیو کر رہی ہے یا کھنچی کھنچی سی ہے تو اپنی خوشی سے یہ سب نہیں کر رہی ہے؟ جانتے ہو ایک دن اس نے مجھے میسج کیا کہ اسے میری ضرورت ہے اور میں اس کا میسج دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھی کہ وہ تکلیف میں ہے اور وہ واقعی ہی تکلیف میں تھی۔ جانتے ہو کیوں؟" اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کیوں کہ اسے اس دن گھر جانا تھا۔ میں اس دن کی بات کر رہی ہوں، جب وہ دس پندرہ دن شہر میں رہ کر گئی تھی۔ تمہیں لگتا ہے کہ وہ کام کی وجہ سے یہاں رہی تھی۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ وہ بھاگ رہی تھی۔ خود کو سمجھانے کے لیے اسے کچھ اور سمجھ نہ آیا تو اس نے فرار حاصل کرنا چاہا۔ اس دن جب وہ گھر آئی تو بہت ٹوٹی ہوئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے صدیوں کی بیمار ہو۔ تارا سے پوچھنا، وہ اس رات سوئی نہیں تھی کہ اسے صبح گھر جانا ہے، تم لوگوں کا سامنا کرنا ہے۔ میرے پاس بیٹھ کر وہ بری طرح سے روئی تھی۔ میں جانتی ہوں میں نے اور فہام نے کس مشکل سے اسے سمجھا بجھا کر گھر بھیجا تھا۔ وہ بہت ہرٹ تھی۔ تمہاری ماما کی باتوں سے اسے تکلیف

پہنچی ہے۔اگر تم واقعی ہی سنجیدہ ہو تو پہلے خالہ سے بات کرو۔انہیں سمجھاؤ۔میرا نہیں خیال کہ روشی سے اچھی بہو انہیں مل سکتی ہے۔"ہانیہ نے سنجیدگی سے کہا۔

وہ حیرت سے اس کے انکشافات سن رہا تھا۔اس کے کسی بھی عمل سے نہیں لگا تھا کہ وہ یہ رشتہ برقرار رکھنا چاہتی ہے۔وہ اس سے ہمیشہ ایک فاصلے پر رہتی تھی۔اس کا انداز ہمیشہ لیا دیا اور روکھا پھیکا سا ہوتا تھا۔اسے اس دن اس کی سرخ آنکھوں اور اترے چہرے کا سبب اب سمجھ میں آیا تھا۔

"ہانیہ میں اگر سنجیدہ نہیں ہوتا تو پاکستان نہیں آتا۔پچھلے پانچ سالوں سے کوئی دن ایسا نہیں گزرا جب میں نے اس کے بارے میں سوچا نہ ہو۔اچھا ایک بات بتاؤ تم فہام سے شادی کرنا چاہتی ہو کیوں کہ تم اس سے محبت کرتی ہو اور میں۔۔۔میرا تو عشق ہے وہ۔خود کو اس کے بغیر اگر تصور بھی کرنا چاہوں تو بھی نہیں کر سکتا۔ جانے کب سمجھو گے تم لوگ اور وہ بھی۔"اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے تھکن زدہ لہجے میں کہتے ہوئے سیٹ کی پشت پر سر ٹکایا۔

"تم سچ کہہ رہے ہو؟" ہانیہ کی آواز میں خوش گوار حیرت تھی۔ وہ پھیکا سا مسکرایا۔

"اسے بتایا؟" وہ اب گاڑی وہیں روک چکی تھی۔

"نہیں۔"

"تم پاگل ہو کیا؟ بے وقوف! اسے بتاؤ۔ اپنے جذبات سے اسے آگاہ کرو گے تو ہی وہ کچھ سوچے گی نا تمہارے بارے میں۔ گدھوں کی طرح منہ میں گھنگیاں ڈالے اس کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہو۔ اپنے اس منہ سے بھی تو کچھ پھوٹو ناں۔" وہ اس کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے جوش سے بولی۔ اس کی آواز خاصی اونچی ہو چکی تھی۔

"تاکہ جوتے کھالوں اس سے۔" اس نے خفگی سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اُف اوہ بدھو! کیوں مارے گی۔ تمہاری بیوی ہے۔ کونسا تم نے گرل فرینڈ کے لیے اظہار کرنا ہے جو یوں ڈر رہے ہو۔" ہانیہ نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"اگر تم کہو تو میں بات کروں؟"

"ہر گز نہیں۔ میں خود بات کرلوں گا۔ ایسا نہ ہو وہ جو تھوڑی بہت بات کر لیتی ہے اس سے بھی جاؤں۔" اس نے فوراً منع کیا۔

"تو پھر تم جلد ہی کوئی موقع دیکھ کر اس سے بات کرو اور اسے منالو۔ خالہ کو ہم سب مل کر دیکھ لیں گے۔" ہانیہ نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ایک اور بات ابھی مما کو مت بتانا کہ تم روشی کے ہز بینڈ ہو۔ کسی دن موقع دیکھ کر میں خود انھیں بتادوں گی۔"

"اب یہ کیا چکر ہے؟ میں کیوں نہ بتاؤں؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"ہم تینوں یونیورسٹی کے زمانے سے دوست ہیں۔ مما کے لیے وہ ان کی دوسری بیٹی ہے۔ جتنا وہ ہرٹ تھی ناں اس دن، مما نے تمہیں جوتے مارنے سے بھی گریز نہیں کرنا۔" اب کی بار وہ ہنسی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"غازان بھائی آپ کو بے بے بلا رہی ہیں۔" رمشا اس کو پیغام دے کر باورچی خانے میں چلی گئی۔ وہ چونکہ فارغ ہی تھا اس لیے اٹھ کر ان کے کمرے میں آیا۔

"آپ نے بلایا بے بے؟"

"ہاں، ادھر آ مجھے تجھ سے بات کرنی ہے۔" بے بے نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ ان کے پاس پلنگ پر جا بیٹھا۔

"اب جو میں پوچھوں مجھے سچ سچ بتانا۔ ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں بولنا۔" غازان نے ان کی سنجیدگی کو حیرت سے دیکھا۔

"جی پوچھیں۔"

www.novelsclubb.com

"تیرے وہاں کسی سے تعلقات بھی تھے؟" وہ سیدھا مدعے پر آئیں۔

"کیا مطلب؟" اس نے ناسمجھی سے ان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے سیدھے سبھاؤ سے ایک سوال کیا۔ مطلب کی تو گنجائش ہی نہیں نکلتی۔" ان کا لہجہ سخت ہوا۔

"ظاہر ہے بے بے۔ میں بچپن سے ہوں وہاں، تو لوگوں سے تعلقات تو ہوں گے ناں۔" اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ان کو بیٹھے بٹھائے ہوا کیا ہے جو وہ یوں تفتیش کر رہی تھیں۔

"اور ان میں لڑکیاں کتنی تھیں؟"

"ہوں گی کوئی دو چار۔" اس نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے یوں بلا جھجک جواب دینے پر بے بے ششدر رہ گئیں۔

"تو پھر یہ سب کیا ہے؟ شانو کے آگے پیچھے کیوں پھر رہے ہو؟ ان دو چار سے دل نہیں بھرا تمہارا۔" اب کی بار ان کے لہجے کے ساتھ ساتھ چہرے کے تاثرات بھی

سخت ہوئے۔اس نے چونک کر انہیں دیکھا جو کچا چبانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"کیا ہو گیا ہے بے بے۔ایسا ری ایکٹ کیوں کر رہی ہیں؟ کوئی بات ہوئی ہے کیا؟"

"تمہارا باپ تو بہت شریف آدمی ہے۔تم کس پر چلے گئے ہو غازان علی؟ ہمارے خاندان کی تو سات پشتوں میں ایسا کوئی مرد نہیں ہوا جو یوں غیر عورتوں سے تعلقات رکھے۔مجھے اگر اندازہ ہوتا کہ میرے بیٹے کی نسل یوں بگڑ جائے گی تو میں تب ہی اُس کے باہر جانے کے فیصلے کی مخالفت کر دیتی۔"انہوں نے افسوس سے ٹھنڈی آہ بھری۔

"بے بے کیا بولے جا رہی ہیں؟ کیا کیا ہے میں نے؟ کچھ بتائیں بھی تو سہی۔"وہ تنک کر بولا۔

"دو چار عورتوں سے تعلقات رکھ کر کس معصومیت سے پوچھ رہا ہے کہ میں نے کیا کیا ہے؟ آفرین ہے تجھ پر غازن علی۔" اب کے وہ جو دھاڑیں تو وہ اچھل کر رہ گیا۔ چند سکینڈ زان کے لفظوں پر غور کرنے سے جو اسے سمجھ آیا وہ اس کے ہوش اڑانے کو کافی تھا۔

"کس کے تعلقات؟ کہاں کے تعلقات؟ خدا کا خوف کر لیں یار میں آپ کو ایسا لگتا ہوں؟" وہ ایک دم سے چیخا۔

"ابھی تُو نے خود اپنے منہ سے اعتراف کیا ہے کہ دو چار لڑکیوں سے۔۔۔۔"

"بے بے تعلقات کا مطلب تھا کہ جان پہچان، بات چیت یا مطلب سلام دعا۔" وہ جلدی سے انہیں ٹوک گیا۔ بے بے کے حلق سے بے اختیار سکون کی سانس خارج ہوئی۔

"ایک بات بتائیں یہ بات آپ کے دماغ میں ڈالی کس نے ہے؟"اس نے کسی شبہے کے تحت پوچھا۔

"کچھ دن پہلے شانو کہہ رہی تھی کہ جو لڑکے باہر سے آتے ہیں ان کی سہیلیاں بھی ہوتی ہیں۔"بے بے نے جواب دیا۔

"سہیلیاں؟"اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"اچھا چل اب جامیں عصر کی نماز ادا کرلوں۔"بے بے مطمئن ہوگئی تھیں تو انہیں اب نماز کا خیال آیا۔وہ بڑبڑاتا ہوا وہاں سے باہر نکلا۔باورچی خانے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اسے روشانے کی آواز سنائی دی جو رمشا کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔وہ آگے جانے کی بجائے اندر داخل ہوا۔روشانے دروازے کی طرف پشت کیے چولہے کی جانب متوجہ تھی اور ساتھ ساتھ اس سے باتیں بھی کر رہی تھی۔

"رمشا یہ لوگ کب واپس جا رہے ہیں؟"اس کے سوال پر غازان نے رمشا کو باہر جانے کا اشارہ کیا اور خود چلتا ہوا اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے؟"جواب نہ پا کر اس نے اپنی بات دہرائی۔

"اس سے کیا پوچھ رہی ہو۔سیدھا مجھ سے ہی پوچھ لو۔"رمشا کی بجائے غازان کی آواز اپنے قریب سن کر اس نے گردن گھمائی تو اسے اپنے پیچھے کھڑا پایا۔

"ہم لوگ نہیں جا رہے ہیں۔ہمیشہ کے لیے یہیں شفٹ ہو گئے ہیں۔"اس نے ڈائننگ ٹیبل سے سیب اٹھاتے ہوئے بتایا۔

"کیوں؟"بے ساختہ اس کے لبوں سے پھسلا۔

www.novelsclubb.com

"بس ایسے ہی۔"اس نے کندھے اچکائے۔وہ چاولوں کو دم پر رکھ کر سلاد بنانے کے لیے فریج سے سامان نکال کر میز پر رکھنے لگی۔

"بے بے سے کیوں کہا کہ میری گرل فرینڈز ہیں؟"اس نے سیب ہوا میں اچھال کر کیچ کرتے ہوئے پوچھا۔اس کی غیر متوقع بات پر وہ چونکی اور بے ساختہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔چند ثانیے کے لیے غازان اس کی مسکراہٹ میں ہی کھو گیا تھا۔

"میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔"وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولی اور پیاز کاٹنے لگی.

"اس حرکت کی وجہ جان سکتا ہوں؟"اس کے سرد و سپاٹ لہجے پر اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔اس کی آنکھوں سے چھلکتے غصے پر وہ ہاتھ میں پکڑی چھری میز پر پٹختی اٹھ کر اس کے سامنے آئی۔

www.novelsclubb.com

"اپنا یہ غصہ، یہ انداز مجھے مت دکھایا کرو۔"اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اس نے چبا چبا کر کہا۔وہ جو اس کا ردعمل جاننے کے لیے مصنوعی غصہ دکھا رہا تھا بے اختیار قہقہ لگا کر ہنسا۔

اچھا ایک بات تو بتاؤ! کہیں کوئی اور بات تو نہیں ہے۔کوئی خاص بات۔"اس کی سنجیدگی دیکھنے لائق تھی۔

کیسی بات؟"اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا

عموما بیویاں ایسی باتیں تب ہی کرتی ہیں جب وہ جیلس فیل کرتی ہیں تو کیا میں یہ سمجھوں کہ تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے جو یوں بے بے سے میری شکایتیں کی ہیں۔"اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے نرمی سے مسکرا کر کہا۔وہ جو حیرانگی سے اس گل افشانیاں سن رہی تھی اس کے لمس پر کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی اور اسے گھوری سے نوازتی باہر کی طرف بڑھی

اچھا بات تو سنو۔"اس نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔اس کے گھمبیر لہجے میں جذبوں کی آنچ تھی۔روشانے نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ ہونٹوں پر تبسم لیے والہانہ نظروں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔پہلی بار روشانے کا دل زور سے دھڑکا تھا

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_16

www.novelsclubb.com

اچھا بات تو سنو ناں۔"اس نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"کک۔۔۔کیا کر رہے ہو؟ہاتھ چھوڑو۔"اس نے سرعت سے نظریں پھیریں۔اس کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ سے اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"جب تک میری بات نہیں سنو گی، تب تک تو ہاتھ نہیں چھوڑوں گا۔"

"اچھا بولو۔" اس نے باورچی خانے کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے جلدی سے کہا۔ اس کے ساتھ وہ ہاتھ چھڑوانے کی مسلسل سعی کر رہی تھی جو کہ اس کی مضبوط گرفت کی وجہ سے ممکن نہیں تھی۔

"ویسے تم تصویروں سے بھی زیادہ کیوٹ ہو۔ یہ دل کمبخت ایسے ہی تو نہیں فدا تم پر۔ کچھ تو ہے جو پہلی بار دیکھ کر ہی بغاوت کر گیا تھا۔" غازان نے اس کے چہرے پر پھونک مارتے ہوئے اس کا گال کھینچا۔ روشانے کی تو آنکھیں اس کی فرینکنس اور کی گئی جرات پر پھیل کر کانوں کو جا لگنے کو تھیں۔ وہ دنگ سی آنکھیں پھاڑے اس کو دیکھ رہی تھی۔ کہاں جانتی تھی کہ وہ ہانیہ سے کلاس اور حوصلہ لے کر آیا ہے۔

وہ کیا کہتے ہیں۔

کچھ بات تو ہے تیری باتوں میں جو بات یہاں تک آ پہنچی

ہم دل سے گئے دل تم پہ گیا اور بات کہاں تک جا پہنچی

وہ مسرور سا بول رہا تھا اور وہ حیرت سے غش کھانے کو تھی

"کیا ہوا سرکار؟ ایسے کیوں آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہی ہو؟ کچھ غلط کہہ دیا کیا؟" اس کے تاثرات کا مطلب سمجھتے ہوئے بھی وہ انجان بنا۔ وہ اک جھٹکے سے پلٹی اور میز پر رکھی چھری اٹھا کر اس کی سامنے کی۔

"ہاتھ چھوڑو میرا۔" چھری اس کے چہرے کے پاس لے جاتے ہوئے اس نے سختی سے کہا۔ بوکھلانے کی باری اب غازان کی تھی۔

"پاگل ہو گئی ہو؟ میری جان لینی ہے؟ ہٹاؤ اسے۔" وہ جلدی سے اس کا ہاتھ چھوڑتا چھری پرے کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"کان کھول کر سن لو آئندہ اپنا یہ چھچھورپن مجھ پر مت آزمانا۔ کسی دن بہت بری پیش آؤں گی۔" وہ غصے سے چھری میز پر پھینکتی باہر کی طرف بڑھی۔

"اچھانہ۔اب کچھ نہیں کرتا۔ایک کپ چائے تو بنادو۔"اس نے پیچھے سے آواز لگائی مگر وہ نظرانداز کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

وہ بھی سیٹی بجاتااس کے پیچھے باورچی خانے سے نکلا۔بے بے جو باہر ہال میں رکھے اپنے تخت پر بیٹھی تھیں ان دونوں کو یوں آگے پیچھے نکلتا دیکھ کر مسکرائیں۔ان کو دیکھ کر غازان کو شرارت سوجھی اور وہ چہرے پر بارہ بجاتاان کے پاس آیا۔

"کیاہوامنہ کیوں لٹکایاہواہے؟"بے بے نے اسے اپنے پاس تخت پر بیٹھتے دیکھ کر پوچھا۔

"آپ کی پوتی کو زرااحساس نہیں ہے میرا۔میرے سر میں شدید درد تھا۔میں نے چائے کا کہا مگر صاف جواب دے گئی کہ خود بنالو۔ایک تو چائے بھی نہیں بنا کر دی دوسرا ایسی ایسی باتیں سنائیں کہ میں بتا نہیں سکتا۔اپنی تو قسمت ہی بری ہے۔مجھے لگتاہے میری ہر کوشش فضول جارہی ہے۔اب مجھے واپس چلے ہی جاناچاہیئے۔"

اس نے آخر میں ٹھنڈی آہ بھری اور جھٹ سے ان کی گود میں سر رکھ کر وہیں سیدھا لیٹ گیا۔ بے بے تو اس کے واپس جانے کی بات سن کر ہی دہل گئیں تھیں۔

"ہائے ہائے اس لڑکی کا دماغ ٹھیک ہے؟ یہ بھی کوئی بات ہوئی بھلا۔ زرا بلا اسے، اس کا دماغ تو میں ٹھکانے پر لاتی ہوں۔" بے بے کا جلالی روپ اور روشانے کی متوقع شامت کا سوچ کر غازان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی جس کو وہ کمال ہوشیاری سے چھپا گیا۔

"نی کڑیئے! چل جا اپنی پھپھی کو بلا کر لا۔" انہوں نے پاس سے گزرتی حریم کو کہا اور وہ اچھا کہہ کر اوپر کو بھاگ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

ابھی اسے کمرے میں آئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حریم نے اسے بے بے کا پیغام دیا۔وہ نیچے آئی تو ہال میں ہی بے بے اور غازان ان کی گود میں سر رکھے لیٹا معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑ رہا تھا۔

"ناتُو مجھے یہ بتا کہ اتنا پڑھنے لکھنے کا کیا فائدہ جب یہ کتابیں تجھے عقل ہی نہیں دے سکیں؟"اس کو سیڑھیاں اترتے دیکھ کر بے بے نے اسے آڑے ہاتھوں لیا جبکہ روشانے ان کو نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔اس کے تاثرات دیکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپانے کو غازان جلدی سے ان کا دوپٹہ اپنے منہ پر رکھ گیا۔

"کیا ہوا بے بے؟آج میرے بجائے میری پڑھائی کیوں زیر عتاب ہے؟"وہ ان کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"ارے اللہ نے تو شوہر کو مجازی خدا تک کہا ہے۔اگر سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو اللہ بیوی کو شوہر کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔اس کے سامنے اونچی آواز میں بات تک

کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ سولہ جماعتیں پڑھ چکی ہے، مگر مجال ہے جو تجھے شوہر کے درجے کا پتہ ہو۔" بے بے نے غصے اور افسوس کے ملے جلے تاثر سے اسے گھر کا۔

"پتہ ہے یار۔ جب شوہر ہو گا تو درجہ بھی دے دوں گی۔" اس نے اکتاہٹ سے بھرپور جواب دیا۔

"نہیں تو کیا یہ بلو نگڑا ہے؟" بے بے نے اپنی گود میں سر رکھ کر لیٹے غازان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تیکھے لہجے میں کہا۔ غازان نے ایک جھٹکے سے دوپٹہ ہٹا کر انہیں دیکھا۔ روشانے جو ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کر رہی تھی رک کر انہیں دیکھنے لگی اور اگلے ہی لمحے اس کے حلق سے زوردار قہقہہ برآمد ہوا۔ وہ ہنستے ہنستے وہیں صوفے پر بیٹھ چکی تھی جب کہ غازان صدمے سے بے بے کو دیکھ رہا تھا۔ اسے اس کی شکایت لگانا مہنگا پڑا تھا۔

"آپ نے ہر بار مجھے لازمی رگیدنا ہوتا ہے۔" غازان خفگی سے بے بے کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

"بلو نگڑا۔۔۔لائیک سیریسلی بے بے۔" وہ ہنسنے کے ساتھ ساتھ ان کی بات بھی دہرا رہی تھی۔اس کے ہنسنے کی آوازیں سن کر رومیسہ بھی اپنے کمرے سے نکل آئی تھی۔غازان مدہم سی مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں سے بے تحاشہ ہنسنے کی وجہ سے پانی بہہ رہا تھا۔

"تُورک زرا۔میں پوچھتی ہوں تجھے۔" بے بے کہتے ساتھ ہی اپنا جوتا اٹھانے کو جھکیں۔ان کو جھکتے دیکھ وہ جلدی سے اٹھ کر پیچھے ہٹی۔

"اوکے اوکے! سوری۔آپ بولیں کیا کہہ رہی تھیں؟ میں سن رہی ہوں۔" اس نے منہ پر انگلی رکھتے ہوئے سنجیدہ ہونے کی کوشش کرنی چاہی۔

"ہمارے زمانے میں تو عورتیں ساری ساری رات شوہر کے سرہانے پانی لیے کھڑی رہتی تھیں مگر مجال ہے جو اُف کر جائیں۔ایک تم ہو جسے اس بیچارے بچے نے چائے کا کہا اور تُو نے بجائے دینے کے اس کو سو باتیں سنائیں۔اتنا بھی خیال نہیں کیا کہ اس کی طبعیت خراب ہے۔" بے بے نے اپنا لیکچر وہیں سے دوبارہ شروع کیا۔

"توبہ کریں بے بے۔ جھوٹ بول رہا ہے۔ کوئی طبعیت خراب نہیں ہے۔اچھا خاصا کھڑا تھا کچن میں۔" اس نے منہ بناتے ہوئے سر جھٹکا۔

"میں ابھی تجھے کیا سمجھا رہی ہوں کہ شوہر سے زبان درازی نہیں کرتے اور تُو کس دھڑلے سے اسے جھوٹا کہہ رہی ہے۔شرم تو تجھے زرا نہیں آتی۔"

"بے بے۔"

"بس چُپ۔ خبر دار جو ایک لفظ بھی منہ سے نکالا۔ چل جا اور اس کے لیے چائے بنا کر لا۔" اس کے بولنے سے پہلے ہی وہ اسے ٹوک گئیں۔ اس کا موڈ چونکہ خاصا خوش گوار ہو چکا تھا اس لیے وہ سر ہلاتی باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا ہوا تھا؟ یہ ہنس کیوں رہی تھی؟" رومیسہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہاں آؤ میں بتاتی ہوں۔" باورچی خانے کے دروازے پر کھڑے ہو کر روشانے نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ اس کے پیچھے چلی گئی۔

"ویسے بے بے آپ کا اتنا رعب ہے۔ اس کو سمجھانا تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے تو آپ کیوں نہیں سمجھاتیں اسے؟" غازان نے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پتر اس کا رولا نہیں ہے۔ اگر بات صرف اس کی ہوتی تو میں شام کو رخصتی کروا دیتی۔ اپنی ماں کا بھی تو رویہ دیکھ۔ اپنی سونے جیسی دھی کو ایسے ہی کسی کی نفرت

میں تو نہیں جھونک سکتی نہ۔" بے بے کے لہجے میں اس کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

"ماں کی تو مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی۔ مجھے ہانیہ ملی تھی۔ وہ بتا رہی تھی کہ ماں آج کل خالہ کو رشتے کے لیے زور دے رہی ہیں۔" غازان آہستگی سے انہیں ساری بات بتانے لگا۔

"میں ایک بار پھر سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔ ویسے سمجھنے والی لگتی تو نہیں ہے الفت، مگر کرتی ہوں بات۔" بے بے نے کہا تو اس نے سر ہلا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے آفس میں بیٹھی کام کر رہی تھی اور غازان بھی مسلسل اس کے روم میں چکر لگا رہا تھا۔ ایک بجنے کو تھا مگر وہ تھی کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اس نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو اسے ہنوز فائلز میں گم پایا۔ وہ واپس مڑ گیا۔ اچانک سے

فائرالارم زور وشور سے بجنے لگا۔وہ ہڑ بڑا کر فائلز وہیں پھینکتی باہر کی جانب بھاگی۔ سیلز گرلز اور دیگر کام کرنے والی لڑکیاں بھی باہر دروازے پر کھڑی خوف زدہ نظروں سے اندر کی طرف دیکھ رہی تھیں۔وہ تیز تیز قدموں سے بوتیک کے اسٹور کی طرف جارہی تھی کیوں کہ سامنے کا ایریا تو کلئیر تھا کہ غازان آتا دکھائی دیا۔

"کیا ہوا غازی؟ یہ الارم کیوں بج رہا ہے؟"اس نے پریشانی سے پوچھا۔یہ پہلی بار تھا جو وہ اسے اس کا نک نام لے کر بلا رہی تھی۔اس کے منہ سے اپنے لیے غازی نام سن کر اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"پتہ نہیں میں تو باہر تھا۔"اس نے کندھے اچکائے۔

"ورکرز کہاں ہیں؟"وہ اسٹور کے پچھلے حصے کی طرف بڑھی۔

"سب باہر چلے گئے ہیں۔تم رکو میں چیک کر کے آتا ہوں۔"وہ کہہ کر رکا نہیں اور اندر کی جانب بڑھ گیا اور وہ وہیں کھڑی پریشانی سے ہونٹ چبانے لگی۔

"سب ٹھیک ہے۔ لگتا ہے کسی خرابی کے باعث الارم خود بخود آن ہو گیا ہے۔" اس نے واپس آ کر بتایا۔

"ریلیکس یار کچھ نہیں ہوا۔ دیکھو سب ٹھیک ہے۔ کچھ ہوا ہے کیا؟" اس کے چہرے پر اڑتی ہوائیاں دیکھ کر غازان نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے تسلی دی۔

"آر یو شیور ناں؟" اس نے تشویش سے اسے دیکھا۔

"ہاں بابا پکا۔ کچھ نہیں ہوا۔ آؤ کہیں باہر چلتے ہیں۔ تم بہتر فیل کرو گی۔" وہ اسے لے کر باہر آیا اور وہاں کھڑے ورکرز کو سب ٹھیک ہے کا اشارہ کرتے ہوئے انہیں اندر جانے کو کہا اور اسے لیے گاڑی کی طرف آیا۔ فرنٹ سیٹ پر اسے بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔

"کہاں جانا ہے؟" گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"کسی قریبی ریستوران چلو۔ لنچ ٹائم ہو گیا ہے۔" اس نے کہتے ہوئے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی اور آنکھیں موند گئی۔ اچانک ہوئی اس کاروائی پر جو دھچکا اسے لگا تھا اسے نارمل ہونے میں کچھ دیر تو لگنی تھی۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے غازان نے اسے بتانا ہی مناسب سمجھا۔

"ایک بات بتاؤں مائنڈ تو نہیں کرو گی؟" اس نے گلہ کھنکھارتے ہوئے بات شروع کی۔

"اگر مائنڈ کرنے والی بات ہوئی تو ضرور کرونگی۔" اس نے اسی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے اسے جواب دیا۔

"نہیں تم پہلے وعدہ کرو غصہ بھی نہیں کرو گی اور مارو گی تو بالکل بھی نہیں۔" اس نے کہتے ساتھ ہی نامحسوس انداز میں اپنے ارد گرد نگاہیں دوڑائیں اور روشانے کا کلچ جو اس کی گود سے نکل کر سیٹ کے نیچے گرا ہوا تھا، دھیرے سے جھک کر اٹھایا اور

پچھلی سیٹ پر اچھال دیا گویا اس نے اسی سے اس پر حملہ کرنا ہو۔ چونکہ وہ اس کے پچھلے سخت رد عمل کو دیکھ اور جھیل چکا تھا سو اس نے پہلے ہی حفاظتی اقدامات کرنے چاہے۔ وہ تعجب سے اس کی حرکتیں دیکھ رہی تھی

"اوکے بتاؤ۔"

"فائر الارم میں نے بجایا تھا۔" اس نے ایک ہی سانس میں اعتراف جرم کیا۔ وہ جو یہ سوچے بیٹھی تھی کہ ضرور کوئی اوٹ پٹانگ بات کرے گا، اس کا اعتراف سن کر ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

"کیوں؟" اس نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

"مجھے بھوک لگ رہی تھی۔ لنچ کرنا تھا۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"تت۔۔۔۔۔ تم پاگل ہو؟" اس کی حیرانگی عروج پر تھی۔

"کہہ سکتی ہو۔" اس نے برا منائے بغیر کہا۔

"ایسے کون کرتا ہے۔ پتہ ہے میں کتنا ڈر گئی تھی۔ تمہیں اگر لنچ ہی کرنا تھا تو ویسے ہی بول دیتے یا پھر چلے جاتے میں نے منع تھوڑی کرنا تھا۔" اس نے برہمی سے اسے دیکھا

"دیکھو بھئی! پہلی بات کہ مجھے لنچ تمہارے ساتھ کرنا تھا اور دوسری بات جو کہ پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ تنخواہ ملے گی تو سارے تمہارے قرضے چکا دوں گا۔ فی الحال گزارہ کر لو۔"

"تم۔۔۔"

ریسٹورینٹ آ گیا۔" وہ اس کی بات کاٹ کر گاڑی روکتا جلدی سے باہر نکلا۔ وہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی جو اب اس کی طرف کا دروازہ کھولے اسے باہر آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ وہ نفی میں سر ہلاتی باہر نکلی

میں بنا کوئی تمہید باندھے سیدھی بات کروں گی۔میں نے بچوں کے لیے کچھ سوچا ہے امید ہے، تم لوگوں کو بھی کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔گھر کے بچے ہیں اب تو تم لوگوں کو آئے بھی اتنے دن ہو گئے ہیں اور کسی کو پرکھنے کے لیے ایک لمحہ ہی کافی ہوتا ہے۔" بے بے نے بات شروع کی تو الفت بیگم کے تیور بگڑے مگر خاموش رہیں۔ان دونوں کو بے بے نے بلایا تھا کہ انہیں ضروری بات کرنی ہے۔

"کل صباحت نے مجھ سے رمشا کے لیے بات کی تھی۔میں نے اسے کہا کہ اس کی ماں اور باپ سے بات کر کے ہی کچھ بتاؤں گی اور دوسری بات سعد کی بھی اپ پڑھائی پوری ہو گئی ہے۔اب آگے اس کی مرضی ہے کہ نوکری کرتا ہے یا زمینیں سنبھالتا ہے، مگر میں سوچ رہی تھی کہ اگر تم دونوں کو اعتراض نہ ہو تو رومیسہ اور سعد کا رشتہ طے کر دیتے ہیں۔گھر کے بچے ہیں گھر میں رہ جائیں گے اور میں بھی جیتے جی بچوں کی خوشیاں دیکھ لوں گی۔" بے بے نے دونوں بہوؤں کے تاثرات

دیکھتے ہوئے کہا مگر انہیں شدید حیرانی ہوئی کہ حسبِ معمول نہ تو الفت بیگم بھڑکی تھیں اور نہ ہی موڈ خراب ہوا تھا۔ فردوس چچی سے تو انہیں ایسی ہی کچھ توقع تھی کہ وہ مداخلت نہیں کریں گی، مگر الفت بیگم کا پر سکون انداز انہیں پریشان کر گیا۔

"کیا ہوا چپ کیوں ہو گئیں؟"

"اماں میں ایسے تو کوئی بات نہیں کر سکتی۔ رومیسہ سے پوچھوں گی اگر اسے کوئی اعتراض نہ ہوا تو مجھے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ اگر وہ انکار کرتی ہے تو پھر میں کچھ نہیں کر سکوں گی۔ میرے لیے بچوں کی خوشیاں اہم ہیں۔" الفت بیگم نے سادہ سے لہجے میں کہا

تو پھر تجھے غازان کی خوشی کیوں نظر نہیں آ رہی؟" بے بے نے ناک پر انگلی رکھتے ہوئے اچھنبے سے انہیں دیکھا

"اماں میرا موڈ مت غارت کریں۔آپ کا ہر فیصلہ میں خاموشی سے مان سکتی ہوں مگر اس لڑکی کے بارے میں زرا سی بھی گنجائش کی امید مت رکھیے گا۔اس کی ماں نے گنجائش چھوڑی ہی نہیں ہے "الفت بیگم کا لہجہ سخت ہوا

"بھابھی پلیز! روشا کے لیے کچھ بھی غلط مت کہیے گا۔میں برداشت نہیں کروں گی۔"فردوس چچی نے خشک انداز میں کہا

"فردوس تُو جا۔مجھے الفت سے کچھ بات کرنی ہے۔"بے بے نے بات بگڑتی دیکھ کر انہیں ٹوکا تو وہ اٹھ کر باہر چلی گئیں

"یہاں ادھر آمیرے پاس۔"بے بے نے الفت بیگم کو بلایا جو دیوار کے پاس رکھے صوفے پر بیٹھی تھیں

www.novelsclubb.com

"ارے آنہ۔شاباش۔آجا۔"بے بے نے انہیں خفگی سے خود کو دیکھتا پا کر پچکارا تو وہ اٹھ کر ان کے پاس پلنگ پر آ بیٹھیں

دیکھ وہ بات پچیس تیس سال پرانی ہے۔ غلطی کسی کی بھی نہیں تھی۔ یہ سب قسمت کے کھیل ہوتے ہیں۔ تُو اس بات کو دل میں رکھے کس سے نفرت نبھا رہی ہے؟ طاہرہ کا انتقال ہوئے پانچ چھ سال ہو گئے۔ مرے ہوؤں کی غلطیاں اور گناہ تو دشمن بھی بخش دیتے ہیں۔ تُو کیوں اب تک دل میں رکھے ہوئے ہیں؟ بھول کیوں نہیں جاتی؟" بے بے نے نرمی سے انہیں سمجھانا چاہا

اماں اس عورت نے میرے بھائی کو ٹھکرایا تھا، جس کی وجہ سے کتنے ہی سال جبران بھائی نے اذیت میں گزارے ہیں۔ صرف اس عورت کی وجہ سے ہمارا بھائی اب تک ہم سے دور ہے۔ وہ جو تیس سال پہلے باہر گیا تو لوٹ کر نہیں آیا۔ مجھے اپنے بھائی کی تکلیف بھولتی نہیں ہے اماں۔" الفت بیگم نے نم لہجے میں کہا

www.novelsclubb.com

تو زرا غور کر اس سب کا قصوروار کون ہے؟ تیری ماں نے اس کو کیا کچھ نہیں کہا تھا۔ کوئی بھی عزت دار عورت وہ سب سننے کے بعد دوبارہ اس گلی جانا پسند نہیں کرے گی، جہاں سے اسے ایک بار زلت مل چکی ہو۔ تجھے نہیں لگتا وقت کا پہیہ گھوم

کر ایک بار پھر وہیں آ کھڑا ہے؟ بس لوگ بدلے ہیں، حالات وہیں ہیں۔ کیا غازان میں تجھے تیرے بھائی کی شبیہ نظر نہیں آتی؟ کیا شانو میں طاہرہ کی جھلک نہیں دکھائی دیتی۔ کیا تو اپنی ماں کا کردار نہیں نبھا رہی؟ اگر آج تیری جلی کٹی باتوں سے تنگ آ کر شانو پیچھے ہٹ جاتی ہے تو اس سب کا نتیجہ تجھ سے بہتر کون جانتا ہے؟ کیا غازی تجھ سے دور نہیں ہو جائے گا؟ پہلے بھائی کے لیے تڑپ رہی ہے پھر بیٹے کی شکل دیکھنے سے بھی جائے گی۔ پہلے بھی خسارہ تیرا ہوا اور اب بھی تیرا ہی ہو گا۔"

بے بے نے انہیں آئینہ دکھایا۔ ان کی باتوں میں کافی حد تک سچائی تھی جو وہ بھی سمجھ رہیں تھیں مگر اپنے دل کا کیا کرتیں۔ جو نفرت اور عداوت وہ اتنے عرصے سے پالے ہوئے تھیں وہ اتنی آسانی سے تو دھلنے والی نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ پڑھی لکھی، سلجھی ہوئی بچی ہے۔ اپنا کھاتی کماتی ہے۔ شکل و صورت کی بھی سوہنی ہے اور کیا چاہیے تجھے۔ میں نے دیکھا ہے وہ تیری اکثر کڑوی کسیلی باتیں نظر انداز کر جاتی ہے۔ اور اس سب سے ہٹ کر کبھی اپنے بیٹے کی شکل دیکھنا۔ تُو

کیسی ماں ہے جو اپنی بے جا ضد اور انا میں بیٹے کی خوشیاں چھین رہی ہے۔اپنے دل میں گنجائش پیدا کر، ورنہ طاہرہ کی طرح شانو بھی کسی اور کے ساتھ زندگی گزار ہی لے گی مگر جبران کی طرح غازی یوں بکھرے گا کہ تُو جوڑ نہیں پائے گی۔"

بے بے نے انہیں رسان سے سمجھایا

میں یہ نہیں کہہ رہی کہ تو ابھی جا کر اسے گلے سے لگا لے۔ تھوڑا سا سوچ۔ماضی میں جو ہوا اس کو ترازو میں رکھ کر ایک جیسا حساب کر۔اگر انصاف سے کام لے گی تو غلطیوں کا پلڑا تمہاری طرف والا ہی بھاری رہے گا، خود احتسابی کرے گی تو بڑی بڑی الجھنیں سلجھ جائیں گی۔ویسے بھی تُجھے یہ سب جچتا نہیں ہے۔ تیرا اور طاہرہ کا رشتہ بہت سے دوسرے رشتوں سے ہٹ کر تھا۔چچازاد تو تھی ہی مگر بہنوں جیسی سہیلی تھی تیری۔بہت سے سال تم دونوں نے اکھٹے گزارے ہیں۔ سہیلیوں کی اولاد تو اپنی ہی اولاد کی طرح عزیز ہوتی ہے تو پھر تیرا دل کیسے مانتا ہے جب تُو اس

سے سختی سے بات کرتی ہے۔" بے بے نے لوہا گرم دیکھ کر چوٹ لگانی مناسب سمجھی

تیرے بھلے کے لیے ہی کہہ رہی ہوں ورنہ مجھ بوڑھی کا کیا ہے۔آج ہوں، کل پتہ نہیں ہوں گی بھی یا نہیں۔میرا کام تھا سمجھانا اب آگے تیری مرضی۔ہم بوڑھے سوائے سمجھانے کے اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔تم لوگ خیر سے خود بڑے سمجھ دار ہو، مگر ایک بار ٹھنڈے دل سے سوچنا ضرور۔میں زرا نماز پڑھ لوں۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کر واش روم میں چلی گئیں۔وہ گہری سانس لے کر اٹھ کر باہر آئیں۔ہال سے گزرتے ہوئے ان کی نظر غازان پر پڑی تو ان کے قدموں کی رفتار خود بخود ہی آہستہ ہو گئی۔روشانے حریم کو ہوم ورک کروا رہی تھی جب کے اس کے پاس ہی غازان بیٹھا اسکے چہرے کو حصار میں لیے آہستگی سے کچھ کہہ رہا تھا، جواباً اس نے اسے گھوری دکھائی تو وہ ہنستے ہوئے کندھے اچکا گیا۔حریم روشانے کے پاس سے اٹھ کر بک لیے غازان کی طرف آئی۔وہ اسے چڑا کر بک کھولنے لگا جس پر اس نے

اس کے ہاتھ سے بک جھپٹی تو وہ ہاتھ کھڑے کرتے ہوئے حریم سے کچھ کہنے لگا۔ گو کہ ان کی باتوں کی آواز بھی باآسانی سنائی دے رہی تھی مگر وہ سن کہاں رہی تھیں ۔وہ تو اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں جس کی نظروں اور انداز کی ورافتگی انہیں کئی سال پیچھے لے گئی تھی۔انہیں وہاں غازان نہیں جبران محسوس ہوا۔کئی مناظر ان کی آنکھوں کے سامنے لہرائے تھے

"کیا ہوا تائی جان آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟"رمشا کی آواز پر وہ ماضی کے جھروکوں سے باہر آئیں۔روشانے اور غازان نے چونک کر انہیں دیکھا

"ماما آئیں نہ وہاں کیوں کھڑی ہیں؟"غازان نے انہیں پکارا۔روشانے ایک نظر انہیں دیکھ کر دوبارہ حریم کے ساتھ مصروف ہو چکی تھی

"نہیں مجھے کچھ کام ہے۔"وہ کہہ کر رکی نہیں تھیں۔

"ماما پلیز نہ۔"وہ ان کی پشت دیکھتے ہوئے بڑبڑایا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تُم مجھے اچھے سے جانتے ہو۔ جس کام کی ٹھان لوں، کر کے رہتا ہوں۔اس میں بھی کامیاب ہو جاؤں گا۔" غازان نے مسکراتے ہوئے فون ایک کان سے دوسرے پر منتقل کیا۔وہ اس وقت روشانے کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔وہ فاطمہ کے بلانے پر سٹور کی طرف گئی ہوئی تھی۔کافی دیر گزرنے کے بعد بھی جب وہ واپس نہ آئی تو وہ بھی اٹھ کر باہر جانے لگا کہ لندن سے اس کی دوست فہیم کی کال آئی تو وہ وہیں بیٹھ کر اس سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا۔چونکہ ساری بات اس کے علم میں تھی اس لیے وہ اس سے روشانے کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

"بھابھی کیا کہتی ہے؟" فہیم نے دلچسپی سے پوچھا

"فی الحال تو گھوریاں اور جھڑکیں ہی سننے کو ملتی ہیں۔" اس کی آنکھوں کے سامنے اس کا خونخوار چہرہ گھوما

"مجھے لگتا ہے تمہیں کیتھی کی بد عا لگی ہے۔بے چاری کتنا خوار ہوئی ہے تیرے پیچھے۔ابھی پرسوں بھی تمہارا پوچھ رہی تھی۔اب تجھے یوں ان کے پیچھے زلیل ہوتا دیکھ کر ایک بات تو سمجھ آگئی ہے کہ انسان دنیا میں ہی دے کر جاتا ہے۔"دوسری جانب سے فہیم نے قہقہ لگایا

یار اسے میں نے شروع میں ہی سمجھایا تھا کہ میں میریڈ ہوں،اس کے باوجود وہ باز نہیں آئی تو اس میں میری کہاں غلطی ہے؟"اب کی بار غازان نے سنجیدگی سے کہا

یہ دل کے معاملے ہوتے ہیں تمہیں کہاں سمجھ آئیں گے۔"فہیم نے آہ بھری

آہیں بھرنے سے بہتر نہیں کہ تم اسے پرپوز کر دو۔"غازان نے مسکراتے ہوئے کہا

www.novelsclubb.com

میں پرپوز کر دوں؟وہ جب بھی ملتی ہے تمہارے قصیدے پڑھتی ہے۔تمہاری ہر اپڈیٹ یوں لیتی ہے جیسے روشانے نہیں وہ تمہاری بیوی ہو اور تم مجھے اسے پرپوز

کرنے کا مشورہ دے رہے ہو۔" فہیم نے جل کر کہا۔اتنے میں روشانے کمرے میں داخل ہوئی اور ہاتھ میں پکڑی فائل میز پر رکھتے ہوئے موبائل دیکھنے لگی۔

دیکھو کیتھی! تم سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہم اچھے دوستوں کی طرح رہ سکتے ہیں۔" غازان کے دل میں جانے کیا سمائی کہ وہ جو اسے دیکھ کر کال بند کرنے لگا تھا جلدی سے بول اٹھا۔روشانے نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

کیتھی نہیں میں فہیم ہوں۔یہ ایک دم سے تمہیں کیا ہوا ہے؟" فہیم نے حیرت سے پوچھا

میں جانتا ہوں تم مجھ سے محبت کرتی ہوں اور یقین کرو کیتھی میں بہت قدر کرتا ہوں تمہاری محبت کی مگر جیسا تم چاہتی ہو، ویسا ہر گز نہیں کر سکتا۔" غازن نے کن اکھیوں سے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی کی حد کی۔روشانے کے چہرے کے تاثرات تیزی سے بگڑے۔پیشانی پر ڈھیروں بل نمودار ہوئے۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_17

"اوہ ہیلو! کیا ہو گیا؟ کون کیتھی؟ کون سی محبت؟ ایک دم سے دماغ الٹ گیا ہے کیا؟ فہیم جھلایا۔ غازان دونوں کی حالت دیکھتے ہوئے ہنسی چھپانے کو سر جھکا گیا مگر زبان ابھی بھی پوری رفتار سے چل رہی تھی۔

"آئی نو محبت پر کسی کا بس نہیں چلتا۔ اچھا ٹھیک ہے تم پریشان مت ہو میں کچھ دنوں تک واپس آتا ہوں تو تمہارے پاس چکر لگاؤں گا، مگر پلیز تم ابھی سیڈ مت ہو۔ مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تمہارا یوں اداس ہونا اور۔۔۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتا ایک دم سے اس کے ہاتھ سے فون کھینچا گیا۔ اس نے ہڑبڑا کر سر اٹھایا تو وہ غصے سے سرخ چہرہ لیے اس کے سر پہ کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم یہاں جاب کرنے آئے ہو یا بچھڑی محبوبہ کی دلجوئی کرنے کے لیے؟ یہ میرا آفس ہے کوئی ڈیٹینگ پوائنٹ نہیں کہ تم یوں سکون سے بیٹھ کر اپنی گرل فرینڈ کو تسلیاں دے رہے ہو۔ اگر اتنی ہی یاد آ رہی ہے تو اس کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے؟" بنا نمبر دیکھے وہ فون کاٹ کر میز پر پٹختے ہوئے چبا چبا کر بولی۔ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے تو محض اسے تپانے کے لیے بات شروع کی تھی مگر وہ اتنی سنجیدہ ہو جائیگی یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اس کے تاثرات سے صاف لگ رہا تھا کہ اگر کیتھی اس کے سامنے ہوتی تو اس کا کچھ نہ کچھ کر چکی ہوتی۔ وہ مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیتھی کہتی ہے کہ اسے مجھ سے محبت ہے مگر میں کسی بھی لڑکی سے بات کروں اسے فرق نہیں پڑتا بلکہ جب میں نے اسے بتایا کہ میں میریڈ ہوں تو اس نے کندھے اچکا کر کہا سو واٹ؟ اور اب آتے ہیں میری بیوی کی طرف جو کہتی ہے کہ اسے مجھ سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ میرے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا مگر یہ غصہ، یہ

انداز، یہ ادا تو خالص بیویوں والی ہے۔ نہیں یار تم غلط کہتی ہو۔ فرق تو پڑا ہے اور اچھا خاصا پڑا ہے۔" میز پر سے پیپر ویٹ اٹھا کر ہوا میں اچھالتے ہوئے اس نے عام سے لہجے میں کہا۔

"مطلب؟" روشانے ہونق پن کی عملی تصویر بنی کھڑی تھی۔

"مطلب یہ کہ سرکار جیلس ہو رہے ہیں یعنی فیلینگ سپیشل۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے دلکشی سے مسکرایا۔ روشانے سن سی رہ گئی۔

"ایک مزے کی بات بتاؤں! فون پر کیتھی نہیں فہیم تھا۔ اس بے چاری کی اتنی جرات نہیں ہے کہ وہ اس موضوع پر کھل کر مجھ سے بات کر سکے۔ یہ تو میں نے تمہاری ایکشن دیکھنے کے لیے ایسے بات کر دی اور مجھے میرے سارے سوالات کے جواب مل گئے۔ تھینک یو۔" اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کھینچ کر وہ مسکراتا ہوا سرشار سا باہر نکل گیا کہ اب اس کا منظر سے غائب ہونا ہی مناسب تھا۔

روشانے ساکت سی کھڑی بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔یہ ایک دم سے اسے کیا ہو گیا تھا جو وہ یوں بی ہیو کر گئی۔ابھی دو دن پہلے ہی تو اس نے ہانیہ کے پوچھنے پر اسے کہا تھا کہ اس کی بلا سے وہ جس کے ساتھ بھی رہے۔اسے فرق نہیں پڑتا تو اب کسی لڑکی کے ساتھ محض بات کرتا دیکھ کر کیوں اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔اسے کیوں اتنا غصہ آ گیا تھا۔اس کیوں کا جو جواب اس کا دل اور دماغ اسے دے رہا تھا وہ سننا نہیں چاہ رہی تھی۔وہ اپنا سر تھام کر رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"سعد تمہاری یونی تو ختم ہو گئی ہے۔اب آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے؟"اس نے ریموٹ سے چینل بدلتے ہوئے اس سے پوچھا۔اسے دوپہر میں ہی بے بے نے بتایا تھا کہ اظہار اور الفت نے رومیسہ کے لیے ہاں کر دی ہے تو وہ اس سے ایک بار بات کر لے تاکہ انہیں تسلی ہو جائے۔

"یہ زمینوں کا کام تو مجھ سے نہیں ہوتا۔ میں نے تو اپنا کوئی کام شروع کرنے کا سوچا ہے مگر مجھے ابھی یہ بھی ممکن نہیں لگ رہا۔ کل آغا جان اور بابا بات کر رہے تھے کہ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی فصل سے کچھ خاص آمدنی نہیں ہوئی تو اب سرمائے کے لیے میرا ان سے بات کرنا ہی فضول ہے۔ اب یا تو کوئی پاٹنر مل جائے یا پھر کہیں جاب وغیرہ ہی کر لیتا ہوں۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اچھا اس بات کو بعد میں ڈسکس کرتے ہیں پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ جو ابھی گھر میں چل رہا ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"کیا چل رہا ہے؟" اس نے بھرپور بے خبری دکھائی۔

"تمہارے اور رومیسہ کے رشتے کی بات کر رہی ہوں۔" روشانے نے اس کی ڈرامے بازی پر گھوری دکھائی۔

"ماں نے ہاں کر دی ہے تو میں کون ہوتا ہوں اعتراض کرنے والا؟ تمہیں پتہ تو ہے میں کتنا فرماں بردار بچہ ہوں۔" سعد کی فرماں برادری پر روشانے سر دھنے بغیر نہ رہ سکی۔

"وہ یہیں رہے گی۔ شادی کے بعد تمہیں لندن نہیں لے کر جائے گی جو اتنا خوش ہو رہے ہو۔" اس نے طنز کیا۔

"استغفر اللہ! تم نے مجھے ایسا سمجھ رکھا ہے؟" سعد نے خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"رومیسہ ایک گلاس پانی دینا۔" اس نے باورچی خانے میں رمشا کے ساتھ باتیں کرتی رومیسہ کو آواز لگائی۔ وہ پانی کا گلاس اس کو پکڑا کر واپس جانے لگی جب روشانے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس بٹھایا۔

"رومی! ایک بات بتاؤ۔" سعد کے اشاروں کے باوجود بھی وہ شروع ہو چکی تھی۔

رومیسہ اس کو یوں خود کو مخاطب کرنے پر مسکرائی۔

"شادی کے بعد تمہارا کیا پلان ہے؟"

"ہیں!" رومیسہ اس سے ایسی بات کی توقع نہیں کر رہی تھی اس لیے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ارے بھئی میرا مطلب ہے کہ شادی کے بعد یہاں رہنا ہے یا لندن شفٹ ہو گی ۔"

"مم۔۔۔۔میں۔" وہ سعد کے سامنے اس کے اتنے ڈائریکٹ سوال پر گڑبڑا گئی۔

www.novelsclubb.com

"ارے! تم شرما رہی ہو مگر کس سے؟" وہ پوری طرح شرارت پر آمادہ تھی۔

"میں آتی ہوں۔" اس نے اٹھنا چاہا کہ روشانے اس کا بازو پکڑے اسے روک گئی۔

"ارے بیٹھو تو ہم لوگ کزنز ہی تو ہیں۔ ہم سے کیا شرمانا؟" ہنستے ہوئے اس نے سعد کو دیکھا جو گہری مسکراہٹ لیے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری منگنی کا ڈریس میں ڈیزائن کرواؤں گی شہر کے سب سے بڑے ڈریس ڈیزائنر سے۔ تمہیں اعتراض تو نہیں ہو گا نہ۔" روشانے حد درجہ ایکسائیٹڈ ہو چکی تھی۔

"بالکل بھی نہیں مگر میں کسی اور سے نہیں تم سے کرواؤں گی۔ میری تو آنکھوں کے سامنے ابھی تک وہ برائیڈل ڈریسز گھوم رہے ہیں، جو تمہارے سٹور میں پڑے ہیں۔" رومیسہ ڈریس کے نام پر شرم اور لحاظ حتی کے سعد کی موجودگی تک بھول گئی تھی۔ روشانے کی مسکراہٹ سمٹی۔

www.novelsclubb.com

"میں نہیں کر رہی۔ پچھلی بار بھی تائی جان نے بہت باتیں سنائی تھیں۔ میں بھی ٹیمپر لوز کر جاتی ہوں۔ ایٹ لیسٹ میں تم لوگوں کی خوشی میں کوئی بدمزگی نہیں چاہتی۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"اوکے لیواٹ۔ اس پر بعد میں بات کریں گے۔ میں اور رمشا بریانی بنا رہے ہیں تم کھاؤ گی؟ بن گئی ہو گی۔ میں لاتی ہوں۔" رومیسہ اس کا بدلتا موڈ دیکھ کر اٹھ گئی۔

"اچھا سنو! میں کچھ دنوں سے کیفے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ تم پاٹنرڈھونڈ رہے ہو تو اسی پر ہی کام کر لیتے ہیں۔" روشانے نے اس کے جانے بعد سعد سے کہا۔

"رئیلی؟" اس نے خوشگوار لہجے میں پوچھا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" غازان اپنے کمرے سے نکل کر نیچے آیا تو ان دونوں کو باتیں کرتا دیکھ کر ان کے پاس آ بیٹھا.

"بزنس کے بارے میں روشی سے ڈسکس کر رہا تھا۔" سعد نے کہا۔

"ایکچوئلی میں بھی یہی سوچ رہا تھا مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے۔ کلب کے بارے میں کیا خیال ہے؟" غازان نے دونوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نہیں خیال کہ یہ زیادہ چل سکے گا۔ ہمیں زیرو سے شروعات کرنی ہے تو کچھ ایسا ہو جو لوئیر مڈل کلاس سے ہائی کلاس تک سب کو اپروچ کر سکے۔ کلب زیادہ تر ہائی کلاس میں چلتا ہے۔ روشی کیفے کا کہہ رہی ہے۔" سعد نے خاموش بیٹھی روشانے کی طرف اشارہ کیا۔

"تو ہم لوگ ایزائے پاٹنر کام کر لیتے ہیں۔" غازان نے اپنی طرف سے تجویز پیش کی۔

www.novelsclubb.com

"وہ پہلے ہی میرے ساتھ ڈن کر چکی ہے۔"

"اوہ ہیلو! بیوی وہ میری ہے اور پاٹنر شپ تم اس کے ساتھ کرو گے؟ ہر گز نہیں۔ میں مر گیا ہوں کیا؟" اس نے گردن اکڑائی۔

"اللہ نہ کرے۔ بولتے ہوئے کچھ سوچ ہی لیا کرو۔" روشانے بے ساختہ کہہ گئی۔ اس کی بے ساختگی پر جہاں غازان نے آنکھوں میں حیرت لیے اسے دیکھا، وہیں سعد بھی کھانسنے لگا۔ اسے جب اپنی بات کا احساس ہوا تو وہ جلدی سے اپنا رخ موڑ گئی۔

"تو پھر تم اس کے ساتھ کام نہیں کرو گی۔" اس کو خجل ہوتا دیکھ کر غازان نے سنجیدگی سے کہا۔ اسے سعد کے سامنے یوں شرمندہ ہوتے دیکھ کر اس نے بات وہیں ختم کی، ورنہ غازان اور اسے ایسے ہی جانے دیتا ناممکن سی بات تھی۔ اس نے بھی جلدی سے سر ہلا دیا کہ کون سا وہ لوگ کام شروع کر رہے ہیں۔ ہائے روشانے اور اس کی غلط فہمیاں۔ رومیسہ ان تینوں کے سامنے بریانی اور پانی کا جگ رکھ کر واپس کچن میں جا چکی تھی۔

"کیا بات ہے بڑے سنجیدہ بیٹھے ہو۔" بے بے اپنے کمرے سے باہر آئیں تو ان کو خاموش بیٹھا دیکھ کر پوچھا.

"کام کے بارے میں بات کر رہے تھے۔اچھی خاصی روشی تیار ہو گئی تھی میرے ساتھ کام کرنے کو مگر آپ کے پوتے نے بات خراب کر دی۔" سعد نے غازان کو گھوری دکھاتے ہوئے انہیں بتایا۔

"کیسا کام؟" بے بے اپنے تخت پر جانے کی بجائے ان کے پاس صوفے پر ہی آ بیٹھیں۔

"سٹڈی تو مکمل ہو گئی ہے تو کسی کام دھندے پر لگنے کا سوچ رہا ہوں۔"

"پھر کیا سوچا؟" بے بے کے پوچھنے کی دیر تھی کہ روشانے کی آنکھیں چمکیں۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی تو غازان نے اسے ڈانٹ پڑوائی تھی۔بدلہ لینے کا اس سے اچھا موقع پھر بھلا کب ملنا تھا۔

"آپ کا یہ لندن پلٹ پوتا کلب کھولنے کا سوچ رہا ہے۔" روشانے نے فٹ سے جواب دیا۔ غازان نے حیرت سے اسے دیکھا کہ ایسا بھی کیا کہہ دیا اس نے جو یوں جوش و خروش سے انہیں بتا رہی تھی۔

"وہ کیا ہوتا ہے؟" اس کی توقع کے عین مطابق بے بے نے پوچھا۔

"اس میں شراب فروخت کرتے ہیں، نشہ، ہیروئن، سگریٹس وغیرہ بیچی جاتی ہیں۔ سنگر اور ڈانسر ہوتے ہیں اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔ اللہ معاف کرے بے بے، میں تو سن کر ہی حیران ہو گئی تھی۔ ہمارے خاندان کے لڑکے اب ایسے کام کریں گے۔ توبہ توبہ۔" باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتی وہ اس وقت کسی پھپھے کٹنی سے بھی اوپر کی ہی کوئی چیز لگی تھی۔ وہ آنکھوں میں بے یقینی اور صدمہ لیے منہ کھولے اس کا یہ روپ دیکھ رہا تھا جو معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا رہی تھی۔ وہ کہیں سے بھی وہ روشانے نہیں لگ رہی تھی جس کے ماتھے کے بل اور چہرے پر چھائی سنجیدگی اچھے

خاصے انسان کو بوکھلا کر رکھ دیتی تھی۔وہ اس کی شرارت بھری مسکان میں ہی کھویا ہوا تھا کہ کمر میں لگنے والی بے بے کی دھپ سے ہوش میں آیا۔

"ناں تُو مجھے یہ بتا کہ تجھے شرم نہیں آئی ایسا کچھ سوچتے ہوئے۔غضب خدا کا تُو کمانے کے لیے حرام کام کا سہارا لے گا۔مجھے لگتا ہے تم لوگوں کو باہر جانے کی اجازت دے کر میں نے بڑی غلطی کر دی۔یہ موئے کافروں کے ملک میں رہ کر ان کی طرح ہی سوچنے لگے ہو تم بھی۔ارے لعنت ہو ایسی کمائی پر جو ایسے حربوں سے کمائی جائے۔اب تُو چند پیسوں کے لیے شراب بیچے گا؟ناچ گانا ہو گا۔"

بے بے فل فارم میں آچکی تھیں اور ہمیشہ کی طرح وہ برا پھنسا تھا۔سعد کھل کر ہنس رہا تھا البتہ روشانے منہ پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا اماں؟کیوں غصہ کر رہی ہیں؟"الفت بیگم نے ہال میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ارے پوچھ اپنے اس سپوت سے جو اپنے آباؤاجداد کی ناک کٹوانے پر تلا ہوا ہے۔ تجھے ہی شوق تھا نا باہر جانے کا۔اولاد کو کافروں کے دیس میں پڑھانے کی تیری ہی چاہ تھی،اگر لے ہی گئی تھی تو ہاتھ میں بھی رکھتی۔" بے بے نے اپنی توپوں کا رخ اب ان کی طرف کیا۔

"ہوا کیا ہے اماں؟" انہوں نے غازان کی طرف دیکھا جو مسکینیت سے بیٹھا تھا۔ بات کو کہیں اور نکلتا دیکھ کر روشانے بریانی کی پلیٹ اٹھاتی وہاں سے کھسک گئی۔

"تیرا یہ پتر شراب،نشے کا کاروبار کرنے کا سوچ رہا ہے۔پتہ نہیں آج کل کے بچوں کی سوچ اتنی بدل کیوں گئی ہے۔بڑی بڑی باتیں اتنے آرام سے کہہ جاتے ہیں کہ بندہ منہ ہی دیکھتا رہ جائے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھ کر اپنے تخت پر جا بیٹھیں۔

"اماں کیا کہہ رہی ہیں۔" انہوں نے اب براہ راست غازان کو مخاطب کیا۔

"کچھ نہیں یار۔ سعد نے مذاق میں کلب کی ڈیفینیشن کچھ ایسی بیان کی ہے کہ بے بے کابی پی ہائی ہو گیا ہے۔اسی بات کو لے کر غصہ کر رہی ہیں۔آپ پریشان نہ ہوں ایسا کچھ نہیں ہے۔"غازان روشانے کے بجائے سعد پر ملبہ گرا گیا کہیں وہ کچھ غلط نہ سمجھ لیں۔

"حد ہے، تم لوگ جانتے ہو انہیں پھر بھی شروع ہو جاتے ہو۔"وہ مسکراتی ہوئیں ان کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

"مجھے تمہارا ہر الزام، ہر ستم، ہر شرارت منظور ہے۔بس شرط یہ ہے کہ تم یونہی مسکراتی رہو۔"اس نے ٹائپ کر کے میسج اس کے نمبر پر بھیجا۔میسج کی بیپ پر اس نے پلیٹ رکھ کر موبائل دیکھا تو اس کا میسج دیکھ کر ایک بار مسکرائی اور پھر ماتھے پر ہاتھ مارتی موبائل رکھ کر پلیٹ اٹھا کر کھانے میں مصروف ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ آفس میں بیٹھی لیپ ٹاپ پر سکیچز فائنل کرنے میں مصروف تھی جب کہ اس کے سامنے میز کی دوسری طرف وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے، کرسی پر ٹیک لگائے نہایت ہی دلجمعی سے اسے دیکھنے جب کہ روشانے کی سوچ کے مطابق تاڑنے میں مصروف تھا۔اس کی نظروں سے نروس ہوتی وہ ایک فولڈر سے دوسرے تک جاتی اور وہاں سے پہلے تک مگر سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کرنا کیا ہے۔آج کل وہ اس کی موجودگی سے ایسے ہی بوکھلا جاتی تھی۔گالوں پر پھیلی لالی سے وہ تو یکسر انجان تھی مگر سامنے بیٹھا غازان دلچسپی سے اس کے چہرے پر آتے جاتے رنگ دیکھ رہا تھا۔

"مسئلہ کیا ہے؟" تنگ آکر وہ بول اٹھی۔

"کچھ بھی تو نہیں۔مجھے کیا مسئلہ ہو گا۔انفیکٹ میں تو بہت ایزی فیل کر رہا ہوں۔اس شاندار سے آفس میں بیٹھا ہوں۔کیوٹ سی بیوی نگاہوں کے سامنے ہے۔مجھے اللہ سے اور کیا چاہیئے۔" بھرپور سنجیدگی سے جواب آیا تھا مگر آنکھوں میں بھرپور چمک تھی۔انداز سراسر زیر کرنے والا تھا۔وہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔کچھ بولتی تو وہ

کہیں کا کہیں نکل جاتا اور باتوں میں اس سے جیتنا کم سے کم اس جنم میں تو اس کے بس کا روگ نہیں تھا۔

"تمہیں باہر کوئی کام نہیں ہے۔" اس نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سارا کام کر کے آیا ہوں اور پلیز اب کوئی اور کام مت دینا۔ دو دن کا کام تھا جو میں نے آدھے دن میں کیا ہے اب میں نہیں کروں گا۔ یہ میرا ریسٹ ٹائم ہے۔" اس نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے واضح کیا۔

"ریسٹ نہیں مجھے زچ کرنے کا ٹائم ہو گیا ہے۔" وہ بڑبڑائی اور غازان نے بخوبی سنا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے دوبارہ سے لیپ ٹاپ پر فوکس کرنا چاہا۔ وہ اب ٹیک چھوڑ کر میز پر اپنی کہنیاں ٹکائے گالوں پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھنے لگا تھا۔

"پلیز! نہ کرو نہ۔" اس نے التجا کرتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کیا؟۔"اس کی حالت دیکھتے ہوئے اس کا قہقہہ نکلنے کو بے تاب تھا۔

"تم مجھے ڈسٹریکٹ کر رہے ہو۔"اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"کچھ بھی تو نہیں کر رہا۔حیرت ہے میں اتنی دور بیٹھا ہوں اور تم ڈسٹریکٹ ہو رہی ہو۔"اس نے مصنوعی حیرت سے کہا۔ابھی وہ کچھ کہتی کہ اس کا فون بجا تو وہ بات کرنے میں مصروف ہو گئی۔اس کی کال تھوڑی لمبی ہو گئی تھی۔ایک ہاتھ سے فون کان پر لگایا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ مٹھی بنا کر میز پر رکھے بیٹھی تھی کہ غازان کی نظر اس کے چہرے سے بھٹک کر اس کے ہاتھ پر گئی۔سفید نازک ہاتھ میں سونے کا باریک سا چھلا جس میں سرخ نگ لگے ہوئے تھے،پوری آب تاب سے جگمگا رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں شرارت بڑھی اور لبوں پر مسحور کن مسکراہٹ چھائی۔ اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جو اب ماتھے پر بل ڈالے بات کر رہی تھی۔اچانک روشانے کو اپنے ہاتھ پر حرکت محسوس ہوئی تو اس نے چونک کر دیکھا۔اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔وہ ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے،چھلے پر انگلی پھیر رہا

تھا۔اس نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا۔اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کھٹاک سے فون بند کرتے ہوئے اٹھ کر اس کی طرف آئی۔

"اٹھو یہاں سے۔"

"اب میں نے کیا کیا ہے؟"کیا معصومیت سے بھرپور سوال تھا۔

"میں نے کہا نہ اٹھو۔"اس نے جھنجھلاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو پکڑا۔ غازان کے لیے جیسے وقت ٹھہر سا گیا۔اس کی نظر اپنے بازو پر رکھے اس کے ہاتھ پر جم گئی تھی۔اس کی حالت سے بے خبر اس نے اس کو کھینچا تو وہ بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔وہ اسے کھینچتی ہوئی آفس سے لے کر نکلی۔وہ خاموشی سے اس کو دیکھتا ہوا اس کے ساتھ چل رہا تھا۔وہ اس کا ہاتھ تھامے جا رہی تھی تو وہ اس کے ساتھ دنیا چھوڑنے کو تیار تھا کجا آفس۔روشانے نے بوتیک کے باہر لا کر اس کا ہاتھ چھوڑا۔

"اب تم اندر نہیں آؤ گے۔"انگلی اٹھا کر اسے تنبیہہ کی۔

"نہیں آؤں گا۔"اس نے فرماں برادری سے فوراً ہامی بھری۔

"تم۔۔۔"اس کے ہاتھ اس کا گلا دبانے کو بے تاب ہو رہے تھے

"بھاڑ میں جاؤ۔"وہ پیر پٹختی جلتی بجھتی واپس چلی گئی۔

"تھوڑا تھوڑا پیار ہوا تم سے۔"وہ گنگناتا ہوا بال سیٹ کرنے لگا۔

"ابھی اسے آفس میں بیٹھے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اس کا فون بجا۔ نمبر دیکھ کر وہ دانت پیس کر رہ گئی۔ مسلسل کالز آتی دیکھ کر اس نے اٹھ کر پردہ پیچھے کر کے باہر جھانکا تو وہ اس کی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"کیا ہے؟"فون اٹھاتے ہی اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے پوچھنا تھا کہ تم شیروانیاں بھی ڈیزائن کرتی ہو؟"اس کی سنجیدگی دیکھنے لائق تھی۔

"کیوں؟"اس نے بے ساختہ حیرت سے پوچھا۔

"مجھے لینی ہے نا۔"

"کیا کرنی ہے؟"اس نے پوچھا۔

"رخصتی کے لیے۔"

"کس کی رخصتی؟"روشانے کی حیرت بڑھتی جارہی تھی۔

"شیروانی صرف اپنی رخصتی پر ہی پہنتے ہیں۔"اب کی بار اس کا انداز جتاتا سا تھا۔

"تو تمہیں کس نے کہا تمہاری رخصتی ہو رہی ہے؟"روشانے تیکھے لہجے میں بولی۔

"ارے بھئی خود میری دلہن نے۔"

"واٹ؟"اس کی بات پر روشانے کا دماغ بھک سے اڑا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو نہ کچھ دیر پہلے تم میرے سامنے بیٹھی شرما رہی تھی۔ تمہارے چہرے پر ہزاروں رنگ تھے۔ گھبرانا، شرمانا، بوکھلانا یہ محبت کی ہی نشانیاں ہوتی ہیں۔ جن سے تنگ آکر تم نے مجھے اپنے آفس سے نکال دیا ہے۔ لڑکی تب ہی شرماتی گھبراتی

ہے جب وہ دل سے راضی ہو اور تم دل سے راضی ہو چکی ہو۔اب کچھ بچتا نہیں ہے ۔"اس نے مسکراتے لہجے میں کہا۔روشانے خود کو کوس کر رہ گئی۔

"کیا بات ہے سرکار؟خاموش ہو گئے ہو۔"اس کی طرف سے جواب نہ پا کر اس نے کہا۔

"کچھ تو کہیں ناں۔میں سننے کے لیے بے تاب ہوں۔"اس نے گہری مسکراہٹ سے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔اسے پورا یقین تھا کہ وہ کھڑکی سے اسے دیکھ رہی ہو گی۔وہ مسلسل اسے زچ کر رہا تھا یہ سوچے بنا کہ اسے مہنگا بھی پڑ سکتا ہے

"غازان۔"کچھ دیر بعد فون میں سے اس کی سنجیدہ آواز ابھری.

www.novelsclubb.com

"جی جی فرمائیں۔بندہ ناچیز ہمہ تن گوش ہے۔"اس نے تابعداری سے جواب دیا۔

"تم آج بلکہ ابھی سے ہی اس آفس سے نکالے جا چکے ہو۔ کل سے مجھے یہاں نظر بھی مت آنا۔ سمجھے۔" اس کے سپاٹ لہجے پر اس کی ساری بے نیازی اور شرارت ہوا ہوئی۔

"ارے۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر وہ فون بند کر چکی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ دوبارہ اس کے کمرے میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"ایسے کیسے نہ آؤں؟ تم مجھے ایسے نہیں نکال سکتیں۔"

"کیوں؟" اس نے ابرو اچکائے۔

"میرا ایگریمنٹ ہوا ہے۔ تم مجھے یوں اچانک سے نہیں نکال سکتیں۔ ایک ماہ کا نوٹس دینا ہو گا نہیں تو میں پولیس میں کمپلین کروں گا۔" اس نے تن کر کہا۔

"اچھا! کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟" وہ کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے مسکرائی۔

"کیسا ثبوت؟" اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"ایگریمنٹ دکھانا زرا مجھے۔اور یجنل یا فوٹو کاپی۔کچھ بھی چلے گا۔" وہ ریوالونگ چیئر گھماتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے بول رہی تھی۔غازان نے بے اختیار سر پیٹا۔اتنے دنوں سے وہ یہاں تھا مگر ایگریمنٹ فائل سے وہ پیپر نکالنا بھول گیا تھا۔

"نہیں ہے نا۔ہو گا بھی نہیں، کیونکہ وہ تو میرے پاس ہے۔"اس نے جھک کر میز کی دراز میں رکھی فائل میں سے پیپر نکال کر اسے دکھایا۔غازان نے ہاتھ بڑھا کر چھیننا چاہا مگر وہ جلدی سے پیچھے کر گئی۔

"اور اب یہ میرے پاس بھی نہیں رہے گا۔"اس کے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی وہ پھاڑ کر ڈسٹبن میں ڈال چکی تھی۔

"سو دروازہ وہ رہا۔"اس کو منہ کھولے کھڑا دیکھ کر اس نے ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"جایئے مسٹر غازان۔ کس کا انتظار کر رہے ہیں؟"اس کو ہنوز وہیں کھڑا پا کر اس نے کہا تو وہ مرے مرے قدموں سے باہر نکل گیا اور وہ سر جھٹک کر لیپ ٹاپ پر جھک گئی۔ ابھی اسے کام کرتے ہوئے تقریباً دس منٹ ہی گزرے تھے کہ وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ چہرے پر مایوسی اور افسوس کی بجائے بھرپور مسکراہٹ تھی جس کے پیچھے کی وجہ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"تمہارا فون ہے۔"سوالیہ نگاہوں سے اسے خود کو دیکھتا پا کر اس نے اپنا موبائل اس کی طرف بڑھایا۔ رومیسہ کا نمبر دیکھ کر اس نے کچھ حیرت زدہ ہو کر موبائل کان سے لگایا۔ ابھی اس نے ہیلو ہی کہا تھا کہ بے بے کی دھاڑ نما آواز پر وہ اچھل کر رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_18

"نہ تُو مجھے آج بتا ہی دے کہ تُو آخر چاہتی کیا ہے؟"

"کک۔۔۔کیا ہوا ہے بے؟" وہ ان کی دھاڑ پر بوکھلا گئی۔

"یہ تُو مجھ سے پوچھ رہی ہے؟ اسے کام سے کیوں نکالا ہے؟"

"بے بے وہ۔۔۔۔وہ۔"

"کیا یہ وہ لگا رکھی ہے؟ سچ سچ بتا کیا وہ کام نہیں کرتا؟ تیری بات نہیں مانتا یا پھر غیر حاضر رہتا ہے؟ مسئلہ کیا ہے تجھے؟" ان کے غصے سے لگ رہا تھا کہ وہ انہیں اچھا خاصا بھڑکا چکا ہے اس لیے اس نے خاموشی میں ہی عافیت جانی۔

"اب بول بھی یا منہ میں گھنگیاں ڈال لیں ہیں؟"اس کو خاموش پا کر انہوں نے گھرکا۔

"سن رہی ہوں۔"وہ آہستگی سے بولی۔

"سن رہی ہے تو پھر کان کھول کر سن! خبردار جو آج کے بعد تُو نے یہ حرکت کی تو۔ ارے شکر نہیں کرتی کہ تیرا شوہر تیرے ساتھ ہوتا ہے۔ہر وقت اس کے سائے اور حفاظت میں ہوتی ہے۔تجھے اور کیا چاہیے رب سے۔بجائے اس کے کہ تُو اس کی شکر گزار ہو الٹا اسے کام سے ہی نکال دیا۔غضب خدا کا جس کے پاس چار پیسے آجائیں وہ بندے کو بندہ سمجھنا ہی چھوڑ دیتا ہے۔"

"اچھا بس بھی کریں آپ تو خواہ مخواہ اتنی باتیں سنا رہی ہیں۔اس نے یہ تو آپ کو بتا دیا کہ میں نے آفس سے نکال دیا ہے مگر جو اس نے کیا وہ نہیں بتایا۔"روشانے ناراضگی سے بولی۔

"کیا کیا ہے؟" بے بے نے پوچھا۔

"کچھ نہیں یار۔اچھا ٹھیک ہے آئندہ نہیں کروں گی معاف کر دیں۔" روشانے بھلا اب ان کو کیا بتاتی اس لیے عاجزی سے بولی تو انہوں نے ہوں کہہ کر فون رومیسہ کو تھما دیا۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔اب اگر تم نے ایسی کوئی حرکت کی نا تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔" اس نے اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اور فون اس کی طرف اچھالا جسے اس نے بروقت کیچ کر لیا۔

"ویسے بے بے کو بتاتی تو سہی کہ کیوں نکالا ہے۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے چھیڑا۔

www.novelsclubb.com

"کیا بتاتی یہی کہ آپ کے پوتے کے اندر ٹھرک کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔" اس نے تیکھے لہجے میں کہا۔

"اسے ٹھرک نہیں محبت کہتے ہیں۔"اس نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"جو اپنے لیے سٹینڈ نہ لے سکے ایسے مرد کو محبت کرنے کا حق نہیں ہوتا ہے مسٹر غازان علی۔" کہنیاں میز پر رکھ کر اس کی جانب جھکتے ہوئے اس نے استہزایہ لہجے میں کہا۔

"میں محبت میں عزت اور نرمی کا قائل ہوں مسز غازان علی۔ماں میری جنت ہے اور بیوی میری روح کا مکین، میرا لباس ہے۔نہ تو میں اپنی جنت ناراض کر سکتا ہوں اور نہ ہی اپنی روح سے دستبردار ہو سکتا ہوں۔ماں کو ناراض کروں گا تو دنیا و آخرت میں رسوا ہوں گا اور بیوی روٹھ گئی تو سمجھو سانسیں روٹھ گئیں۔بس اسی لیے خاموش ہوں ورنہ۔۔۔"وہ متانت اور سنجیدگی سے بول رہا تھا جس سے وہ اچھی خاصی متاثر نظر آ رہی تھی۔اسے مکمل توجہ سے اپنی بات سنتے دیکھ کر اس کی آنکھوں شرارت عود آئی۔

"ورنہ کیا۔"اس کو خاموش دیکھ کر اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

"ورنہ میرے یہ ایک تھپڑ کی مار ہو تم۔سیدھی ہوتی نظر بھی نہیں آؤ گی۔"اس نے اپنا دایاں ہاتھ اسے دکھاتے ہوئے سنجیدگی کی انتہا کی۔اس کی جانب سے فوری ردعمل نہ پا کر وہ سمجھ گیا کہ وہ اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہے۔

"تم۔۔۔۔تم مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ گے؟"وہ ایک دم سے چیخی تو وہ قہقہہ لگاتے ہوئے کانوں پر ہاتھ رکھ گیا.

"نکلو یہاں سے۔"اس کو مسلسل ہنستا دیکھ کر وہ تپ گئی۔

"ابھی کہ ابھی اٹھو ورنہ میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔"پیپر ویٹ اٹھا کر اسے دکھاتے ہوئے اس نے وارن کیا۔

www.novelsclubb.com

"اوکے اوکے!آئی ایم سوری۔"اس نے ہاتھ کھڑے کیے۔

"باہر جاؤ ابھی کے ابھی۔"اس نے چبا چبا کر کہا۔

"اچھا،اچھا جارہا ہوں ریلیکس۔"اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور جھٹ سے باہر نکل گیا۔

"مجال ہے جو یہ بندہ اپنے بارے میں تھوڑی سی ہی میری رائے بدل جانے دے۔"وہ بند دروازے کو دیکھتے ہوئے بڑبڑا کر رہ گئی.

"السلام علیکم! کیسی ہو روشی؟"تارا نے اس کے گلے لگتے ہوئے پوچھا۔

"وعلیکم السلام! میں تو ٹھیک ہوں تم بتاؤ کیسی ہو؟اس بار زیادہ دن نہیں لگا دیئے؟"روشا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"اماں ایک تو مجھے زبردستی اتنے دن پہلے لے گئی اوپر سے ڈٹ کر کام بھی کروایا۔" اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں بھئی کہاں تم یہاں عیش کرتی تھیں اور کہاں تمہیں کام کرنا پڑ گیا۔ خیر یہ بتاؤ شادی خیر خیریت سے نبٹ گئی۔ کیسے رہے فنکشن؟"

"فنکشن تو بہت اچھے گزرے اور میں نے تم سب کو بہت یاد کیا۔ خاص طور پر تمہیں۔" اس نے محبت سے کہا۔

"ہاں مس تو میں نے بھی تمہیں کیا۔ چلو اب ایک کام کرو میری ہیلز اور کپڑے واپس الماری میں رکھ دو۔ بہت شوخیاں مار لیں ہیں۔" روشانے نے خاصی سنجیدگی کہا

"نہ بھئی، ابھی اگلے ہفتے میری چچازاد کی شادی ہے اور میں نے تب کیا پہننا ہے۔ یقین کرو ساری لڑکیاں دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہی تھیں کہ اتنے پیارے جوڑے۔ دلہن سے زیادہ تو مجھے دیکھ رہی تھیں۔ اس لیے ابھی مجھے دوسری شادی بھگتا لینے دو، رکھ دوں گی بلکہ میں کیا سوچ رہی تھی کہ تمہارا وہ گلابی رنگ کا جوڑا ابھی لے

جاؤں گی۔ قسم سے کیا لگوں گی میں اس میں۔"تارا چشم تصور میں خود کو پہن کر چلتا ہوا تصور کرتے ہوئے بولی۔

"تم ایک کام کیوں نہیں کرتیں۔ سارے نکال کر لے جاؤ نا۔اوپر نیچے پہن لینا۔" اس نے دانت پیسے۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ میں دو دو گھنٹے بعد بدل لوں گی۔"اس نے برا منائے بغیر کہا۔

"اچھا، اچھا اب اپنی روٹین پر آجاؤ۔ میرا سارا کمرہ بکھرا پڑا ہے۔ کل رمشا اور رومیسہ نے سمیٹتے سمیٹتے مزید بکھیر دیا ہے تو زرا سیٹ کر دو۔اس کے علاوہ مجھے چائے کا کپ بنا کے دے دو۔ بہت دن ہو گئے تمہارے ہاتھ کی چائے پیئے ہوئے۔"

"ابھی لاتی ہوں۔" وہ چٹکی بجاتے ہوئے باورچی خانے کی طرف چلی گئی۔ کچھ دیر بعد ہی وہ گرم چائے کا بھاپ اڑاتا کپ اس کے سامنے رکھ کر جا چکی تھی۔اس کو کمرہ سیٹ کرتے کرتے دو گھنٹے سے بھی اوپر کا وقت لگ گیا تھا۔

"یااللہ! روشی کمرے کی کیا حالت بنا رکھی تھی۔ جگہ جگہ ریپر اور مٹی تو ایسے پڑی تھی کہ جیسے پکنک مناتے رہے ہو۔ مجال ہے جو الماری میں ایک بھی کپڑا ڈھنگ سے رکھا ہو۔ ایسے کون کرتا ہے یار۔ میری تو کمر ہی جواب دے گئی۔" وہ کمر پر ہاتھ رکھے کراہتی ہوئی اس کے پاس آ بیٹھی۔

"حریم کی طبعیت خراب تھی تو اس نے سکول سے دو تین چھٹیاں کی ہیں۔ آگے سمجھ جاؤ۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا سن۔ مجھے نہ تم سے ایک بات کرنی ہے۔"

"میں نہیں سن رہی۔" روشا نے اس کا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھی کہ کیا بات کرنی ہے۔

www.novelsclubb.com

"اے سن تو۔" اس کے صاف جواب پر وہ کھسیا سی گئی۔

"بیٹا تم بھول جاؤ۔" وہ ہاتھ اٹھا کر کہتی وہاں سے اٹھ گئی۔

"ایسے کیسے بھول جاؤں۔" وہ ہاتھ نچا کر کہتی باورچی خانے میں چلی گئی.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مما مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔" ہانیہ نے کسی رسالے کی ورق گردانی میں مصروف تہمینہ بیگم کو مخاطب کیا۔

"ہاں کہو۔ میں سن رہی ہوں۔"

"آپ کو پتہ ہے میں الفت خالہ کی بہو سے ملی ہوں۔"

"اچھا پھر؟ کیسی ہے اور تم کہاں ملیں اس سے؟" تہمینہ بیگم نے اب کے رسالہ ایک طرف رکھتے ہوئے دلچسپی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"بہت اچھی ہے اور میں ہی نہیں آپ بھی مل چکی ہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"میں! بھلا کب؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

"آپ اس کو اچھے سے جانتی ہیں۔گھر بھی آتی رہتی ہے زرا گیس کریں۔"ہانیہ نے سسپینس کرئیٹ کرنا چاہا۔

"بتا بھی دو کیا پہیلیاں بجھوا رہی ہو۔"انہوں نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"روشی۔"

"واٹ!روشی؟اپنی روشی؟"وہ حیرت سے تقریباً چلائیں۔

"جی اپنی روشی۔"ہانیہ ان کی حالت پر بے اختیار ہنس دی۔

"روشانے طاہرہ کی بیٹی ہے؟"وہ بڑبڑائیں۔

"کون طاہرہ؟"ہانیہ نے سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھا مگر وہ جیسے کسی اور ہی دنیا میں چلی گئی تھیں۔

"مما کیا ہو گیا ہے؟کہاں کھو گئیں؟"ہانیہ نے ان کا بازو پکڑ کر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"روشی طاہرہ کی بیٹی ہے ہانیہ۔ میں اتنے سالوں سے اس بچی کو جانتی ہوں مگر آج تک پہچان ہی نہیں پائی۔ تبھی جب بھی ملتی تھی اپنی اپنی سی لگتی تھی۔" تہمینہ بیگم کھوئے کھوئے انداز میں بول رہی تھیں۔

"یہ طاہرہ کون ہیں؟" ہانیہ نے پوچھا۔

"ہماری کزن تھی۔ چچازاد بہن۔"

"میں نے تو ساری زندگی ان کی شکل تک نہیں دیکھی۔ نہ کبھی ان کے گھر گئے نہ کبھی ملے اور تو اور پچھلے تین چار سالوں سے روشی کو جانتے ہیں ہم لوگ مگر یہ ہی نہیں پتہ کہ آپ کی رشتے دار ہے اور آپ کہہ رہی ہیں کہ چچازاد بہن تھی۔ یہ کیسی بہن تھی؟" ہانیہ کی حیرت دیدنی تھی۔

"بس بیٹا! کچھ رنجشیں بن گئی تھیں جس کی وجہ سے ہم لوگ ایک دوسرے سے دور ہو گئے ورنہ ایسا رشتہ نہیں تھا کہ ایسے بھلایا جاتا۔" انہوں نے آہ بھری۔

"کیا مطلب؟"اس نے الجھ کر پوچھا.

"تمہارے جبران ماموں اور طاہرہ یعنی روشی کی ماں پسند کرتے تھے ایک دوسرے کو، مگر اماں کو یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔انہیں کہیں نہ کہیں ڈر تھا کہ کہیں وہ اپنا بیٹا نہ کھو دیں۔ان کو لگتا تھا کہ جو لڑکے اپنی پسند سے شادی کرتے ہیں وہ بعد میں اپنی فیملی کو بھول جاتے ہیں۔بس اس چھوٹی سی بات میں آکر انہوں نے طاہرہ کو بہت باتیں سنائیں۔اس کے کردار کو بھی نشانہ بنایا جس کی وجہ سے طاہرہ پیچھے ہٹ گئی۔گو کہ بعد میں اماں نے چچی سے بات بھی کی رشتے کے حوالے سے مگر طاہرہ نے منع کر دیا اور ضد اور انا میں آکر آپی کے دیور انوار بھائی کے رشتے کے لیے ہامی بھر لی، جس کی وجہ سے جبران بھائی بہت ہرٹ ہوئے۔کئی سال اماں سے ناراض رہے پھر ان کے ایموشنل کرنے پر شادی کر کے باہر چلے گئے اور لوٹ کر نہیں آئے۔اسی بات کو لے کر آپی طاہرہ سے ناراض رہی ہیں اور غازان کا رشتہ بھی

نہیں رکھنا چاہ رہی۔ حالاں کہ اس سب میں طاہرہ کی غلطی نہیں تھی زیادتی تو اماں نے کی تھی۔" انہوں نے تفصیلاً بتایا۔

"تو جب غازان کا نکاح ہو رہا تھا تب خالہ کہاں تھیں۔" ہانیہ نے منہ بنایا۔

"تب بھی آپی نے بہت واویلا کیا تھا مگر بے بے نے انہیں دھمکایا کہ وہ اظہار بھائی کو باہر جانے کی اجازت نہیں دیں گی تو مجبوراً انہیں خاموش ہونا پڑا۔"

"تو اب پھر؟" ہانیہ نے تشویش سے پوچھا۔

"میں آپی سے بات کروں گی مگر مجھے نہیں لگتا وہ کچھ بھی سمجھنے کو تیار ہوں گی۔ اچھا خیر تم پریشان مت ہو۔ اللہ سب بہتر کرے گا۔" تہمینہ بیگم اس کو پریشان دیکھ کر اس کا گال تھپتھپاتی اٹھ گئیں۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تمہارے بال کتنے روکھے پھیکے ہو گئے ہیں۔ تیل لگادوں؟"تارا نے اس کے بال چھو کر محبت سے پوچھا۔ عصر کے بعد وہ سب ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔ماسی اور تارا کے آجانے سے فردوس چچی اور رمشا باورچی خانے سے فارغ ہو چکی تھیں اس لیے ہال میں بیٹھی ہوئی تھیں۔الفت بیگم بھی وہیں موجود تھیں اور حیرانگی سے تارا کو کب سے روشانے کے آگے پیچھے پھرتا دیکھ رہی تھیں۔

"نہیں۔"اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"چائے پیو گی؟"

www.novelsclubb.com

"نہیں۔"

"کچھ کھاؤ گی؟ میں بنادوں؟"

"نہاری، چاول، کڑاہی گوشت اور کھیر بنادو۔"روشانے نے لاپرواہی سے کہا۔

"اتنا سب کیسے بناؤں گی؟"اس نے آنکھیں پھاڑیں۔

"یہ تو پوچھنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔"اس نے کندھے اچکائے۔

"اچھا سن نہ۔میں نے صفائی کرتے ہوئے تیری الماری میں ایک فراک دیکھی ہے مجھے وہ لینی ہے۔بس بارات پر پہنوں گی۔"اس کو بھاؤ نہ دیتے دیکھ کر وہ سیدھا مدعے پر آئی۔

"ہیں کون سی فراک؟میری الماری میں تو ایسا کوئی ڈریس نہیں پڑا جو بارات پر پہنا جا سکے۔"اس نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔

"میں لاتی ہوں۔"وہ سرپٹ کمرے کی جانب دوڑی اور کچھ ہی دیر میں واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک سفید رنگ کا شاپر تھا۔اس کے اندر سے جو ڈریس برآمد ہوا اسے دیکھ کر بے اختیار روشانے نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"یہ تمہیں کہاں سے ملا؟اس کو میں نے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا۔"

"تمہاری الماری میں سب سے نچلے خانے میں پڑا تھا۔"تارا نے ڈریس اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"تو میں رکھ لوں۔"تارا نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"زرا پہلے اس کی پرائس دیکھو، پھر اپنی شکل دیکھو اور ایمان سے بتاؤ کہ اس شکل پر یہ سوٹ کرے گا؟"روشانے نے اسے چڑانے کی غرض سے کہا۔اب اس کی نظر پڑ گئی تھی اور اس نے مانگ لیا تھا تو انکار کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کہ بقول بے بے کے کہ وہ ان کے گھر کام کرتی ہیں، رہتی ہیں۔ان کی ضروریات کا خیال رکھنا ان کا فرض ہے۔اگر ہم نہیں رکھیں گے تو کون رکھے گا۔ان سب سے ہٹ کر وہ روشانے کو ویسے ہی عزیز تھی جیسے رمشا اور حریم۔

"جانتی ہوں مجھ جیسی حسین و جمیل لڑکی پر یہ دو آنے کی فراک نہیں جچے گی مگر کیا کر سکتے ہیں۔ تم کپڑے بناتی ہی ایسے ہو تو مجبوری ہے۔ گزارا کرنا پڑے گا۔" اس نے بھی کندھے اچکاتے ہوئے حساب برابر کیا۔

"واؤ! یہ کتنا پیارا ہے۔" اس سے پہلے روشانے جواب دیتی باہر سے آتی رومیسہ نے تارا کے ہاتھ میں ہلکے گلابی رنگ کے ٹشو کے گاؤن کو ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جس پر ہم رنگ کڑھائی اور موتیوں کا نفیس سا کام بہت بھلا لگ رہا تھا۔

"مجھے دکھانا زرا۔ ماما مجھے بھی ایسا ہی بنوانا ہے۔" رومیسہ نے تارا سے لے کر اپنی گود میں پھیلاتے ہوئے الفت بیگم سے کہا۔ روشانے کا فون بجا تو وہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔ الفت بیگم وہ گاؤن ہاتھ میں پکڑ کر دیکھنے لگیں۔

"ہے تو پیارا مگر تمہیں اتنا بھاری کیا کرنا ہے؟ بچوں کی طرح مچل جاتی ہو۔" انہوں نے میز پر رکھتے ہوئے رومیسہ کو ٹوکا۔

"پلیز ماما۔دیکھیں تو سہی کتنا اچھا لگے گا نا مجھ پر۔میں بھائی کی شادی پر پہنوں گی۔ میں ابھی ٹرائے کرتی ہوں۔"رومیسہ نے ایک جھٹکے سے کھینچتے ہوئے اٹھانا چاہا کہ میز کے کونے سے نکلی ہوئی کیل میں اٹکا گاؤن چرر کی آواز سے پھٹتا چلا گیا۔الفت بیگم نے چونک کر دیکھا تو وہ منہ کھولے دونوں ہاتھوں میں پھٹا ہوا حصہ لیے کھڑی تھی۔رمشا اور تارا کا بھی ہاتھ بے اختیار اپنے منہ پر گیا۔فردوس چچی چونکہ بے بے کے ساتھ باتوں میں مگن تھیں تو اس طرف پیٹھ ہونے کی وجہ سے دیکھ نہ پائیں۔

"تارا حریم کہاں ہے؟کب سے دکھائی نہیں دی۔"روشانے نے اندر آتے ہوئے پوچھا۔دھیان موبائل میں تھا اس لیے رومیسہ کے ہاتھ میں موجود گاؤن کا حشر نہ دیکھ سکی۔رومیسہ نے زور سے اپنی آنکھیں میچیں۔

www.novelsclubb.com

"غازان صاحب کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تھا میں نے۔"تارا نے جواب دیا۔وہ سر ہلا کر صوفے پر جا بیٹھی۔

"اچھا سنو! یہ گاؤن زرا احتیاط سے استعمال کرنا۔ بہت نازک کپڑا ہے۔ زرا سے سخت ہاتھ سے بھی خراب ہو جائے گا، پھر کسٹمرز شکایت کرتے ہیں۔ رینٹ والے ڈریسز میں تھا۔ شاید کسی نے واپس کیا تو میں غلطی سے گھر ہی لے آئی۔ واپس آکر مجھے یاد کروا دینا میں بوتیک لے جاؤں گی۔ ایک دو بار بکنگ آرڈر آچکا ہے مگر مجھے ملا ہی نہیں۔" روشانے موبائل پر انگلیاں چلاتے ہوئے تارا کو ہدایات دے رہی تھی اور وہ دونوں آپس میں اشارے بازی میں مصروف تھیں کہ اسے بتائے کون۔"

"روشی۔" رومیسہ نے تارا کے انکار پر چار و ناچار خود ہی اسے مخاطب کیا۔

"ہوں۔" اس نے سر اٹھائے بغیر جواب دیا

"میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔ سوری۔"

"کیا جان بوجھ کر نہیں کیا؟"

"یہ گاؤن پھٹ گیا۔"اس نے گاؤن اس کے سامنے کرتے ہوئے مرے مرے انداز میں جواب دیا۔

"اچھا۔"اس کا انداز خاصا مصروف تھا۔کچھ دیر پہلے فون پر اس کی ایک ریگولر کسٹمر نے اس سے نیو کلیکشن کے ڈیزائنز مانگے تھے تو وہ اسے وہی بھیجنے میں مصروف تھی۔اس لیے دھیان نہ دے سکی وہ کہہ کیا رہی ہے۔

"یار روشی سن تو لو میں کیا کہہ رہی ہوں۔"

"چندا،بس ایک منٹ۔"اس کے نرم لہجے پر رومیسہ کی آنکھوں میں نمی ابھری کہ جب وہ دیکھے گی کہ اس کا کتنا نقصان کر چکی ہے تو کیسا ری ایکشن ہو گا۔وہ لب کاٹ کر رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

"پریشان نہ ہو کچھ نہیں کہیں گی۔میں اور حریم ان کا اس سے بھی بڑا بڑا نقصان کر چکی ہیں۔"رمشا نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے اسے تسلی دی۔"

"ہاں بولو کیا۔۔۔۔۔"اس نے جونہی سر اٹھایا تو بھونچکی رہ گئی۔رومیسہ دونوں ہاتھوں سے تھامی گاؤن کی پھٹی ہوئی سائیڈ اس کے سامنے کیے اسے دکھا رہی تھی۔

"سچی میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔بائے میسٹیک ہو گیا۔سوری۔"اس کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر رومیسہ جلدی سے بولی۔فردوس چچی نے یونہی پلٹ کر دیکھا اور دوبارہ سے بے بے کی طرف متوجہ ہو گئیں کہ کون سا پہلی بار تھا، نجانے حریم اور رمشا کتنی بار اس کا مٹیریل،ڈیٹا،سکیچز کے فولڈر یہاں تک کہ فائنل کیے ہوئے سکیچز تک اڑا چکی تھیں۔

"کچھ دیر پہلے تک تو یہ ٹھیک ٹھاک تھا پھر یہ اچانک سے تخریب کاری کیسے؟"وہ استعجاب سے اسے دیکھ رہی تھی جو رونے کی تیاری کیے کھڑی تھی۔

"آئی سوئیر میری۔۔۔۔غلطی۔۔۔غلطی نہیں تھی۔میں۔۔۔یہاں سے۔۔۔اٹھا کر ٹرائے کرنے لگی۔۔۔تو اس کیل۔۔۔کیل میں اٹک گیا،میں نے جان

۔۔۔۔جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔"اسے خود کو گھورتا پا کر وہ بھرائی آواز میں صفائی دینے لگی۔الفت بیگم بھی اس کے تاثرات دیکھتے ہوئے رومیسہ کو پڑنے والی جھڑک کی منتظر تھیں۔اس کی روہانسی صورت دیکھتے ہوئے اس نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے روکا اور گہری سانس لے کر اسے دیکھا جو مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی۔

"اب یہ کس کو چاہیے؟"

"مجھے بس شادی نبٹانی ہے اس کے بعد واپس کر دوں گی۔"تارا اس کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے بولی۔الفت بیگم نے حیرانی سے اسے دیکھا جس کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ خود کو کچھ سخت کہنے سے بمشکل روکے ہوئے ہے۔

"مم۔۔۔میں۔۔میں لے لوں گی۔"رومیسہ جلدی سے بول اٹھی۔

"تارا! یہ گاؤن صبح عقیلہ بوا کے ہاں بجھوا دینا۔ وہ کور کر کے سلائی کر دیں گی۔ تم فنکشن کے بعد رومی کو دے دینا۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ گئی۔

"میری بیٹی اب ملازموں کی اترن پہنے گی؟" ابھی اس نے پہلی سیڑھی پر ہی قدم رکھا تھا کہ الفت بیگم کی کرخت اور حقارت میں ڈوبی آواز نے اس کے قدم روکے۔ وہ مڑی تو اس کی نظر تارا پر پڑی جو سر جھکائے کھڑی تھی مگر چہرہ ہتک کے احساس سے سرخ پڑ رہا تھا۔

"میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ ہمارے لیے یہ ملازم نہیں ہیں۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے تو ماسی کو اس گھر میں پایا ہے۔ میرے لیے یہ میری ماں جیسی ہیں اور تارا میری بہن اور بیسٹ فرینڈ ہے۔ اس لیے آپ پلیز اس بات کو ذہن میں رکھ کر بولا کریں۔"

"اچھا! اگر ایسی ہی محبت ہے تو اس کو شادی کے لیے دو چار جوڑے دلوا کیوں نہیں دیتی؟ کیوں اتنی منتیں کروا رہی ہو؟" الفت بیگم نے چبھتے لہجے میں کہا۔ روشانے کی نظر بے بے پر گئی تو انہوں نے نفی میں سر ہلایا گویا اس کو نہ بولنے کی تاکید کی ہو۔

"جیسے آپ کی مرضی۔" وہ بے تاثر لہجے میں کہتی زینے اوپر چڑھتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"یہ۔۔۔۔۔۔یہ دیکھ رہی ہیں اسے۔ جواب دینا تک تو گوارہ نہیں کرتی۔" الفت بیگم نے مڑ کر بے بے سے شکائیت کی.

"اگر جواب دیتی تو پھر تُو نے کہنا تھا کہ زبان درازی کر کے گئی ہے۔ میں نے تجھے کہا تھا کہ اپنا دل نرم کر مگر تُو اس سے وہی رویہ رکھے ہوئے ہے۔ پتہ نہیں کب سمجھ آئے گی تجھے۔" بے بے نے الٹا انہیں ہی لتاڑا تو وہ سر جھٹک کر رخ پھیر گئیں۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_19

وہ ہاتھ منہ دھو کر واش روم سے باہر نکلی تو سامنے ہی تارا اس کی الماری کھولے کھڑی تھی۔

"صبح کے لیے میرا گرین ڈریس استری کر دینا۔" تارا کو استری کا کہتی وہ تولیہ سٹینڈ پر لٹکا کر جیسے ہی پلٹی تو بیڈ پر پڑے اپنے کپڑے دیکھ کر چونکی۔

www.novelsclubb.com

"تم تو کہہ رہی تھیں کہ ابھی تمہیں کزن کی شادی پر جانا ہے تو پھر یہ واپس کیوں لے آئی ہو؟" وہ کہتی جلدی سے اس کی جانب آئی۔

"میں تم سے کچھ پُوچھ رہی ہوں۔" اسے خاموشی سے کپڑے ہینگر پر لٹکاتے دیکھ کر وہ دوبارہ بولی مگر وہ بنا کوئی جواب دیے اور بنا اس کی طرف دیکھے اپنے کام میں مگن رہی۔ کچھ دیر بعد وہ الماری بند کر کے جب پلٹی تو روشانے اس کے پیچھے ہی کھڑی تھی۔

"آپ کے کپڑے اور جوتے میں نے الماری میں رکھ دیئے ہیں اور جیولری بھی باکس میں ڈال دی ہے۔ اچھے سے چیک کر لیجئے گا۔ اگر کوئی چیز خراب ہو گئی ہو تو معاف کر دینا۔ اگر چاہو تو میں ویسی ہی لا کر آپ کو دے دوں گی۔" وہ کہہ کر فوراً کمرے سے باہر نکل گئی۔ وہ جو منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی اس کے باہر نکلنے سے ہوش میں آئی۔

www.novelsclubb.com

"یہ پاگل واگل ہو گئی ہے کیا؟" وہ ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بڑبڑائی۔

"تارا! بات سنو۔" وہ اس کو پکارتی ہوئی تیزی سے کمرے سے باہر نکلی مگر تب تک وہ نیچے جا چکی تھی۔

"حد ہو گئی ہے۔ بے عزتی میری ہوئی ہے اور دل پر یہ لے گئی ہے۔" وہ خود سے باتیں کرتی نیچے جانے کے لیے بڑھی۔

"روشی یہاں آنا تمہیں کچھ دکھانا ہے۔" اس سے پہلے وہ باورچی خانے میں اس کے پیچھے جاتی ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھی رومیسہ نے اسے روک لیا۔

"یہ دیکھو اور بتاؤ مجھے کہ ان دو بیگز میں سے زیادہ اچھا کون سا ہے؟" اس نے اپنا موبائل اس کے سامنے کرتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں ہر وقت شاپنگ کی ہی سوجھی رہتی ہے۔ کبھی کچھ اور بھی کر لیا کرو۔" اس نے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑتے ہوئے کہا۔ ماسی ان دونوں کے چائے کے مگ

ان کے سامنے رکھ کر ہال میں بیٹھیں بے بے، فردوس چچی اور الفت بیگم کو چائے سرو کرنے لگیں۔

"منگنی کروا تو رہی ہوں اس سے زیادہ کیا کروں؟" اس نے شرارت سے آنکھ دبائی اور مگ اٹھا کر چائے پینے لگی۔ رومیسہ کی بات پر روشانے مسکراتے ہوئے سر جھٹک کر چائے اور موبائل کی طرف متوجہ ہو گئی۔ ابھی کچھ ہی پل گزرے تھے کہ اس کے دماغ میں کوئی خیال آیا تو اس نے چونک کر سر اٹھا کر رومیسہ کو دیکھا۔ وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ روشانے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"کیا ہوا؟ ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" اس کو خود کو یوں دیکھتا پا کر رومیسہ نے حیرت سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"کچھ سوچ رہی ہوں یا شاید سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔" روشانے چائے کا مگ اٹھاتے ہوئے بولی۔

"مطلب؟"

"مطلب یہی کہ بی ہائینڈ داسین کیا چل رہا ہے؟"اس نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہیں؟"رومیسہ حیران ہوئی۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ اندھے کے پیر تلے خوش قسمتی سے بٹیر آگیا ہے۔"

"ہیں! اندھا، بٹیر۔یہ کیا بول رہی ہو؟میں سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔"رومیسہ نے الجھ کر پوچھا۔روشانے میز پر مگ رکھ کر اس کی طرف مڑی۔اس نے ہال میں دیکھا تو سامنے ہی الفت بیگم اور فردوس چچی کچھ بات کر رہی تھیں مگر الفت بیگم کا سارا دھیان ان پر ہی تھا۔وہ ناگواری سے ان دونوں کو باتیں کرتا دیکھ رہی تھیں۔وہ ایک ہاتھ میز پر رکھ کر رومیسہ کی طرف جھکی۔

"مجھے یہ ارینج سے زیادہ لوانگیجمنٹ لگ رہی ہے۔"اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی.

"کک۔۔۔کیا مطلب؟"اس نے بوکھلاتے ہوئے اٹھنا چاہا۔

"تمہاری یہ اڑی رنگت گواہ ہے کہ بات وہی ہے جو میں سمجھی ہوں۔بتاؤ ایسا ہی ہے نا۔"اس کو واپس چیئر پر بٹھاتے ہوئے اس نے کہا۔

"زرا مجھے تفصیل بتاؤ کب سے چل رہا ہے یہ سب؟"

"پپ۔۔۔پلیز ماما کو مت بتانا۔ان کے موڈ کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔میں تمہیں بعد میں ساری بات بتاؤں گی۔"اس نے ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ابھی وہ مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی کہ حریم پھپھو پھپھو کرتی سیڑھیاں اترتی دکھائی دی اور اس کے پیچھے ہی رمشا بھی تیزی سے نیچے آرہی تھی۔حریم سیڑھیاں اتر کر بھاگتی ہوئی اس کی ٹانگوں سے جا لپٹی۔دھکا لگنے سے روشانے رومیسہ پر جا گری

اوراس کے ہاتھ میں پکڑا چائے کا مگ چھوٹ کر کچھ چائے رومیسہ کی گود میں اور کچھ ہاتھ پر گری۔اس کے چیخنے سے روشانے جلدی سے پیچھے ہٹی۔

"آریواوکے؟"وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر دیکھتے ہوئے بولی جو سرخ ہو چکا تھا۔اس سے پہلے کہ رومیسہ کوئی جواب دیتی الفت بیگم نے اسے کھینچ کر پیچھے کیا اور زوردار تھپڑ روشانے کے گال پر دے مارا۔رومیسہ اپنے ہاتھ کی تکلیف بھول کر الفت بیگم کو دیکھنے لگی۔رمشاء بھی منہ پر ہاتھ رکھے ہکا بکا کھڑی تھی۔

"تم سے کتنی بار کہا ہے کہ اپنا یہ منحوس سایہ میری بیٹی سے دور ہی رکھا کرو۔تمہیں سمجھ نہیں آتا کیا؟کیوں میرے بچوں کے پیچھے پڑی ہو۔جیسی منحوس ماں ویسی بیٹی ۔"وہ غصے سے پھنکاریں۔روشانے گال پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔بے بے بھی حیرت و بے یقینی کے ملے جلے تاثرات سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔بے بے نے فردوس چچی کو اٹھتے دیکھ کر جلدی سے ان کا ہاتھ پکڑ کر روکتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"اب میری شکل کیا دیکھ رہی ہو دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"اس کو وہیں کھڑا دیکھ کر انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے دھکیلا۔وہ ایک شکوہ کن نگاہ بے بے پر ڈالتی اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

"ماما! کیا ہو گیا ہے؟اسے کیوں ڈانٹ رہی ہیں؟"رومیسہ نے جلدی سے کہا۔

"خاموش رہو تم۔زیادہ حمایت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"انہوں نے اسے جھڑکا تو وہ خاموش ہو گئی۔وہ اسے لے کر کچن میں سنک کی طرف چلی آئیں اور نل کھول کر اس کا ہاتھ نل سے بہتے پانی کے نیچے کیا۔

"جلن کچھ کم ہوئی؟"انھوں نے نل بند کر کے اس کے سرخ ہاتھ کا معائنہ کرتے ہوئے استفسار کیا۔رومیسہ نے خاموشی سے اثبات میں اپنا سر ہلایا۔

"تم اب کمرے میں جاؤ، میں ملازمہ کے ہاتھ اس پر کچھ لگانے کے لیے کوئی دوا بھیجتی ہوں" وہ اس سے کہتیں کچن سے باہر نکل گئیں اور پیچھے وہ ان پر ایک افسردہ سی نگاہ ڈال کر رہ گئی۔

وہ اپنے کمرے میں کاؤچ پر گم صُم سی بیٹھی تھی۔اسے الفت بیگم کے تھپڑ سے زیادہ دکھ اس بات پر تھا کہ بے بے یا چچی میں سے کسی نے انہیں نہیں روکا۔اس کی کیا غلطی تھی؟اس نے کون سا جان بوجھ کر رومیسہ کا ہاتھ جلایا تھا اور الفت بیگم نے اسے اس کی ماں کا طعنہ کیوں دیا تھا۔ابھی وہ انہی سوچوں میں محو تھی کہ حریم کے بازو ہلانے پر ہوش میں آئی۔

"آئی ایم سوری۔" اس نے نگاہیں جھکائے ہوئے کہا۔

"اٹس اوکے بیٹا۔" اس نے پھیکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری وجہ سے رومی پھپھو کی ماما نے آپ کو تھپڑ مارا۔ مگر میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا بس اچانک سے ہو گیا۔" اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا۔

"کوئی بات نہیں گڑیا۔ ہو جاتا ہے۔" اس کے بال سنوارتے ہوئے روشانے نے نرمی سے کہا۔

"درد ہو رہا ہے؟" اس کے گال پر اپنے لب رکھتے ہوئے حریم نے پوچھا تو اس کی آنکھوں میں نمی چمکی۔

"نہیں، اب نہیں ہو رہا۔" آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے ہوئے وہ مسکرائی اور اس کو اٹھا کر گود میں بٹھا کر اس کا دھیان بٹانے کی خاطر وہ اس سے سکول کے بارے میں باتیں کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا بات ہے؟آج گھر میں اتنی خاموشی کیوں ہے؟"رات کا کھانا کھاتے ہوئے آغا جان نے پوچھا۔

"وہ نکی بلی ابھی تک نہیں آئی نا۔جا تارا زرا ان کو بلا کر لا۔"بے بے نے تارا سے کہا تو وہ سر ہلاتی چلی گئی۔

"کچھ دیر میں روشا نے حریم کا ہاتھ پکڑے نیچے آتی دکھائی دی۔

"کسی کو کچھ مت بتانا۔ٹھیک ہے نا۔"آخری سیڑھی پر رک کر اس نے آہستہ سے حریم کو تاکید کی۔

"کیوں نہ بتاؤں؟"اس نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"حریم!"روشا نے اسے تنبیہی نگاہوں سے دیکھا۔بدلے میں وہ بھی اسے گھور کر رہ گئی۔

"آجاؤ بھئی کیا وہاں رک کر دونوں راز و نیاز کر رہے ہو۔" ابصار چچا نے ان کو ایک دوسرے کو گھورتے پا کر آواز دی۔ روشانے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے اسے لیے ڈائننگ ٹیبل پر آئی۔

"السلام علیکم!" وہ زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے ہوئے بولی.

"وعلیکم السلام۔ کہاں رہ گئی تھیں۔" بے بے نے جلدی سے کہا اور اس کے دیکھنے پر نفی میں سر ہلا کر اسے شام والے واقعے کے بارے میں بات کرنے سے منع کیا۔ اس کے ہونٹوں پر تکلیف دہ مسکراہٹ ابھری۔

"رمشا تم یہ چیئر مجھے دے دو گی؟" اس نے حریم کی جانب اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر ساتھ والی کرسی پر جا بیٹھی۔ وہ حریم کو بٹھا کر خود اس کے لیے پلیٹ میں سالن نکالنے لگی.

"کیسی ہو پتر؟ تمہاری بے بے بتا رہی تھیں کہ تمہاری طبعیت خراب ہے اس لیے کمرے میں آرام کر رہی ہو۔" آغا جان نے نرمی سے پوچھا.

"جی آغا جان میں بالکل ٹھیک ہوں۔" اس نے حریم کے سامنے پلیٹ رکھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا.

"جھوٹی۔" حریم زیر لب بڑبڑائی۔

"کیا ہوا خیریت؟" وہ اس کی اتری صورت دیکھتے ہوئے متفکر ہوئے.

"جی بس سر میں تھوڑا درد تھا آپ پریشان نہ ہوں۔ بالکل ٹھیک ہوں ٹیبلٹ لے لی تھی۔" نوالہ بنا کر حریم کے منہ میں ڈالتے ہوئے اس نے جواب دیا.

www.novelsclubb.com

"تھپڑ تو گال پر لگا تھا تو۔۔۔۔ درد سر میں کیسے چلا گیا؟" حریم نے اسے دیکھتے ہوئے آہستگی سے پوچھا۔ رمشا جو وہیں ساتھ ہی بیٹھی تھی بے ساختہ ہنسی چھپانے کو اپنا چہرہ جھکا گئی۔

"حریم سکون سے کھانا کھالو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" روشانے نے دانت پیسے.

"کیا بات ہے کیوں جھڑک رہی ہو اسے؟" آغا جان کے پوچھنے پر وہ گڑ بڑا گئی.

"بتائیں نا انہیں، کیوں جھڑک رہی ہیں مجھے؟" اس کو گڑ بڑاتا دیکھ کر حریم نے چیلنج زدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کیا اشاروں کنایوں میں باتیں کر رہے ہو؟"

"کچھ نہیں آغا جان۔ یہ کہہ رہی ہے کہ کھانا نہیں کھانا۔ باہر سے کچھ منگوا دوں۔ آپ کو پتہ تو ہے باہر کی چیزیں نقصان دہ ہوتی ہیں ہر وقت تو نہیں کھا سکتے نہ۔" روشانے نے ان کو اپنی جانب دیکھتا پا کر جلدی سے بات بنائی۔

"پہلے رومی پھپھو کی ماما سے تھپڑ کھایا ہے اب جھوٹ بولنے کی وجہ سے فرشتوں سے بھی کھائیں گی۔ خیر مجھے کیا ہے بولتی رہیں۔" وہ منہ بگاڑ کر بڑبڑاتی ہوئی اس

کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لے کر پینے لگی۔اس کا منہ بند ہوتے دیکھ کر اس نے سکھ کا سانس لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ کی چائے اور حریم کا دودھ۔"تارا نے سائیڈ ٹیبل پر ٹرے رکھتے ہوئے کہا تو روشانے نے چونک کر اسے دیکھا جو سنجیدگی سے گلاس اٹھا کر حریم کی طرف بڑھا رہی تھی۔

"تم ناراض ہو مجھ سے؟"وہ حریم کو گلاس پکڑا کر کمرے سے باہر جا رہی تھی کہ روشانے کی آواز پر رکی.

www.novelsclubb.com

"نہیں تو، میں بھلا کسی سے کیوں ناراض ہونے لگی؟"

اس نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

"میں کب سے کسی میں آنے لگی ہوں؟" روشانے جو سائڈ ٹیبل پر رکھا چائے کا مگ اٹھا رہی تھی وہی رکھتی اٹھ کر اس کے پاس آئی.

"جب سے میں اپنی اوقات میں آئی۔"

"تم مجھ سے ایسے کیوں بی ہیو کر رہی ہو؟ میں نے تو تمہیں کچھ نہیں کہا۔"

"میں کوئی بد تمیزی نہیں کر رہی ہوں پھر بھی آپ کو برا لگے تو معذرت چاہتی ہوں۔"

"شٹ اپ تارا!" اس کے بیگانہ انداز پر وہ جھلائی.

"اگر آپ کو کوئی کام ہے تو بتائیں، باورچی خانے میں برتن پڑے ہیں اور بھی بہت سے کام ہیں مجھے۔" اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے تارا نے کہا.

"بکواس بند کرو اپنی۔ کیا ڈرامہ لگا رکھا ہے؟ واپس اپنی اوقات پر آجاؤ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" اس کو انہی تیوروں میں کھڑا دیکھ کر وہ غرائی۔

"اوقات میں ہی تو آئی ہوں روشانے بی بی ورنہ تو اپنی حیثیت اور اوقات کو بھول ہی چکی تھی جو کہ میری سب سے بڑی غلطی تھی۔ خود کو اس گھر کے ملازم کی بجائے فرد سمجھ بیٹھی تھی۔"

"تم کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو؟ ہم لوگ دوست ہیں، کیا ہماری دوستی اتنی کمزور ہے جو کسی کے کچھ بھی کہنے سے ختم ہو جائے گی؟"

دوست نہیں روشانے بی بی نوکر بس نوکر ہوتا ہے، چاہے وہ مالک کے کتنا ہی قریب ہو رہتا وہ کم حیثیت ہی ہے۔ قیمتی جوڑا پہن لینے سے اس کی حقیقت بدل نہیں جاتی۔ دنیا والوں کے لیے وہ ملازم ہی ہوتا ہے اور ویسے بھی مالک اور ملازم میں وفاداری کا رشتہ تو ہو سکتا ہے دوستی کا نہیں۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"دیکھو تارا! تائی جان کی نیچر سے تم بہت اچھے سے واقف ہو۔ تم ان کی باتوں کو کیوں دل پر لے رہی ہو؟ تم جانتی ہو نہ وہ بولتے ہوئے کچھ نہیں سوچتی ہیں۔ مجھے وہ

کتنی بار باتیں سنا چکی ہیں اور ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ اپنے ہاتھ کا نمونہ بھی دکھا چکی ہیں اور تب بھی انہوں نے مجھ پر ہی طنز کیا تھا۔ یہ بات تم بھی جانتی ہو ان کا مقصد مجھے ہی تکلیف دینا تھا ورنہ تم سے ان کی کیا دشمنی؟" اس کا ہاتھ تھام کر روشانے نے تحمل سے کہا ورنہ اس کے یوں روشانے بی بی کہنے پر اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے ٹرے پکڑ کر اس کے سر میں دے مارے۔

"مجھے کچھ کام ہے۔" وہ اپنا ہاتھ چھڑواتی کمرے سے نکل گئی۔

"تارا رکو تو۔" وہ اس کے پیچھے نکلی مگر وہ تیز تیز قدموں سے سیڑھیاں اترتی نیچے چلی گئی۔

"تارا پھپھو اور آپ کا جھگڑا ہوا ہے؟" حریم اس کو اپنی پیشانی مسلتے دیکھ کر اس کے پاس آئی۔

"نہیں بیٹا ہم بھلا کس بات پر جھگڑیں گے۔"اس کے بال سنوارتے ہوئے اس نے ٹھنڈی سانس خارج کی.

"تو وہ ایسے کیوں بی ہیو کر رہی تھیں جیسے جانتی ہی نہ ہوں۔"

"کچھ نہیں بیٹا آپ سو جاؤ۔"وہ اس کا ہاتھ تھام کر بیڈ تک لائی اور اس کو لٹا کر اس پر کمبل درست کر کے اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔اس نے سائڈ ٹیبل پر رکھا چائے کا مگ اٹھا کر لبوں سے لگایا تو وہ ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

"تم یہی رہو میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔باہر نہیں آنا۔بہت ٹھنڈ ہو رہی ہے۔بیمار پڑ جاؤ گی۔"اس کو تاکید کرتی وہ مگ اٹھا کر باہر آئی۔نیچے آئی تو غازان لیپ ٹاپ لیے ہال میں بیٹھا ہوا تھا۔اس کے ساتھ ہی سعد بھی موجود تھا۔اس کو خاموشی سے باورچی خانے میں جاتا دیکھ کر وہ لیپ ٹاپ سعد کو پکڑا کر تیزی سے اس کے پیچھے آیا۔

"تمہیں ایک گڈ نیوز دینی تھی۔" وہ اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔ خوشی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

"یار رسپانس تو دو۔ خبر واقعی ہی اچھی اور بہت بڑی ہے۔" اس کو خاموشی سے کیتلی میں پانی ڈال کر چولہے پر چڑھاتا دیکھ کر اس نے کہا۔

"میں تم سے بات کر رہا ہوں۔" وہ نو لفٹ کا بورڈ چہرے پر سجائے فریج کی طرف مڑی اور جھک کر فریج میں رکھی چھوٹی کیتلی سے دودھ نکالنے لگی۔

"ادھر تو دیکھو! تم مجھ سے ناراض ہو؟" اس کے ہاتھ سے چینی کا ڈبہ لے کر رکھتے ہوئے اس نے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"ناراض ان سے ہوا جاتا ہے جن پر کوئی حق ہو، کوئی تعلق ہو۔ تمہیں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے۔" وہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہتی

دوبارہ سے سے چینی کا ڈبہ اٹھا کر کھولنے لگی۔اس کی بات پر غازان کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

"مجھ سے بھی زیادہ تم سے کسی کا گہرا تعلق ہو سکتا ہے؟"اس کے انداز میں سختی عود آئی تھی۔روشانے نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"دیکھو روشا! میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ تم ایسے کیوں بی ہیو کر رہی ہو؟ کوئی غلطی ہوئی ہے تو بتاؤ مجھے مگر یوں اجنبی رویہ نہ رکھا کرو۔مجھے تکلیف ہوتی ہے یار۔ تم نہیں جانتی تمہارا مجھے یوں نظر انداز کرنا کتنی زور سے دل پر لگتا ہے۔"اس کو اپنی جانب دیکھتا پا کر اس نے وضاحت دی۔

"اور میری تکلیف کا کیا؟ کبھی سوچا ہے مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے جب تمہاری ماں مجھے سب کے سامنے بے عزت کرتی ہیں۔مجھے کتنی ایمبیر سمنٹ ہوتی ہے جب وہ کسی کے بھی سامنے کچھ بھی بول دیتی ہیں۔یہ سب مجھے بھی فیل ہوتا ہے غازان۔

میں بھی ہرٹ ہوتی ہوں۔ کیا میں انسان نہیں ہوں؟"اس نے تیز آواز میں کہا۔ کوشش کے باوجود بھی وہ آنکھوں میں آتی نمی کو نہیں روک سکی۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_20

"ماما! انہوں نے پھر سے تمہیں کچھ کہا ہے؟ کیا کہا ہے؟"اس نے چونک کر پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں۔"وہ جلدی سے رخ موڑ کر سنک کی طرف آئی اور آنسو چھپانے کے لیے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارنے لگی.

"پلیز روشا! کچھ بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے؟"وہ متفکر سا اس کی جانب بڑھا۔

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے یا شاید کسی کا بھی مسئلہ نہیں ہے۔" وہ دوپٹے سے چہرہ صاف کرتی دوبارہ سے سپاٹ لہجہ اپنا چکی تھی۔

روشا!" وہ اس کی حالت اور موڈ کو دیکھتے ہوئے کچھ کہتے کہتے وہیں رک گیا۔

"اچھا تم پریشان نہ ہو۔ میں ماما سے بات کرتا ہوں۔ وہ آئندہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گی۔" اس کو خاموش دیکھ کر اس نے نرمی سے کہا۔

"تاکہ وہ یہ سمجھیں کہ میں نے ان کی شکایت لگائی ہے اور انہیں ایک موقع اور مل جائے مجھے زلیل کرنے کا۔ خدا کا واسطہ ہے غازان، بس کر دو۔ رحم کرو مجھ پر۔ سگے رشتے تو پہلے ہی نہیں ہیں میرے پاس، جو آسرا ہے وہ بھی مجھ سے دور کر کے کیوں مجھ پر زندگی مزید تنگ کر رہے ہو؟ سانس لینے کے لیے کوئی تو کھڑکی کھلی رہنے دو۔ مانتی ہوں میں لاوارث ہوں، پیدا کرنے والے سالوں پہلے چھوڑ کر جا چکے ہیں مگر اس بات کو سزا تو نہ بناؤ میرے لیے۔ اتنی آسانی تو دے سکتے ہو نہ؟" وہ جو مگ

میں چائے ڈالنے لگی تھی اس کی بات پر پھٹ پڑی تھی۔ شروع میں اس کے لہجے میں جتنی سختی در آئی تھی آخر میں آکر اتنی ہی بے بسی تھی۔ وہ لب بھینچے اسے دیکھ رہا تھا جو بے بسی کی حدوں پر تھی۔ وہ خاموشی سے کھڑا اسے تک رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کہے۔ وہ ایک بار پھر سنک کی طرف گئی اور اپنا چہرہ دھونے لگی۔ جانتی تھی حریم ابھی جاگ رہی ہو گی اور اس کا سرخ رویا ہوا چہرہ دیکھ کر سو طرح کے سوال کرے گی اور ہنگامہ الگ برپا کرے گی۔ وہ اچھی طرح سے منہ دھو کر اور ایک گہری سانس لے کر خود کو پر سکون کرتی باہر کی طرف بڑھی کہ ایک دم سے رکی اور مڑ کر دو قدم چلتی ہوئی غازان کے پاس آئی۔

"تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں، اگر تمہیں مجھ سے تھوڑی سی بھی ہمدردی ہے ناغازان، تو خدا کا واسطہ ہے آج کے بعد میرے راستے میں مت آنا۔" وہ اسے ہاتھ جوڑ کر کہتی باورچی خانے سے نکل گئی۔

"روشا!اس کے لب ہلے مگر آواز اتنی تھی کہ وہ خود بھی بمشکل سن پایا۔وہ چاہنے کے باوجود بھی اسے کچھ بول نہیں پایا تھا۔اس کی آنکھوں میں آنسو،غصے اور دکھ سے سرخ پڑتا چہرہ اور اپنے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا دیکھ کر اس کے الفاظ جیسے کہیں کھو گئے تھے۔وہ ساکت سا کھڑا باورچی خانے کے کھلے دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

وہ کمرے میں آئی تو حریم سو چکی تھی۔وہ دروازہ اندر سے لاک کرتی وہیں بیٹھ گئی۔ وہ جو کب سے خود پر ضبط کرتی ہلکان ہو رہی تھی اب ضبط کی طنابیں ٹوٹتیں محسوس ہوئیں اور وہ وہیں بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"تم مر کیوں نہیں جاتیں روشانے۔آخر کس لیے زندہ ہو؟"وہ روتے روتے ایک دم سے چیخی۔اس کی چیخ پر حریم جو کچھ دیر پہلے ہی سوئی تھی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور

گھبرا کر اِدھر اُدھر نگاہ دوڑانے لگی تو روشانے کو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں بالوں کو جکڑے زمین پر بیٹھے پایا۔

"مر جاؤ نا روشانے انوار علی۔ کیا کرو گی اتنا جی کر۔ کون ہے جس کے لیے جی رہی ہو۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی دروازے سے ٹیک لگاتی آنکھیں بند کر گئی۔

حریم کچھ دیر وہی بیڈ پر بیٹھی اسے دیکھتی رہی پھر کمبل سائیڈ پر پھینکتی نیچے اتر کر اس کی طرف آئی۔

اپنے چہرے پر کسی کے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے ہوئے اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تو حریم کو اپنے آنسو صاف کرتے پایا۔

"ارے! تم کیوں اٹھ گئی اور چپل کہاں ہے؟ اتنی رات کو ننگے پاؤں لیے پھر رہی ہو۔ چلو بیڈ پر میں بھی آتی ہوں۔" وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھنے لگی کہ حریم اس کا ہاتھ پکڑ کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے خود اس کے آنسو پونچھنے لگی۔

"میں ہوں آپ کے پاس اور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گی۔آئندہ مت کہیئے گا کہ آپ کا کوئی نہیں ہے۔" وہ اس کا چہرہ صاف کرتے اس کے گلے لگتے ہوئے بولی۔

"یہ سب اچھے نہیں ہیں خاص طور پر رومی پھپھو کی ماما۔آپ کو بلاوجہ ڈانٹتی ہیں۔" اس سے علیحدہ ہو کر حریم اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ تک لائی۔

"آپ پلیز روئیں نہیں، ورنہ میں بھی رونے لگ جاوں گی اور پھر ہم دونوں کو چپ کون کروائے گا؟ دیکھنے والے تو ہمیں پاگل ہی سمجھیں گے۔" اس کے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے کہا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔اس کو مسکراتا دیکھ کر وہ گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

"پھپھو میرے پاس آکر مسکرا رہی ہیں اس کا مطلب میں انہیں خوش رکھ سکتی ہوں اور مجھے ہی اب کچھ کرنا ہے ورنہ تو یہ لوگ میری پھپھو کو بہت تنگ کریں

گے۔انہیں تو میری پھپھو کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔بس آج سے میں ان کا بہت سارا خیال رکھوں گی اور کسی کو تنگ نہیں کرنے دوں گی۔"امید تھی کہ منہ کے زاویے بگاڑتی وہ اپنی سوچوں میں بہت آگے نکل جاتی کہ روشانے اس کی خود پر جمی نظریں دیکھ کر اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجا کر اس کو خیالوں کی دنیا سے باہر لائی۔

"کہاں کھو گئی؟"

"یہ لوگ بالکل بھی اچھے نہیں ہیں مگر میں بہت اچھی ہوں اور اس لیے آپ میرے ساتھ رہیں گی۔آپ کو پتہ ہے میں نے ابھی اسی وقت کچھ سوچا ہے۔آپ لیٹ جائیں میں بتاتی ہوں۔"وہ خود بیڈ پر چڑھتے ہوئے اس کا بازو پکڑ کر اسے لیٹنے کا کہتے ہوئے کمبل کھینچ کر سیدھا کرنے لگی۔چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی.

"اچھا! ایسا کیا سوچا ہے۔" روشانے نے اس کی حد درجہ سنجیدگی پر حیران ہوتے ہوئے پوچھا.

"آپ خود تو اپنا خیال رکھتی نہیں ہیں اس لیے آج سے میں آپ کا خیال رکھوں گی۔ ڈیلی سکول جاؤں گی، اچھے سے پڑھوں گی، بڑی افسر بنوں گی اور پھر شہر میں گھر لے کر آپ کو ساتھ لے کر یہاں سے چلی جاوں گی۔ پھر رہیں گے یہ لوگ اکیلے۔ ہم چلے جائیں گے یہاں سے۔" محبت اور فکر سے اس کے گال پر ہاتھ رکھتی اپنا بیس سالہ منصوبہ اس کے گوش گزار کر گئی۔ روشانے کچھ پل تو اسے دیکھتی رہی اور پھر قہقہ لگا گئی۔

"آپ میرا مذاق اڑا رہی ہیں؟" اس کی ننھی پیشانی فوراً شکن آلود ہوئی.

"بالکل بھی نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر ہنس کیوں رہی ہیں؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا کم گھورا زیادہ تھا. روشانے اس کے بگڑتے تیور دیکھ کر اٹھ بیٹھی.

"وہ اس لیے کہ ابھی میں چھبیس ستائیس سال کی ہوں اور آپ کو کم سے کم بھی بیس سال لگ جائیں گے افسر بننے میں۔تب تک تو میں بوڑھی ہو چکی ہوں گی، سفید بال، جھکی کمر، آنکھوں پر موٹے شیشوں والی عینک اور ہاتھ میں لاٹھی۔"اس نے مسکراتے ہوئے اسے سمجھایا۔

"پھر تو آپ کو اور بھی کیئر کی ضرورت ہو گی نا۔بس میں نے سوچ لیا ہے کہ میں اپنا گھر لوں گی جس میں ہم دونوں رہیں گے اور۔۔۔۔۔"وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"اور کیا؟"اس کو ایک دم سے خاموش ہوتا دیکھ کر اس نے پوچھا.

"بس یہی۔"اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"کتنا کیوٹ ہے میرا بچہ۔" روشانے نے مسکراتے ہوئے بانہیں وا کیں تو وہ اٹھ کر اس کے گلے لگی۔

"لو یو میری سویٹ ڈول۔ پھپھو آپ سے بہت پیار کرتی ہیں۔" اس کے بالوں پر لب رکھتے ہوئے اس نے کہا.

"اور میں بھی۔" اس کے ساتھ لپٹے ہوئے اس نے کہا.

"بس ایک بار میں اپنا گھر لے لوں پھر ان میں سے کسی کو بھی وہاں نہیں لے کر جاؤں گی، بس میں اور پھپھو رہیں گے ان سب کو یہی چھوڑ جاؤں گی، مگر میں یہ بات پھپھو کو نہیں بتاؤں گی ایسے ہی پھر سمجھانے بیٹھ جاتی ہیں۔" وہ اس کے ساتھ لگی ٹیڑھے میڑھے منہ بناتی بہت آگے کی پلاننگ کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

"تمہارا ہاتھ اب کیسا ہے؟"

"میں ٹھیک ہوں ماما! مگر آپ کو روشی کو یوں تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔اتنی بڑی بات تو نہیں تھی جو آپ اتنا ریکٹ کر گئیں وہ ہرٹ ہوئی ہے۔ڈنر پر بھی خاموشی سے بیٹھی رہی ہے۔" رومیسہ نے ان کو بام لگاتے دیکھ کر کہا۔

"اس نے تمہارا ہاتھ جلایا ہے رومیسہ اور تم ابھی بھی اس کی حمایت کر رہی ہو۔" انہوں نے تیکھے لہجے میں کہا.

"پلیز ماما! کیوں بچوں کی طرح بی ہیو کر رہی ہیں آپ۔یہ بات آپ بھی اچھے سے جانتی ہیں کہ اس کی غلطی نہیں تھی اور میرا یہ زرا سا ہاتھ ہی تو جلا ہے،ایسی کون سی آفت آگئی تھی جو آپ نے سیدھا تھپڑ ہی دے مارا۔" وہ تھوڑا برہمی سے گویا ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"بس بس زیادہ میری ماں بننے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتی ہوں مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔تم مجھے مت سمجھاؤ۔" انہوں نے اسے جھڑکا۔

"پہلے آپ نے کہا کہ روشانے آپ کو اس لیے نہیں قبول کہ وہ گاؤں میں رہنے والی ان پڑھ جاہل ہو گی، ٹھیک ہے آپ کا عذر قابل غور بھی تھا اور قابل قبول بھی مگر یہاں آ کر تو وہ بھی نہیں رہا مگر آپ ابھی بھی اپنی اسی ضد پر قائم ہیں۔ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ بات وہ نہیں ہے جو آپ بتاتی ہیں۔ اس کو دیکھ کر جو غصہ آپ کی آنکھوں میں امڈ آتا ہے وہ کوئی اور ہی کہانی سناتا ہے۔" وہ انہیں دیکھتے ہوئے مسلسل بول رہی تھی. اس کے ہاتھ پر بام لگاتیں الفت بیگم کے ہاتھ تھمے۔

"شاید کچھ ایسا ہے جو ہم نہیں جانتے۔ ہے نا؟" انہیں خود کو دیکھتا پا کر رومیسہ نے کہا۔

"گڈ نائٹ۔" وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتیں اس کا ہاتھ چھوڑتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اگر اس نے آغا جان یا بھائی کو بتا دیا تو؟" اس کی بات پر کمرے سے نکلتیں الفت بیگم کے قدموں کو بریک لگی۔

"وہ نہیں بتائے گی۔" انہوں نے مڑ کر کہا.

"آپ کو کیسے پتہ؟" رومیسہ حیران ہوئی.

"وہ طاہرہ کا خون ہے اور مجھے یقین، طاہرہ کا خون اتنا ہلکا نہیں ہو سکتا۔" طاہرہ کے نام پر ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی ہلکی سی رمق ابھر کر غائب ہوئی۔

"واٹ!" رومیسہ نے حیرت سے انہیں دیکھا مگر وہ کچھ کہے بنا باہر نکل گئیں۔

"طاہرہ تو روشانے کی ماما ہیں تو کیا مطلب؟"

www.novelsclubb.com

"عجیب بات ہے ایک طرف اچھا نہیں سمجھتیں تو دوسری طرف اتنے مان سے بول رہی تھیں۔ اُف۔ پتہ نہیں کیا چل رہا ہے ان کے دماغ میں۔" وہ جھرجھری لے کر سیدھی ہوئی۔

"ہائے رومی! کیا ہوا؟ رمشاء بتا رہی تھی کہ تمہارا ہاتھ جل گیا ہے؟" غازان دستک دے کر اس کے کمرے میں آتے ہوئے بولا.

"ہاں بس ایسے ہی تھوڑی سی چائے گر گئی تھی۔" اس نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"اچھا ایک بات بتاؤ۔ یہ ماما نے روشا کو کیا کہا ہے؟" غازان نے اس کے سامنے کہنیوں کے بل لیٹتے ہوئے پوچھا.

"آپ کو کیسے پتہ چلا؟" رومیسہ نے جلدی سے پوچھا۔

"اس کا موڈ خراب تھا. میں نے پوچھا بھی تو بتایا نہیں تو سوچا تم سے پوچھ لیتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"بس تھوڑا سا جھڑکا تھا ماما نے۔"

"کیوں؟"

"کل مجھ سے اس کا ایک گاؤن پھٹ گیا تھا تو اس وجہ سے۔"

"تو کیا اس نے تمہیں ڈانٹا تھا جو ماما نے اسے جھڑک دیا۔" غازان نے پوچھا تو اس نے ساری بات اس کے گوش گزار کر دی۔

"کمال ہے! غلطی تم نے کی ہے اور ڈانٹ اسے دیا۔" اس نے تاسف سے سر جھٹکا۔

"اچھا بھائی ایک بات پوچھوں آپ سے؟" رومیسہ کے پوچھنے پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اگر آپ کو روشا اور ماما میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑا تو کس کا کریں گے یا پھر اگر آپ کو روشا نے کو ہی چھوڑنا پڑا تو کیا چھوڑ دیں گے؟" اس نے بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ غازان کو لگا جیسے اس کا دل مٹھی میں آ گیا ہو۔ اس کی آنکھوں میں اترتی سرخی اور سفید پڑتی رنگت دیکھتے ہوئے رومیسہ کو احساس ہوا کہ اسے یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ میں بس ایک امکانی بات پوچھ رہی ہوں۔" اس کو اٹھتے دیکھ کر اس نے جلدی سے کہا۔

"میرے لیے دونوں کو چھوڑنا ناممکن ہے رومی، اگر کبھی ایسی نوبت آئی بھی تو خود کو چھوڑنا میرے لیے بہترین انتخاب ہوگا۔" سرد و سپاٹ لہجے میں کہتا وہ اس کے پاس سے اٹھا اور لمبے ڈگ بھرتا اس کے کمرے سے نکل گیا۔ پیچھے وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ کر سکتے کی سی کیفیت میں آگئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

#تم_سے_لگن_لگی

www.novelsclubb.com

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_21

"تمہیں پتہ ہے، میں نے خالہ سے کہا ہے کہ اگر بیٹی ہوئی تو اس کا نام میں رکھوں گی۔"اس نے چہکتے ہوئے کہا۔

"طاہرہ میں تم سے بات کر رہی ہوں۔ سن تو لو۔"اس کے نور سپانس پر اس نے اس کے ہاتھ سے ڈائجسٹ کھینچا۔

"اُف کیا ہے بھئی؟ دو ناڈائجسٹ میں اتنی اچھی کہانی پڑھ رہی تھی۔"اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ سے لینا چاہا۔

"میری بات تو سنو۔ میں نے بے بی کا نام خالہ کو بتایا ہے اور انہیں بھی بہت پسند آیا ہے۔"

"ہاں جیسے تم کہو گی اور نگہت بھابھی رکھ لیں گی فالتو کی پلاننگ مت کرو الفت اور شرافت سے واپس کرو میرا ڈائجسٹ۔"اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسی لیے تو خالہ کے کان میں بات ڈالی ہے۔" اس نے اپنی پلاننگ پر خود کو داد دی۔

"تم اچھے سے جانتی ہو بھابھی کے سامنے خالہ کی کہاں چلتی ہے۔ خیر نام کیا سوچا ہے؟" اس نے اشتیاق سے پوچھا۔

"روشانے اور نک نیم روشے۔" اس نے گال پر انگلی رکھتے ہوئے مسکرا کر بتایا۔

"نام تو بہت اچھا ہے مگر نِک نیم روشے ہی کیوں؟ روشی یا روشا کیوں نہیں؟" طاہرہ اس کی ایکسائٹمنٹ پر مسکرائی۔

"نہیں ناں مجھے بہت پسند ہے روشے۔ کتنا کیوٹ لگتا ہے نا؟ روشے۔"

www.novelsclubb.com

"اور یہ بھی تم نے ڈائجسٹ میں کسی ہیروئن کا نام پڑھا ہوگا۔" طاہرہ نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

وہ کافی دیر سے کھڑکی میں کھڑی تھیں۔ کھڑکی کا ایک پٹ کھلا ہونے کی وجہ سے کمرے میں اچھی خاصی ٹھنڈ ہو چکی تھی۔ نومبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا اور سرِ شام ہی ٹھنڈ پڑنا شروع ہو جاتی تھی۔ اظہار صاحب بیڈ پر بیٹھے کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے اور گاہے بگاہے انہیں بھی دیکھ رہے تھے جو پچھلے آدھے گھنٹے سے وہاں کھڑی ماضی کے دھندلکوں میں گم تھیں۔

"کھڑکی بند کر دیں۔ ٹھنڈ لگ رہی ہے۔" اظہار صاحب نے انہیں مخاطب کیا۔

"میں آپ سے کچھ کہہ رہا ہوں بیگم۔" ان کو اسی پوزیشن میں کھڑا دیکھ کر انہوں نے دوبارہ کہا.

ان کے متوجہ نہ ہونے پر وہ کتاب رکھتے اٹھ کر ان کے پاس آئے اور آگے ہو کر نیچے دیکھا مگر سوائے اندھیرے کے کچھ نہ دکھائی دیا۔ انہوں نے بازو سے پکڑ کر ان کا رخ اپنی طرف موڑا تو ان کی آنکھوں میں اٹکے آنسو دیکھ کر چونکے۔

"کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہیں؟ سب خیریت ہے نا۔" انہوں نے متفکر لہجے میں پوچھا۔

"میں نے۔۔۔۔۔ میں نے اسے تھپڑ مارا ہے۔" وہ اپنا ہاتھ سامنے کرتے ہوئے بڑبڑائیں

"تھپڑ مارا ہے! کسے؟" وہ ان کی بڑبڑاہٹ سن کر حیران ہوئے

"مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اس کے۔۔۔۔۔۔ میں نے اس کے گال پر تھپڑ مارا ہے۔ کتنی بے یقینی تھی اس کی آنکھوں میں۔ میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں۔" دھیرے دھیرے ان کی بڑبڑاہٹ اونچی ہوتی جا رہی تھی۔ اظہار صاحب الجھن بھرے انداز میں انہیں دیکھ رہے تھے

"کیا بولے جا رہی ہیں۔؟" باوجود کوشش کے بھی جب کچھ پلے نہ پڑا تھا تو وہ جھنجھلا اٹھے

"میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں کسے تھپڑ مارا ہے؟ غازان کو یا رومیسہ کو؟" تنگ آ کر انہوں نے الفت بیگم کو جھنجھوڑا

"رو۔۔۔روشے کو۔" انہوں نے آہستگی سے کہا۔ کب سے آنکھ میں اٹکا آنسو بہہ کر گال تک جا پہنچا

www.novelsclubb.com

روشے کو؟"انہوں نے تعجب سے انہیں دیکھا۔اگلے ہی لمحے کسی خیال کے تحت وہ ٹھٹھکے

روشے مطلب روشانے کو؟"انہوں نے بھرپور حیرت سے پوچھا تو الفت بیگم نے آہستگی سے سر ہلا دیا۔اظہار صاحب نے بے اختیار ان کے بازو سے اپنا ہاتھ ہٹایا

"آپ کا دماغ ٹھیک ہے؟ جانتی بھی ہیں کیا کہہ رہی ہیں؟"وہ دبا دبا سا چلائے

www.novelsclubb.com

"میں ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی۔پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا۔جانے کیسے اچانک سے میرا ہاتھ اٹھ گیا۔میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔"وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے آہستگی سے بولیں

"آپ کا ارادہ کیا تھا کیا نہیں مگر آپ نے اسے تھپڑ مارا ہے الفت بیگم۔" وہ لفظوں پر زور دیتے ہوئے بولے۔

"اماں کو پتہ ہے اس بات کا؟"

"جی۔" الفت بیگم نے آنکھیں صاف کرتے ہوئے سر ہلایا۔

"تو انہوں نے آپ کو کچھ نہیں کہا؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ ان کے پاس سے اٹھ کر آرہے تھے اور انہوں نے تو ایسا کچھ نہیں بتایا تھا۔

"نہیں۔" الفت بیگم نے یک لفظی جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"غازان جانتا ہے؟"

"نہیں۔"اب کی بار بھی انہوں نے مختصر جواب دیا۔وہ چند لمحے انہیں دیکھتے رہے جو اضطراب کی سی کیفیت میں اپنے ہاتھ مسل رہی تھیں پھر گہری سانس لے کر سامنے رکھی کرسی پر جا بیٹھے۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آرہا کہ آپ کرنا کیا چاہ رہی ہیں؟وہ بچی آپ کے بیٹے کے بیوی اور اس کی خوشی ہے اور آپ اپنے دل میں اتنی نفرت پالے بیٹھی ہیں۔کیوں؟آج تو مجھے وجہ بتا ہی دیں۔"

"نفرت۔"وہ زیر لب بڑبڑائیں۔

"پلیز الفت!میری بات دھیان سے سنیں!ہمارا بیٹا ہم سے خاص طور پر آپ سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔اگر آپ اپنی ضد سے پیچھے نہ ہٹیں تو میں جانتا ہوں غازان پیچھے ہٹ جائے گا مگر میں یہ بات بھی جانتا ہوں کہ پھر آپ اپنا بیٹا کھو دیں گی۔میں

نہیں جانتا کہ آپ کو اس بچی سے آخر مسئلہ کیا ہے۔ کیوں آپ اس سے اتنی نفرت۔۔۔۔۔۔۔"

"نن۔۔۔۔ نہیں میں نفرت نہیں کرتی ہوں۔ میں بھلا اس سے کیوں نفرت کروں گی۔" الفت بیگم نے جلدی سے ان کی بات کاٹی۔

"تو پھر یہ سب کیا ہے؟ اس رشتے سے کیوں منع کر رہی ہیں اور کیوں بلاوجہ اسے ڈانٹتی ہیں؟"

"آپ نہیں سمجھیں گے۔" ان کے لہجے میں بے بسی در آئی۔

"اوکے فائن میں نہیں سمجھ سکتا مگر آپ خود کو تو سمجھا سکتی ہیں نا۔ آپ زرا ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ روشانے پڑھی لکھی انڈیپینڈنٹ، سمجھدار اور سلجھی ہوئی لڑکی ہے اور سب سے بڑھ کر غازان کی پسند ہے۔ سب کچھ ایک طرف کر کے آپ کے لیے یہی بات اہم ہونی چاہیئے کہ ہمارے بیٹے کی خوشی اس کے ساتھ رہنے میں ہے

اوراس میں اس کا قصور بھی نہیں ہے بیوی ہے وہ اس کی۔ نکاح ہم نے خود کروایا تھا وہ شرعاًاور قانوناًاس بات کا حق رکھتا ہے۔آپ، میں یا کوئی اوراس پر اعتراض نہیں کر سکتے۔خدارا سمجھیں اس بات کو۔"ان کو الجھا ہوا دیکھ کر اظہار صاحب نے نرمی سے سمجھانا چاہا۔

"میں کوشش کر تو رہی ہوں۔"

"اوراسی کوشش کے نتیجے میں آپ نے تھپڑ مار دیا۔"انہوں نے طنز کیا۔

"اس کے لیے میں شرمندہ ہوں۔"الفت بیگم نے جلدی سے کہا۔

"ہونا بھی چاہئیے مگر مجھ سے نہیں روشانے سے کیونکہ تکلیف آپ نے اسے پہنچائی ہے۔اس بچی کی خاموشی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہیں آپ۔"انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اس کی یہی خاموشی تو چبھ رہی ہے مجھے۔وہ طاہرہ کی طرح سب سن کر بھی خاموش کیوں ہو جاتی ہے؟پلٹ کر جواب کیوں نہیں دیتی؟"وہ زیر لب بڑبڑائیں۔اظہار صاحب ان کی بڑبڑاہٹ سن کر رکے۔بے اختیار ان کے زہن میں بے بے کی باتیں گونجیں جب روشانے ڈائیورس پیپر بنوا کر لائی تھی۔اس دن رات کو انہوں نے اظہار صاحب اور غازان کو پریشان دیکھ کر انہیں ان کے حال پر چھوڑنے کی تاکید کی تھی یہ کہہ کر کہ اگر ضمیر زندہ ہو تو خاموشی بہترین علاج ہوتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ الفت کا ضمیر ابھی زندہ ہے۔

"تو آپ نے خود احتسابی شروع کر دی ہے بیگم۔"وہ مسکراتے ہوئے بیڈ پر آئے اور لیمپ آف کرتے لیٹ گئے جب کہ الفت بیگم وہیں بیٹھی ایک بار پھر سوچوں میں گم ہو گئی تھیں۔

"آئی ایم سوری طاہرہ۔"وہ گہری سانس لیتیں تصور میں ان سے مخاطب ہوئیں اور اٹھ کر واش روم میں چلی گئیں۔

"آپ کو بے بے نے بلایا ہے۔" وہ جاگنگ کر کے لوٹا تو ماسی نے اسے پیغام دیا۔ وہ اپنے کمرے میں جانے کی بجائے ان کے پاس چلا آیا۔ بے بے جائے نماز پر بیٹھی تسبیح کر رہی تھیں اس کو دیکھ کر اٹھ کر بیڈ پر آئیں۔

"ادھر آ مجھے تجھ سے بات کرنی ہے۔" اس کو دیوار کے پاس رکھے صوفے پر بیٹھتے دیکھ انہوں نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھا۔

"خیریت اتنی صبح صبح بلایا ہے۔"

"شانو سے تیری بات ہوئی ہے۔" وہ اس کے نارمل تاثرات سے ہی سمجھ گئی تھیں کہ وہ لاعلم ہے۔

www.novelsclubb.com

"کہاں بے بے آپ کی پوتی منہ کہاں لگاتی ہے مجھے اور اگر وہ کسی نہ کسی طرح نارمل ہونے بھی لگتی ہے تو ماما کے ساتھ کھٹ پٹ ہو جاتی ہے اور وہ پھر سے روڈ بی بیہویر اپنا لیتی ہے۔"اس نے ٹھنڈی سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔

"شروع سے سنتے آئے ہیں کہ باہر کے لڑکے تیز ہوتے ہیں مگر تجھ سے تو ایک لڑکی نہیں سنبھالی جا رہی ہے۔" بے بے نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں یار۔وہ رات بھی رو رہی تھی۔مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا کروں ماما جانے کب اپنا رویہ بدلیں گی۔رومی بتا رہی تھی کہ ماما نے اسے ڈانٹا ہے۔"اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"صرف ڈانٹا ہی نہیں تیری ماں نے اسے تھپڑ بھی مارا ہے۔" بے بے نے آہستگی سے کہا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آر یو سیریس؟"اس نے آنکھیں پھاڑیں۔

"ہیں؟" بے بے نے حیرانگی سے پوچھا۔

"آپ مذاق کر رہی ہیں نا؟"

"لہ دس یہ کوئی مذاق ہے کرنے والا؟" بے بے نے اسے گھورا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا ہے ماما اس حد تک بھی جا سکتی ہیں." وہ ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ رات اس کی اتنی بے بسی اور آنسوؤں کی وجہ اسے اب سمجھ آئی تھی۔ کچھ سوچ کر وہ باہر کی طرف بڑھا۔

"کہاں جا رہا ہے؟" اس کو باہر جاتے دیکھ کر بے بے نے اسے پکارا۔

"آتا ہوں۔" اس نے رکے بغیر کہا۔

www.novelsclubb.com

"یہیں رک جا اور واپس آ۔ خبر دار جو تو نے ایک قدم بھی کمرے سے باہر نکالا۔" اس کو دروازے سے نکلتے دیکھ بے بے اونچی آواز میں بولیں۔

"مجھے ماما سے بات کرنی ہے۔ آتا ہوں." اس نے وہیں رک کر جواب دیا۔

"میں کہہ رہی ہوں ناواپس آ۔میری بات تجھے سمجھ نہیں آرہی ہے۔"اب کی بار انہوں نے سختی سے کہاتو وہ آہستہ آہستہ چلتاہواان کے پاس آیا۔

"بیٹھ جااتنی گرمی دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"آپ کب سے یہی کہہ رہی ہیں مگر کیاہوا؟بجائے بات سنبھلنے کے بگڑتی جارہی ہے۔معاملہ پہلے زبانی کلامی باتوں تک تھااب ہاتھ اٹھانے تک پہنچ گیاہےاور آپ معاملہ فہمی سے کام لے رہی ہیں۔"وہ جھنجھلایا۔

"نہ تجھے اتنی جلدی کس بات کی ہے؟بیوی تیری ہی ہے تھوڑاصبر رکھ.صبر کا پھل میٹھاہوتاہے ورنہ وہ مجھ سے زیادہ کسی کو پیاری نہیں ہوسکتی۔"بے بے نے جتاتے لہجے میں کہا۔

www.novelsclubb.com

"اگراتنی ہی پیاری ہے تو ماکوروکا کیوں نہیں؟کیوں بیٹھ کر تماشادیکھتی رہی ہیں؟"غازان نے دوبدوجواب دیا۔

"پیاری ہے اسی لیے خاموش ہوں ورنہ اتنی ہمت رکھتی ہوں تیری ماں کو روک سکوں مگر پتر بندے کے ضمیر سے بہتر اسے کوئی لعن طعن نہیں کر سکتا۔اگر میں اسے جھڑکتی تو وہ ضد پر آجاتی،اسے اور برا بھلا کہتی، مگر ہم میں سے کسی نے اسے نہیں روکا اور نہ ہی اسے ملامت کی ہے یہاں تک کہ شانو بھی بس اسے دیکھتی رہ گئی تو جانتے ہو کیا ہوا؟"

"کیا ہوا؟"اس نے حیرت سے پوچھا۔

"فوراً اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس نے غلط کیا ہے۔اس کو اتنی شدت سے احساس ہوا کہ وہ اسسے نظریں نہیں ملا پائی اور اس نے اس کو جھڑک کر وہاں سے بھیج دیا۔اس کے بعد وہ ہم سب کے سامنے نہیں آئی۔رات کے کھانے پر بھی وہ کچھ دیر بیٹھی اور اٹھ کر چلی گئی۔ابھی جب وہ ناشتے پر آئے گی تو دیکھنا ندامت صاف دکھائی دے گی تجھے۔" بات کے اختتام پر وہ مسکرائیں۔

"اور روشا؟"

"جانتی ہوں وہ دکھی ہے اور مجھ سے بدگمان بھی ہو گی مگر فی الوقت جیسا چل رہا ہے چلنے دے۔اسے بھی سمجھالوں گی۔"

"ایک بات بتائیں! یہ ماما روشا سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہیں؟" غازان نے کچھ سوچتے ہوئے ان سے پوچھا۔

"نفرت نہیں کرتی بس غصہ ہے اسے جواب دھیرے دھیرے جھنجھلاہٹ اور پچھتاوے میں بدل رہا ہے۔"

"غصہ کس بات کا؟ جہاں تک میں جانتا ہوں ہوش سنبھالنے کے بعد ہم لوگ پہلی بار پاکستان آئے ہیں۔" اس نے تعجب سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"بس پتر کچھ پرانے اختلافات اور رنجشیں ہیں جن کو وقت پر ختم کر دینا چاہیئے تھا مگر دونوں فریقوں میں سے کسی نے بھی قدم نہیں بڑھایا اور نتیجہ تیرے سامنے ہے۔" بے بے نے تاسف سے کہا۔

"مطلب؟" غازان نے نا سمجھی سے پوچھا تو بے بے اسے بتانے لگیں.

"میں جانتی ہوں الفت اب بھی طاہرہ سے اتنی ہی محبت کرتی ہے جتنی برسوں پہلے کرتی تھی۔ خاندان بھر میں دونوں کی دوستی اور محبت مشہور تھی۔ محبت تو اب بھی موجود ہے مگر اس پر وقت اور حالات کی دھول جم چکی ہے بس وہی صاف کرنے کی ضرورت ہے اور دھیرے دھیرے وہ بھی ہو رہی ہے اسی لیے کہہ رہی ہوں صبر اور حوصلے سے کام لے سب ٹھیک ہو جائے گا۔" بے بے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب؟" غازان نے سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب بس تُو ایک آخری جھٹکا لگا اپنی ماں کو اور وہ اتنا بڑا ہو کہ وہ خود تیرے کان پکڑ کر تیری رخصتی کروائے۔" بے بے نے کہا تو غازان انہیں دیکھ کر رہ گیا۔

"ایسے کیا دیکھ رہا ہے؟" اس کو اپنی جانب دیکھتا پا کر انہوں نے پوچھا۔

"دیکھ نہیں سوچ رہا ہوں کہ اپنے وقت کی بہت بڑی پلانر لگتی ہیں. میں آج تک جان ہی نہیں پایا۔" اس نے شرارت سے کہا۔

"نہیں تیرا نکاح تو میں نے شغل میں کروایا تھا۔" انہوں نے خفگی سے کہا.

"کاش میرے حوالے سے بھی کوئی پلاننگ کر لیتیں تو آج یہ دن تو نہ دیکھنے پڑتے ۔" اس نے منہ بنایا۔

www.novelsclubb.com

"نکاح تو کر دیا تھا اب کیا رخصتی بھی ساتھ ہی کر دیتی۔" بے بے نے اسے لتاڑا تو وہ ہنستے ہوئے اٹھا۔

"اب جا کر ماں یا بیوی سے کوئی بات نہ کرنا۔ جو بھی کرنا ہوا میں خود کر لوں گی۔"

اسے باہر کی جانب جاتے دیکھ کر انہوں نے کہا تو اس نے سر ہلا دیا۔

"جبران ماموں آپ کو ایک بار تو پاکستان آنا ہی پڑے گا۔" وہ سوچتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_22

www.novelsclubb.com

"اماں میں واپس لندن جا رہا ہوں۔" ناشتہ کرتے اظہار صاحب نے اطلاع دی۔

"کیوں خیریت؟" انہوں نے پوچھا۔

"دراصل میں ہسپتال سے ایک ماہ کی چھٹی لے کر آیا تھااور اب تو آٹھ دن اوپر ہو گئے ہیں تو کل مجھے کال آئی تھی اس لیے جانا پڑے گا۔"

"مگر ڈیڈ ہماری اس سلسلے میں بات ہوئی تو تھی اور ہم نے یہی طے کیا تھا کہ ہم لوگ واپس نہیں جائیں گے تو پھر؟" غازان نے حیرت سے پوچھا کہ وہ حامی بھر چکے تھے تواب یہ واپس جانے کی بات اس کو حیرت میں ڈال گئی تھی۔آغا جان بھی اپنا ناشتہ چھوڑ کر اب انہیں گھور رہے تھے۔ان کو اپنی جانب ایسے گھورتا دیکھ وہ کچھ گڑ بڑا گئے اور گلا کھنکار کر دوبارہ گویا ہوئے۔

"آپ لوگ مجھے ایسے مت دیکھیں۔میں وہاں صرف چند دن کے لیے ہی جا رہا ہوں۔ریزائن وغیرہ اور کچھ اور معاملات ہیں جو مجھے دیکھنے ہیں۔آپ سب فکر مت کریں میں جلد ہی واپس آجاؤں گا۔" ان سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر انہوں نے وضاحت دی۔

"کب تک آئے گا؟" بے بے نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ آٹھ دس دن تک۔"

"جو مرضی آئے کرو تم لوگ ہماری کون سنتا ہے۔روشانے کہاں ہے؟اور حریم بھی ناشتے پر نہیں آئی؟" آغا جان نے ناراضگی سے اظہار صاحب کو دیکھتے ہوئے بے بے سے پوچھا۔ان کے پوچھنے پر جہاں بے بے گڑبڑائیں وہیں الفت بیگم نے بھی چونک کر اس کی کرسی کو دیکھا جو آج خالی تھی۔

"دونوں سو رہی ہیں۔آج شاید اس نے کام پر نہیں جانا اور آپ کو پتہ تو ہے شانو جب چھٹی کرتی ہے تو حریم بھی سکول نہیں جاتی۔آپ ناشتہ کریں وہ جب اٹھیں گی تو کر لیں گی۔" بے بے نے انہیں ٹالا۔

"السلام و علیکم اینڈ گڈ مارننگ!" حریم ان کے پاس آتے ہوئے بولی. سب نے مڑ کر اسے دیکھا جس کے ہاتھ اور چہرے کے ساتھ ساتھ فراک بھی بھیگا ہوا تھا۔اس

نے شاید خود اپنا منہ دھویا تھا اسی لیے کپڑے بھی گیلے کیے ہوئے تھے۔بے بے نے جلدی سے سیڑھیوں کی طرف نگاہ دوڑا کر روشانے کو ڈھونڈنا چاہا کہ اس کا کچھ پتہ نہیں تھا کہ کب آغا جان کے سامنے منہ کھول دیتی مگر اسے نہ پا کر اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا.

"وعلیکم السلام۔تیری پھپھی کدھر ہے۔ادھر آمیرے پاس۔"

"وہ سو رہی ہیں مجھے ناشتہ دیں۔"

جب کسی کو میری پھپھو کی پرواہ نہیں ہے تو میں کیوں کروں؟وہ منہ بگاڑ کر سوچتی ان کے پاس جانے کی بجائے اپنی چیئر پر بیٹھی۔

"میں خود کر سکتی ہوں۔"تارا کو نوالہ بنا کر اپنی طرف بڑھاتے دیکھ کر اس نے تیکھے لہجے میں کہا اور پلیٹ کھینچ کر اپنے سامنے رکھ کر خود کھانے لگی۔بے بے نے تارا کو

سر کے اشارے سے پیچھے ہونے کا کہا کہ اس کا بھروسہ نہیں تھا کہ کونسی بات بری لگ جاتی اور وہ پھٹ پڑتی۔

"کیا بات ہے میری پتری کا موڈ کیوں خراب ہے؟" آغا جان نے اس کے ماتھے کے بل دیکھتے ہوئے پیار سے پوچھا.

"آپ کو اس سے کیا؟" اس نے خفگی سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"لو بھلا مجھے کیوں نہیں۔ بتاؤ میرے بچے کو کیا شکایت ہے مجھ سے۔" وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اٹھے اور اس کے پاس آکر رکے۔

"ایسے ہی موڈ خراب ہے آپ جاؤ میں دیکھ لیتی ہوں۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی بے بے جلدی سے بول اٹھیں ساتھ ہی حریم کو ایک تگڑی سی گھوری سے بھی نوازہ۔

"پتر! بتاؤ تو سہی کیا ہوا ہے؟"اس کو منہ بنا کر سر جھکاتے دیکھ کر انہوں نے دوبارہ پوچھا۔

"کچھ نہیں۔"اس نے آہستگی سے کہا.

"ارے! میں نے کہا نا میں دیکھ لیتی ہوں آپ جاؤ۔"بے بے نے جلدی سے کہا۔ الفت بیگم سر جھکائے ناشتہ کرنے میں مصروف تھیں جب کہ باقی سب سانس روکے اس دو فٹ کے فتنے کو دیکھ رہے تھے جو اگر اپنا منہ کھول دیتا تو اچھا خاصا ہنگامہ برپا ہو جاتا۔

"اس کی شکایت دور کر دیجئے گا۔یہ ہمارا سب سے پیارا بچہ ہے اور اس کو ناراض نہیں رکھ سکتے ہم۔"وہ محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے کمرے میں چلے گئے۔

"جا زرا اس کی پھپھی کو لے کر آ۔اس کو اکیلا چھوڑ کر خود نیندیں پوری کر رہی ہے۔"بے بے نے اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھتے ہوئے تارا سے کہا.

"وہ سو رہی ہیں ان کے کمرے میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود اٹھالوں گی۔ آپ اپنا کام کریں۔" اس سے پہلے تارا اوپر جاتی حریم نے کہا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھتی کچن میں چلی گئی۔ حریم آہستہ آہستہ اپنا ناشتہ کرنے لگی۔ ہمیشہ اسے روشانے ناشتہ کرواتی تھی یا پھر تارا یا ماسی میں سے کوئی۔ بہت کم ہی وہ خود کھانا کھاتی تھی اس لیے آج اسے خاصی دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا مگر ناراضگی جتانا بھی زیادہ ضروری تھا اس لیے خود ہی لگی رہی۔ پہلے جو کپڑے صرف پانی سے بھیگے ہوئے تھے اب ان پر گھی اور دہی کے بھی جا بجا داغ پڑ چکے تھے۔

"ناشتہ کیا نہیں جاتا اور بڑی بڑی باتیں اس سے جتنی مرضی کروالو۔" بے بے اس کے ہاتھ، منہ اور اس کے سامنے میز پر بکھرے پھیلاوے کو دیکھتے ہوئے بڑبڑائیں۔

"میری پھپھو کی بیڈ ٹی دیں۔" نیپکن سے ہاتھ اور منہ صاف کرتے ہوئے وہ کرسی سے نیچے اتری.

"لائی کڑیئے، دے اس کی پھپھی کا جو مانگ رہی ہے۔" بے بے نے باورچی خانے میں تارا کو اشارہ کیا۔ انداز ایسا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے اس کو غائب کرو۔ آغا جان ابھی گھر میں ہی تھے اور جب تک وہ کمرے میں اور یہ باہر تھی ان کی جان سولی پر لٹکی رہتی۔

"میں لے جاتی ہوں۔ گرم ہے تمہارا ہاتھ نہ جل جائے۔" تارا نے اس کو ہاتھ بڑھاتا دیکھ کر کہا.

"رہنے دیں میں خود لے جاؤں گی۔ ضرورت نہیں ہے کسی کی۔ اپنی جھوٹی محبت اپنے پاس رکھیں۔" اس نے ایڑیاں اٹھا کر اس کے ہاتھ سے مگ تقریباً جھپٹا۔ آدھا مگ ہونے کی وجہ سے چائے چھلکنے سے بچت ہو گئی تھی۔

"حریم بیٹا کس طرح سے بات کر رہی ہو؟ بڑی ہیں تم سے۔ بد تمیزی نہیں کرو۔" فردوس چچی نے تارا کا پھیکا پڑتا رنگ دیکھتے ہوئے اسے ٹوکا.

"اچھا میں بد تمیزی کر رہی ہوں اور جب رومی پھپھو کی ماما میری پھپھو کو ڈانٹتی ہیں تب تو کوئی انہیں کچھ نہیں کہتا۔ کل جب انہوں نے میری پھپھو کو تھپڑ مارا تب بھی کسی نے انہیں کچھ نہیں کہا اور میری تھوڑی سی بات آپ کو بد تمیزی لگ رہی ہے." وہ کمر پر ہاتھ رکھے ماتھے پر بل سجائے ان کو لاجواب کر چکی تھی۔ بے بے نے جلدی سے مڑ کر اپنے کمرے کی طرف دیکھا مبادا آغا جان نہ سن لیں۔ حریم کی بات پر غازان نے بے ساختہ الفت بیگم کو دیکھا جو اس کو شکوہ کناں نظروں سے خود کو دیکھتا پا کر سر جھکا گئیں۔

"حریم۔" بے بے نے اسے آنکھیں دکھائیں.

"کیا حریم؟ میں جھوٹ بول رہی ہوں؟ آپ کو پتہ ہے رات پھپھو آپ سب کی وجہ سے روتی رہی ہیں اور اتنا زیادہ روتی رہی ہیں کہ میں بتا نہیں سکتی مگر آپ سب کو کیا فکر۔ آپ کون سا ان سے پیار کرتے ہیں۔" اس کی بات پر سب نے بے اختیار

اسے دیکھا۔بے بے جو غصے سے اسے گھور رہی تھیں ان کے تاثرات یکسر بدلے۔

انہوں نے الفت بیگم کو دیکھتے ہوئے تاسف سے سر جھٹکا

"کیا مطلب روشی روتی رہی ہے؟کیوں؟"فردوس چچی بے اختیار اٹھ کر اس کے پاس آئیں.

"جیسے آپ کو پتہ نہیں ہے نا۔"اس نے الفت بیگم کو جتاتی نظروں سے دیکھا اور واپس جانے کو پلٹی۔

"لاؤ بیٹا میں لے جاتی ہوں۔"رمشا نے آگے بڑھ کر اس سے مگ لینا چاہا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔میں خود ہی لے جاؤں گی۔اپنی پھپھو کا خیال میں رکھ سکتی ہوں۔آپ سب ایک جیسے ہو۔"وہ بڑبڑاتے ہوئے مگ کو دونوں ہاتھوں میں تھامے اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا ماما۔" غازان افسوس سے کہتا اٹھ گیا۔ خود کو اتنے لوگوں کی نظروں کے حصار میں پا کر الفت بیگم گویا اپنی نظریں اٹھانا ہی بھول گئی تھیں۔

وہ کمرے میں آئی تو روشانے فون پر اپنی سیکرٹری سے بات کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے تم سٹور چلی جاؤ۔ آج میں نہیں جاؤں گی تو ہو سکتا ہے غازان بھی نہ آئے تو تم سنبھال لینا۔ ویسے مجھے یاد نہیں تھا کہ تمہاری آج سے چھٹی ختم ہو رہی ہے۔" وہ حریم کے ہاتھ میں اپنے لیے چائے دیکھ کر خوشگواریت سے مسکراتے ہوئے بولی

"آج تو مشکل ہو گی ویسے مجھے شہر آنا تو ہے مگر ہو سکتا ہے سٹور کا چکر نہ لگا سکوں۔" بسمہ نے اس کے سٹور پر آنے کے متعلق پوچھا تو اس نے جواب دیا

"اوکے خدا حافظ پھر بات ہو گی۔ اپنا خیال رکھنا۔" حریم کو منتظر پا کر اس نے فون رکھا اور اس کی جانب متوجہ ہوئی

"گڈ مارننگ پھپھو۔" حریم اس کو فارغ دیکھ کر چہکی۔

"گڈ مارننگ۔" وہ موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اٹھی۔

"آپ کی بیڈ ٹی۔" اس نے مگ اس کی طرف بڑھایا۔

"ارے واہ! مگر تم کیوں لے آئی۔ تارا یا ماسی سے کہتی وہ دے جاتیں۔" اس کے ہاتھ سے چائے لیتے ہوئے وہ مسکرائی۔

"یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟" اس کے کپڑوں کا حشر دیکھتے ہوئے اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"میں نے خود ناشتہ کیا ہے۔" اس نے فخر سے اطلاع دی۔

www.novelsclubb.com

"یا اللہ حریم! کیا کرتی ہو؟ ایسے ناشتہ کون کرتا ہے؟" روشانے نے اپنا ماتھا پیٹا۔

"پہلی بار میں ایسا ہی ہوتا ہے۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔ وہ مگ رکھتی الماری سے اس کے کپڑے نکال کر اسے لیے واش روم میں آئی اور اسے چینج کروانے لگی۔

"ایک ہی گھنٹے میں تم دوسری بار چینج کر چکی ہو۔اب خیال کرنا۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑے باہر نکلتے ہوئے بولی اور تولیے سے اپنے ہاتھ منہ پونچھتے ہوئے چائے اٹھا کر باہر کی طرف بڑھی کہ حریم بھاگتی ہوئی اس کے سامنے آئی.

"کیا؟" اس کو اپنا راستہ روکے کھڑا دیکھ کر اس نے پوچھا.

"مجھے اٹھائیں۔" اس نے اپنی باہیں پھیلائیں.

"اوکے جناب!" اس نے مگ دیوار کے پاس رکھی میز پر رکھا اور جھک کر اسے اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے چائے کا مگ اٹھاتی باہر نکل گئی۔

"تمہارے چکر میں میری چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے۔" سیڑھیاں اترتی چائے کا گھونٹ لیتی وہ اسے لیے باورچی خانے میں آئی۔

"ہاں تو کس نے کہا تھا مجھے چینج کروائیں پہلے چائے پی لیتیں۔" اس نے فوراً جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"تواب آپ یہاں بیٹھو میں چائے گرم کرلوں۔"روشانے نے اسے گود سے اتارنا چاہا۔ان دونوں کو وہاں دیکھ کرتاراان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"لاؤ میں کردیتی ہوں۔"کچھ دیر پہلے حریم کی بات سن کر کہ وہ روتی رہی ہے اسے شدت سے احساس ہوا تھا کہ وہ اس کے ساتھ زیادتی کر گئی ہے اس میں اس کی تو غلطی نہیں تھی۔

"نہیں میں نے نہیں نیچے اترنا۔"حریم نے نفی میں سر ہلایا.

"اچھا بھئی میں ایسے ہی کرلیتی ہوں۔"وہ تارا کو نظر انداز کرتی پین چولہے پر رکھ کر اس میں چائے انڈیل کر آگ جلانے لگی.

"میں نئی بنادیتی ہوں۔"تارا نے اس کی طرف سے نولفٹ دیکھ کر کہا.

"تم آج سکول نہیں گئی؟"ایک نظر اس پر ڈالتے ہوئے اس نے حریم کو مخاطب کیا۔

"میں نے سوچا آپ نہیں جائیں گی تو میں بھی چھٹی کر لیتی ہوں۔"اس نے کھلکھلاتے ہوئے جواب دیا۔چائے ابلنے لگی تھی۔

"رات کوئی بڑے پلان کر رہا تھا کہ اب سے ڈیلی سکول جایا کروں گی اور اچھے سے پڑھائی کرنی ہے۔اب پتہ نہیں وہ کون تھا۔"روشانے سوچنے کی ایکٹینگ کرتے ہوئے چائے مگ میں انڈیلنے لگی

"روشی سنو! آئی ایم سوری۔"اس کو باہر نکلتا دیکھ کر تارا جلدی سے بولی مگر وہ جواب دیئے بنا باہر نکل گئی۔

کیا ضرورت تھی اتنی بکواس کرنے کی۔"اس نے خود کو کوسا

www.novelsclubb.com

"ہم کہیں باہر گھومنے چلیں؟"

"مثلاً!"روشانے اسے اٹھائے لان میں واک کرتے ہوئے چائے بھی پی رہی تھی

"کہیں بہت دور۔ جہاں بس میں اور آپ ہوں اور ڈھیر سارا انجوائے کریں۔" اس نے آنکھیں گھمائیں

"اور سکول کون جائے گا؟"

"چلی جاؤں گی۔ سکول کون سا بھاگا جا رہا ہے۔" حریم نے بے زاری سے کہا

"نالائق سٹوڈنٹ۔" روشانے نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا

"لو یو پھپھو۔" اس کی گردن میں منہ چھپاتے ہوئے اس نے بات بدلی

"گندہ بچہ۔" روشانے اس کی حرکت پر ہنستے ہوئے واپس مڑ کر مگ لان میں رکھی کرسی پر رکھ کر دوبارہ سے ٹہلنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"کیا میں بھی آسکتی ہوں۔" رومیسہ نے ہال کے دروازے میں کھڑے ہو کر پوچھا اور اس کے جواب کا انتظار کیے بنا اس کے ساتھ چلنے لگی

"ناراض ہیں مجھ سے؟" اس کو خاموشی دیکھ کر اس نے پوچھا

"آئی نو ماما نے زیادتی کی ہے۔ تمہاری غلطی نہیں تھی۔ان کی طرف سے میں معافی مانگتی ہوں۔ پلیز تم ان کی باتوں کو دل پر مت لینا وہ دل کی بری نہیں ہیں اور نہ ہی وہ کسی سے اتنا روڈ بی ہیو کرتی ہیں۔ پتہ نہیں ان کا تمہارے ساتھ اتنا سخت رویہ کیوں ہے۔"

"پلیز رومی ! اگر تمہارا مجھ سے بات چیت کرنا تائی جان کو نہیں اچھا لگتا تو مت کیا کرو۔ میں کسی دن بد تمیزی کر جاؤں گی جس کا بعد میں مجھے بھی افسوس ہو گا۔ سو پلیز تم خیال رکھا کرو۔اب جاو یہاں سے اگر انہوں نے دیکھ لیا تو تمہیں تو کچھ نہیں کہیں گی مگر مجھے ضرور باتیں سنائیں گی۔"اس نے سپاٹ لہجے میں کہا

"تم ماما کی وجہ سے مجھ سے تو ناراض نہ ہو"رومیسہ نے لجاجت سے کہا

"اوکے ! میں ہی چلی جاتی ہوں۔"اس کو وہیں موجود دیکھ کر وہ اندر چلی گئی

"یار روشی سنو تو سہی میری کیا۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ بولتی ہوئی اس کے پیچھے آ رہی تھی کہ ہال میں موجود الفت بیگم کو دیکھ کر اس کے قدموں اور زبان کو بریک لگی

"کیا ہوا؟"انہوں نے روشانے کو کمرے میں جاتا اور رومیسہ کو اچانک خاموش ہوتے دیکھ کر پوچھا

"کچھ نہیں۔"وہ ناراضگی سے کہتی واپس پلٹ گئی۔الفت بیگم وہیں کھڑی کبھی سیڑھیوں کی طرف دیکھتی جہاں روشانے جا رہی تھی اور کبھی بیرونی دروازے کو جہاں سے رومیسہ نکلی تھی

---

www.novelsclubb.com

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_23

"جی اماں آپ نے بلایا؟" فردوس چچی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا.

"ہاں ادھر آ زرا۔ میں سوچ رہی تھی کہ تُو شہر کا چکر لگا لے اور ساتھ ہی رومی کے لیے زیور بننے کے لیے دے آ اور شانو سے کہہ کر کچھ کپڑے بھی منگوا لے۔ رومی کو دکھا لینا جو اسے اچھا لگے وہ رکھ لینا یا پھر ایک کام کرا اسے شانو کے ساتھ ہی بھیج دے۔ اسے جو اچھا لگے گا خود ہی لے لے گی۔"

"لیکن اماں اظہار بھائی کی تو شام کی فلائیٹ ہے نہ؟"

"تو میں کون سا کل رسم رکھنے کا کہہ رہی ہوں. سو کام ہوتے ہیں ابھی سے شروع کرے گی تو ہی نبٹیں گے اور کرنے بھی تُو نے اکیلی نے ہیں۔ رمشاء کالج چلی جاتی ہے، شانو اپنے کام پر اور الفت کو بھی اپنی تیاریاں کرنی ہیں لہذا تُو ابھی سے لگ جا کام پر۔" بے بے نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں چکر لگاتی ہوں شہر کا، مگر اماں مجھے روشی کچھ خفا خفا سی لگتی ہے ۔"فردوس چچی جو صبح سے اس کا موڈ دیکھ رہی تھیں اس کے تناظر میں بے بے کے سامنے اپنے خدشے کا اظہار کر گئیں۔

"جانتی ہوں وہ ناراض ہے ہم سے مگر اس وقت حالات کا تقاضا یہی ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے۔"

"اماں اب ایسی بھی کیا مصلحت؟ بھابھی پہلے محض کڑوی کسیلی باتیں سناتی تھیں مگر اب ہاتھ بھی اٹھا دیا۔سچ کہوں تو مجھے ان کی یہ حرکت زرا نہیں بھائی۔ایسے بھی کون کرتا ہے۔اتنے سالوں پرانی بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنائے ہوئے ہیں۔میں سوچ رہی ہوں میں ایک بار بات کروں ان سے۔"انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہر گز نہیں! میں جب کہہ رہی ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا تو تم سب کو سمجھ کیوں نہیں آرہی ہے۔پتہ نہیں آج کل کی نسل کو کیا ہو گیا ہے معاملہ فہمی سے تو کام لینا

سیکھا ہی نہیں ہے، جلد بازی میں چاہے جتنا بڑا نقصان کر لیں مگر صبر نہیں کرنا۔" بے بے نے سختی سے کہا.

"اماں آپ شاید دیکھ نہیں رہی ہیں، وہ دو تین دن سے خود کو ہم سب سے الگ کیے ہوئے ہے۔ دور ہوتی جا رہی ہے ہم سے۔ کام کے علاوہ کوئی بات کرو تو ہوں ہاں کر کے چپ ہو جاتی ہے۔ آپ کیوں نہیں سمجھ رہی ہیں۔ وہ آپ سے، مجھ سے، ہم سب سے بدگمان ہو رہی ہے۔" فردوس چچی نے افسوس سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سب دیکھ اور سمجھ رہی ہوں مگر تم یہ نہیں سمجھ رہی ہو کہ اس وقت کچھ بھی کہنے سے بات کتنی خراب ہو سکتی ہے۔ الفت کو ضد دلانا مطلب یہ رشتہ ختم کرنا چاہے غازی یہ رشتہ رکھنے میں جتنا بھی سنجیدہ ہے مگر وہ اس کی ماں ہے فردوس۔ اپنی بات منوانے کے لیے ماؤں کے پاس سو ڈھنگ ہوتے ہیں۔ وہ کب تک اس کی

بات نہیں مانے گا؟تم لوگ مجھے مت پڑھاؤ۔اپنا کام کرو اس معاملے کو میں خود دیکھ لوں گی۔"بے بے نے حتمی لہجے میں کہا۔

"اماں روشی کیا سوچے گی؟اسے تو نہیں پتہ نہ کہ آپ کیا کر رہی ہیں اور کیوں کر رہی ہیں۔"روشانے جو فردوس چچی کو ابصار صاحب کا پیغام دینے آئی تھی اپنا نام سن کر ٹھٹھک کر رکی۔

"نہ تُو مجھے یہ بتا کہ کیا تُو رمشا کو نہیں تھپڑ لگا لیتی؟سعد کو جھڑک نہیں لیتی؟اگر الفت نے اسے تھپڑ لگا بھی دیا ہے تو کون سی قیامت آگئی ہے؟کیوں اتنا ہوا بنا لیا ہے اس بات کو؟ایک تھپڑ ہی مارا ہے نا،دیکھ فردوس تیرا اب اس سے بڑا نازک رشتہ بننے جا رہا ہے۔تیری ہونے والی بہو کی ماں ہے۔اگر ابھی سے ہی کھٹ پٹ شروع ہو گئی تو ساری زندگی کیسے نبھے گی؟اس لیے یہ آلتو فالتو کے خیالات۔۔۔۔۔۔"

بولتے ہوئے ان کی نظر دروازے کی طرف گئی جہاں دروازے کے بیچوں بیچ روشانے کھڑی تھی۔اس کے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ اس نے آدھی بات سنی

ہے اور آدھی بات ہمیشہ بدگمانی کا باعث بنتی ہے۔ان کو خاموش ہوتا دیکھ کر الفت چچی نے پلٹ کر دیکھا تو اسے دیکھ کر جلدی سے اٹھیں۔

"آؤ بیٹا ہم ابھی تمہارے بارے میں ہی بات کر رہے تھے۔" وہ مسکراتی ہوئی اس کی طرف بڑھیں۔

"جی میں نے سن لیا ہے۔ خیر چاچو کی کال آئی تھی۔ پانچ لوگوں کے کھانے کا کہہ رہے ہیں اور یہ بھی کہ کھانا آپ خود بنائیے گا۔" وہ بے تاثر انداز میں کہتی ایک سپاٹ نگاہ بے بے پر ڈالتی کمرے سے نکل گئی۔

"دیکھا آپ نے ابھی تک ناراض ہے۔" فردوس چچی نے بے بے کو جتاتی نظروں سے دیکھا.

www.novelsclubb.com

"اور ابھی آدھی بات سن کر مزید ناراض ہو گئی ہے۔" بے بے نے مسکراتے ہوئے کہا۔فردوس چچی نفی میں سر ہلاتی باورچی خانے میں چلی آئیں۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آرہا ہانیہ میں کیا کروں۔ماما کو کیسے سمجھاؤں؟اتنی پرانی بات کو لے کر وہ ضد کیے بیٹھی ہیں۔"غازان نے پریشانی سے کہتے ہوئے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی مگر اچانک ہی کسی خیال کے تحت اس کی آنکھیں چمکیں۔

"جبران ماموں۔۔۔۔۔ہاں جبران ماموں۔یہ سب انہی کی وجہ سے ہوا تو وہی اب ٹھیک بھی کریں گے۔"اس نے جیب سے موبائل نکالتے ہوئے ان کا نمبر ڈائل کیا.

"مجھے بھی یہی لگتا ہے ورنہ تو یہ بات بڑھتی ہی جارہی ہے اور کسی دن ایسے ہی ختم ہو جائے گی۔"ہانیہ بھی متفکر سی بیٹھی تھی.

"غازان بات کر رہا ہوں ماموں۔"دوسری جانب سے فون رسیو ہونے پر اس نے کہا۔

"خیریت! یہ اتنا منہ لٹکا کر کیوں بول رہے ہو؟"اس کے بُجھے بُجھے انداز پر انہوں نے پوچھا۔

"بیس پچیس سال پہلے جو آپ نے لوسٹوری شروع کی تھی نا اور پھر اسے ادھورا چھوڑ کر ملک سے فرار ہو گئے تھے اس کی باقیات ابھی بھی موجود ہیں۔اس سے پہلے کہ آپ کی طرح میں بھی اپنی آنے والی نسل کے لیے ایسی کسی رکاوٹ کا باعث بنوں، آپ پہلی فرصت میں پاکستان تشریف لائیں اور اپنی ماں جائی کو سمجھائیں۔ میرا لٹکا منہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔"اس نے جل کر کہا۔

"یار ماموں اب آپ اسی کی دہائی کے فلمی ہیروز کی طرح ماضی میں مت کھو جایئے گا۔میرا حال شدید خطرے کی زد میں ہے۔"ان کی جانب سے گہری خاموشی پا کر غازان نے جھنجھلا کر کہا۔

"تمہیں کیسے پتہ؟"انہوں نے حیرانگی سے پوچھا۔

"میں سب جانتا ہوں۔ پلیز بس آپ ایک بار پاکستان آجائیں۔ مجھے آپ کی سخت ضرورت ہے۔"

"ہوا ہے کیا ہے کچھ بتاؤ گے ؟" انہوں نے فکر مندی سے پوچھا تو وہ انہیں بتانے لگا۔

"تم پریشان نہ ہو میں آپا سے بات کرتا ہوں۔"

"نہیں بات کرنے سے کچھ نہیں ہو گا آپ کو یہاں آنا پڑے گا۔" غازان نے جلدی سے کہا۔

"وہاں آنا تو ممکن نہیں ہے میں۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"اسی منتھ رومی کی منگنی کی تقریب ہے، آپ اس میں شرکت کر رہے ہیں اور یہ میں فائنل کر چکا ہوں۔" اس نے حتمی انداز میں بات ختم کی۔

"مگر بیٹا ایسے کیسے !"

"میں انتظار کروں گا۔خدا حافظ "اس نے کہتے ہوئے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔

"کیا کہہ رہے تھے؟آرہے ہیں؟"فون بند ہونے کے بعد ہانیہ نے پوچھا۔

"نہ آئے تو میں خود جا کر لے آؤں گا یہ مسئلہ اب حل ہو ہی جانا چاہیے۔"وہ بولتا ہوا اٹھ گیا۔

شام ڈھلے وہ گھر واپس آیا تو کمرے میں چلا آیا۔موڈ خراب ہونے کی وجہ سے وہ کھانے پر بھی نہیں گیا تھا۔رومیسہ اس کا موڈ دیکھتے ہوئے کھانا اس کے کمرے میں دے گئی تھی۔روشانے سے اس دن کے بعد اس کا سامنا نہیں ہوا تھا اور جب سے اسے الفت بیگم کے ہاتھ اٹھانے کا پتا چلا تھا وہ خود ہی اس سے کنی کترا رہا تھا۔جہاں وہ ہوتی نامحسوس انداز میں وہاں سے غائب ہو جاتا۔سٹور بھی نہیں جا رہا تھا۔اس دن کی اس کی تکلیف اور بے بسی کو سوچتا تو ندامت میں گھر جاتا۔رہ رہ کر اس کے

جملے اس کے کانوں میں گونجتے تھے۔احساس شرمندگی اتنا تھا کہ وہ اس سے یوں بھاگتا پھر رہا تھا کہ اب تو اسے دیکھے بھی دو تین دن گزر گئے تھے۔ابھی وہ بیڈ پر بیٹھا اسی کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا کہ اس کا فون بجنے لگا۔سعد کا نمبر دیکھتے ہوئے اس نے کال اٹھائی تو اس نے اسے نیچے آنے کو کہا۔وہ کمرے سے نکلا تو سامنے سے روشانے آتی دکھائی دی۔وہ اپنے کمرے کی طرف ہی آرہی تھی۔اس کو سامنے سے آتا دیکھ کر وہ واپس پلٹ جانا چاہتا تھا مگر قدم ساتھ نہیں دے رہے تھے۔دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کے خود تک پہنچنے سے پہلے پہلے کہیں غائب ہو جائے مگر قدم تھے کہ اٹھنے سے انکاری ہو چکے تھے۔وہ لمحہ بالمحہ اس کے قریب آرہی تھی اور وہ ساکت سا کھڑا تھا جیسے کوئی پتھر کا مجسمہ ہو۔جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچی اس کی نگاہیں جھک گئیں۔اس کے پاس سے گزر وہ رکی اور گردن موڑ کر اسے دیکھا جو دوسری جانب منہ کیے کھڑا تھا۔اس کی آنکھوں میں ڈھیروں حیرت در آئی۔

www.novelsclubb.com

"غازان!"اس نے بے ساختہ اسے پکارا۔کچھ دن پہلے جو اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی کہ اس کے راستے میں نہ آئے اب خود پکار بیٹھی تھی۔وہ جو سمجھ رہا تھا کہ وہ اپنے کمرے میں چلی گئی ہو گی اپنے قریب سے آئی اس کی آواز پر چونکا مگر پلٹا نہیں تھا۔وہ چلتی ہوئی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"آر یو او کے؟"غازان اور یوں بی ہیو کرے ناممکن سی بات تھی۔وہ اس کے فکر مندانہ لب و لہجے پر چاہ کر بھی نہ مسکرا سکا.

"ہوں۔۔۔۔ہاں ایم او کے"

"لگ نہیں رہے ہو۔"اس نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"شاید۔"اس نے نظریں ملائے بغیر جواب دیا۔

"کوئی پرابلم ہے؟"اس کا انداز اسے مسلسل کھٹک رہا تھا۔

"آئی ایم سوری۔"اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا.

"کس لیے؟"اس نے تعجب سے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔"وہ کہہ کر تیز تیز قدموں سے نیچے چلا گیا۔

"عجیب انسان ہے۔پل میں تولہ پل میں ماشہ۔"اس نے مڑ کر اس کو دیکھتے ہوئے سوچا اور کندھے اچکا کے آگے چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہاں بولو کیا ہوا ہے؟"وہ نیچے آیا تو سعد لیپ ٹاپ لیے ہال میں بیٹھا تھا۔

"ریسٹورینٹ کی جو ڈیل چل رہی تھی وہ لوگ فائنل کرنا چاہ رہے ہیں تو بتاؤ کیا کرنا ہے؟"

www.novelsclubb.com

"تم روشا سے بات کر لو۔اس کو ساری تفصیلات بتاؤ اور اس کے ساتھ ڈسکس کر کے دیکھو کیا کہتی ہے پھر دیکھتے ہیں۔"غازان نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تفصیل تو وہی ہے جو تم اسے بتا چکے ہو نیا تو کچھ ایڈ نہیں کیا ہم نے۔" سعد نے مصروف سے انداز میں کہا۔

"یار دار اصل میں اس سے بات نہیں کر پایا۔" غازان نے سر کھجاتے ہوئے کہا تو سعد نے چونک کر سر اٹھایا

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ وہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

"کیوں؟" سعد نے اچھنبے سے پوچھا.

"کیوں کہ میں نے اسے بتایا ہی نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"اور بتایا کیوں نہیں؟" وہ لیپ ٹاپ ایک طرف رکھتا مکمل اس کی طرف گھوما۔

"اس دن میں اسے بتانے گیا تھا مگر وہ کچھ اپ سیٹ تھی اور بعد میں مجھے موقع نہیں ملا۔" اس نے سر کھجایا۔

"لائک سیر یسلی! تم نے اس سے بزنس سے متعلق بات کرنی تھی اظہارِ محبت نہیں کرنا تھا جو تم موقع کی تلاش میں تھے۔"

"یار وہ پریشان تھی تو۔۔۔۔۔"

"کیا؟ ابھی بھی وقت ہے غازان۔ مجھے صاف صاف بتادو کہ واقعی ہی تم بزنس کے لیے سنجیدہ ہو یا صرف ٹائم پاس کر رہے ہو۔" سعد نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا بس بھی کرو۔ اب تم زیادہ کر رہے ہو کہہ تو رہا ہوں کہ اس دن وہ ماما کی وجہ سے پریشان تھی اور ٹینشن میں بعد میں میرے بھی ذہن سے نکل گیا۔" اس کے کڑے تیوروں سے خائف ہوتے غازان نے اسے ٹوکا۔

"میں زیادہ کر رہا ہوں؟ تم اپنی حرکت پر غور کرو۔ بزنس میں اسے پاٹنر بنا رہے ہو، ڈیل تقریباً فائنل ہو چکی ہے اور وہ ہر چیز سے یکسر لاعلم ہے۔ کتنی مضحکہ خیز بات ہے نا۔" سعد کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پاس پڑا لیپ اٹھا کر اس کے سر میں دے مارتا

"اوکے ریلیکس! میں بات کرتا ہوں۔" غازان اٹھتے ہوئے بولا۔

"رہنے دو تم۔ میں خود بات کرتا ہوں۔ انتہائی غیر ذمہ دار اور لاپرواہ شخص ہو تم۔ پتہ نہیں کام کیسے کرو گے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے اس کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"نیچے آؤ مجھے تم سے ضروری ڈسکشن کرنی ہے۔" اس کے فون اٹھانے پر سعد نے کہہ کر فون بند کر دیا اور غازان کو کڑی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے لیپ ٹاپ پر سلائیڈز دیکھنے لگا۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

www.novelsclubb.com

#قسط_نمبر_24

"اب اپنا منہ بند رکھنے کی حتی الوسع کوشش کرنا ورنہ میں سارا ملبہ تم پر ڈال دوں گا۔" روشانے کو نیچے آتے دیکھ کر اس نے غازان کو تنبیہ کی اور خود مختلف فولڈرز سے فائلز، وڈیوز اور دیگر ڈیٹا کھولنے لگا۔

"ہاں جی بتاؤ۔" روشانے صوفے پر سے کشن اٹھا کر گود میں رکھتے ہوئے سعد کے پاس بیٹھی.

"میں نے ڈیل کر لی ہے تو تم ایک بار زرا دیکھ لو۔" وہ سیدھا مدعے پر آیا اور ساتھ ہی غازان کو گھوری دکھائی کیونکہ جانتا تھا کہ ابھی کچھ ہی دیر میں اس کی عزت افزائی گھر کے آخری کونے تک سنائی دے گی اور وجہ وہی ہو گا۔

"کون سی ڈیل؟" روشانے نے حیرت سے پوچھا.

"وہی کیفے والی۔"

"کیفے والی کون سی؟ جہاں تک مجھے یاد ہے ہماری اس سلسلے میں کبھی کوئی بات نہیں ہوئی۔" وہ ذہن پر زور دیتے ہوئے یاد کرنے لگی۔

"ہماری اس دن بات ہوئی تھی نہ کہ ہم تینوں پاٹنر شپ پہ کوئی بزنس شروع کرتے ہیں اور کیفے یا چھوٹے سے ریسٹورینٹ پر بات فائنل ہوئی تھی۔" سعد نے تقریباً دو ہفتے قبل ہوئی بات کا حوالہ دیا۔

"اچھا، اچھا وہ تو پھر؟" یاد آنے پر اس نے سر ہلایا۔ بے بے شام کی نماز پڑھ کر کمرے سے نکل کر ہال میں آگئی تھیں۔ تارا اور فردوس چچی باورچی خانے میں رات کا کھانا بنا رہی تھیں اور الفت بیگم بھی آج کل ان کا کچھ ہاتھ بٹا دیتی تھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ ہی تھیں۔ رمشاء اور رومیسہ موبائل میں گھسی ایک دوسرے کو کچھ دکھا رہی تھیں۔

"تو پھر یہ کہ ایک چھوٹا سا ریسٹورینٹ ہے جو کہ بالکل تیار ہے اور۔۔۔۔۔"

"یار ایک ریسٹورینٹ ہے یا کیفے کہہ سکتی ہو بالکل تیار مل رہا ہے اور ڈیل تقریباً ہو چکی ہے۔اخراجات تین حصوں میں تقسیم ہوں گے۔کل ڈھائی بجے فائنل میٹنگ ہے،اس کے بعد ریسٹورینٹ ہمارے انڈر ہو گا تو تم سب چیزیں دیکھ لو اور کل میٹینگ اٹینڈ کر لینا۔"سعد کو سوچ سوچ کر اور احتیاط سے بولتے دیکھ کر غازان نے اس کو ٹوکتے ہوئے ایک ہی سانس میں ساری تفصیل بتا دی۔سعد نے باقاعدہ اپنا سر پیٹا۔روشانے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے ذہن میں اس کی کی گئی بات کو دہرا رہی تھی۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"اس کو شہادت کی انگلی منہ پر رکھے مسلسل خود کو دیکھتا پا کر اس نے پوچھا۔کیا معصومیت تھی وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"تم لوگ شاید مذاق کے موڈ میں ہو۔خواہ مخواہ میرا ٹائم ضائع کیا ہے۔"وہ کشن صوفے پر رکھتی جانے کے لیے اٹھی۔

"اس میں مذاق والی کیا بات ہے۔جو بات ہے وہی بتائی ہے۔"غازان کی بات پر وہ رک کر ایڑیوں کے بل گھومی۔

"مطلب یہ جو بات ابھی تم نے کہی ہے وہ مذاق نہیں تھا؟کیوں سعد؟"اس نے اب کی بار سعد کو دیکھا جو غازان کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔"اس نے مرے مرے انداز میں جواب دیا۔اس کا ردعمل عین اس کی توقع کے مطابق تھا۔

"آر یو سیریئس؟کیا پاگل واگل ہو گئے ہو؟"وہ دبا دبا سا چیخی۔

"آئی نو ہماری غلطی ہے مگر میں نے سوچا تھا تمہیں بتا دوں مگر وقت نہیں مل سکا۔"

www.novelsclubb.com

"اوہ رئیلی؟"

"تم اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو؟اب بتا تو رہے ہیں تو ابھی بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں تمہیں جو چیز نہیں اچھی لگی اسے کٹ آف کر دیں گے۔" حسب سابق غازان نے اپنی ٹانگ اڑانی مناسب سمجھی.

"تو یہ احسان بھی نہ کرتے نا۔سیدھا میٹنگ روم میں لے جا کر بٹھا دیتے۔"اس نے طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کیوں اتنا بھڑک رہی ہے؟آرام سے بیٹھ کر بات کر لے۔"اس کو غصے میں دیکھ کر بے بے نے کہا۔

"بے بے آپ کے یہ پوتے کروڑوں کی ڈیل لا کر میرے سر پر مار رہے ہیں اور حیرت کی بات یہ ہے کہ چند گھنٹے پہلے مجھے اطلاع دے رہے ہیں کہ آ کر سائن کر لینا۔آپ بھڑکنے کی بات کر رہی ہیں۔بے بے! میرا بی پی ہائی ہو رہا ہے۔"اس

نے پلٹ کر چبا چبا کر کہا۔بے بے کو بات تو نہیں سمجھ آئی تھی مگر کروڑوں کا لفظ سن کر چپ ہو گئی تھیں۔

"ٹھیک ہے ہم نے نہیں بتایا مگر ہم نے بہت سوچ سمجھ کر اور سب کچھ احتیاط سے دیکھ بھال کر کیا ہے۔ہم ایک بار پھر ڈسکس کر لیتے ہیں۔اٹس ناٹ اے بگ ڈیل ۔"غازان کو لگا کہ شاید وہ خود سے ڈسکس نہ کیے جانے پر غصہ کر رہی ہے۔

"اٹ از اے بگ ڈیل مسٹر غازان علی۔مسئلہ یہ نہیں ہے کہ مجھ سے ڈسکس نہیں کیا۔مسئلہ یہ ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے انفارم نہیں کیا۔آپ بچے ہیں کیا؟آپ کو نہیں پتا! بڑی ڈیل کے لیے اماؤنٹ بھی بڑی ہی چاہیے ہوتی ہے اور میں ایک رات میں اتنی اماؤنٹ کہاں سے ارینج کروں گی؟"اب کی بار وہ جو دھاڑی تو غازان نے بے اختیار سعد کو دیکھا جو اسے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بے چینی سے بائیں ٹانگ ہلا رہا تھا۔

"کیا ہوا؟ سب ٹھیک ہے؟" اس کی تیز آواز سن کر فردوس چچی اور الفت بیگم باورچی خانے سے نکلیں تو ان دونوں کو مجرموں کی طرح سر جھکائے بیٹھا دیکھ کر حیران ہوئیں۔ فردوس چچی تو واپس پلٹ گئیں مگر الفت بیگم ان کے پاس آ کھڑی ہوئیں۔ روشانے انہیں ایک نظر دیکھ کر پیشانی مسلتے ہوئے ٹہلنے لگی۔

"جی ماما۔" غازان نے انہیں منتظر نگاہوں سے خود کو دیکھتا پا کر جواب دیا۔ وہ متجسس سی وہیں بیٹھ گئیں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اٹس اوکے۔ ہم کچھ اقساط کر لیں گے۔ ٹینشن نہ لو میں کچھ نہ کچھ کر لوں گی۔" ان کو پریشان دیکھ کر اس نے کہا تو سعد نے غازان کو دیکھا اور ساتھ ہی کوئی اشارہ کیا مگر وہ روشانے کے تیور دیکھ کر اسے بنا جواب دیے نظریں پھیر گیا۔ سعد اس کے نظریں پھیرنے پر دانت پیس کر رہ گیا۔

"ایک اور۔۔۔۔ بات۔۔۔ہے۔"سعد نے ہمت مجتمع کرتے اور گلہ کھنکھار کر ڈرتے ڈرتے اپنی زبان کھولی۔

"کیا؟"اس نے رک کر پوچھا.

"ہمیں سارے ڈیوز یکبارگی کلئیر کرنے ہوں گے۔انہوں نے کہا تھا کہ انسٹالمنٹ یا لیٹ کا آپشن نہیں ہے اور میں نے اوکے کر دیا۔"اس نے دوسرا بم اس کے سر پر پھوڑا اور صحیح معنوں میں روشانے کو دھچکا لگا۔وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

"فار گاڈ سیک! بزنس پلان میں سب سے اہم اور لاسٹ ایلیمنٹ فنڈنگ اور فنانشل پروجیکشن کا ہوتا ہے،اس بات کو کیسے مس کر سکتے ہو؟تم لوگوں کے پاس واقعی ہی بزنس کی ہی ڈگریز ہیں نہ؟"

www.novelsclubb.com

"آئی سوئیر میری غلطی نہیں ہے۔میں نے کافی دن پہلے کہا تھا کہ تمہیں بتادوں مگر اس نے کہامیں خود ہی بتادوں گا تو میں خاموش ہو گیا۔"سعد نے جلدی سے غازان کی طرف اشارہ کیا۔

"میں اس دن تمہیں یہی بتانے کے لیے گیا تھا تمہارے پیچھے مگر تم کچھ اپ سیٹ تھیں تو بتا نہیں سکا اور بعد میں بھی موقع نہیں ملا ورنہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔"اسے خود کو دیکھتے پا کر کہا۔

"تو تمہیں اتنی اہم بات کرنے کے لیے موقع کی تلاش تھی؟لائیک سیریسلی!" اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا ہو گیا ہے پتر؟آرام سے بیٹھ کر بات کر لے.کیوں خواہ مخواہ میں غصہ کر رہی ہے۔"بے بے نے دوبارہ اس کو ٹوکا۔

"یار بے بے یہ بندہ بنا موقع محل دیکھے، بنا رکے میرے ساتھ مسلسل فضول گوئی کر سکتا ہے، مگر کام کی بات کرنے کے لیے اسے موقع کی تلاش تھی۔ میرا دل چاہ رہا ہے اس کے ساتھ کچھ کر دوں یا اپنے ساتھ۔" اس نے غصے اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات سے کہا.

"پتر غصے سے مسئلے کا حل تو نہیں نکل سکتا نا۔ بیٹھ کر ٹھنڈے دماغ سے سوچو، ہو جائے گا ان شاءاللہ۔ یہاں آ کر بیٹھ میرے پاس۔" بے بے نے اسے پچکارا۔

"ارے آتو سہی۔ فالتو میں اپنا خون جلا رہی ہے۔" بے بے نے ہاتھ بڑھایا تو وہ پیر پٹختی ان کے پاس جا بیٹھی۔

"دیکھ تو سہی کیسے لال سرخ ہوئی پڑی ہے۔ کبھی غصے اور لعن طعن سے بھی مسئلے کا حل نکلا ہے۔ جا الفت اس کے لیے پانی لا۔" بے بے نے اس کے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے کہا تو انہوں نے پانی لا کر اسے تھمایا۔

"چل شاباش پی لے غصہ دفع ہو جائے گا۔" بے بے نے ان کے ہاتھ سے گلاس لے کر اس کے ہونٹوں سے لگایا۔

"کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔" الفت بیگم نے تاسف سے غازان کو دیکھا۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔" وہ دھیرے سے بولا تو وہ سر جھٹکتی اٹھ گئیں۔

"تم بنک سے لون کا کچھ کر لو۔" غازان اس کو کچھ حد تک نارمل ہوتا دیکھ کر پھر سے اس کے بلڈ پریشر ہائی کرنے کا سبب بنا۔

"میں آلریڈی بنک سے لون لے چکی ہوں۔ ابھی اس کی تین قسطیں رہتی ہیں۔ بنک میرے باپ کا نہیں ہے جو مجھے لون پر لون مل جائے گا۔" اس نے بھنا کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"ہماری اماونٹ تو ارینج ہو چکی ہے اب تم دیکھ لو۔ اگر نہیں ہو سکتا تو ہم یہ ڈیل کینسل کر دیتے ہیں۔" سعد نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے مایوسی سے کہا۔

"نہیں، کچھ سوچنے دو۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"خیر یہ مجھے دو اور باقی بھی کچھ سوچ کر بتاتی ہوں۔" وہ لیپ ٹاپ اٹھا کر جاتے جاتے کچھ یاد آنے پر رکی۔

"آج پہلی بار تھا اس لیے جانے دے رہی ہوں آئندہ اگر کچھ ڈسکس کرنا ہو تو خود ہی زحمت کر لینا اور تم۔۔۔انتہائی غیر ذمہ دارانہ انداز ہے تمہارا۔ کسی معاملے میں تو سنجیدگی اختیار کر لو۔" وہ سرد لہجے میں کہتی وہاں سے چلی گئی.

"کتنی ہٹلر ہے یہ۔ میں نے تو آج دیکھا ہے۔" اس کے جانے کے بعد غازان جھرجھری لیتا سعد سے بولا۔

"بیٹا تیرا ابھی اس سے ڈھنگ سے پالا نہیں پڑا اسی لیے اتنا ہلکا لے رہا ہے. کام کے معاملے میں اس سے کھڑوس بندہ تُو دیکھے گا بھی نہیں اور جو تم نے آج کروائی ہے نا میری، میں تجھے بہت برا پھنسانے والا ہوں۔ یہ بات یاد رکھنا۔" وہ اسے گھورتا ہوا اٹھ گیا۔

"لو جی ہر بندہ مجھ پر ہی چڑھ دوڑتا ہے جیسے ہر غلطی میری ہی ہے۔"

"ایسا کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہے ہیں۔ تم ہر بات کو چٹکیوں میں اڑا دیتے ہو۔ اب تم بچے نہیں رہے بڑے ہو گئے ہو، تعلیم مکمل کر چکے ہو تو اپنے بارے میں کچھ سوچو۔ کب تک یوں ہی شتر بے مہار کی طرح پھرتے رہے رہو گے۔" الفت بیگم نے اسے چائے دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو کر دیں نہ میری شادی اور ڈال دیں مجھے مہار۔ میں نے کب منع کیا ہے۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا.

"ارے ایسے مت دیکھیں مجھے۔ آپ کو نہیں روشا پسند تو نہ کریں اس کے ساتھ اور لڑکیاں مر گئی ہیں کیا۔ کسی سے بھی کروا دیں۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔" انہیں خود کو گھورتا پا کر کہتے ہوئے آرام سے چائے کا سپ لینے لگا.

"کیا مطلب؟" وہ ٹرے رکھتی اس کے پاس بیٹھیں۔

"مطلب یہ کہ آپ بھی نہیں چاہتیں کہ روشا کے ساتھ رخصتی ہو اور اب میں بھی نہیں چاہتا۔ دیکھیں نا کتنے دنوں سے اس کو منانے کی کوشش کر رہا ہوں مگر وہ سیدھے منہ بات تک کرنا تو پسند نہیں کرتی اور آج بھی فالتو میں اتنی باتیں سنا گئی ہے۔ میں بھی اس سارے چکر سے بور ہو گیا ہوں تو آپ بس اسے کینسل کریں اور کسی بھی لڑکی کو ڈھونڈ کر اس کے ساتھ میری شادی کروا دیں اینڈ اٹس فائنل۔ مجھے اب اس لڑکی سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا۔" اس نے حتمی لہجے میں کہا۔ چہرے اور آنکھوں میں بے تحاشہ سنجیدگی تھی۔ الفت بیگم یک ٹک اسے دیکھتے ہوئے اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھیں کہ آیا وہ مذاق کر رہا ہے یا سنجیدہ۔

"بھائی آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے نا؟ کیا بولے جا رہے ہیں؟" رومیسہ موبائل وہیں پھینکتی ایک ہی جست میں اس تک پہنچی۔

" صحیح کہہ رہا ہوں۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ روشا نے اس پتھر کا نام ہے جس میں کبھی سوراخ نہیں ہو سکتا بس خود کو ہی لہولہان کرنا ہے اور ویسے بھی جب اس کی ماں

محبت میں وفا نہیں کر سکی تو بیٹی کیا کرے گی۔" وہ الفت بیگم کے بدلتے تاثرات دیکھتے ہوئے نامحسوس انداز میں ان سے کھسک کر دور ہوا۔

"مطلب! میں سمجھی نہیں۔" رومیسہ نے الجھ کر پہلے اسے اور پھر الفت بیگم کو دیکھا جو اس کے یوں اچانک منہ کھولنے پر ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھیں۔

"ارے بھئی سیدھی سی بات ہے جب طاہرہ چچی محبت کر کے جبران ماموں کو بیچ راستے میں چھوڑ سکتی ہیں تو روشانے میرے ساتھ کیا وفا کرے گی۔ آپ کی نفرت جائز ہے ماما۔ مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں ہے" غازان نے مگ پر گرفت مضبوط کی کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ اسی کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اس کا سر پھاڑ دیں

۔

www.novelsclubb.com

"شٹ اپ غازان! کیا بکواس کر رہے ہو؟" الفت بیگم ایک جھٹکے سے اٹھیں۔

"میں بکواس نہیں کر رہا سچ کہہ رہا ہوں۔ کیا، کیا ہے انہوں نے ماموں کے ساتھ، آپ کے ساتھ، انہوں نے ماموں کو اکیلا چھوڑ دیا اور نتیجے میں وہ آپ سب کو چھوڑ کر چلے گئے۔ طاہرہ چچی تو آپ کی دوست تھی نا تو وہ آپ کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی تھیں۔" وہ اٹھ کر ان کے سامنے آیا۔

"بس! بہت ہو گیا۔ اگر تم نے مزید ایک لفظ بھی بولا نہ تو میں تمہارا منہ توڑنے سے بھی گریز نہیں کروں گی۔ سمجھے۔" اس کی چلتی زبان کو رکتا نہ دیکھ کر انہوں نے چبا چبا کر کہا۔ وہ جانے کیا کرنا چاہ رہا تھا جو خاموش ہونے میں ہی نہیں آ رہا تھا۔

"آپ طاہرہ چچی کی طرف داری کر رہی ہیں جو۔۔۔۔۔"

"ہاں کر رہی ہوں اور دوبارہ میں تمہارے منہ سے اس قسم کی بکواس نہ سنوں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" وہ اسے تنبیہ کرتی اوپر چلی گئیں۔ اس نے سیٹی بجاتے ہوئے چائے کا مگ منہ کو لگایا۔

"ایک بہترین دوست وہی ہوتا ہے جو ناراضگی کے باجود بھی اپنے دوست کے خلاف ایک لفظ نہ سن سکے اور ہماری ماما ایک بہترین دوست ہیں۔ نہیں؟" اس نے خالی مگ رومیسہ کو تھماتے ہوئے اس کا حیرت کے مارے کھلا ہوا منہ بند کیا.

"یہ کیا تھا؟" بے بے نے مصنوعی غصے سے پوچھا۔

"جو بھی تھا ان پلانڈ تھا۔ ماما کا اچھا موڈ دیکھتے ہوئے سوچا کچھ نیا ٹرائے کرتے ہیں۔ ویسے بھی میری سٹوری اٹک کر رہ گئی ہے تو اس کو اب اینڈ کر ہی دینا چاہیے جو کہ مجھے محض خاموشی میں تو کسی کھاتے لگتی نظر نہیں آرہی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر شکر کریں کہ آپ کی منکوحہ یہاں نہیں تھی ورنہ جو الٹا سیدھا آپ نے اس کی ماما کے خلاف بولا ہے نا تو شادی کے سٹیج پر بیٹھنے کے لیے آپ کی پلاسٹک سرجری کروانا لازمی ہو جاتی اور ہاں یہ جو آپ نے کہانی کے چند اہم نکات بیان کیے ہیں نا

مجھے اس کی تفصیل بھی جاننی ہے سوبی ریڈی۔" رومیسہ ٹرے اور مگ اٹھا کر باورچی خانے میں چلی گئی۔

.#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_25

"یہ لڑکا بولتے ہوئے زرا نہیں سوچتا۔ جو منہ میں آتا ہے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔" وہ کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے بڑبڑائیں۔

www.novelsclubb.com

"ایسا کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہا تھا، طاہرہ نے زیادتی ہی کی تھی جبران کے ساتھ۔" دماغ نے اس کی تائید کی۔

"نہیں، نہیں اس کی کیا غلطی تھی۔اماں کے بلاوجہ کے خدشات نے ہم سب کو ایک دوسرے سے دور کر دیا ورنہ محبت تو وہ بھی کرتی تھی۔"ان کے دل نے فوراً تردید کی۔

"کیا تھا اماں جو آپ جبران کی خوشی کے لیے، ہماری خوشی کے لیے مان جاتیں تو آج ہم سب یوں ایک دوسرے سے دور نہ ہوتے۔"انہوں نے آہ بھرتے ہوئے سوچا.

"تو تمہیں کون سا غازان کی خوشی دکھائی دے رہی ہے۔تم بھی تو وہی کر رہی ہو جو اماں نے کیا تو گلہ کاہے کا کرتی ہو۔ان میں اور تم میں کیا فرق رہ گیا ہے۔"دل اور دماغ کی بحث میں کہیں سے ضمیر کی آواز سنائی دی تو وہ ٹھٹھک کر رکیں۔

دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھایا تو سعد کھڑا تھا۔

"آجاؤ۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا

"پھر کیا سوچا؟"

"اور تو کوئی حل نہیں ہے بھائی کے کچھ شئیرز ہیں سوچ رہی ہوں وہ بیچ دوں۔"

"سوری، ہماری وجہ سے تمہیں پریشانی ہوئی۔اگر تم چاہو تو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔دوبارہ سے دیکھ لیتے ہیں۔"

"ارے نہیں اٹس اوکے۔شاید میں کچھ زیادہ ہی بول گئی ہوں۔تم لوگوں کی اتنے دن کی محنت ہے اب اپنی وجہ سے تو ضائع نہیں کر سکتی۔ڈونٹ وری، میں کل میٹنگ میں پہنچ جاؤں گی۔لوکیشن بھیج دینا۔"روشانے اس کو لیپ ٹاپ پکڑاتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"تھینک یو۔"وہ لیپ ٹاپ لے کر باہر نکل گیا۔وہ فون اٹھا کر فہام کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"ہماری آج میٹنگ ہے یاد ہے نا۔" سابقہ تجربے کی بناء پر سعد نے اسے یاد دلانا ضروری سمجھا۔

"ہاں مجھے یاد ہے۔ دس گیارہ بجے تک مجھے یہاں پر کام ہے تو میں میٹنگ سے ایک گھنٹہ پہلے شہر پہنچ جاؤں گی۔" روشانے نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں اور غازی ابھی نکل رہے ہیں۔ کوئی مسئلہ ہو تو کال کر لینا۔" سعد نے کہا اور غازان کو آنے کا کہہ کر نکل گیا۔ روشانے وہی کھڑی ہو کر موبائل پر کال ملانے لگی۔ سعد کے ہارن دینے پر وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا نیچے آیا اور بے بے کے پاس آ کر رکا۔

www.novelsclubb.com

"ماما کو شہر جانا ہے اور مجھے کہا ہے کہ ساتھ لے کر جاؤں۔ مجھے بھول گیا ہے اور میں جا رہا ہوں اور اب فون بھی نہیں اٹھاؤں گا۔ روشانے کو شہر آنا ہے تو آگے آپ دیکھ

لیجئے گا۔" وہ آہستگی سے کہتا باہر نکل گیا۔ روشانے حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ڈرامے باز۔" بے بے مسکراتے ہوئے زیر لب بولیں.

"کیا چل رہا ہے؟" وہ مشکوک سی بے بے کے پاس آئی۔

"تیرے مطلب کا نہیں ہے۔" انہوں نے بے نیازی سے جواب دیا.

"میں آپ سے پہلے ہی ناراض ہوں اور مزید بھی ہو سکتی ہوں۔" اس نے منہ بسورا۔

"میں جانتی ہوں مگر جو کر رہی ہوں تیرے بھلے کے لیے ہی کر رہی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"اس میں میرا بھلا کہاں سے آگیا؟" اس نے ہاتھ نچا کر کہا

"تُو ابھی نہیں سمجھے گی۔"

"سمجھنے کو کچھ ہو گا تو ہی سمجھوں گی نا۔ فالتو میں اس رشتے کو گھسیٹ رہی ہیں آپ۔" وہ ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

"تھوڑا وقت دے، جو جیسا ہو رہا ہے اسے ہونے دے۔ تیرا کیا جاتا ہے، کرنے دے جو کر رہی ہے۔ کچھ دنوں میں تھک جائے گی اور انسان جب تھک جاتا ہے نہ پتر تو اس کا دل نرم ہو جاتا ہے، اسے دوسروں کا احساس بھی ہوتا ہے اور محبت بھی جاگتی ہے۔" انہوں نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا تو اس نے خفگی سے انہیں دیکھا۔

"محبت وہاں جاگتی ہے جہاں محبت ہوتی ہے۔ وہ تو بہت نفرت کرتی ہیں مجھ سے۔" ان کی گود میں سر رکھتے ہوئے اس نے آہستگی سے کہا۔

"محبت بھی کرے گی اور بہت کرے گی۔ دل چھوٹا نہ کر۔" بے بے نے اس کا سر سہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بہو نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔"اس نے شکایتی نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔الفت بیگم جو غازان کے پیچھے آرہی تھیں اس کی بات پر ٹھٹھک کر رکیں۔بے بے کی پشت ہونے کی بناپر وہ انہیں نہ دیکھ سکیں۔

"کوئی بات نہیں پتر ماں ہے تمہاری اور مائیں غصے میں مار لیتی ہیں۔کیا طاہرہ تجھے نہیں جھڑک لیتی تھی؟مجھے آج بھی یاد ہے جب تم کسی بات پر ضد کرتی تھی تو وہ تمہیں تھپڑ لگا دیتی تھی اور تم یونہی میری گود میں سر رکھ کر شکایت کیا کرتی تھی۔"بے بے نے اس کے گال پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"ماما مجھے ڈانٹتی تھیں یا تھپڑ مارتی تھیں تو بعد میں پیار بھی تو کرتی تھیں۔یہ بات کیسے بھول گئیں آپ؟"طاہرہ کے ساتھ گزرے بہت سے لمحات اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائے۔

"اچھا چل چھوڑ بھی کیا ایک بات کو لے کر بیٹھ گئی ہے۔رومی کی منگنی کے لیے اچھا سا جوڑا بنا دے۔زیادہ الا بلا نہ لگا دینا،زرا سی بچی ہے بھاری کپڑوں میں دب کر رہ جائے گی۔" بے بے نے اس کو افسردہ ہوتے دیکھ کر بات بدلی۔

"نہ بھئی آپ کی بہو سے مجھے دوبارہ زلیل نہیں ہونا۔آپ کہیں اور سے بندوبست کر لیں۔"

"اب تُو ان کے ساتھ ضد لگائے گی جھلی نہ ہو تو۔" انہوں نے اس کے سر پے چپت لگائی۔

"ضد نہیں لگا رہی بس یہ کہہ رہی کہ میں ان کے کسی معاملے میں انوالو نہیں ہوں گی۔ایسے ہی باتیں سناتی ہیں۔" اس نے صاف جواب دیا۔تارا کو باورچی خانے سے نکلتے دیکھ کر الفت بیگم نیچے آئیں۔

"یہ لو گرما گرم پکوڑے حاضر ہیں۔خاص طور پر تمہارے لیے بنائے ہیں۔"تارا پلیٹ اس کے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔روشانے کی نظر سامنے وال کلاک پر پڑی جہاں دس بج رہے تھے۔

"یہ کون سا وقت ہے پکوڑوں کا۔"بے بے نے ناک تلے انگلی رکھتے ہوئے تعجب سے پوچھا۔

"میں نے روشی کے لیے بنائے ہیں۔شام میں تو یہ دیر سے آتی ہے تب تک کھانے کا وقت ہو جاتا ہے۔میں نے سوچا ابھی گھر پر ہے تو بنا دیتی ہوں۔کھاؤ نا۔"تارا نے انہیں جواب دیتے ہوئے آخر میں روشانے کو مخاطب کیا۔اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے پلیٹ اٹھائی۔

www.novelsclubb.com

"تم شاید پھر سے اپنی اوقات بھول رہی ہو۔نہیں؟"

"یار میرا وہ مطلب نہیں تھا۔بس تب غصے میں تھی تو ایسا بول دیا۔سوری"تارا نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

"اب غصہ اترا تو تم پھر اپنی حیثیت کو نظر انداز کر رہی ہو۔مالک اور نوکر کا فرق بھول گئی اور یہ بھی کہ چاہے مالک کے ساتھ جتنی بھی دوستی ہو رہتا وہ نوکر ہی ہے اور بھی بہت کچھ ایسا ہے جسے بھول کر پھر قدم بڑھا رہی ہو۔"اس نے وہ پلیٹ اس کے ہاتھ پر رکھتے سپاٹ لہجے میں کہا۔اس کی باتوں پر بے بے کی پیشانی پر غصے کی وجہ سے بل پڑے۔

"اب غصے میں بول دیا سو بول دیا۔کیا کروں اب میں؟"تارا نے جھلا کر کہا۔

"یہ تُو کیسے بات کر رہی ہے؟"بے بے سے رہا نہیں گیا تو انہوں نے مداخلت کی۔

"یہ سب میں نے نہیں کہا آپ کی اس چہیتی کے فرمودات ہیں۔پوچھیں اس سے ۔"ایک نظر اس پر ڈالتی وہ پلٹ گئی۔

"زرا میری جتی پکڑانا۔" انہوں نے اشارہ کیا تو اپنی دھن میں مگن تارا آگے بڑھ کے جھک کر جوتا اٹھانے لگی کہ ایک دم سے چونک کر رکی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ کڑی نگاہوں سے اسے گھور رہی تھیں۔ سکینڈ کے ہزارویں حصے میں وہ باورچی کے دروازے پر موجود تھی۔

"تجھے کیا ہوا ہے کیوں پریشان کھڑی ہے؟" الفت بیگم کو بار بار نمبر ملاتے دیکھ کر انہوں نے پوچھا۔

"اس لڑکے سے میں نے کہا بھی تھا کہ مجھے شہر جانا ہے مگر مجال ہے جو یہ زرا سی احساسِ زمہ داری کا مظاہرہ کرلے۔" وہ غازان کو کال کرتے ہوئے بولیں۔

"ماما میں بزی ہوں بعد میں کال کرتا ہوں۔" غازان نے فون اٹھا کر کہا اور ان کی سنے بغیر کاٹ دیا۔

"حد ہو گئی ہے اماں، گھر میں اتنے لوگ ہیں اور بس دو ہی گاڑیاں ہیں۔ اگر کسی کو کہیں جانا پڑے تو کیسے جائے گا۔ گھر کے لیے الگ سے گاڑی کا تو بندوبست کر لیں۔" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"تو شانو جا رہی ہے شہر، اس کے ساتھ چلی جا۔"

"روشے کے ساتھ؟ اس کے ساتھ کیسے جا سکتی ہوں؟"

"کیوں نہیں جا سکتی؟ وہ تجھے چٹکیاں نہیں کاٹے گی چلی جا۔ بیر تُو نے باندھا ہوا ہے اس نے نہیں۔" بے بے نے تخت پر رکھا تکیہ سیدھا کرتے ہوئے سرسری سے انداز میں کہا۔

"اف اماں میرا مطلب تھا کہ میں واپس کیسے آؤں گی؟ وہ تو شام کو آتی ہے نا۔" الفت بیگم ان کے طنز پر تپ گئیں۔

"تو اسے کہنا تجھے چھوڑ جائے گی۔ نی کڑیے سن زرا! یہ اپنی تائی کو بھی لیتی جا۔"

روشانے کو تیار ہو کر باہر نکلتا دیکھ کر بے بے نے اسے پکارا۔

"کہاں؟" وہ مڑ کر ان کے پاس آئی۔ الفت بیگم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئیں۔ بلیک جینز پر وائیٹ ٹی شرٹ اور بلیک ہی کوٹ پہنے، بائیں ہاتھ پر سنہرے رنگ کی گھڑی اور دائیں ہاتھ میں باریک اور نفیس سا بریسلٹ پہنے، دائیں بازو پر ہینڈ بیگ لٹکائے الفت بیگم کو جانے کیوں آج بہت پیاری لگی یا پھر پہلی ملاقات کے بعد انہوں نے غور ہی آج کیا تھا۔

"شہر اور کہاں۔"

"میں ابھی تو بوا کے ہاں جا رہی ہوں، ایک گھنٹے تک واپسی ہو گی تو میں جاتے ہوئے پک کر لوں گی۔" انہیں سر تا پیر اپنا جائزہ لیتے دیکھ کر سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

زرارک نا۔" بے بے کی نرم آواز ایک دم کرخت لہجے میں بدلی۔

"پلیز بے بے! بہت اہم میٹنگ ہے۔ میرے ساتھ غازان اور سعد بھی ہوں گے سو پلیز کچھ بھی مت کہیے گا سوائے ڈھیر ساری دعا کے کہ اللہ پاک ہمیں کامیاب کرے۔" ان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ بول اٹھی۔

"پلیز نہ میں آکر سب سن لوں گی مگر ابھی نہیں۔" وہ آگے بڑھ کر ان کے گلے لگ کر ان کا گال چومتی تیزی سے باہر نکل گئی۔ بے بے سر جھٹک کر رہ گئیں۔

"جا اب تُو کیوں بیٹھی ہے تیار ہو جا۔ پھر کہے گی یہ بھی چھوڑ گئی ہے۔" انہوں نے الفت بیگم سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"میں تیار ہی ہوں اماں۔ میں نے بھلا کیا تیاری کرنی ہے۔" وہ بے زاری سے کہتی وہاں سے اٹھ گئیں۔

تقریباً دو گھنٹے بعد اس کی واپسی ہوئی تھی۔اس نے گیٹ پر ہارن دیا تو الفت بیگم باہر آ گئیں۔گاؤں سے شہر تک کا سارا راستہ دونوں کے مابین خاموشی سے کٹا تھا۔ الفت بیگم اس کے برابر فرنٹ سیٹ پر بیٹھیں اپنے خیالوں میں گم رہیں اور وہ خاموشی سے ڈرائیونگ کرتی رہی۔شہر میں داخل ہونے کے بعد اس نے ایک دو بار ان کی طرف دیکھا کہ وہ بتائیں کہ کہاں جانا ہے مگر وہ ہنوز اپنی سوچوں میں گم تھیں۔گاڑی کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے وہ انہیں مخاطب کرنے کی ہمت جمع کرنے لگی۔

"آپ کو کہاں ڈراپ کروں؟"گاڑی میں چھائے گہرے سکوت کو روشانے کی سنجیدہ آواز نے توڑا۔الفت بیگم نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ نگاہیں سامنے مرکوز کیے پوچھ رہی تھی۔

"شہر سے باہر کا جو رہائشی علاقہ ہے اس طرف چلو۔" انہوں نے کہا تو اس نے گاڑی اس طرف موڑ دی۔ وہ اسے راستہ بتاتی رہیں اور دس پندرہ منٹ بعد اس نے گاڑی ایک متوسط درجے کے علاقے میں ایک گھر کے سامنے لے جا کر روکی۔

"ہاں بس یہیں۔" الفت بیگم نے اپنی بائیں جانب اشارہ کیا۔ روشانے نے مڑ کر دیکھا تو اس گھر کے گیٹ پر بڑا سا تالا لگا ہوا تھا۔ اسے حیرانی تو ہوئی مگر پوچھنے کی ہمت نہ کر سکی اس لیے محض سر ہلا گئی۔

"آپ کو کب تک لینے آؤں؟" ان کو گاڑی سے نکلتے دیکھ کر اس نے پوچھا۔

"تم اپنا کام ختم کر کے آرام سے آ جانا۔ میں تمھارا یہیں انتظار کروں گی۔ پہلے ہی میری وجہ سے بہت دیر ہو گئی ہے۔" ان کے لہجے کی نرمی سے وہ غش کھاتے کھاتے رہ گئی۔

"جاؤ تمہیں دیر ہو رہی ہے۔"اس کو آنکھیں پھاڑے اور منہ کھولے خود کو دیکھتا پا کر وہ زیر لب مسکراتیں باہر نکل گئیں۔الفت بیگم اور اس سے بات کرتے ہوئے مسکرا رہی تھیں،اس کے لیے وہ چند لمحے نہایت ہی غیر معمولی اور کسی دھچکے سے کم نہیں تھے۔

"لڑکی ڈھائی بج چکے ہیں۔دیر ہو رہی ہے،میٹینگ میں نہیں جانا؟"اس کو ساکت بیٹھے دیکھ کر الفت بیگم اس کی طرف سے شیشے سے جھانک کر بولیں تو وہ چونک کر ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

"آ۔۔۔ہاں خدا حافظ۔"وہ کہتی ہوئی گاڑی سٹارٹ کرتی وہاں سے نکل گئی۔

سارے راستے وہ ان کا رویہ سوچتی رہی تھی۔میٹینگ پوائنٹ پر پہنچی تو سب لوگ اسی کا ہی انتظار کر رہے تھے۔غائب دماغی سے بنا سلام دعا کیے وہ غازان اور سعد کے درمیان جا بیٹھی۔سعد نے باری باری ان سب کا تعارف کروایا اور وہ بنا دیکھے سنے سر ہلاتی گئی۔

"تمہاری طبعیت ٹھیک ہے؟"اس کو الجھا ہوا دیکھ کر غازان کو کئی خدشات نے آ گھیرا۔اسے رومیسہ نے کال کر کے بتا دیا تھا کہ ماما روشانے کے ساتھ گئیں ہیں۔اپنی دانست میں اس نے دونوں کو قریب کرنا چاہا تھا مگر بے خبر تھا کہ نتیجہ کیا رہا،اس لیے کافی متجسس تھا۔

"ہوں ٹھیک ہوں۔"اسے دیکھتے ہوئے اس نے جواب دیا۔

"پریشان لگ رہی ہو؟"اس کو شش وپنج میں مبتلا دیکھ کر اس نے پھر پوچھا۔ ڈائریکٹ پوچھ کر اسے مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"کیا واقعی ہی معجزے ہوتے ہیں۔"اس نے کھوئے ہوئے لہجے میں پوچھا۔اس کا دھیان ابھی بھی الفت بیگم کے نرم لہجے میں بولے گئے چند جملوں میں ہی اٹکا ہوا تھا۔

"واٹ؟"اس کی غیر متوقع بات پر وہ متعجب ہوا۔

"اگر بھول گئے ہو تو میں یاد دلادوں کہ تم لوگ اس وقت میٹنگ میں بیٹھے ہو۔" ان کو سرگوشیاں کرتے اور میٹنگ روم میں موجود افراد کو انہیں دیکھتا پا کر سعد نے بظاہر مسکراتے ہوئے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ایوری تھنگ از اوکے؟" سامنے بیٹھے ایک خوش شکل سے لڑکے نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کون؟" اس نے جس بے ساختہ انداز میں پوچھا تھا وہ اسی بے ساختہ پن سے قہقہ لگا گیا۔

"روشی کیا ہو گیا ہے؟ ابھی تو بتایا ہے یہ مسٹر تبریز ہیں، جن کے ساتھ ہماری میٹینگ ہے۔" سعد نے اسے گھورا۔

"اوہاں سوری۔۔۔۔۔ سوری میں بھول گئی۔ معذرت چاہتی ہوں۔" سب کو اپنی جانب دیکھتے پا کر وہ خجل ہو گئی۔

"اٹس اوکے نوایشو۔ ویسے تو لوگ دیکھ کر ہی پہچان جاتے ہیں آپ واحد ہیں جنہوں نے ڈائریکٹ پوچھا ہے کہ بھئی کون ہو؟ آئی رئیلی انجوائیڈ اٹ۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم اتنی بدحواس کیوں لگ رہی ہو۔" سعد نے جھک کر پوچھا۔

"نہیں۔ کچھ نہیں۔۔ پانی۔۔۔۔ پانی ملے گا۔" وہ سب کو مسکراتے پا کر خود کو ڈپٹتے ہوئے جلدی سے سیدھی ہوئی.

"میں دیتا ہوں۔" غازان پانی کی بوتل اٹھا کر گلاس میں ڈالنے لگا۔

"سوری، میں کچھ الجھی ہوئی تھی۔ آپ لوگ شروع کریں۔" گلاس میز پر رکھتے ہوئے اس نے کہا تو سعد سر ہلاتے ہوئے تبریز کی طرف متوجہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_26

سعد اور غازان نے ہی میٹنگ نبٹائی تھی۔اسے چونکہ زیادہ پتہ نہیں تھا اور کچھ وہ ابھی تک شاک میں تھی اس لیے بھی خاموش بیٹھی سنتی رہی۔اس کو بوکھلایا ہوا دیکھ کر ان دونوں نے بھی اسے کچھ نہیں کہا۔تبریز ان لوگوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے گاہے بگاہے روشانے کو بھی دیکھ رہا تھا جسے اور کسی نے نہیں لیکن غازان نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔کچھ دیر پہلے والی خوشگواریت کہیں اڑ نچھو ہو گئی تھی اور اب اسے نئی فکر لاحق ہو گئی۔

"غازان تم کچھ کہنا چاہو گے؟"سعد تبریز سے ہٹ کر اس کی طرف متوجہ ہوا.

"نہیں۔"اس نے لٹھ مار انداز میں جواب دیا۔

"میرا مطلب ہے کہ سب کچھ تم کور کر چکے ہو۔میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔"اسے خود کو گھورتے پا کر اس نے وضاحت دی۔

"تو پھر ڈیل ڈن کریں۔"

"ہاں۔"اس نے جلدی سے سر ہلایا۔

"آر یو شیور؟"سعد نے دہرایا.

"ہنڈرڈ پرسینٹ۔"اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔پہلے بیوی اور اب شوہر،ان دونوں کے تیور اور انداز دیکھ کر سعد نے ایک بار پھر خود کو اسے پاٹنر بنانے پر کوسا۔

www.novelsclubb.com

"مسٹر تبریز آپ کی فہام سے بات ہوئی تھی؟"اس سارے معاملے میں روشانے پہلی بار بولی۔

"جی جی مس روشانے! میری بات ہو گئی تھی، ویسے تو مجھے ارجنٹ تھا مگر ایک تو کال جس بندے کی آئی تھی وہ میرا جگر ہے اور دوسرا آپ جیسی حسین خاتون کو پریشان بھی نہیں کر سکتے تو اٹس اوکے آپ چاہیں تو آٹھ کی بجائے دس پندرہ دن بھی لے سکتی ہیں۔ نو ایشو۔" اس نے خوش اخلاقی سے کہا اور غازان کے پہلے سے حرام شدہ سکون و چین اور بہت سے خطروں میں ایک نئے خطرے کا اضافہ ہو گیا۔

"بہت شکریہ آپ کو زیادہ پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔" روشانے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا.

"چلیں؟" غازان نے اسے ممنون ہوتا دیکھ کر اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔ روشانے سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی.

www.novelsclubb.com

"کہاں؟ فائل سائن نہیں کرنی؟" سعد کا شدت سے دل چاہا کہ سامنے رکھا گلاس اس کے سر میں مار ہی دے۔ اس کی آنکھوں میں تنبیہ دیکھ کر غازان اس کی طرف آیا اور فائل اور بال پوائینٹ پکڑے وہیں کھڑے کھڑے سائن کرنے لگا.

"آپ تینوں کو دیکھ کر میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے، کیوں نہ آپ لوگ ریسٹورینٹ کا نام فائیو سٹار سے چینج کر کے کزنز رکھ لیں۔ آئی مین اٹس اے یونیک نیم۔ میری نظر سے آج تک نہیں گزرا اور دیکھنے والوں کو اٹریکٹ بھی کرے گا۔" وہ چلتے ہوئے روشانے کے پاس آ کر رکا۔

"ایکچوئلی! اٹس اے گڈ آئیڈیا۔ نیم تو چینج کرنا ہی ہے تو یہ کیوں نہیں؟ سعد تم کہہ رہے تھے نا کہ اچھا سا نیم سجسٹ کروں تو اس بارے میں کیا خیال ہے۔" روشانے مڑ کر سعد سے مخاطب ہوئی۔

"ہاں اچھا ہے، سوچتے ہیں اس بارے میں۔"

"مجھے تو کچھ خاص نہیں لگا ایسا بھی کچھ نہیں ہے جو تم لوگ یوں ایکسائٹیڈ ہو رہے ہو ۔"غازان نے فائل سے سر اٹھائے بغیر جواب دیا۔انداز ایسا تھا کہ میں تو تمہاری بات کو قابلِ غور بھی نہیں سمجھتا۔اس کو یوں منہ پر کھٹ سے جواب دینے پر سعد نے اسے گھورا۔

"تمہارا تو دماغ خراب ہے،ہر معاملے میں کچھ الٹا ہی کرنا ہوتا ہے۔"روشانے تبریز کی مسکراہٹ سمٹتے دیکھ کر اس سے بولی۔

"رئیلی؟"اس نے وہیں جھکے جھکے اسے دیکھا تو روشانے نے زرا سی گردن ٹیڑھی کر کے اسے ترچھی نگاہوں سے گھورا۔وہ منہ بنا کر دوبارہ سے فائل پر جھک گیا۔ان دونوں کو دیکھتے ہوئے تبریز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی۔

"میرے خیال سے ایک بار تم خود یہ فائل چیک کر لو ایسا نہ ہو کچھ رہ جائے پھر تم ناراض ہو گی۔" سعد نے فائل اس کی طرف بڑھائی تو وہ کھول کر دیکھنے لگی۔

میٹنگ روم کا ماحول ایک دم سے ہی دوستانہ سا ہو گیا تھا۔

"ایک بات بتائیں۔ آپ یہ ریسٹورینٹ کیوں بیچ رہے ہیں؟ اتنی محنت کی ہے آپ نے بلڈنگ تعمیر کروائی پھر دیگر چیزیں ارینج کیں اور اتنا سب کچھ کرنے کے بعد آپ سیل کر رہے ہیں۔ کیوں؟" روشانے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ویسے یہ سوال بہت پہلے کیا جانا چاہیے تھا مگر خیر۔ دراصل یہ مجھ سے چھوٹے کا شوق تھا۔ اس نے مجھ سے کہا اور میں نے بنوا دیا مگر اس سب میں وہ سٹڈی سے دور ہو رہا تھا اس لیے میں نے اس سے واپس لے لیا اس وعدے کے ساتھ کہ اس کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد ایسا ہی سیٹ اپ اس کو دوبارہ سے مل جائے گا اور میرے

پاس بالکل ٹائم نہیں ہوتا کہ میں اسے مینج کر سکوں۔بس یہی وجہ ہے۔"تبریز نے اسے تفصیل بتائی۔

"اتنی تفصیل کس نے پوچھی ہے۔فضول میں اوور ہو رہا ہے۔"غازان بڑبڑایا۔

"کیا تکلیف ہے؟کیوں ایک دم سے انگارے چبانے لگے ہو۔"سعد نے اس کی بڑبڑاہٹ سن کر پوچھا۔

"یہ اس وقت مجھے زہر لگ رہا ہے۔جو بھی کرنا ہے بس جلدی سے کرو اور چلو یہاں سے۔"اسے کہتا وہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ایک طرف جا کھڑا ہوا۔

"آپ میں لیڈی باس والی ساری خصوصیات موجود ہیں۔مجھے امید ہے بہت جلد آپ لوگ ایک اچھے مقام پر ہوں گے۔"تبریز نے فائل سائن کر کے روشانے کی طرف بڑھائی.

"مجھے کچھ کام ہے تو باقی کا تم دیکھ لینا۔ ہم چلتے ہیں۔ چلو روشا۔" غازان نے اس کی طرف آتے ہوئے کہا.

"ایک منٹ مسٹر غازان! مجھے مس روشانے سے بات کرنی ہے۔ کیا ہو سکتی ہے؟" اسے اپنا بیگ اٹھاتے دیکھ کر تبریز نے پہلے غازان اور پھر روشانے سے کہا۔

"کیا بات کرنی ہے؟" غازان نے شکن آلود پیشانی کے ساتھ خشک لہجے میں پوچھا۔

"یس شیور بٹ گیو می ون منٹ پلیز۔" روشانے اسے کہتی غازان کا ہاتھ پکڑے پیچھے ہوئی۔

"کیا مسئلہ ہے؟ کیوں کاٹ کھانے کو آرہے ہو؟ بی ہیو یور سیلف" روشانے دانت پیستے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں بولی.

www.novelsclubb.com

"مجھے یہ بندہ بالکل بھی نہیں اچھا لگ رہا ہے۔ تم بس چلو یہاں سے۔" اس نے تبریز کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہاری کوئی کل سیدھی ہے بھی یا نہیں۔ ہم یہاں رشتہ کرنے نہیں آئے جو تم لوگوں کو پرکھ رہے ہو۔ سکون سے کھڑے رہو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولی۔ اس کی حالت دیکھ کر تبریز بمشکل اپنا قہقہہ روکے ہوئے تھا۔

"تم سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔ نہیں جانا تو نہ سہی۔ میں جا رہا ہوں۔" وہ پیر پٹختا وہاں سے واک آوٹ کر گیا۔

ارے! یہ تو احتجاج پر اتر آیا ہے۔" تبریز نے بے اختیار سوچا۔

"سوری! ایکچولی اس کا موڈ کچھ خراب ہے تو اس وجہ سے ایسا بی ہیو کر رہا ہے۔ آپ مائنڈ مت کیجئے گا۔" اس کا دماغ بعد میں درست کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے وہ اس کی طرف پلٹی۔

"نہیں اٹس اوکے۔ اصل میں مجھے فہام نے بتایا تھا کہ آپ ڈریس ڈیزائنر ہیں اور ہانیہ سے بھی کافی تعریفیں سنی ہیں تو میں اپنی ایڈ ایجنسی کے لیے آپ سے میٹنگ رکھنا چاہ رہا تھا۔"

"جی بالکل، مگر مجھے کہیں جانا ہے تو آج ممکن نہیں ہو سکے گا۔"

"جی جی کوئی مسئلہ نہیں۔ میں کسی دن آپ کے آفس کا چکر لگاتا ہوں۔ ایک کپ کافی کے ساتھ ڈسکس بھی کر لیں گے۔" اب کی بار اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوکے پھر ہوتی ہے ملاقات۔ سعد ہم لوگ فلیٹ پر جا رہے ہیں تو تم بھی وہیں آ جانا۔" روشانے ان دونوں کو خدا حافظ کہتی باہر نکل گئی۔

پارکنگ میں پہنچ کر اس نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو کچھ دور فٹ پاتھ پر غازان جاتا دکھائی دیا۔ گاڑی کی چابی چونکہ سعد کے پاس تھی اس لیے وہ پیدل ہی چل دیا تھا۔ وہ جلتا بھنتا جا رہا تھا کہ پیچھے سے ایک گاڑی اس کے پاس آ کر رکی۔

"آ جاؤ۔" اس کے رکنے پر روشانے نے کہا۔ وہ اسے کوئی بات کہتی اور وہ انکار کر دیتا ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا سو وہ منہ بسورتا گاڑی میں آ بیٹھا۔ فلیٹ پر پہنچنے تک ان دونوں میں سے کسی نے بھی کوئی بات نہیں کی۔ اسے لاؤنج میں بٹھا کر وہ کچن میں چلی گئی۔ کچھ دیر میں واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں دو کپ کافی کے تھے۔ ایک کپ اس کے سامنے رکھ کر دوسرا اٹھائے وہ اس کے سامنے صوفے پر جا بیٹھی اور کافی کے گھونٹ لینے کے ساتھ ساتھ اسے بھی دیکھنے لگی جو اس کسان کی مانند لگ رہا تھا جسے طوفان کی اطلاع ملی ہو اور وہ پہلے سے ہی چشم تصور میں آنے والی آفت میں اپنا

سب کچھ لٹتا دیکھ رہا ہو۔ سوچوں میں گم اس کے چہرے پر کئی رنگ آجا رہے تھے۔ اپنی سوچ میں جانے وہ کہاں تک جا چکا تھا۔

"کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔" اس کو ایک ہی زاویے میں بیٹھا دیکھ کر اس نے مخاطب کیا۔

"غازان!" اس کے دوبارہ پکارنے پر وہ چونکا۔

"کیا ہوا ہے؟ کہاں کھوئے ہوئے ہو؟ تم ایک دم سے اتنے پیلے کیوں پڑ گئے ہو؟ طبعیت ٹھیک ہے؟" اس کی لمحہ بالمحہ بگڑتی حالت دیکھ کر اس نے فکر مندی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"روشا! روشا! آئی لو یو یار۔ میں نہیں رہ سکتا تمہارے بنا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے سامنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔ اس کی غیر متوقع بات اور حرکت پر وہ اچھل کر رہ گئی۔

"واٹ ! کیا ہو گیا ہے ؟ ہوش میں تو ہو نا؟" اس نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"مم۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں تمہارے بنا نہیں رہ پاؤں گا۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔۔ ایسے لگ رہا ہے جیسے کسی نے میری شہ رگ پر پاؤں رکھ دیا ہو۔ سوچتا ہوں تو۔۔۔۔ تو لگتا ہے اگلی سانس نہیں آئے گی۔۔ تم۔۔ تم پلیز مجھے چھوڑ کر مت جانا۔ میں مر جاؤں گا یار۔" اس کے دونوں ہاتھ تھامے، آنکھوں میں نمی لیے التجا کرتا وہ بے بسی کی حدوں پر تھا۔ روشانے آنکھیں پھاڑے ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی۔ ابھی تو وہ پہلے شاک سے نہیں نکلی تھی کہ اس نے دوسرا جھٹکا دے دیا تھا۔

"تم۔۔۔۔ تم سن رہی ہو نا؟" اس کو کسی بت کی طرح ساکت و جامد بیٹھا دیکھ کر اس نے اسے جھنجھوڑا۔

www.novelsclubb.com

"آئی نو تم ناراض ہو مجھ سے۔ ہونا بھی چاہیے۔ میری وجہ سے ماما تمہیں ہرٹ کرتی ہیں، بٹ آئی سویئر میں ان کو منالوں گا۔ بس تم کبھی نہ چھوڑنا مجھے۔ میں

برداشت نہیں کر پاؤں گا۔ تم۔۔۔۔۔ تم سن رہی ہو نا۔" اس کے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کی آنکھیں اور چہرہ اس کے شدید ضبط کا گواہ تھا۔ وہ ہق دق سی اسے دیکھے گئی۔ جب سے اس سے ملی تھی پہلی بار تھا کہ ہر وقت غیر سنجیدہ غازان اس طرح ٹوٹی بکھری حالت میں اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"چپ کیوں ہو؟ کچھ بولو نا۔" اس کو مسلسل خاموش دیکھ کر اس نے اس کا ہاتھ ہلایا تو وہ چونک کر ہوش میں آئی۔

"کیا الٹا سیدھا بولے جا رہے ہو؟ دماغ ٹھیک ہے؟ اٹھو یہاں سے۔" اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے اس نے سختی سے کہا۔

"نہیں تم پہلے وعدہ کرو۔ تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔ مجھ سے دور ہونے کا سوچو گی بھی نہیں۔" اس کا ہاتھ دوبارہ سے اپنی گرفت میں لیتے ہوئے ملتجی لہجے میں کہتا وہ اسے حد درجہ قابل رحم لگا۔ وہ بے اختیار اپنی نظریں پھیر گئی۔

"مجھ سے نظریں مت پھیرو! تمہارا یوں نظریں پھیرنا مجھے خوش فہمی میں مبتلا کر دے گا۔ آئی سویئر روشا میں اس وقت بہت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔ تھوڑا سا تو رحم کرو۔" اس کا رخ اپنی جانب موڑتے ہوئے وہ اذیت سے چور لہجے میں بولا۔ روشا نے گہری سانس لیتے ہوئے اپنے گال سے اس کا ہاتھ ہٹا کر اسے اٹھانا چاہا۔

"او کے ریلیکس! تم کچھ زیادہ ہی سوچ رہے ہو۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ تم یہاں سے اٹھو اور یہاں اوپر آ کر بیٹھو۔"

"تم پہلے پرومس کرو مجھ سے۔" اس نے بچے کی طرح اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔

"تمہیں ہوا کیا ہے؟ کیوں الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہو؟" اس کی ایک ہی رٹ سے وہ جھنجھلاتے ہوئے گویا ہوئی۔

"اوکے فائن! تمہیں یہ پرومس نہیں کرنا تو مت کرو مگر آج کے بعد اس تبریز سے نہیں ملو گی۔اس سے کبھی کوئی بات نہیں کرو گی۔۔وہ تمہیں دیکھ رہا تھا، مسکرا کر باتیں کر رہا تھا۔وہ مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔تم۔۔۔تم سمجھ رہی ہو نا۔"

"غازان! تم شاید ہوش میں نہیں ہو۔فوراً سے پہلے اٹھو اور اوپر آ کر بیٹھو۔"اس کا مطلب سمجھ کر وہ غرائی اور اٹھ کر اسے کھینچتے ہوئے صوفے پر بٹھایا اور خود کچن میں چلی گئی۔

"یہ لو پانی پیو اور اپنے حواس میں آؤ۔"اس نے پانی کا گلاس اسے پکڑاتے ہوئے زبردستی اس کے ہونٹوں سے لگایا۔اس نے چند گھونٹ پی کر گلاس سامنے رکھی چھوٹی سی ٹیبل پر رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"بیٹھے بٹھائے پتہ نہیں کون سا دورہ پڑ جاتا ہے۔"وہ ٹرے میں کافی کے کپ اٹھا کر کچن میں چلی آئی۔ٹرے ماربل کے سلیب پر رکھتی وہ فریج کھول کر چیک کرنے لگی

کہ سعد کے آنے سے پہلے کچھ کھانے کے لئے ہی بنالے کہ آہٹ پر مڑ کر دیکھا تو غازان دروازے میں کھڑا تھا۔

"مجھے آج بھی یاد ہے میری یونیورسٹی کا پہلا دن تھا۔ میں جب یونی کے لیے گھر سے نکلا تو بابا بھی میرے ساتھ ہی تھے۔ ان کا ہسپتال میری یونی کے راستے میں ہی آتا تھا۔ میں نے جب انھیں ان کے ہسپتال ڈراپ کیا تو جاتے جاتے وہ میرے سر پر دھماکہ کر گئے۔ کہنے لگے کہ غازان علی یونیورسٹی جا رہے ہو تو میری ایک بات یاد رکھنا، بچپن میں تمہارا نکاح تمہارے چچا کی بیٹی سے کر دیا گیا تھا اور اب جوانی میں رخصتی بھی اسی کے ساتھ ہو گی اس لیے کسی بھی قسم کی چکر بازی سے پرہیز رکھوں۔" وہ مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور جانتی ہو میں جو یونی کے پہلے دن کو لے کر ایکسائٹڈ تھا الجھ کر رہ گیا۔ جیسے تیسے کر کے یونی میں آدھا دن گزارا اور وہاں سے سیدھا بابا کے ہسپتال میں ان کے پاس پہنچا اور ان سے دوبارہ بات کی۔ بات کرنے پر ان سے سعد کے بارے میں پتہ چلا تو

میں نے کسی طرح اس سے کانٹیکٹ کیا اور تمہارے بارے میں پوچھا۔ شروع میں جو بس تجسس تھا وہ دلچسپی اختیار کر گیا اور وہ دلچسپی محبت میں کب بدلی جان ہی نہ سکا۔ میں نے میلوں دور ہو کر بھی تمہاری پل پل کی خبر رکھی ہے۔ سعد سے تمہارے ہر لمحے سے باخبر رہا ہوں۔ دن کی شروعات تمہاری تصویر دیکھ کر ہوتی تھی تو رات ڈھیروں باتیں کرنے کے بعد ہوتی تھی۔ تم نہیں جانتی میں یہاں آنے کے لیے کتنا بے تاب تھا مگر یہ بھی جانتا تھا کہ اگر ایک بار پاکستان چلا گیا تو واپس نہیں جا پاؤں گا اس لیے سٹڈی مکمل ہونے کا انتظار کرتا رہا گو کہ یہ انتظار بہت مشکل تھا مگر دل کو سمجھانا ہی پڑا۔" وہ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ سجائے گزرے دنوں میں کھویا کھویا سا بول رہا تھا اور وہ ششدر سی آنکھیں پھاڑے اسے سن رہی تھی۔

"کچھ ماہ پہلے مجھے سعد کے ہی ذریعے پتا چلا کہ تم دبئی جا رہی ہو اور میں چاہ کر بھی خود کو نہیں روک سکا۔ اگلے ہی دن میں دبئی چلا گیا۔ گزرے ماہ و سال میں پہلی بار

www.novelsclubb.com

تھا کہ تم سے روبرو ہو رہا تھا۔ سارا دن میں تم سے سامنا کرنے کی ہمت جمع کرتا رہا اور جب ایکسپو سینٹر گیا تو پتہ چلا کہ تم ہوٹل جا چکی ہو۔ اگلے ہی دن میں صبح سویرے تمہارے ہوٹل کے باہر پہنچ گیا اور کچھ دیر تک تمہیں فالو کرنے کے۔۔۔۔۔"

"بات پتہ ہے کیا غازان! محبت میں محبوب کو فالو اور سٹالک کرنے کے علاوہ بھی ایک چیز ہوتی ہے اور وہ ہوتی ہے عزت۔ محبت میں اگر عزت نہ رہے نا تو میرے نزدیک ایسی محبت لعنت بھیجنے کے بھی قابل نہیں ہوتی۔" اسے خود کو اتنا عرصہ فالو کرنے والی بات سن کر اور اپنے انجان رہنے پر وہ آگ بگولہ ہوتی اس کی بات کاٹ گئی۔

www.novelsclubb.com

"اب میری بات دھیان سے سنو! جو مرد اپنی بیوی کو معاشرے سے، اپنی فیملی سے عزت نہ دلا سکے، اس کے لیے سٹینڈ نہ لے سکے، اسے یہ محبت محبت کا راگ الاپنے کی جرات نہیں کرنی چاہیئے اور تم بھی اسی کیٹگری میں آ رہے ہو غازان! چلو

پہلے نہیں تو بقول تمہارے چند سالوں سے اس رشتے کے بارے میں جانتے ہو تو اب تک کیا کیا ہے سوائے محبت کے ؟ زبانی کلامی اور وہ بھی کھوکھلے دعووں کے ؟ اپنی ماں کو تو تم قائل کر نہیں سکے۔ بس بہت ہو گیا آج کے بعد تم یہ پیار محبت کی فضول بکواس میرے سامنے نہیں دہراؤ گے۔ اب میرے پاس تبھی آنا جب تم میں کچھ بولنے کی ہمت آسکے کیونکہ میرے لیے محبت سے زیادہ عزت ضروری ہے ورنہ میں کوئی فیصلہ کرلوں گی اور کوئی مجھے اس پر عمل کرنے سے روک نہیں سکے گا۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی سرد و سپاٹ لہجے میں کہتی باہر کی طرف بڑھی اور دروازے کے پاس جا کر رکی اور مڑ کر اس کے پاس آئی۔

"اور ہاں ایک صلاح ہے تمہارے لیے، بزدلی اور محبت کا آپس میں کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ اگر یونہی ساری زندگی کبھی بے بے کے پیچھے چھپنا ہے تو کبھی ماں کا فرماں بردار بن کر ان کا پلو پکڑے رہنا ہے تو پھر ماں کی ہی مرضی سے شادی کرلو۔ گھر بساؤ اور سکون سے جیو۔ یہ محبت وحبت تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ بہت کچے

ہو تم اس میدان میں۔" وہ استہزایہ لہجے میں کہتی وہاں سے نکل گئی۔ وہ تو اتنے دنوں کا غبار اور کھولن اس کے کانوں میں انڈیل کر جا چکی تھی مگر وہ ہلنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔ اس کے کانوں میں اس کی باتیں حرف باحرف گونج رہی تھیں۔ غصے اور طیش میں آکر وہ دروازے کو زوردار ٹھوکر مارتا لاؤنج میں آیا تو وہ وہاں نہیں تھی۔

"ایکچوئلی صحیح کہا تم نے۔ بہت ہو گیا۔ اب سب ختم ہو ہی جانا چاہیئے۔ اگر تم یہ ہی چاہتی ہو تو پھر یوں ہی صحیح۔" وہ بڑبڑاتا ہوا میز پر پڑی فلیٹ کی چابیاں اٹھاتا باہر نکل گیا۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_27

الفت بیگم کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ واپس چلی گئی تھی اور سعد اور غازان کے ساتھ وہ ریسٹورینٹ وزٹ کرنے کے بعد ان کے ساتھ ہی گھر آئی۔ کچھ الفت بیگم کے صبح کے رویے اور اس کے بعد غازان کی باتوں سے وہ اچھی خاصی جھنجھلائی ہوئی گھر میں داخل ہوئی۔ آتے ہی اس نے اپنا ہینڈ بیگ صوفے پر اچھالا اور صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھی۔ عصر کی نماز ادا کر کے تسبیح کرتی بے بے نے اسے دیکھا اور اس کا خراب موڈ دیکھ کر نفی میں سر ہلا گئیں جبکہ غازان اور سعد خاموشی سے صوفوں پر براجمان ہو گئے۔

"الفت بچوں کے لیے پانی لے آ" بے بے نے ان کو آگے پیچھے آتے دیکھ کر آواز لگائی۔

www.novelsclubb.com

"تارا! پانی آج ہی مل جائے گا یا کل تک کا انتظار کروں؟" باورچی خانے سے کسی کو نہ نکلتا پا کر اس نے چڑ کر کہا۔

"کیوں چیخ رہی ہے؟تارا نہیں ہے گھر پہ۔" بے بے نے ناگواری سے اسے گھوری دکھائی.

"روشی بات سنو!" رومیسہ اس کو پکارتی ہوئی آئی۔

"کیا ہے؟" اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔باورچی خانے سے اس کے لیے پانی لے کر نکلتی الفت بیگم نے حیرت سے اس کا انداز دیکھا۔شہر سے واپسی سے ہی وہ اس کو نوٹ کرتی آئی تھیں۔رومیسہ اچھل کر پیچھے ہٹی۔الفت بیگم نے باری باری ان تینوں کو پانی دیا۔

"وہ۔۔۔وہ۔ ممم۔۔۔مجھے۔" اس کے بگڑے تیور دیکھ کر وہ بوکھلا گئی تھی۔

"کیا؟دو منٹ سکون کے مل سکتے ہیں؟کیوں زندگی حرام کی ہوئی ہے؟"

"یہ تُو اس بیچاری کے گلے کیوں پڑ رہی ہے؟کسی سے لڑ کر آرہی ہے کیا؟" بے بے نے حیرانی سے پوچھا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے میرا، پاگل ہو گئی ہوں میں۔ چھوڑ آئیں کسی پاگل خانے میں۔ آپ سب کا بھی بوجھ ہلکا ہو اور مجھے بھی سکون کی زندگی مل جائے گی۔" ہاتھ میں پکڑا گلاس فرش پر پھینکتے ہوئے وہ چیخی۔ غازان ایک نظر اسے دیکھ کر رخ موڑ گیا۔

"تجھے ہوا کیا ہے؟ کیوں کاٹ کھانے کو آ رہی ہے؟" بے بے اپنی لاٹھی اٹھاتی اٹھ کر اس کی طرف آئیں۔

"مجھے سکون چاہیے بے بے، تھوڑی سی آسانی والی زندگی چاہیئے۔ کاش! اس دن ماما اور بھائی کے ساتھ میں بھی مر جاتی تو آپ لوگوں کی بھی جان چھوٹ جاتی اور۔۔۔" اس سے پہلے وہ مزید آگ اگلتی، بے بے کے تھپڑ نے اس کی زبان کو بریک لگائی۔

"بکواس بند کر۔جب دیکھو منہ پھاڑ کر بول دیتی ہے۔ارے مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو جا کر کسی نہر میں چھلانگ لگا دے ناں،روز روز کے تیرے طعنے تو ختم ہوں اور میں بھی بے فکری کی نیند سو سکوں۔" بے بے ایک دم سے گرجیں۔وہ بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگی جو اسے تھپڑ مارنے کے بعد خود بھی ہانپ رہی تھیں۔

غازان اس غیر متوقع صورت حال پر لب بھینچ کر رہ گیا۔

"اماں کیا ہو گیا ہے؟ریلیکس۔آپ بیٹھیں یہاں۔"الفت بیگم انہیں کندھوں سے تھام کر تخت تک لائیں اور انہیں بٹھاتے ہوئے ہونق بنی کھڑی رومیسہ سے پانی لانے کو کہا۔

"الفت!اسے بول کہ دفع ہو جائے یہاں سے۔مجھے اس کی شکل نہیں دیکھنی۔ اسے کہہ جائے،اپنے کمرے میں جائے۔" بے بے اس کو وہیں کھڑا دیکھ کر ہاتھ سے الفت بیگم کو اشارہ کرتے ہوئے بولیں۔وہ آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتی ہوئی تیزی سے سیڑھیوں سے اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"کیا کوئی جھگڑا ہوا ہے؟" اس کے جانے کے بعد الفت بیگم نے مڑ کر سعد اور غازان سے پوچھا۔

"پتا نہیں تائی جان۔ میں تو میٹنگ میں ہی تھا اور یہ دونوں مجھ سے پہلے نکلے تھے اس کے بعد کیا ہوا میں نہیں جانتا۔ ہاں مگر تب سے روشی بہت غصے میں ہے۔" سعد نے سنجیدگی سے بتایا۔

"کیا ہوا ہے؟" انہوں نے اب غازان کی طرف رخ کیا۔

"پتہ نہیں۔" وہ بے زاری سے کہتے ہوئے اٹھا۔

"کیا مطلب پتہ نہیں۔ وہ تمہارے ساتھ تھی اور تم کہہ رہے ہو پتہ نہیں؟ کیا کہا ہے اُسے۔" اس کو نظر انداز کر کے جاتے دیکھ کر انہوں نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں نے کیا کہنا ہے ماما۔ میں اگر کسی کو کچھ کہہ سکتا ہوتا تو اس حال میں نہیں ہوتا۔" وہ تھکے تھکے انداز میں کہتا کمرے میں چلا آیا۔

"آپ بیٹھیں میں دیکھتی ہوں۔"

"اسے چھوڑ، پہلے اُسے دیکھ۔ کہیں ایسا نہ ہو کوئی نیا چن چڑھا دے۔" بے بے نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ وہ اثبات میں اپنا سر ہلاتیں سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئیں۔ اس کے کمرے کے پاس پہنچ کر وہ ہلکی سی دستک دے کر اس کے کمرے میں داخل ہوئیں تو وہ سامنے ہی بیڈ پر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی نظر آئی۔ ہلکی سی دستک اور کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس کر کے اس نے سر اٹھایا تو الفت بیگم کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"غازی سے جھگڑا ہوا ہے؟"

"میرا اس سے کیا لینا دینا ہے۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھ کر الماری کھول کر کھڑی ہو گئی۔ بڑبڑاہٹ اتنی اونچی ضرور تھی کہ ان کے کانوں تک با آسانی پہنچ گئی تھی۔

"آر یو شیور؟" انہوں نے سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے پوچھا۔

"جی؟"اس نے مڑ کر سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"بھئی میرا مطلب ہے کہ آر یو شیور کہ تمہارا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔"

"جی!اور بے فکر رہیں آج کے بعد سے وہ کم سے کم مجھے لے کر آپ سے کبھی کوئی بات نہیں کرے گا۔"وہ اپنے کپڑے نکال کر واش روم کی جانب بڑھی۔

"اور ہاں بے بے سے کہہ دیجیئے گا کہ پریشان نہ ہوں۔میں ٹھیک ہوں۔"واش روم کے دروازے پر رک کر انہیں کہہ کر وہ اندر چلی گئی۔وہ کچھ دیر وہیں کھڑی رہیں اور پھر کچھ سوچ کر غازان کے کمرے میں آئیں۔وہ بیڈ پر آڑھا ترچھا اوندھا لیٹا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا کیا ہوا؟"وہ تشویش زدہ ہوتی اس کے پاس آئیں۔

"پلیز ماما! جائیں یہاں سے میں ٹھیک ہوں۔"اس نے سر اٹھائے بغیر کہا۔

"کچھ بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے؟ یہاں تمہارا موڈ خراب ہے وہاں روشانے اتنے غصے میں ہے۔" وہ جانے کی بجائے اس کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔

"آپ کا یہ سوال بنتا نہیں ہے۔ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی آپ انجان بن رہی ہیں۔" اس نے سر اٹھا کر شکوہ کیا۔

"کچھ بتاؤ گے تو ہی پتہ چلے گا کہ ہوا کیا ہے۔ اب مجھے الہام تو ہونے سے رہا۔" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"ماما میں اس کے بنا نہیں رہ سکتا۔ پتہ نہیں مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے۔ عجیب عجیب سے خیالات آ رہے ہیں۔ آپ کیوں نہیں سمجھ رہی ہیں؟ وہ مجھے کہتی ہے کہ میں اس کے راستے میں نہ آؤں اور میں اس بارے میں سوچتا بھی ہوں تو لگتا ہے جیسے اگلی سانس نہیں آئے گی۔ آج اسے کسی اور کے ساتھ دیکھ کر جتنی تکلیف مجھے ہوئی ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔ وہ اتنی سخت دل کیوں ہے؟ اسے میرے جذبات کیوں

نہیں سمجھ آرہے؟"اس نے اٹھ کر ان کی گود میں سر رکھتے ہوئے نم آلود لہجے میں کہا۔

"غازان!"وہ اتنا آگے چلا جائے گا انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ان کے خیال سے تو وہ بس اس رشتے کو برقرار رکھنے کا خواہاں تھا مگر وہ جبران کے نقش قدم پر اتنی سنجیدگی سے چل پڑے گا ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

"آپ کہتی ہیں اسے چھوڑ دو وہ بھی کہتی ہے مجھے چھوڑ دو اور ماں کی مرضی سے شادی کر لو، کوئی مجھ سے بھی تو پوچھے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔آپ کو پتہ ہے آج وہ اس لڑکے کے ساتھ صرف بات کر رہی تھی تو میری جان حلق میں آ اٹکی تھی۔ یوں لگا تھا جیسے کسی نے دل پر بھاری سل رکھ دی ہو تو سوچیں اگر وہ واقعی ہی کسی اور کی ہو گئی تو۔۔۔میں تو مر جاؤں گا یار۔"

"اللہ نہ کرے!کیا الٹا سیدھا بولے جا رہے ہو۔"الفت بیگم نے دہل کر کہا۔

"پلیز ماما! میں تو آپ کا بیٹا ہوں نا۔ آپ میری ہر بات مانتی ہیں، ہر خواہش پوری کرتی ہیں، ہر وقت مجھے جینے کی دعا دیتی ہیں تو کیوں میرے جینے کی وجہ مجھ سے چھین رہی ہیں؟ میں تو آپ کا لاڈلا بیٹا ہوں نا تو آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہیں؟" ان کا ہاتھ تھام کر وہ التجائیہ نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے بولا۔ اس کی آنکھ سے آنسو بہہ کر اپنی گود میں گرتے دیکھ کر وہ حق دق رہ گئی تھیں۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔ اس کی ہر خواہش پوری کرنے والی ماں کیسے اس خواہش کو رد کر گئی وہ بھی اپنی بے جا ضد اور انا کی وجہ سے۔ جو فیصلہ وہ اتنے دنوں سے نہیں کر پائی تھیں وہ انہوں نے چند لمحوں میں کر لیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ تم۔۔۔ تم پریشان مت ہو۔ تم جیسا چاہو گے ویسا ہی ہو گا، جو کہو گے میں کروں گی مگر تم یہ بچوں کی طرح رونا بند کرو۔ مجھ سے نہیں دیکھی جا رہی تمہاری یہ حالت۔" الفت بیگم نے اس کی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اسے پچکارا۔

"آپ سچ میں کہہ رہی ہیں۔۔آپ۔۔۔۔آپ مجھے بہلا تو نہیں رہی ہیں نا؟" وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا تھا۔اتنی غیر معمولی بات انہوں نے اتنی آسانی سے کہہ دی تھی کہ اس کی بے یقینی بجا تھی۔

"ہاں بالکل سچ کہہ رہی ہوں، لیکن میں منع بھی کر سکتی ہوں اگر تم نے ابھی اٹھ کر اپنا حلیہ درست نہیں کیا۔ باقی باتیں بعد میں پہلے جا کر منہ ہاتھ دھو کر آؤ۔ میں تمہیں اس حالت میں نہیں دیکھ پا رہی ہوں۔"

"ہاں۔۔ہاں میں ابھی آتا ہوں۔" وہ چھلانگ مار کر نیچے اترا اور واش روم میں گھس گیا۔الفت بیگم اس کی پھرتیاں دیکھ کر نفی میں سر ہلا کر رہ گئیں۔کچھ ہی دیر میں وہ واش روم سے برآمد ہوا تو اس حال میں تھا کہ پانی کے قطرے اس کے ہاتھوں اور چہرے سے گر رہے تھے۔

"حد ہو گئی غازی! بندہ منہ توڈھنگ سے دھو ہی لیتا ہے۔"اس کے ماتھے پر جما صابن دیکھتے ہوئے انہوں نے سر پیٹا۔

"آپ نے خوشی ہی اتنی بڑی دی ہے۔میرے تو ہوش ہی گم ہو گئے ہیں۔"اس نے مسکراتے ہوئے اپنا چہرہ ان کے سامنے کیا۔

"اپنے ہوش ٹھکانے پر رکھو۔مجھے تمہاری بیوی کے تیور کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے۔ ویسے ہوا کیا ہے؟"اپنے دوپٹے سے اس کا چہرہ صاف کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔

"میٹنگ میں وہ کمینہ تبریز اس کے آگے پیچھے گھوم رہا تھا تو میں نے بات کی تو بس اسی پر محترمہ آگے سے مجھے اچھی خاصی باتیں سنا کر چلی آئی۔"اس نے منہ بناتے ہوئے بتایا۔

"تو تم نے اسے کچھ نہیں کہا؟"

"میں کیا کہتا اس نے حملہ ہی اتنا اچانک اور شدید کیا کہ میں کچھ بول ہی نہیں سکا۔" اس نے بے چارگی سے کہا۔

"بے وقوف!" انہوں نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

"اچھا تم ریسٹ کرو میں اماں سے بات کرتی ہوں تاکہ رومیسہ کے ساتھ ہی تمہیں بھی نمٹا ہی دوں۔" وہ اٹھ کر باہر جاتے ہوئے بولیں۔

"نہیں ماما۔ ابھی نہیں۔" وہ تقریباً چیخا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔ ابھی اتنے باؤلے ہو رہے تھے گویا جان لبوں پر ہو اور اب کہہ رہے ہو نہیں۔" الفت بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی بہو کی طرف میرے بہت سے حساب نکلتے ہیں، پہلے وہ بے باق ہوں گے تو پھر دیکھیں گے۔" اس نے ان کے کندھوں پر بازو پھیلاتے ہوئے مسکراتے لہجے

میں کہا۔الفت بیگم کے مان جانے سے وہ ایک دم سے ہی اپنی جون میں واپس لوٹ آیا تھا۔اس کو ہشاش بشاش دیکھ کر الفت بیگم کے اندر تک سکون اترا تھا۔

"اور اگر اس نے انکار کر دیا تو؟"انہوں نے اسے گھورا۔

"کم آن ماما! آپ ابھی اپنے بیٹے کو جانتی نہیں ہیں۔ابھی خود کو دیکھ لیں چند لمحوں میں ہی میں نے نہ صرف ہاں کروالی ہے بلکہ آپ رخصتی پر بھی تیار ہو گئی ہیں۔" اس نے چٹکی بجاتے ہوئے شرارت سے کہا۔

"بد تمیز! ماں کے ساتھ ڈرامہ کر رہے تھے۔"انہوں نے مصنوعی خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ماما ایک بات تو بتائیں! یہ طاہرہ چچی نے واقعی ہی ماموں کے ساتھ بے وفائی کی تھی؟ مطلب انہیں چھوڑ دیا تھا؟"اس نے چہرے پر ڈھیروں سنجیدگی لاتے ہوئے

پوچھا جیسے اس سے بڑا ان کا کوئی ہمدرد ہو ہی نہ۔الفت بیگم کے چہرے سے مسکراہٹ سمٹی۔

"ویسے چچی نے اچھا نہیں کیا۔کیا تھا جو وہ ماموں کی محبت کو سمجھ لیتیں تو آج وہ اس حال میں اتنی دور نہ بیٹھے ہوتے۔"افسوس سے دائیں بائیں سر ہلاتا وہ پھاپھے کٹنی عورتوں کو بھی پیچھے چھوڑ گیا تھا۔

"میں نے تمہیں اس دن بھی کہا تھا کہ دوبارہ اس قسم کی بکواس نہیں کرنی۔تمہیں سمجھ میں نہیں آیا تھا؟"اپنے کندھوں سے اس کے بازو جھٹکتے ہوئے انہوں نے درشتی سے کہا۔

"ماما!میری بات تو سنیں۔"وہ جلدی سے ان کے سامنے آیا۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔وہ اسے غصے سے پیچھے دھکیلتی باہر نکل گئیں۔

"دل کو قرار آیا۔۔۔ تجھ پہ ہے پیار آیا۔" الفت بیگم کے جانے کے بعد وہ گنگناتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر بال سیٹ کرنے لگا۔

"میری محبت تمہیں لعنت بھیجنے کے قابل بھی نہیں لگ رہی تھی نار وشانے غازان علی، تو اب اس لعنت شدہ محبت کے پیچھے تمہیں خوار نہ کیا تو میرا نام بھی غازان نہیں۔" بالوں میں برش کرتے ہوئے اس کے دماغ نے جلتے بھنتے ہوئے کہا۔

"یہ کچھ زیادہ نہیں ہو جائے گا؟" دل فوراً سے پہلے چیخ اٹھا تھا۔ جھک کر بالوں کو مختلف زاویوں سے چیک کرتے ہوئے اچانک وہ رکا۔

"ہاں اتنا تنگ نہیں کرنا چاہیے۔ وہ ہرٹ ہو گی۔ بس تھوڑا سا تنگ کرنا ہے۔ اٹس فائنل۔" اس سے پہلے دماغ کچھ کہتا دل نے پختہ ارادہ کر لیا۔

"فٹے منہ تمہارے مشوروں پر۔" دماغ اس پر دو حرف بھیجتا پیچھے ہٹ گیا۔

"ایسا کرتا ہوں چینج کر کے سب سے پہلے بے بے کو یہ بات بتاتا ہوں۔ وہ تو سن کر خوش ہی ہو جائیں گی۔" وہ سوچتے ہوئے الماری سے کپڑے نکالنے لگا۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_28

پھپھو!" وہ چینج کر کے نکلی تو حریم نے اسے آواز دی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو وہ اسی کی طرف آ رہی تھی

www.novelsclubb.com

جی پھپھو کا بچہ !اس نے خوشدلی سے کہا

مجھے اٹھائیں۔" اس نے بازو وا کیے

اپنی عمر اور قد دیکھو! میرے جتنی ہو اور گود میں اٹھانے کو یوں کہتی ہو جیسے چھوٹا بچہ ہو۔" روشانے اسے اٹھاتے ہوئے بولی

ہاں تو چھوٹو سا بے بی ہی ہوں۔" اس نے فخر سے گردن اکڑائی

آپ کہاں جا رہی ہیں؟"

مجھ سے اس وقت دو لوگ ناراض ہیں ان سے سوری کرنے جا رہی ہوں۔" اس نے رومیسہ کے کمرے میں جھانکتے ہوئے کہا

کون بھلا؟"

ایک تو بڑی دادو اور ایک رومی پھپھو۔"

www.novelsclubb.com

اچھا مگر کیوں ناراض ہیں؟"

رومی پھپھو کو ڈانٹ دیا تھا اور بے بے سے تھوڑی سی بد تمیزی کی تھی۔ اپنے کمرے سے نکلتے غازان پر ایک نظر ڈالتی وہ آگے بڑھ گئی

ہیلو بے بی!" تیزی سے قدم بڑھا کر اس کے ہمقدم ہو کر اس نے مسکراتے ہوئے حریم کو مخاطب کیا

ہائے چاچو! کیسے ہیں؟ آپ اتنا مسکرا کیوں رہے ہیں؟" اس نے جواباً ہاتھ ہلاتے ہوئے پوچھا

وہ اس لیے کہ مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی ملی ہے۔۔" اس نے حریم کا گال کھینچتے ہوئے کہا

تو سیلبریٹ نہیں کریں گے؟" حریم نے آنکھیں گھمائیں۔

بالکل کریں گے۔ ہم کل ہی کر لیتے ہیں۔ میں آپ کو سکول سے پک کر لوں گا اور پھر ہم ایک اچھے سے ریسٹورینٹ میں جا کر اچھی سی پارٹی کریں گے۔"

پھپھو بھی ہوں گی ہمارے ساتھ؟" حریم نے خاموشی سے ان کی باتیں سنتی روشانے کو بھی گھسیٹا

نہیں! میں اپنی خوشیاں ہر ایرے غیرے کے ساتھ نہیں سیلیبریٹ کرتا۔بس میں آپ،رمشاءاور رومی پھپھو ہوں گی۔"اس کے خشک اور کھردرے لہجے میں یوں دوٹوک انداز پر روشانے نے بے ساختہ حیرت سے اسے دیکھا۔وہ اسے نظر انداز کیے نیچے آگیا

ہاؤرؤڈ!"وہ بڑبڑاتی ہوئی نیچے آئی اور حریم کو رمشاء کے پاس جانے کا کہہ کر خود بے بے کے کمرے میں آئی۔غازان بے بے کے پاس کہنی کے بل لیٹا مسکراتے ہوئے ان سے کوئی بات کر رہا تھا۔اس کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا

غازی!اس کو بول یہاں سے چلی جائے۔مجھے اس سے بات نہیں کرنی بلکہ اس کی صورت بھی نہیں دیکھنی۔"بے بے نے ناراضگی سے رخ موڑا

سنو لڑکی ! تم اس وقت جاؤ یہاں سے۔ ہم لوگ کچھ پرائیویٹ بات کر رہے ہیں۔" غازان اٹھ کر اس کی طرف آتے ہوئے سخت لہجے میں بولا۔ روشانے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ آنکھوں سے نگلنے کا ارادہ ہے کیا؟ بے بے کی بات سمجھ نہیں آئی ! انہیں تمہاری صورت بھی نہیں دیکھنی اور مجھے بھی تمہاری شکل دیکھنے میں زرا سی بھی دلچسپی نہیں ہے، اس لیے تم جا سکتی ہو، بلکہ میں تمہیں خود چھوڑ کر آتا ہوں۔" اس کا ہاتھ پکڑے اسے کمرے سے باہر لا کر چھوڑا اور ٹھک سے دروازہ بند کر دیا۔

"ہاؤ انسلٹنگ؟" وہ پیر پٹختی واپس مڑ گئی۔ ہال میں رومیسہ بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی ۔ وہ اس کے پاس آ بیٹھی۔

"تم ناراض ہو مجھ سے۔" اس نے ٹی وی دیکھتی رومیسہ کو مخاطب کیا

"سنونہ! سوری." اس کے منہ پھیرنے پر روشانے نے اس کا رخ اپنی جانب موڑا

"رئیلی سوری! میں اس وقت بہت غصے میں تھی تو تمہیں ایسے ہی جھڑک دیا۔ مجھے احساس ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہئیے تھا۔ بس کسی اور کا غصہ تم پر نکال دیا۔"

تم ہر بار ایسے ہی کرتی ہو۔ میری غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی مجھے جھڑک دیتی ہو۔ اب میں تم سے بات ہی نہیں کروں گی۔" اس نے منہ بسورا۔ وہ کچھ دیر تک اسے دیکھتی رہی اور پھر ریموٹ اٹھا کر ٹی وی کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ویسے میں نے کل رات تقریباً نو بجے تمہیں اور سعد کو چھت پر دیکھا تھا۔ کوئی خاص بات تھی کیا!" اس نے بات تو سرسری سی کی تھی مگر لہجہ ہر گز عام نہیں تھا ۔رومیسہ نے ایک جھٹکے سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ مکمل دھیان ٹی وی پر ہونے کے باوجود وہ اس کی آنکھوں میں ثبت بے یقینی محسوس کر سکتی تھی۔ وہ زیر لب

مسکراتی ہوئی اٹھنے لگی کہ رومیسہ نے اس کا بازو پکڑ کر واپس کھینچ کر اسے صوفے پر پٹختے ہوئے اس کے شانوں پر بکھرے بالوں سے پکڑا

تم مجھے بلیک میل کر رہی ہو؟"وہ اس کے بالوں کو جھٹکا دیتے ہوئے غرائی۔روشانے برا ماننے کی بجائے قہقہ لگا گئی

"ارے! میں نے تو بس ایک بات کی ہے تم غلط سمجھ رہی ہو۔"اس کے لہجے میں مصنوعی پن صاف جھلک رہا تھا۔

"بہت اچھے سے سمجھتی ہوں تمہاری باتوں کو۔میری بات کان کھول کر۔۔۔۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"الفت بیگم کی حیرت کی ڈوبی آواز سنائی تو وہ جلدی سے پیچھے ہٹی

www.novelsclubb.com

وہ۔۔۔۔وہ۔"رومیسہ ان کی سنجیدگی پر گڑبڑا گئی۔

کیا وہ وہ لگا رکھی ہے؟کیوں جاہلوں کی طرح بی ہیو کر رہی ہو میسنز بھول گئی ہو کیا؟"الفت بیگم نے غصے سے کہا

وہ میں بس ایسے ہی۔"اس نے مدد طلب نگاہوں سے روشانے کو دیکھا مگر وہ یوں بن گئی جیسے دیکھا ہی نہ ہو

کس بات پر جھگڑ رہے تھے؟"انہوں نے سوالیہ نظروں سے دونوں کو دیکھا"

کچھ نہیں تائی جان ہم لوگ بس مذاق کر رہے تھے۔"رومیسہ کو سر جھکائے لب کاٹتے دیکھ کر روشانے نے اس کا ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے کہا۔وہ دونوں کو ایک ایک تگڑی قسم کی گھوری سے نوازتیں واپس پلٹ گئیں

تمہیں شرم تو نہیں آتی۔دیکھنے میں کتنی سلجھی ہوئی اور باوقار لگتی ہو اور حرکتیں تھرڈ کلاس لڑکیوں والی ہیں۔"ان کے جانے کے بعد رومیسہ کشن اٹھا کر دانت پیستی اس کی جانب بڑھی

www.novelsclubb.com

اے پاگل ہو گئی ہو کیا؟ماما بچائیں۔"منہ پر کشن ہونے کی وجہ سے اس کے منہ سے گھٹی گھٹی آواز نکلی

فکر مت کرو تمہیں ماما تک پہنچا کر ہی چھوڑوں گی۔ تم نے مجھے کچھ زیادہ ہی ہلکا لے رکھا ہے۔" اس نے کشن پر دباؤ بڑھایا۔ روشانے نے پورا زور لگا کر اسے پیچھے دھکیلا اور کھانستی ہوئی اٹھی۔ دھکے کی وجہ صوفے کے پائے کا سرا اس کی کمر میں لگا تھا۔ وہ کمر پر ہاتھ رکھتی کراہتی ہوئی اٹھی تو اس کی نظر سڑھیوں پر کھڑی انہیں دیکھتی الفت بیگم پر گئی۔ وہ جھٹ سے سیدھی ہوئی۔ اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھ کر روشانے بھی بال پیچھے کر کے سمیٹنے لگی۔

مزید بڑا ہونا ہے؟" وہ متاسف نگاہوں سے انہیں دیکھتی، سر جھٹک کر اوپر چلی گئی

ایک بات بتاؤ! تمہاری اماں تھوڑی بدلی بدلی نہیں لگ رہی ہیں۔ ان کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر روشانے رومیسہ سے بولی

لگ تو مجھے بھی رہا ہے ورنہ تو جب بھی تم میرے ساتھ ہوتی ہو تمہاری ٹکا کر کرتی ہیں۔ اس بار بچت ہو گئی ہے۔""

تمہیں بڑا افسوس ہو رہا ہے۔ خیر بتاؤ کیا کام تھا۔"

مجھے اپنے کمرے کی سیٹنگ کروانی تھی مگر تمہارا جب دل کرتا ہے مجھے جھڑک کر رکھ دیتی ہو۔" وہ منہ بناتے ہوئے اس سے دور ہٹ کر بیٹھی

اچھا بابا آئی ایم سوری۔ معاف کر دو۔ دوبارہ نہیں کروں گی۔ اب بتاؤ کیسی سیٹنگ کرنی ہے۔" روشانے اٹھ کر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی

یہ دیکھو! مجھے سیم ایسی سیٹنگ کروانی ہے۔" وہ میز پر رکھا موبائل اٹھا کر اسے تصویریں دکھانے لگی۔ تصویریں دیکھتے ہوئے اس نے گردن گھما کر بے بے کے کمرے کو دیکھا جس کا دروازہ ابھی تک بند تھا۔ رومیسہ کے ٹہوکا دینے پر وہ کندھے اچکاتی اس کی طرف متوجہ ہو گئی

www.novelsclubb.com

وہ آدھا دن سعد اور غازان کے ساتھ ریسٹورینٹ میں گزارنے کے بعد اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی جلدی جلدی سے کام نمٹانے میں مصروف تھی کیونکہ اسے دوبارہ ریسٹورینٹ جانا تھا۔ آتے ہوئے اس نے بسمہ سے کہا تھا کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ پچھلے دو تین گھنٹوں سے وہ ارد گرد کا ہوش بھلائے مسلسل کام میں مصروف تھی۔ دروازے پر دستک ہوئی تو اس کے یس کہنے پر بسمہ اندر داخل ہوئی

میم! ایک کسٹمر آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔"

سوری بسمہ تم دیکھ رہی ہو نہ زرا بھی ٹائم نہیں ہے۔ تم خود ہی ڈیل کر لو" اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا

آئی نو میم! مگر وہ بہت اصرار کر رہی ہیں۔ ایک بار مل لیں۔""

اوکے صرف پانچ منٹ ہیں۔ بلاؤ انہیں۔" اس نے کہا تو وہ سر ہلاتی ہوئی باہر نکل گئی اور کچھ ہی دیر میں وہ واپس آگئی

تشریف رکھیں۔"بسمہ نے کرسی کی طرف اشارہ کیااور واپس چلی گئی

جی بتائیں میں کیا ہیلپ۔۔۔۔آپ یہاں؟"اس نے بولتے ہوئے سر اٹھایاتوالفت بیگم کو دیکھ کر چونکی

کیوں میں یہاں نہیں آسکتی؟"انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا

نہیں میرا مطلب ہے کہ یہاں کیوں آئی ہیں مطلب بنابتائے، نہیں میرا مطلب تھا کہ اچانک سے آگئیں۔"وہ ان کے اپنے آفس آنے پر ہی ششدر تھی اس لیے حیرت اور بے یقینی کی زیادتی تھی کہ اس کے منہ میں جو آرہا تھا وہ بولے جارہی تھی ۔الفت بیگم نے میز پر رکھا پانی کا گلاس اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا

یہ لو پیئو تاکہ تمہیں سمجھ میں آسکے کہ تمہارا مطلب کیا ہے۔باقی باتیں پھر کریں گے"انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کی بوکھلاہٹ پر چوٹ کی

سوری۔"اس نے خجل ہوتے ہوئے ان کے ہاتھ سے گلاس پکڑا

رومی بھی آئی ہے؟"اس نے دو گھونٹ لے کر گلاس رکھتے ہوئے پوچھا

نہیں میں اکیلی ہی آئی ہوں۔""

چائے یا کافی؟"اس نے رسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا

فی الحال کچھ بھی نہیں۔مجھے رومی کی رسم کے لیے ڈریس لینا ہے اس لیے آئی ہوں ۔تم زرا میری مدد کر دو۔""

اوکے۔"وہ اٹھ کر ایک طرف شیلف میں رکھے کچھ میگزین اٹھا کر لائی اور ان کے سامنے رکھتے ہوئے کھول کر انہیں دکھانے لگی

اس وقت یہ برانڈز اور ڈیزائنرز ٹرینڈ میں ہیں۔آپ ان میں سے دیکھ لیں جو اچھا لگے بتا دیں دو چار دن میں تیار ہو جائے گا۔"

www.novelsclubb.com

مجھے اگر یہ چاہیے ہوتے تو میں سیدھا وہیں جاتی۔گھر میں ڈیزائنر ہوتے ہوئے باہر جانا کہاں کی عقل مندی ہے۔تم ایک کام کرو مجھے اپنے تیار کیے ہوئے کچھ ڈریس

دکھاؤ بلکہ تم خود ہی چوز کر لو۔ماشاءاللہ سے تمہارچوائس بہت زبردست ہوتی ہے۔"الفت بیگم نے میگزینز ایک طرف کرتے ہوئے کہااور روشانے ایک بار پھر گرتے گرتے بچی

ایک تو تم صدمے میں بہت جلدی چلی جاتی ہو۔ خیر تمہاری غلطی نہیں ہے ۔تمہاری ماں بھی ایسے ہی ہونق بن جایا کرتی تھی۔"اس کو حیرت اور صدمے کی ملی جلی کیفیت سے خود کو دیکھتے پاکر انہوں نے سر پیٹا۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

www.novelsclubb.com

#قسط_نمبر_29

کیا مطلب؟"اس نے ٹھٹھک کر پوچھا

مطلب بھی سمجھاؤں گی پہلے جو کام کہا ہے وہ کرو۔"الفت بیگم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

جی جی۔آئیں میرے ساتھ۔"

وہ انہیں لے کر سٹور میں آئی اور سیلز گرل کو اشارہ کیا تو وہ آکر انہیں مختلف قسم کے کپڑے دکھانے لگیں۔تقریباً آدھے گھنٹے کی محنت کے بعد وہ تقریب کی مناسبت سے دو جوڑے سلیکٹ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔روشانے نے انہیں کہا کہ جو چینجینگ کرنی ہیں بتا دیں وہ کروا دے گی۔ڈریس پیک کروا کر وہ باہر نکلیں تو روشانے نے ان سے پوچھا کہ وہ واپس کیسے جائیں گی

غازان چھوڑ کر گیا تھا تو تم ایک کام کرو تم چلو میرے ساتھ۔تمہیں کسی سے ملوانا ہے اور وہیں سے گھر واپس چلے جائیں گے۔"الفت بیگم نے کہا تو وہ چاہ کر بھی انکار نہ کر سکی۔بسمہ کو اپنے جانے کا بتا کر وہ ان کے ساتھ چلی گئی۔راستے میں الفت بیگم

نے انہیں ایڈریس بتایا اور اس نے ایک بار پھر گاڑی وہیں لے جا کر روکی جہاں کچھ دن پہلے وہ انہیں ڈراپ کر کے گئی تھی۔ وہ اتر کر گیٹ کی جانب بڑھیں تو روشانے بھی حیرت زدہ سی ان کے پیچھے آئی

یہاں کون رہتا ہے؟" اس نے اچھنبے سے پوچھا۔ پرس سے چابی نکال کر گیٹ پر لگا تالا کھولتی الفت بیگم نے اسے دیکھا اور مسکرا دیں

یہاں میری فیملی رہتی ہے۔ میرے اماں ابا، بہن بھائی اور بہنوں جیسی دوست۔" وہ ایک حسرت بھری آہ بھرتے ہوئے گھر میں داخل ہوئیں۔

یہ میرا چھوٹا سا آشیانہ تھا، جس میں ہم سب ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح جڑے ہوئے تھے اور ہر ایک موتی دوسرے سے بڑھ کر تھا۔ پھر جانے کس کی نظر لگی کہ یہ آشیانہ جو بکھرا تو میں آج تک نہ سمیٹ پائی۔" وہ کھوئے کھوئے

لہجے میں بول رہی تھیں۔روشانے بھی خاموشی سے ان کے پیچھے آرہی تھی۔وہ اندرونی دروازہ کھول کر ہال میں داخل ہوئیں

اس گھر سے ہماری اچھی بری بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔ہر ایک منظر،ہر ایک بات مجھے ازبر ہے۔اتنے سال گزر جانے کے باوجود کچھ نہیں بھولی ہوں۔اماں اور چچی کی کھٹ پٹ،ابا اور چچا کا پیار، تہمینہ اور جبران کا پیار اور۔۔۔اور اپنی اور طاہرہ کی دوستی۔کچھ بھی تو فراموش نہیں کر سکی۔"روشانے جو خاموشی سے انہیں سن رہی تھی ان کی آخری بات پر چونکی

وہ جھولا دیکھ رہی ہو؟"انہوں نے لاؤنج کا پردہ ہٹاتے ہوئے سامنے لگے جھولے کی طرف اشارہ کیا

www.novelsclubb.com

یہ جھولا گواہ ہے ہماری دوستی کا،ہماری محبت کا۔ہمارے بچپن کے خوشگوار دنوں سے لے کر جوانی کی تلخیوں تک ہر ایک منظر کا گواہ ہے۔"

چلو آؤ تمہیں میں ایک بہت پرانی کہانی سناتی ہوں۔"اپنی نم انکھیں صاف کرتے ہوئے وہ اس کا ہاتھ پکڑے دوسری منزل پر آئی اور ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اسے لیے اندر آئیں۔روشانے کی ایک بار پھر آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو چکی تھیں کمرے کی دیواروں پر طاہرہ اور الفت بیگم کی ان گنت تصویریں تھیں اور ساری تصاویر ان دونوں کی ہی تھیں جس میں کہیں وہ کالج یونیفارم میں تھیں تو کچھ کسی شادی کی تقریب کی تھیں اور باقی ان کے کمرے اور گھر کے مختلف گوشوں میں بنائی گئی تھیں

یہ تو ماما ہیں۔"وہ ایک تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی

ہاں یہ تمہاری ماں ہے اور میری بیسٹ فرینڈ۔اگر تب کسی نے یک جان دو قالب کی مثال دینی ہوتی تو ہماری دی جاتی تھی۔میری اماں تھوڑی سخت مزاج تھیں اور چچی کے ساتھ ان کی بنتی بھی نہیں تھی مگر اس کے باوجود ہم لوگ ایک ہی کمرے میں رہتے تھے۔میں ان کی ڈانٹ کو خاطر میں نہیں لاتی تھی مگر طاہرہ کبھی کبھار

سنجیدہ ہو جاتی تو میں ابا سے اماں کی شکایت لگاتی اور ابا اماں کی کلاس لگاتے نتیجتاً وہ خاموش ہو جاتیں اور ہم پھر سے اکھٹے ہو جاتے مگر ہم میں سے کوئی نہ جان سکا کہ ان کے دل میں چچی اور ان کی فیملی کے لیے نفرت پلنے لگی ہے۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ جبران اور طاہرہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔" وہ بات کرتے کرتے تلخی سے مسکرائیں۔ روشانے جو انہیں سنتے ہوئے دیواروں پر لگی تصویریں دیکھ رہی تھی ایک جھٹکے سے پلٹی

مجھ سے غلطی ہوئی۔ مجھے انہیں روک دینا چاہئیے تھا مگر طاہرہ اچھی لڑکی ہے اور جبران کے لیے اس سے اچھی لڑکی کوئی ہو ہی نہیں سکتی اور نہ اماں کو اس سے اچھی بہو مل سکتی ہے۔ یہ میرا خیال تھا۔ میری جان سے عزیز دوست تھی نہ تو مجھے بھلا کیسے اس میں کچھ برا لگ سکتا تھا۔ اسی خیال کے تحت میں نے اماں سے بات کی اور جواب میں انہوں نے جو خامیاں اس میں مجھے گنوائیں میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ کچھ ماہ تک یہ بات اندر ہی اندر چلتی رہی اور ایک دن تہمینہ کے منہ سے نکل

گیا کہ جبران اور طاہرہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔اس کے بعد جو گھر میں طوفان آیا وہ اپنے ساتھ سب کچھ بہا کر لے گیا، پیچھے بچی تو برسوں سے پلتی نفرت، غصہ انا اور ضد۔اسی غصے اور انا میں آکر انہوں نہ صرف چچی کو باتیں سنائی یا پھر دوسرے لفظوں انہیں زلیل کیا اور ان کی تربیت پر انگلی اٹھاتے ہوئے طاہرہ کے کردار کو نشانہ بنایا۔ابا کو تو اماں کا وہ روپ دیکھ کر ہی چپ لگ گئی تھی۔چچا اور چچی بیٹی کے والدین تھے۔اماں نے کی تھیں تو دو لوگوں نے سنا تھا پلٹ کر وہ جواب دیتے تو پورا محلہ سنتا اور کیچڑ ان کی بیٹی پر اچھالا جاتا سو بدنامی کے ڈر سے وہ بھی چپ سادھ گئے جس سے اماں مزید شیر ہو گئیں۔ہم لوگ جو ایک دوسرے کے بناء سانس نہیں لیتی تھیں ایسے دور ہو گئی کہ جیسے جانتی ہی نہ ہوں۔ان دنوں اماں یعنی تمہاری دادی کا ہمارے گھر آنا جانا تھا اور میرے رشتے کی بات چل رہی تھی۔ایک دن انہوں نے چچی سے طاہرہ کے رشتے کے بارے میں بات کی اور جیسے حالات چل رہے تھے چچی اور چچا کو یہ رشتہ غنیمت لگا۔انہوں نے طاہرہ سے بات کر کے

www.novelsclubb.com

ہاں کر دی۔ میں جو یہ سمجھ رہی تھی کہ کسی نہ کسی طرح سب ٹھیک ہو جائے گا یہ خبر کسی بم کی مانند لگی۔ حالات بگڑتے دیکھ کر جبران نے اماں کو دھمکی دی کہ وہ گھر چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اس کی دھمکیوں اور بھوک ہڑتال پر ابا کو اپنی چپ کا روزہ توڑنا پڑا اور زبردستی اماں کو چچا کے ہاں لے گئے اور ان سے اماں کی طرف سے کی گئی زیادتیوں پر معافی مانگ کر ان سے طاہرہ کے رشتے کی بات کی مگر تب تک محبت میں انا اور ضد آچکی تھی۔ طاہرہ نے دوٹوک انکار کر دیا اور ہم سب کے لاکھ جتنوں کے باوجود بھی اس کا انکار اقرار میں نہ بدلا۔ اسے شاید اپنی انا اور ضد ہر رشتے سے پیاری تھی جو اسے نہ تو اپنی محبت دکھائی دی اور نہ ہی میری دوستی اور قسمت کی ستم ظریفی دیکھو کہ ہم لوگ جو ہمیشہ ساتھ رہنے کی باتیں کیا کرتی تھیں ایک ہی دن ،ایک ہی گھر میں رخصت ہو کر آ گئیں مگر دلوں کی رنجشیں اتنی بڑھ چکی تھیں کہ اب ایسی خوشیاں بے معنی ہو چکی تھیں۔ اس کی شادی کے بعد جبران بجھ کر رہ گیا۔ ہر وقت ہنستا مسکراتا میرا بھائی گم صم سا رہنے لگا حتیٰ کہ بیمار پڑ گیا۔ اماں نے اس کی

حالت دیکھتے ہوئے اس کی شادی کر دی۔شادی کے دو تین ماہ بعد ہی وہ بھابھی کو لے کر باہر چلا گیا اور جبران کی جدائی اور طاہرہ کے ساتھ کی گئی زیادتیوں کا گلٹ تھا کہ اماں سال بھر میں ہی چل بسیں اور جو پیچھے رہ گئے وہ ایک دوسرے سے ملتے تو تھے مگر صاف نظر آتا تھا کی دنیا دکھاوے کو ملتے ہیں۔یوں یہ ہنستا بستا چمن اجڑ کر رہ گیا اور ہماری کہانی بھی ماضی کے اوراق میں دب کر رہ گئی۔"ماضی کی تکلیف دہ باتیں یاد کرتے ہوئے ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔روشانے دیوار سے ٹیک لگائے کسی بت کی مانند ان کو سن رہی تھی ان کے خاموش ہونے پر سیدھی ہوئی

تو یہ ثابت ہوا کہ آپ کا خاندان ہمیشہ سے ہی ہماری تکلیف کا سبب بنا ہے۔پہلے طاہرہ آپ کی ماں کی نفرت کی بھینٹ چڑھی تو اب طاہرہ کی بیٹی آپ کی نفرت جھیل رہی ہے شاید ہماری قسمت میں آپ لوگوں کی محبت ہے ہی نہیں۔"اس نے زخمی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔اس کی بات پر وہ تڑپ کر اس کی جانب بڑھیں

نہیں۔۔ نہیں بیٹا میں تم سے نفرت نہیں کرتی۔ میں کیونکر تم سے نفرت کروں گی ۔میں تو آج تک طاہرہ سے نفرت نہیں کر سکی تو تم سے کیسے کر سکتی ہوں۔ مجھے بس غصہ تھا۔ رشتوں میں انا اور ضد نہیں ہونی چاہیئے۔ کیا تھا اگر جو وہ جھک جاتی تو۔ اس نے اکڑ کر ٹوٹنے کو ترجیح دی، خود کو فنا کر دیا، مگر جھک کر خود کو اور اپنے سسے جڑے لوگوں کو جوڑنا گوارہ نہیں کیا۔ میں مانتی ہوں اماں نے غلط کیا مگر وہ معاف بھی تو کر سکتی تھی نہ۔ اپنی اور جبران کی خوشیوں کا گلا گھونٹ کر اس نے بس اپنی انا ہی بچائی تھی۔ پیچھے بچا کچھ نہیں تھا اور رہ گئی تم، تو تم مجھے غازان اور رومیسہ سے زیادہ عزیز ہو کیونکہ تم طاہرہ کی بیٹی ہو۔"

اور اس طاہرہ کی بیٹی کو آپ نے کتنی بار جھڑکا، کتنی بار باتیں سنائیں اور پھر تھپڑ بھی مارا۔" اس نے خفگی سے کہا۔

کہانہ مجھے غصہ تھا۔ بلاوجہ کی ضد لگائی تھی تمہاری ماں نے اور یہاں آکر بھی میں اگر اس پر غصہ کرتی تو وہ مجھے جواب نہیں دیتی تھی۔ مجھے اس سے بہت سارا لڑنا

تھا۔بہت سے گلے شکوے کرنا چاہتی تھی۔اپنی دوست کو واپس لانا چاہتی تھی مگر وہ مجھ سے بہت دور ہو گئی تھی اس لیے نظر انداز کر دیتی اس کے لیے میرا ہونا نہ ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔دلبرداشتہ ہو کر میں نے ملک چھوڑ کر چلی گئی۔جب واپس آئی تو مجھے تم میں بھی طاہرہ کی جھلک نظر آئی،وہی نخرہ،وہ انداز،وہی نظر اندازی،وہی تیور،جس سے میں جھنجھلا کر رہ گئی۔شروع شروع میں جب تم مجھے پلٹ کر جواب دیتی تھی تو مجھے مسئلہ نہیں ہوتا تھا جتنی کوفت اب آکر تمہاری خاموشی سے ہوتی تھی۔ٹھیک ہے۔شکوے شکایات ہیں تو لڑ جھگڑ کر بیان کرو یہ چپ سادھ لینا کہاں کی عقل مندی ہے۔"انہوں نے سر جھٹکا

اور آپ نے مجھے طعنہ بھی دیا تھا کہ جیسی منحوس ماں ویسی بیٹی۔"اس نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے جتاتے ہوئے لہجے میں کہا

لڑکی تمہاری ماں کو میں کچھ بھی کہہ سکتی ہوں۔تم اپنی بات کرو۔"انہوں نے مسکراتے اس کے سر میں چپت لگائی۔

اگر اتنی ہی محبت تھی ماما سے تو آپ یوں ان کی بیٹی کو ڈائیورس دینے کی بات نہ کرتی ۔"اس نے ایک اور شکوہ کیا۔

تو تمہیں کیا لگتا ہے ضد، انا، اکڑ اور فالتو کے بھرم تمہاری ماں ہی دکھا سکتی ہے۔اتنا حق تو میرا بھی بنتا تھا۔"الفت بیگم نے تیکھے لہجے میں کہا

یہ تو اب آپ ایسے ہی بات کر رہی ہیں ورنہ یوں مجھے پیپرز بنوانے پر نہ اکساتیں۔میں نے دیکھا تھا آپ تب باقاعدہ مسکرا رہی تھیں۔"اس کے پاس شکائیتوں کی ایک لمبی لسٹ تھی

ہاں تب میں غصے میں تھی اور غصے میں انسان جو بھی کرتا ہے اس کو وہ سمجھ نہیں آرہا ہوتا۔میں نے بھی کیا، اس بات پر وضاحت نہیں دوں گی مگر میں جانتی تھی غازان کبھی بھی سائن نہیں کرے گا اور جہاں تک رہی مسکرانے کی بات تو ہاں میں ہنسی

تھی کہ میں کیسے بھول گئی کہ طاہرہ کی بیٹی ہو کر جھک جائے گی اور اپنا رشتہ بچا لے گی۔انا کی ماری ہوئی عورتیں یونہی تو اپنی خوشیاں روندا کرتی ہیں۔

آپ کو طاہرہ کی بیٹی میں تو طاہرہ نظر آ گئی مگر شاید خود احتسابی کرنا بھول گئیں۔آپ کو نہیں لگتا آپ اپنی اماں کا کردار ادا کر رہی ہیں۔" وہ شاید سارے حساب چکانے کے موڈ میں تھیں۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_30

www.novelsclubb.com

"نہیں میں کبھی بھی اماں کا کردار نہیں اپناتی۔کیونکہ میں نے طاہرہ اور جبران کو ٹوٹتے دیکھا ہے۔جبران کو راتوں کو جاگتے اور طاہرہ کو چھپ چھپ کر روتے دیکھا ہے۔ان کی اذیت مجھے ابھی بھی محسوس ہوتی ہے۔میں اماں جیسی کٹھور بن ہی نہیں

سکتی جبھی تو غازان کا ایک آنسو نہیں دیکھا گیا مجھ سے۔ میں کیسے اپنے بیٹے کو تکلیف دے سکتی ہوں۔ اسے تڑپتا دیکھ کر کیسے سکون سے رہ سکتی ہوں۔ بھائی کے لیے کچھ نہیں کر سکی مگر بیٹے کی خوشیاں تو اسے دے سکتی ہوں۔ میں کبھی بھی اسے ساری عمر کا روگ نہیں لگاؤں گی۔ بے شک میں اس کی خوشی کو دل سے نہ اپناتی مگر اس کو اس کی خوشی دیتی ضرور۔"

"میں آپ کے بیٹے کو جواب دے چکی ہوں۔ وہ جہاں چاہے شادی کر لے۔ مجھے انٹرسٹ نہیں ہے" وہ منہ بگاڑتے ہوئے دیوار پر لگی تصویر اتارنے لگی

"بیٹا یہ بات تو تم لوگ بھول ہی جاؤ۔ مجھے اگر چار جوتے مار کر بھی رخصتی کرنی پڑی تو میں کروں گی۔ اب وہ وقت نہیں جب میں خاموش تماشائی بنی رہ گی تھی۔" انہوں نے اس کا کان مروڑتے ہوئے کہا تو وہ منہ بنا کر رہ گئی۔ الفت بیگم کچھ دیر اسے دیکھتی رہیں پھر اس کے ہاتھ سے تصویر لے کر پلنگ پر جا بیٹھیں

"تمہیں پتہ ہے جب ہم لوگ باہر جانے لگے تو اماں نے مجھ سے تمہارے اور غازان کے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا مگر اس وقت حالات کے پیش نظر انہیں منع کر دیا پھر میں نے فردوس اور طاہرہ کی باتیں سنی۔ وہ خواہش دار اصل طاہرہ کی تھی۔ میں ہمیشہ اسے کہا کرتی تھی کہ اس کی بیٹی کو میں اپنی بہو بناؤں گی۔ اس کی بیٹی اپنی خالہ کی بہو بنے گی۔ وہ میری خواہش پوری کرنا چاہ رہی تھی۔ مجھے بہت غصہ آیا ایسی بھی کیا ہٹ دھرمی۔ وہ مجھ سے بھی تو کہہ سکتی تھی مگر نہیں اس نے اماں سے بات کی۔ باوجود اس کے کہ مجھے اس سے ہزاروں شکوے تھے، میں اس کا یہ کیا ہوا رشتہ کبھی نہ توڑتی۔ مجھے تو اس بات کا گلٹ ہی نہیں جاتا کہ وہ مجھ سے ناراض ہی اس دنیا سے چلی گئی۔ اگر مجھے پتا ہوتا کہ وہ یوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روٹھ جائے گی تو میں اس کو ہر قیمت پر منا لیتی چاہے مجھے اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑتا۔" وہ سانس لینے کے لیے رکیں

www.novelsclubb.com

"مگر ہر بار کی طرح اس نے جلد بازی کی اور مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔اسے شاید ہمیں تکلیف دے کر اچھا لگتا ہے۔اس نے کبھی اس طرح سے ہم سے محبت ہی نہیں کی۔ جیسے ہم کرتے ہیں یا شاید۔۔۔۔۔شاید۔۔۔"بولتے ہوئے ان کے الفاظ گلے میں ہی اٹک کر رہ گئے اور وہ ضبط کھو کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔روشانے لب بھینچے کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔ایک دو بار اس نے ہاتھ بڑھا کر انہیں خاموش کروانا چاہا مگر الفت بیگم کے مطابق بلا کی انا تھی جو ہاتھ نہیں بڑھانے دے رہی تھی

"آئی ایم سوری میں آخری بار بھی تم سے نہ مل سکی۔میں نہیں آ سکی۔مجھ سے آیا ہی نہیں گیا۔کیسے دیکھتی میں تمہیں اس دنیا سے جاتے ہوئے۔جس کے سنگ اتنے سال گزارے،اسے یوں منوں مٹی تلے جاتے دیکھتی تو شاید میری بھی جان نکل جاتی۔مجھے اماں نے بھی کہا،اظہار صاحب نے بھی کہا،میں ان کے سامنے پتھر کی ہو گئی مگر کئی مہینوں تک چھپ چھپ کر روتی رہی۔ڈپریشن اور بی پی کی مریضہ بننے کی وجہ آج تک کوئی نہیں جان پایا۔کوئی ایسے بھی کرتا ہے۔کتنی کھٹور اور

بے وفا نکلی تم۔اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی جب دل نہ بھرا تو ساری زندگی کی سزا دے گئی۔"وہ تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شکوہ کر رہی تھیں۔ان کے تکلیف دہ لہجے سے ان کی برسوں کی تھکن اور آزردگی عیاں تھی۔اپنی آنکھ سے گرتا آنسو صاف کر کے اس نے نچلا لب دانتوں تلے دبائے ضبط کرتے ہوئے وہ ان کی جانب بڑھی

"پلیز تائی! جان بس کریں۔"ان کے ہاتھ سے تصویر لے کر رکھتے ہوئے وہ انہیں خود سے لگا گئی

"ریلیکس۔جو ہوا وہ بدل نہیں سکتے۔ماضی کے زخموں کو کریدیں گی تو سوائے اذیت اور تکلیف کے کچھ نہیں ملے گا۔اس لیے پرانی باتیں مت دہرائیں۔"ان کی کمر سہلاتے ہوئے اس نے نرمی سے کہا۔وہ کافی دیر اس کے ساتھ لگی روتی رہیں۔ بائیں ہاتھ کی پشت سے اپنے گال رگڑ کر آنسو صاف کرتی وہ ان سے الگ ہو کر ان کے سامنے بیٹھی اور ان کا ہاتھ تھام کر نرمی سے گویا ہوئی

"ادھر دیکھیں! میں جانتی ہوں آپ کے لیے سب بہت تکلیف دہ ہے، مگر غلطی ایک کی نہیں تھی۔ سب برابر کے شریک رہے۔ یا شاید سب اپنی اپنی جگہ ٹھیک تھے، یا شاید یہ سب یونہی ہونا تھا، اگر نصیب میں ہوتا تو آپ کی ماں اپنا ظرف وسیع کر لیتیں یا آپ کی دوست معاف کر دیتیں مگر نہیں بات جو بگڑی تو بگڑتی چلی گئی کیوں کہ قسمت میں ہی یہ ٹھوکر لکھی تھی۔ آپ اس گلٹ سے نکل آئیں اور پلیز جو اس دنیا سے چلے گئے ہیں انہیں معاف کر دیں تاکہ ان کی روحوں کو سکون مل سکے اور ہو سکے تو ماما کو بھی معاف کر دیجئے، شاید انہیں آپکی معافی کا ہی انتظار ہو۔"

"میں تو کب کی معاف کر چکی ہوں۔ بھلا گزرے ہوئے سے بھی کوئی عداوت رکھتا ہے۔ تم بھی مجھے معاف کر دینا۔ آئی ایم سوری۔ میں نے تمہیں بھی بہت برا بھلا کہا۔ اپنی فرسٹریشن تم پر نکالتی رہی۔" اس کی بات سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولیں

"اٹس اوکے۔آپ مجھے سوری مت بولیں۔عمر اور رشتے میں بڑی ہونے کے ساتھ ساتھ ماما کے حوالے سے آپ میرے لیے بہت معتبر ہیں۔آپ بیٹھیں میں گاڑی میں دیکھتی ہوں اگر پانی مل جائے تو۔"وہ انہیں وہیں چھوڑ کر گاڑی سے پانی کی بوتل اٹھالائی۔الفت بیگم البم کھولے بیٹھی تھیں وہ بھی ان کے پاس بیٹھ کر دیکھنے لگی ۔وہ ایک ایک کر کے سارے گھر والوں کا تعارف کروانے لگیں۔

"جبران ماموں پاکستان نہیں آتے کیا؟"روشانے ان کی تصویر دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی

"تہمینہ نے بہت بار کہا ہے مگر وہ ہر بار ٹال جاتا ہے۔میں جانتی ہوں وہ نہیں آئے گا۔"انہوں نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا

ویسے تہمینہ آنٹی جوانی میں بالکل رومی جیسی تھیں۔"وہ تہمینہ بیگم کی تصویر نکال کر دیکھتے ہوئے بولی

"دونوں بہن بھائی ہی ننھیال پر گئے ہیں غازان بھی جبران کی کاپی ہے۔صورتیں بھی ملتی ہیں اور حرکتیں بھی۔ایک ہی خاندان میں دل لگا بیٹھے ہیں۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا

"مجھے نہیں لگتا!انتہائی فضول انسان ہے آپ کا بیٹا۔مجال ہے جو اس کی کوئی کل بھی سیدھی ہو اور آج کل اس کی جیسی حرکتیں ہیں کسی دن مجھ سے مار کھالے گا"ان دنوں اس کا اپنایا ہوا رویہ سوچتے ہوئے اس نے دانت پیسے۔اسے دیکھتے ہوئے الفت بیگم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی

"تم اپنے شوہر کے متعلق بات کر رہی ہوں!"ان کا لہجہ جتاتا سا تھا

"جانتی ہوں۔خیر چلیں کافی دیر ہو گئی ہے۔"اس نے بیزاری سے اٹھتے ہوئے کہا ۔الفت بیگم بھی اٹھ کر البم سمیٹ کر دراز میں رکھنے لگیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام ڈھلے وہ دونوں گھر میں داخل ہوئیں۔ان دونوں کو خوشگوار انداز میں باتیں کرتے گھر میں داخل ہوتے دیکھ باورچی خانے سے نکلتی تارا کے قدم وہیں منجمد ہوئے۔اس نے آنکھیں مسل کر خود کو یقین دلانا چاہا کہ جو وہ دیکھ رہی ہے سچ ہے یا وہ چلتے پھرتے خواب دیکھ رہی ہے۔جب آنکھیں ملنے، سر جھٹکنے کے بعد بھی منظر نہ بدلا تو اس نے خود کو خود ہی چٹکی کاٹی۔دوسرے فلور پر کھڑا غازان اس کی حرکتیں دیکھ کر اپنی ہنسی دبائے کھڑا تھا۔وہ چونکہ باتوں میں مگن اس لیے اسے حیرت سے بت بنا کھڑا دیکھ ہی نہ پائیں۔

"تم جا کر چینج کرو میں رومی کو دکھا کر آتی ہوں پھر تمہارے لیے چائے بنواتی ہوں۔وہ اس کے ہاتھ سے شاپنگ بیگ لے کر اوپر چلی گئی۔روشانے کا فون بجا تو وہ فون پر مصروف ہو گئی۔

"بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے۔"غازان الفت بیگم کو آتا دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا

"تم باز آجاؤ۔کسی دن بیوی سے مار کھاؤ گے۔بڑا پی ہوئی ہے۔"الفت بیگم کی بات پر وہ بے اختیار ہنستے ہوئے نیچے آکر بے بے کے تخت پر رکھے تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔وہ فون سے فارغ ہوئی تو تارا اس کے سامنے کھڑی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟"اس نے تعجب سے اسے حیران نگاہوں سے خود کو دیکھتے پا کر پوچھا

مجھے لگتا ہے میری آنکھیں خراب ہو گئیں ہیں۔"تارا نے سخت پریشانی کے عالم میں کہا

"کیوں کیا ہوا؟درد ہو رہا ہے دکھاؤ زرا؟"وہ فون اور بیگ صوفے پر رکھتی اس سے بھی دوگنا پریشان ہوتی اس کی آنکھیں چیک کرنے لگی۔

"دیکھنے میں تو ٹھیک لگ رہی ہیں۔ کیا نظر ٹھیک سے نہیں آ رہا؟" وہ باری باری دونوں آنکھیں کھول کر دیکھتے ہوئے پیچھے ہٹی

"عجیب عجیب سے منظر دکھائی دے رہے ہیں۔ مطلب ایسا کچھ دکھائی دے رہا ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو سکتا ہے۔" وہ چھت کو گھورتے ہوئے بول رہی تھی۔اس کو ہراساں دیکھ کر روشانے اچھی خاصی پریشان ہو گئی تھی۔

"ریلیکس! تم یہاں بیٹھو۔ میں تمہارے لیے پانی لاتی ہوں۔" وہ تقریباً بھاگ کر ڈائننگ پر رکھا پانی کا جگ اٹھا کر لائی اور گلاس میں ڈال کر اس کی طرف بڑھایا اور خود اس کے پاس گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی

"یہ لو پیئو۔ کب سے ایسا ہو رہا ہے۔ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا"

"ابھی کچھ دیر پہلے تک میں بالکل ٹھیک تھی۔ یہی کوئی پانچ منٹ پہلے کی بات ہے ۔میں نے دیکھا کہ تم اور الفت بی بی ایک ساتھ گھر میں داخل ہوئے ہو۔ وہ تم سے

باتیں کر رہی تھیں۔روشی وہ تم سے مسکرا کر باتیں کر رہی تھیں،وہ تم سے کہہ رہی تھیں کہ تمہارے لیے چائے بنواتی ہیں۔مطلب ایسا انہونا منظر،پھر وہ اچھے موڈ کے ساتھ کمرے میں چلی گئی۔یہ میری گناہگار آنکھیں مجھے کیا کیا دکھا رہی ہیں۔"وہ منہ کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی ہلا کر اسے اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہی تھی۔جوں جوں وہ بول رہی تھی روشانے کے چہرے سے تفکر کی لکیریں غائب ہو رہی تھیں اور ان کی جگہ غصہ لے رہا تھا۔بات اختتام تک اس کا چہرہ غصے سرخ ہو چکا تھا۔اس نے اسے اچھا خاصا دہلا دیا تھا۔ان چند لمحوں میں اسے کیا کیا خیال نہیں آئے تھے

"میں سچی کہہ رہی ہوں روشا!میری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں اس سے پہلے یہ پھر سے ایسا ویسا کچھ دکھائیں،تم بس مجھے کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔"اس کے فیصلہ کن لہجے پر جہاں اپنی پیشانی مسلتی روشانے گہری سانس لے کر اٹھی وہیں غازان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مچلی مگر اس کو ضبط کی آخری حد پر کھڑا دیکھ کر اس نے

سنجیدگی میں ہی عافیت جانی۔اس نے پاس پڑا پانی کا جگ اٹھا کر اس کے سر پر انڈیلا۔ وہ اچھل کر اٹھی۔نومبر کے مہینے میں سر سے لے کر پاوں تک بہتے ٹھنڈے ٹھار پانی سے تارا کے لیے سارے منظر دھندلا سے گئے تھے

"پاگل ہو گئی ہو۔اتنا ٹھنڈا پانی۔" وہ چیختے ہوئے بال اور کپڑے جھاڑنے لگی

"کچھ دکھائی دیا یا مزید علاج کی ضرورت ہے۔"اس نے مشکل سے ہی اس کا منہ توڑنے سے خود کو روکا ہوا تھا۔

اس میں میری کیا غلطی ہے جب غیر متوقع صورتحال پر ایسا ردعمل عام ہے۔جان کے دشمن دل کے جانی بنیں گے تو دیکھنے والوں کو ہارٹ اٹیک تو ائے گا نہ۔"اس نے ڈھٹائی سے کہا

www.novelsclubb.com

"اگلے دو دن تک اپنی شکل مت دکھانا ورنہ سچ مچ ایمرجنسی وارڈ میں منتقل کر دوں گی۔" وہ چبا چبا کر کہتی وہاں سے چلی گئی

"کمال ہے۔میں نے ایسا کیا کر دیا۔اتنی سی حیرت تو میرا حق تھی۔"تارا بھی کندھے اچکاتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔غازان موبائل نکال کر گیلری کھول کر دیکھنے لگا

'جانے کب وہ دن آئے گا جب میں تمہیں روبرو بٹھا کر اس طرح سکون اور تسلی سے باتیں کر سکوں گا۔"اس کی تصویر پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے وہ حسرت سے بڑبڑایا

ایسے ہی ماما کو منع کیا ہے۔اچھا تھا جو رخصتی ہو جاتی۔میری جان کہیں اٹکی رہے گی۔"وہ ایک ایک تصویر کو زوم کر کے دیکھتا خود سے باتیں کر رہا تھا کہ فون کی بیل بجنے پر چونکا۔سامنے ہی صوفے پر روشانے کا موبائل پڑا تھا۔وہ نظر انداز کرتا دوبارہ سے اپنے شغل میں مصروف ہو گیا۔موبائل ایک بار پھر بجنے لگا تھا۔

"روشا! تمہاری کال آرہی ہے۔"اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے آواز لگائی۔ مسلسل آتی کال دیکھ کر اس نے اٹھ کر موبائل اٹھایا۔ سکرین پر ان نون نمبر دیکھ کر اس نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا

"تھینک گاڈ آپ نے فون اٹھایا۔ میں کب سے کال کر رہا تھا۔"دوسری طرف سے آتی آواز وہ بھلا کیسے بھول سکتا تھا۔۔اس کا پارہ ایک دم سے ہائی ہوا۔

"اچھا میں۔۔۔۔۔۔"اس نے بات مکمل ہونے سے پہلے ہی فون کاٹ کر پھینکا۔ کچھ سوچ کر اس نے دوبارہ اٹھایا تو فون پر لگا پاسورڈ اس کا منہ چڑا رہا تھا۔اس نے ادھر ادھر دیکھا تو رمشاء ہال میں داخل ہوتی دکھائی دی۔

"رمشاء! روشا کے موبائل کا پاسورڈ پتہ ہے؟"

"حریم۔"اس کے بتانے پر وہ سر ہلا کر لاک کھولتے ہوئے مطلوبہ نمبر بلاک لسٹ میں ڈال چکا تھا۔

"چلو اب سکون سے یہاں پڑے رہو۔ خواہ مخواہ رقیب بننے کی کوشش کر رہے ہو۔" وہ ریسینٹ کال لسٹ میں موجود کالز ہسٹری ڈیلیٹ کر کے موبائل واپس اپنی جگہ پر رکھ کر مطمئن سا باہر نکل گیا

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_31

"تُو ادھر کیا کر رہی ہے؟" صبح ناشتے کے بعد آفس جانے سے پہلے وہ بے بے کے کمرے میں داخل ہوئی تو انہوں نے گھورتے ہوئے کہا

www.novelsclubb.com

"آپ سے سوری کرنے آئی ہوں مگر آپ تو بھاؤ ہی نہیں دے رہی ہیں۔ اب ایسی بھی کیا ناراضگی۔" وہ ان کے پاس بیٹھی

"اچھا ادھر میں طرف تو دیکھیں نہ۔مجھے معاف کر دیں۔میں آئندہ ایسی کوئی بات نہیں کروں گی۔"ان کے رخ موڑنے پر اس نے لجاجت سے کہا

"اب آپ ایسے کریں گی؟ماما بابا کے بعد آپ لوگ ہی تو میرا سہارا ہو۔آپ بھی روٹھ جاؤ گے تو میں کیسے رہوں گی۔"اس کی مسکینیت عروج پر تھی

"آئی پرومس میں دوبارہ کبھی ایسی بات نہیں کروں گی۔آپ کی ہر بات مانوں گی جو کہیں کروں گی۔پکا"انہیں سپاٹ نگاہوں سے خود کو دیکھتے پا کر اس نے اپنی شہ رگ پر ہاتھ رکھ کر انہیں یقین دلانا چاہا

"نہ بی بی میں کون ہوتی ہوں کچھ کہنے والی۔تو خیر سے خود بڑی سیانی ہے۔مجھ جیسی کم عقل بوڑھی بھلا کہاں تجھ سے کوئی بات منوا سکتی ہے۔"انہوں نے خفگی سے کہا

"اب آپ بس بھی کر دیں۔سب لوگ میرے ساتھ ہی زیادتی کرتے ہو۔جب جس کا دل چاہتا ہے باتیں سنا دیتا ہے اور آج کل تو آپ لوگوں نے میرے گالوں کو

تختہ مشق ہی بنالیا ہے جس کا دل چاہتا ہے اٹھ کر دو لگا دیتا ہے۔اگر میرے اماں ابا ہوتے تو میں دیکھتی کیسے یہ ظلم کرنے دیتے۔"ان کو ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر اس نے دوبارہ کبھی نہ کرنے والا پرومس چند ہی منٹوں میں بھلا کر اپنا ازلی رونا روتے ہوئے بے بے کا بلڈ پریشر ہائی کیا

"نہ مجھے ایسے کیوں لگتا ہے تو اماں ابا کے نہ ہونے کو ہتھیار بناتی جا رہی ہے۔"اس کو اپنے گھٹنے پر سر رکھتے دیکھ کر انہوں نے اپنی ٹانگ پیچھے کھینچتے ہوئے اسے گھورا

"اس کے بغیر آپ سنتی بھی تو نہیں ہیں۔"اس نے منہ بناتے ہوئے سارا ملبہ انہی پر ہی ڈالنا چاہا

"میرے انوار کی اولاد میں ایک تم اور حریم ہی تو ہو۔تجھے اور حریم کو دیکھتی ہوں تو چند لمحوں کے لیے اجڑے ہوئے بھرے پُرے گھر کا غم بھول جاتی ہوں۔تو نہیں جانتی جب تو ایسی بات کرتی ہے تو دل کسی کھائی میں جا گرتا ہے۔کتنی تکلیف ہوتی

ہے۔میں تو پہلے ہی جوان اولاد اور اس کے بیوی بچوں کا غم جھیلتی اپنے زندگی کے دن پورے کر رہی ہوں تیرے منہ سے ایسی بات سن کر ہی دہل جاتی ہوں۔مت کیا کر ایسی باتیں، کوئی گھڑی قبولیت کی بھی ہوتی ہے۔"ان کے تکلیف دہ اور نم آلود لہجے سے روشانے کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا۔

"سوری بے بے۔پکے والا پرومس، آج سے ایسی کوئی بات نہیں کروں گی جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔اگر کروں تو اگلی بار ایک بجائے دو تھپڑ لگا سکتی ہیں۔آپ کی ہر بات مانوں گی وعدہ"ان کی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگایا

'پھر تُو وہ موئے انگریزوں والے کپڑے بھی نہیں پہنے گی۔تجھے پتہ ہے پرسوں بھی وہ نگوڑی فیزاں تیرے بارے میں کسی سے الٹی سیدھی باتیں کر رہی تھی کہ سر پر ماں باپ نہیں ہیں اور لڑکی مرضی سے آزاد گھومتی پھرتی ہے کوئی روکنے ٹوکنے والا ہی نہیں ہے۔اس کا منہ تو میں بند کر آئی تھی مگر میں ہر کسی کو تو نہیں روک سکتی نہ

تو بس تُو یہ چھوڑ دے" بے بے نے اس کو موڈ میں دیکھ کر موقع پر چوکا لگاتے ہوئے لگے ہاتھوں حکم دے ڈالا

"بے بے بچ۔لوگوں کی تو عادت ہے باتیں بنانے کی۔آپ کو کیوں دھیان دیتی ہیں۔حرج کیا ہے، کون سا کوئی غیر اخلاقی ہوتے ہیں" ان کا نیا حکم نامہ سن کر وہ جھنجھلائی

اوکے فائن۔نہیں پہنوں گی۔پلیز اب یہ بچوں کی طرح منہ مت پھیلائیں؟" ان کا پھولتا منہ دیکھ کر اس نے ہار مانی

"چل ٹھیک ہے پھر تارا کو بلا اور اسے کہہ وہ تیری الماری سے نکال کر پھینک دے بلکہ جلادے۔وہیں پڑے رہیں گے تو، تُو پھر نکال کر پہن لے گی۔" وہ شاید ان سے مکمل طور پر چھٹکارے کے چکر میں تھیں۔روشانے کا مارے صدمے کے منہ کھل گیا

"آپ میرے اتنے مہنگے اور برانڈڈ کپڑوں کو آگ لگادیں گی؟"

"اچھا چل ٹھیک ہے نہیں آگ لگواتی مرنے والی کیوں ہوگئی ہے۔"ان کی بے پرواہی اور بے نیازی عروج پر تھی

"پلیز انہیں کچھ مت کریئے گا میں خود ہی ٹھکانے لگادوں گی۔ایک دو تو ہانیہ کو بہت پسند ہیں تو اسے بھیج دوں گی باقیوں کا بھی بندوبست کرلوں گی مگر پلیز آگ میں مت پھینکوایئے گا۔"وہ روہانسی ہوئی

"اچھا اچھا نہیں کرتی کچھ۔ پیلی یوں پڑ گئی ہے جیسے میں نے تیری جان مانگ لی ہو۔"انہوں نے افسوس سے اسے دیکھا۔اس سے پہلے مزید کوئی بات ہوتی ہے سعد کمرے میں آیا۔

www.novelsclubb.com

"روشی! تمہاری کال ہے۔"وہ فون اسے تھما کر باہر نکل گیا

"ہیلو!"اس نے کان سے لگاتے ہوئے کہا

"السلام علیکم! میں تبریز بات کر رہا ہوں مس روشانے! کیسی ہیں؟" دوسری جانب سے آواز آئی

"وعلیکم السلام! میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟" اس نے خوشدلی سے کہا

"اللہ کا شکر ہے۔ کافی دیر سے آپ کو کال کر رہا ہوں مگر نمبر لگ نہیں رہا تھا اس لیے سعد کے کو کال کی۔"

"شائد نیٹ ورک پرابلم ہو۔ میں دیکھتی ہوں۔" اس نے پاس پڑا موبائل اٹھاتے ہوئے کہا

"مجھے لگتا ہے آپ نے میرا نمبر بلاک لسٹ میں ڈال دیا ہے کل شام میں بھی آپ نے بات سنے بغیر کال کاٹ دی تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے میری ذات سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی تو پھر وجہ جان سکتا ہوں؟" اس نے سنجیدگی سے کہا

"ارے نہیں! آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے میں بھلا کیوں بلاک کروں گی۔ایک منٹ، میں چیک کرتی ہوں۔" وہ موبائل کھول کر چیک کرنے لگی۔اس کا نمبر دیکھتے ہوئے اس نے بلاک لسٹ چیک کی تو سامنے پہلا نمبر ہی اس کا دیکھ کر اسے حیرت ہوئی مگر حریم کا کام سمجھ کر وہ نفی میں سر ہلاتی

"ایم سو سوری۔یہ میں نے نہیں کیا۔گھر میں زیادہ تر فون میری بھتیجی کے پاس ہوتا ہے تو شاید بے دھیانی میں اس سے ہو گیا ہے۔بہر حال میں معذرت چاہتی ہوں آپ کو تکلیف ہوئی۔" اس نے معذرت خوانہ لہجے میں کہا

اٹس اوکے میں نے آپ سے ایک میٹنگ کی بات کی تھی اسی سلسلے میں کال کی تھی ۔"

www.novelsclubb.com

"جی بالکل۔آپ آجائیں آفس۔ سیمپلز بھی دیکھ لیجئے گا اور مزید بھی آپ کو جو انفو چاہیے ہو گی دیکھ لیں گے۔"

"مجھے آوٹ آف سٹی جانا تھا۔پہلے سوچا آپ سے ملتا ہوا جاؤں مگر شام میں بات نہیں ہو سکی تو میں رات کی فلائیٹ سے چلا آیا۔اب دو تین دن بعد ہی ممکن ہو سکے گی، یہ کال تو میں اس لیے کی تاکہ اپنی غلطی جان سکوں۔"

"اوکے نو ایشو اور ایک بار پھر معذرت۔" کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد فون بند ہو گیا۔وہ ایک بار پھر لسٹ چیک کرنے لگی کہ وہ کس کس کو بلاک لسٹ کی سیر کروا چکی ہے۔

"کیا ہوا؟" بے بے نے پوچھا

'کچھ نہیں بے بے بس ایسے ہی۔"

'اور تارا بتا رہی تھی کہ تم اور الفت رات اکھٹے آئے ہو؟" بے بے نے پوچھا

"جی۔"

"کچھ کہا تو نہیں اس نے تم سے؟" انہوں نے کسی خدشے کے تحت پوچھا

"نہیں کچھ چیزوں کی وضاحت کی ہے، حالانکہ آپ کو مجھے پہلے ہی بتادینا چاہیے تھا ۔لاعلمی میں، میں دل میں میل تو نہ رکھتی مگر نہیں، وہی بات کہ میری کون سا کوئی حیثیت ہے "اس نے شکوہ کن لہجے میں کہا

"نہ میں کیوں بتاتی؟ میں تجھے چغلیاں کرنے والی لگتی ہوں۔ وہ باتیں اور حالات تم لوگوں کی امانت ہیں اور میں ان کا ڈھنڈورا پیٹتی رہتی۔" اس کی سنجیدگی دیکھ کر بے بے نے جان چھڑانے کے لیے سخت لہجے میں کہا

"اب آپ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والی" مثال پر پورا اتر رہی ہیں۔"

"ہاں اب دادی تو چور ہو گئی ہے ناں۔ یہی سننا تو باقی رہ گیا تھا" انہوں نے ناراضگی سے کہا

www.novelsclubb.com

"اوہ گاڈ! جا رہی ہوں میں۔ خدا حافظ۔" وہ سر جھٹکتی باہر نکل گئی

"شکر ہے مالکا! یہ بلا اتنی آسانی سے ٹل گئی۔ ورنہ اچھی خاصی مغز کھپائی کے بعد بھی اس کا منہ نہیں سیدھا ہونا تھا۔ پتہ نہیں کس پہ گئی ہے" اوپر آسمان کو دیکھ کر کہتے ہوئے جیسے ہی وہ سیدھی ہوئیں۔ پاس کھڑی روشانے کو دیکھ کر گڑبڑائیں

"سیر ئیسلی!" اس نے ابرو اچکائے

"ہاں تو کیا غلط کہہ رہی ہوں۔ خاندان میں، ہمارے گھر میں کوئی بھی ہے اتنا سڑیل، جتنی تُو ہے۔ ماتھے پر زیادہ نہیں تو چار بل تو ہر وقت بڑی شان سے موجود ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر کوئی بھی تجھ سے بات کرنے کے لیے سو بار سوچے۔ اور وہ وقت دور نہیں ہے جب یہ بل یہیں پکے ہو جائیں گے، یہ میرا ہی نہیں تیرے شوہر کا بھی یہی خیال ہے" بے بے اپنی بات رد و بدل کرنے کے چکر میں غازان کو بھی گھسیٹتے ہوئے اسے مزید آگ لگا گئیں

"واٹ! وہ ایک دم سے چیخی

"چل چل۔تجھے دیر ہو رہی ہے۔جانے والی بات کر۔سویرے سویرے وقت اور دماغ نہ خراب کر"اس کے بگڑتے تیور دیکھ کر انہوں نے ہاتھ جھلایا۔وہ ایک ناراض نگاہ ان پر ڈالتی ان کے پاس پلنگ پر پڑا سعد کا موبائل جس کے لیے وہ پلٹ کر آئی تھی اٹھا کر پیر پٹختی نکل گئی۔بے بے نے اب کی بار شکر ادا کرنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ انہیں پچھلا شکریہ بہت مہنگا پڑا تھا۔آفت گلے پڑتے پڑتے رہ گئی تھی۔

"ماما!آج شام میں میرے دو بہت خاص گیسٹ آرہے ہیں تو آپ اچھا سا کھانا تو بنوا لیجئے گا۔"غازان نے ڈائینگ ٹیبل پر برتن سمیٹتی الفت بیگم سے کہا۔انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا

www.novelsclubb.com

"چلیں!"سعد سیڑھیوں سے نیچے آتے ہوئے اس کے پاس آیا

بیٹا ایک گاڑی یہی چھوڑ جاؤ۔ ہمیں شاپنگ پر جانا ہے۔ رومیسہ ساتھ ہو گی تو وہی ڈرائیونگ کرلے گی "فردوس چچی نے باورچی خانے سے نکلتے ہوئے کہا

"روشی چلی گئی؟" سعد نے پوچھا

"نہیں اماں کے پاس بیٹھی ہے۔" فردوس چچی نے جواب دیا۔ اتنے میں وہ لال بھبھوکا چہرہ لیے ان کے کمرے سے نکلی اور اس سے پہلے وہ ہوا کے جھونکے کی طرح پاس سے گزرتی سعد نے اسے روکا۔ اس نے موبائل اس کی طرف بڑھایا

"ماما کہہ رہی ہیں ایک گاڑی گھر چھوڑ جائیں۔" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ ہاتھ میں پکڑی چابی میز پر رکھ چکی تھی۔ فردوس چچی چابی اٹھا کر واپس اپنے کام پر لگ گئیں

www.novelsclubb.com

"حریم!"

"ریسٹورینٹ میں جو کل کام دیا تھا وہ کہاں تک پہنچا؟"اس نے پہلے حریم کو آواز دی اور پھر سعد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

"میں اپنا کام مکمل کر چکا ہوں۔اسے کچن کا پینٹ چینج کروانے کو کہا تھا مگر اس نے ابھی شروع بھی نہیں کروایا۔"سعد اسے چونکہ جانتا تھا اس لیے سنجیدگی سے بولا تو اس نے سوالیہ نگاہوں سے غازان کو دیکھا

"جس بندے کا نمبر مجھے اس نے دیا تھا میں نے اسے کال کی تھی مگر ان کے ہاں شاید کسی کی ڈیتھ ہو گئی تھی اس لیے نہیں آ سکا۔"

"اچھا!اور شہر میں ایک وہی واحد پینٹر تھا؟"اس نے گردن ٹیڑھی کر کے اسے گھورا

www.novelsclubb.com

"سعد نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ جاننے والا ہے اچھا کام کرتا ہے اور اس نے بھی دو تین دن بعد آنے کا کہا تو آجائے گا۔اس میں کیا بڑی بات ہے؟"لاپرواہی سے کہتا وہ اس کے غصے کو ہوا دینے کا سبب بنا

"تم کیوں ہر وقت اتنے لاپرواہ اور غیر سنجیدہ رہتے ہو؟"اس نے تنک کر کہا

"تم کیوں ہر وقت اتنی سنجیدہ اور غصے میں رہتی ہو؟"اس کے ترکی باترکی سوال کرنے پر جہاں روشانے کے بمشکل ڈھیلے پڑتے تاثرات ایک دم سے تنے وہیں سعد نے سر پیٹا

"میرا مطلب ہے کہ دیکھو اس کی مجبوری تھی ورنہ وہ آجاتا۔کل نہیں آیا،آج نہیں آیا صبح آجائے گا۔ تھوڑا سا کام ہے جلدی ختم ہو جائے گا۔پریشان کیوں ہو رہی ہو۔ اتنا غصے والی تو کوئی بات نہیں ہے؟"اس کے تاثرات خطرناک حد تک بگڑتے دیکھ کر اس نے سادہ سے لہجے میں وضاحت دی۔"اس نے آنکھیں بند گہری سانس

لیتے ہوئے اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کرنی چاہی اور کوئی جواب دیے بنا بسمہ کو کال ملائی

"ایک پینٹر کا بندوبست کرو۔ایڈریس سینڈ کر رہی ہوں۔اگلے دو گھنٹے تک وہ مطلوبہ جگہ پر موجود ہونا چاہیئے۔یہ تم پر ہے کہ کہاں سے اور کیسے ارینج کرنا ہے۔" حکمیہ لہجے میں کہتی وہ اس کی سنے بغیر فون بند کر کے غازان کی جانب متوجہ ہوئی

"مسٹر غازان آپ میں پروفیشنلزم کی شدید کمی ہے۔اپنا یہ نان سیریئس بی ہیور چھوڑ کر تھوڑی سی سنجیدگی اپنائیں۔بزنس میں ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا ہے،اگر اسے یونہی حیلے بہانوں میں ضائع کرتے رہیں گے تو پھر کام کا اللہ حافظ اور رہی بات اس بندے کی مجبوری کی تو یہ پاکستان ہے یہ سچ اور حق کے نام سے وجود میں آیا تھا مگر چل جھوٹ پر رہا ہے۔چچی گاؤں میں کسی کی ڈیتھ ہوئی ہے کیا؟"اس نے اسے کہتے ہوئے آخر میں فردوس چچی کو مخاطب کیا

"نہیں تو؟"انہوں نے وہیں سے جواب دیا

"وہ بندہ ہمارے گاؤں کا ہی ہے۔گاؤں میں کسی ڈیتھ نہیں ہوئی۔اس نے آپ سے جھوٹ بولا ہے مسٹر غازان۔"

"کیوں؟"اس نے بے ساختہ پوچھا

"کیوں کہ وہ آلریڈی کہیں کام کر رہا ہے۔آپ کو دو چار دن اسی طرح لگا کر وہاں سے کام ختم کر کہ آپ کے پاس آئے گا۔"اس کے انکشاف پر وہ بھونچکا رہ گیا

"واٹ!"

"اب اس حیرانی سے نکل آئیں اور کام پر دھیان دیں۔جو بھی سیٹینگ کرنے والی ہے، کر کے دو چار دن میں ریسٹورینٹ اپنی روٹین پر لائیں۔"وہ تحکم بھرے لہجے میں کہتی نیچے آتی حریم کو دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"روشی! ایک کام کرو! تم اسے کچھ دن تک اپنے انڈر کام کرواؤ۔ کام کیسے اور کتنے وقت میں کرنا ہے سب سمجھا دینا۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تم مجھے اپنے ساتھ رکھ لو۔ مجھے اچھے سے کام سمجھ میں آ جائے گا اور روٹین بھی سمجھ لوں گا۔" غازان نے جلدی سے سر ہلایا مبادا وہ انکار نہ کر دے۔ سعد کی ہنسی نکلتے نکلتے رہ گئی۔ روشا نے ایک گہری مگر سرد نگاہ اس پر ڈال کر اثبات میں سر ہلا گئی۔

"تم لوگ چلو میں آتی ہوں۔" حریم کو منتظر کھڑا دیکھ کر اس نے کہا اور وہ دونوں باہر نکل گئے۔

"سکول نہیں جانا؟" اس کو یونیفارم کے بغیر کھڑا دیکھ کر اس نے پوچھا

"آج چھوٹے بچوں کو چھٹی ہے۔"

"کیوں؟" اس کے بال پیچھے کرتے ہوئے اس نے پوچھا

"آپ کو بتایا تو تھا کہ بڑی کلاسز کی ٹرپ جا رہی ہے اور چھوٹے بچوں کو چھٹی ہے۔

"ہاں میں بھول گئی۔ اچھا چلو تم کھیلو۔ میں کام پر جا رہی ہوں اپنا خیال رکھنا اور دادو لوگوں کو زیادہ تنگ مت کرنا۔ ٹھیک ہے۔" اس کے گال پر بوسہ دیتی وہ باہر نکل گئی۔

"یہ بتیسی اندر کرو، تمہیں اندازہ ہی نہیں کہ تم اپنا سکون اپنے ہاتھوں سے برباد کر چکے ہو۔" غازان کو باچھیں پھیلائے اپنے ساتھ آتے دیکھ کر اس پر چوٹ کرتے ہوئے سعد نے آنے والے خطرات سے اسے آگاہ کرنے کی کوشش کی۔

"تم پیچھے جاؤ ڈرائیونگ میں کروں گا اور میرے ساتھ مسز غازان بیٹھیں گی۔" اس نے نہایت سنجیدگی سے اسے پچھلے دروازے کی طرف دھکیلا۔

"میں پوری کوشش کروں گا کہ اگلے چند ماہ تک تمہیں شیر کی کچھار سے نہ نکلنے دوں اور جتنے دن رہو سکون کی سانس نہ لے سکو۔" دانت پیستے ہوئے وہ پیچھے جا بیٹھا

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_32

ہم نے سوچا ہے کہ فی الوقت ایک ہی روم کو آفس کے طور پر استعمال کر لیتے ہیں، بعد میں دیکھ لیں گے کیا کرنا ہے۔" سعد نے آفس میں داخل ہوتے ہوئے اسے بتایا

یہ ٹھیک رہے گا، ویسے بھی مل کر کام کرنا ہے تو یہ الگ الگ رومز کے ٹشن کی کیا ضرورت ہے۔" روشانے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی

www.novelsclubb.com

بالکل! نئے رومز کی سیٹنگ، فرنیچر اور بجلی وغیرہ، بجٹ بہت متاثر ہو گا۔ اس لیے ایک روم ہی بہتر رہے گا ویسے بھی روشا تو ریگولر آئے گی بھی نہیں اس کی بوتیک

اور فارم کا بھی کام ہو گا اور ہم دونوں کے لیے یہی کافی ہو گا۔" غازان کے سنجیدگی سے کہنے پر کھڑکی سے پردہ ہٹاتی روشانے کے ہاتھ تھمے۔

اور مجھ سے بھی ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھا جاتا ہے کبھی کہاں تو کبھی کہاں، تو تم اکیلے ہی ہو گئے، کرسی کی بجائے سونے کے لیے بیڈ بھی لگوا سکتے ہو۔" اس سے پہلے وہ اس کی سمجھداری سے متاثر ہوتی اس کے نئے شوشے پر اسے گھور کر رہ گئی۔

اسے بعد میں دیکھ لینا۔ خیر سے بہت وقت پڑا ہے، یہاں آ کر بیٹھو۔" سعد اسے بازو سے پکڑ کر ٹیبل کی دوسری طرف رکھی ریوالونگ چیئر کی جانب لایا

یہاں پر کوئی ایک ہی بیٹھ سکتا ہے اور لیڈیز فرسٹ کے مقولے پر عمل کرتے ہوئے ہم دونوں نے ڈیسائڈ کیا ہے کہ اس سیٹ پر تم بیٹھو گی، اس کی دو وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ بہنیں اونچی مسند پر اچھی لگتی ہیں۔ میرے لیے تم میں اور رمشاء میں کبھی کوئی فرق نہیں رہا اور میں کبھی بھی نہیں چاہوں گا کہ میں اپنی بہنوں پر حکم چلاؤں، اور

دوسری بات تم دو تین سال سے بزنس فیلڈ میں ہو۔چیزوں کے بارے میں تمہیں ہم سے زیادہ پتہ ہے،لوگوں کو ڈیل کرنا،کام کو مینج کرنا تمہیں اچھے سے آتا ہے اور آنسیٹلی سپیکینگ مجھے تمہارا بزنس کے حوالے سے اٹیٹیوڈ بہت پسند ہے، سنجیدہ، رعب دار،دوٹوک اور فیصلہ کن۔ہم دونوں میں اس کی شدید کمی ہے۔ہم میں سے کسی ایک تو یہ چیئر سنبھالنی ہی ہے تو آج سے یہاں کی باس تم ہو۔اور پلیز نو بحث ،فائدہ نہیں ہے، کیونکہ ہم ڈیسائڈ کر چکے ہیں۔"اس کو منہ کھولتا دیکھ کر اس نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے حتمی لہجے میں کہا۔روشانے اس کے انداز پر بے ساختہ مسکرا دی

اپنے پاٹنر سے پوچھا ہے؟"اس نے سینے پر بازو لپیٹے منہ پھیلائے کھڑے غازان کی جانب اشارہ کیا

www.novelsclubb.com

پاٹنر کو ایک بات پر اعتراض ہے؟"اس نے اسی پوزیشن میں کھڑے کھڑے جواب دیا۔دونوں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا

یہ بس میری باس ہو گی بہن نہیں ہے اور دوبارہ مجھے شامل مت کرنا۔" سعد کو تنبیہ کرتے ہوئے اس کا پھولا ہوا منہ مزید پھولا۔ اس کا انداز دیکھ کرنا چاہتے ہوئے بھی روشانے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی جسے وہ سرعت سے چھپا گئی

ہو گیا؟" اس نے سنجیدگی سے اسے گھوری دکھائی

جب سے ہم نے کام شروع کیا ہے یہ مجھے بہت تنگ کر رہا ہے۔ اگر تم اسے کام کے کچھ مینرز سکھا دو تو آئی سوئیر تمہارا احسان ہو گا۔" سعد نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔ اتنے میں مینجر نے آکر اطلاع دی کہ پینٹ کرنے والا آچکا ہے۔ وہ غازان کو ساتھ آنے کا اشارہ کرتی باہر نکل گئی۔ وہ اس کے پیچھے جانے کی بجائے سعد کے سامنے آیا

www.novelsclubb.com

تمہیں جو بھی بات کرنی ہو، زبان سے کیا کرو، دوبارہ اسے ٹچ مت کرنا۔" اس کے خطرناک حد تک سرد لہجے اور غیر متوقع بات نے سعد کو سمجھنے میں کچھ وقت لگا دیا تھا۔ جیسے ہی بات اس کی سمجھ میں آئی غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہوا

تم جانتے بھی ہو کیا بکواس کر رہے ہو یا بالکل ہی مخبوط الحواس ہو چکے ہو؟ میرے لیے وہ میری بہنوں سے بڑھ کر ہے۔ کتنی گھٹیا ذہنیت ہے تمہاری۔ لعنت ہے تم پر۔" مارے طیش کے وہ دھاڑا تو کمرے کے در و دیوار ہل کر رہ گئے

لسن! غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں جانتا ہوں وہ تمہیں کتنی عزیز ہے مگر پھر بھی وہ تمہاری سگی بہن نہیں ہے، نامحرم ہے۔ مجھے نہیں اچھا لگا، بس تم احتیاط کرنا۔" وہ سنجیدگی سے کہتا باہر نکل گیا۔ سعد کا شدت سے دل چاہا کہ میز پر رکھا پیپر ویٹ اٹھا کر پیچھے سے اس کے سر میں دے مارے۔

پینٹر کو کام پر لگا کر اور ان دونوں کو ہدایات دیتے ہوئے اس نے سعد سے کہا کہ وہ اسے بوتیک چھوڑ دے جس پر اس نے چابی تقریباً غازان کے منہ پر ماری تھی کہ خود ہی چھوڑ آؤ۔ غازان اسے چھوڑ کر جو غائب ہوا تو تین سے چار گھنٹے گزرنے کے باوجود بھی ستیاب نہ ہو سکا۔ وہ بھی بوتیک کے کام میں یوں مگن ہوئی کہ چار بجے سعد کی کال سے وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی

آپ اور آپ کے شوہر نے کچھ لوگوں کو کام پر لگایا تھا، اور غالباً آپ دونوں ہی بھول چکے ہیں کہ انہیں پے منٹ بھی کرنی ہے۔" سعد کے اجنبی سے انداز پر وہ چونکی

"تم یہ کس طرح سے بات کر رہے ہو؟" وہ اس کی بات کو نظر انداز کیے اس کے لہجے پر تشویش زدہ ہوئی

www.novelsclubb.com

بہتر ہو گا کہ یہ آپ اپنے شوہر سے پوچھیں اور ہو سکے تو اگلے دس پندرہ منٹ تک ان کی پے منٹ کر دیں وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہے ہیں۔"اس نے خشک لہجے میں کہا

تو غازان کو کہو نہ وہ کر دے گا۔میں اس کے ذمے لگا کر تو آئی تھی۔کہاں ہے وہ؟"وہ گھر جا کر بات کرنے کے ارادے سے اس کے انداز کو پس پشت ڈال کر بولی

وہ دو تین گھنٹے پہلے نکل گیا ہے کہاں گیا میں نہیں جانتا۔بہتر ہو گا آپ خود ہی کال کر لیں۔وہ کہتا فون بند کر گیا۔اس نے سر جھٹکتے ہوئے غازان کا نمبر ملایا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا مصیبت ہے گاڑی زرا آہستہ چلالو۔اس طرح تو گھر کی بجائے کسی ہسپتال پہنچا دو گے۔"اس کو مزید سپیڈ بڑھاتے دیکھ کر اس کے برابر بیٹھی سارہ جھنجھلائی۔البتہ

پچھلی سیٹ پر بیٹھے جبران صاحب خاموشی سے کھڑکی سے پار دیکھتے ہوئے اپنی سوچوں میں مگن تھے

میں آفس سے بنا بتائے نکلا ہوں اور پچھلے دو تین گھنٹے سے غائب ہوں۔اب تک میرے ورانٹ جاری ہو چکے ہوں گے اس لیے مجھے جلد از جلد واپس پہنچنا ہے۔" اس نے سٹئیرنگ گھماتے ہوئے کہا

کچھ نہیں ہو گا پلیز سپیڈ تھوڑی آہستہ کرو میں تو ڈھنگ سے کچھ دیکھ بھی نہیں پا رہی ہوں۔"اس نے اب کی بار منت کرنے والے انداز میں کہا۔اس سے پہلے وہ اس کی بات پر عمل درآمد کرتا ڈیش بورڈ پر رکھا اس کا موبائل بجنے لگا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اٹھایا تو روشانے کا نام جگمگا رہا تھا

www.novelsclubb.com

کس کا فون ہے؟"اسے فون کو گھورتے دیکھ کر سارہ نے پوچھا تو اس نے فون اس کے سامنے کیا۔اس کے لب اوشیپ میں ڈھلے

تو سوچ کیا رہے ہو اٹھاؤ نہ۔ بلکہ ادھر دو میں اٹھاتی ہوں۔"اس کے ہاتھ سے فون جھپٹتے ہوئے اس نے ریسیو کیا اور اس کے ہیلو کرنے سے پہلے ہی روشانے کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی

میں نے تم سے کہا تھا کہ سر پر کھڑے ہو کر کام کروانا اور تم تب سے گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو۔ وہ لوگ آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہے ہیں، جہاں کہیں بھی ہو فوراً پہنچو اور ان کو پے منٹ کرو، اور یہ سعد سے کیا کہا ہے وہ عجیب سا کیوں بہیو کر رہا ہے۔"اس کے تحکمانہ لہجے پر سارہ کا منہ کھلا۔ اس نے بے اختیار گردن موڑ کر غازان کو دیکھا۔

میں سارہ بات کر رہی ہوں۔"اس کی بات پر روشانے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھی

کون سارہ اور غازان کا موبائل تمہارے پاس کیوں ہے؟"اس کے تیکھے مگر مشکوک سے لہجے پر سارہ کو شرارت سوجھی

غازان کی بیسٹ فرینڈ ہوں۔اس نے تمہیں میرے بارے میں نہیں بتایا؟"اس نے زیر لب مسکراتے ہوئے مصنوعی حیرت سے کہا۔غازان نے بے یقینی سے اسے دیکھا جو اسے سیدھا سیدھا پھنسانے کی چکر میں تھی

میں آپ کو نہیں جانتی۔آپ پلیز میری غازان سے بات کروائیں۔"روشانے کے انداز میں پہلے والی سختی مفقود تھی

کمال ہے۔۔۔۔"اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ اس کے ہاتھ سے فون کھینچ چکا تھا

www.novelsclubb.com

میں ائیر پورٹ آیا تھا۔ماموں اور سارہ کو گھر چھوڑ کر ایک گھنٹے تک آتا ہوں۔"اس نے سنجیدگی سے وضاحت دی۔

گھر جاتے ہوئے مجھے بھی پک کر لینا۔"اب کی بار اس نے نرمی سے کہا

یہ تمہاری بیوی تھی! مجھے تو اس کی آواز سن کر ہی اٹیک آنے والا تھا۔اتنا سخت اور خشک لہجہ۔"فون بند ہونے پر سارہ نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا

ایسی ہی ہے یار۔ملو گی تو جان جاو گی ایک گھوری سے جان نکال دے۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا

تم کہہ رہے تھے نہ کہ یہ تمہیں گھاس نہیں ڈالتی، تم سے سیدھے منہ بات نہیں کرتی تو آئی ہیوا ے فنٹاسٹک پلان فاریو۔"اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا

کیسا پلان؟"

www.novelsclubb.com

اس سے تھوڑی سی ہی بات کر کے مجھے لگا کہ بہت زیادہ ٹیڑھی ہے۔مگر سیدھا کرنے میں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔یو نو واٹ! اسے جب میں نے کہا کہ میں سارہ بات کر رہی ہوں تو اس نے کہا کون سارہ اور غازان کا موبائل تمہارے

پاس کیوں ہے؟ جانتے ہو وہ جس کا لہجہ پہلے خشک اور کاٹ کھانے والا تھا، دوبارہ جب بولی تو اسی لہجے میں ہلکی سی لرزش تھی۔ آواز میں پہلے جیسا دم نہیں رہا تھا۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا

میں سمجھا نہیں۔" غازان نے گاؤں کی طرف جانے والی سڑک پر گاڑی موڑتے ہوئے رفتار ہلکی کر دی

حکمرانی کرتے ہوئے اگر کوئی برابری کا دعویدار آ جائے تو بادشاہ کو اپنی پالیساں نرم کرنا پڑتی ہیں۔ اسے جھکنا پڑتا ہے" اس کے ہونٹوں پر شیریں سی مسکراہٹ تھی

وہ ہرٹ ہو گی یار اور میں اسے جھکانا تو بالکل بھی نہیں چاہتا۔" وہ بھلا اسے کہاں تکلیف میں دیکھ سکتا تھا

www.novelsclubb.com

نہیں ہرٹ ہو گی۔ ایک بار مجھ سے روبرو مل لینے دو۔ چھن جانے کا خوف بہت بری چیز ہوتی ہے اور اب جاؤ گے تو اس کے چہرے یہ خوف واضح ہو گا۔ تمہیں لے

کراس کی پالیسی میں نرمی خود بخود ہی آجائے گی۔یہ دعوی ہے میرا۔"اس نے پر اعتماد اور مضبوط لہجے میں کہا

ضروری نہیں کہ بادشاہ پالیساں نرم ہی کرے وہ قانون مزید سخت بھی کر سکتا ہے ۔بغاوت کا سر کچلنے کے لیے بغاوت کے لیڈروں کو بڑی سے بڑی اور عبرتناک سزائیں دینا بادشاہوں کا وطیرہ رہا ہے۔"کافی دیر سے ان کی پلاننگ سنتے جبران صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا

کیا بابا! آپ اب ڈرائیں تو نہیں۔"سارہ نے خفگی سے کہا

ڈرا نہیں رہا۔آگاہ کر رہا ہوں کہ بازی پلٹ بھی سکتی ہے۔"انہوں نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

اسی طرح ادھر ادھر کی باتوں میں وہ لوگ گاؤں پہنچ گئے۔غازان نے گاڑی باہر ہی کھڑی کی اور ان کا سامان لے کر انہیں لیے اندر آیا۔سامنے ہی تخت پر بے بے بیٹھی

تھیں اور نیچے فردوس چچی اور الفت بیگم بیگم زمین پر بیٹھی پرانے کپڑے ادھیڑنے میں مصروف تھیں۔

ماما دیکھیں زرا کون آیا ہے؟" غازان کی آواز پر الفت بیگم نے گردن موڑ کر دیکھا تو جہاں کی تہاں رہ گئیں۔ یہ نہیں تھا کہ وہ برسوں بعد انہیں دیکھ یا مل رہی تھیں ابھی دو سال پہلے ہی تو انہوں نے سارہ کی منگنی کی تقریب میں شرکت کی تھی، وہ انہیں پاکستان میں توقع نہیں کر رہی تھیں اس لیے حیرت سے انہیں دیکھتی ہی رہ گئیں۔

غازان نے ان کا بازو تھام کر انہیں اٹھایا

کیا ہو گیا ہے ماما! ماموں اور سارہ آئے ہیں۔ ملیں تو سہی۔"

کیا سچ میں؟ مجھے لگا میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں۔" وہ بڑبڑاتی ہوئیں جبران صاحب کا چہرہ تھام کر اپنی تسلی کرنے لگی

کم آن پھپھو جانی! یہ آپ کا الوژن نہیں ہے۔ ہم سچ میں آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔" سارہ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہیں اپنی موجودگی کی یقین دہانی کروانی چاہی۔ وہ بے اختیار جبران صاحب کے گلے لگیں۔

اوپر رمشاء اور رومیسہ ہیں تم ان سے ملو۔ میں آفس جارہا ہوں شام میں ملاقات ہو گی ۔" ان لوگوں کو آپس میں مگن دیکھ کر غازان سارہ سے کہہ کر چلا گیا

مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم پاکستان آچکے ہو۔ ایسے لگ رہا ہے کوئی خواب دیکھ رہی ہوں۔ آنکھ کھلے گی تو یہ خواب ٹوٹ جائے گا۔" الفت بیگم ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے ابھی تک بے یقین تھیں۔ آنکھوں خوشی کے مارے الگ رواں تھیں

کہیں نہیں جارہا وہ یہیں ہے۔ ان کو کوئی چائے پانی تو پوچھ۔ اپنی ہی کیے جارہی ہے ۔" بے بے نے انہیں ٹوکا تو وہ اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے پیچھے ہٹیں۔ شور سن کر رومیسہ اور رمشاء بھی نیچے آگئیں تھیں۔ جبران صاحب اور سارہ باری باری سب

سے ملنے لگے۔الفت بیگم باورچی خانے میں اور سارہ ان دونوں کے ساتھ اوپر چلی گئی تھی اور جبران صاحب بے بے کے پاس ہی بیٹھ کر باقی سب کی خیریت دریافت کرنے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

غازان نے پہلے روشانے اور پھر سعد کو ریسٹورینٹ سے پک کیا تھا۔غازان کے ساتھ بیٹھی وہ مسلسل سعد کو نوٹس کر رہی تھی جو ان سے لاتعلق سا بیٹھا تھا۔ایک دو بار اس نے کام کے حوالے سے مخاطب کرنے کی کوشش کی تو وہ مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو گیا۔غازان بھی اس کی خاموشی سمجھ رہا تھا مگر کیا کرتا وہ بھی مجبور تھا اور جب سے اسے بے بے کے ذریعے جبران صاحب کی کہانی پتہ چلی تھی ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ اس کے لیے مزید حساس ہوتا جا رہا تھا،اس لیے اس نے بھی کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی تھی۔

اب تم دونوں میں سے مجھے کون بتائے گا کہ کیا ہوا ہے؟"گاڑی میں چھائی طویل خاموشی سے اکتا کر اس نے پہلے غازان اور پھر گردن موڑ کر سعد کو دیکھا۔

میں نے شاید کچھ پوچھا ہے؟"دونوں میں سے کسی کو بھی زبان نہ کھولتے دیکھ کر وہ جھلائی

"لیوات۔ہمارا مسئلہ ہے ہم سولو کر لیں گے۔"غازان نے اسے ٹالنا چاہا

"ایکچوئلی! ہم ابھی سولو کر لیتے ہیں۔مجھے پاٹنر شپ وڈڑا کرنی ہے۔"سعد نے نہایت سنجیدگی سے ان کے سروں پر بم پھوڑا۔غازان کا پاؤں بے اختیار بریک پر گیا ۔سیٹ بیلٹ ہونے کی وجہ سے بچت ہو گئی تھی ورنہ وہ تینوں اس وقت بحث کرنے کی بجائے کسی ہسپتال کی جانب گامزن ہوتے۔

www.novelsclubb.com

کیا یہ مذاق تھا؟"روشانے ساری کی ساری اس کی طرف مڑی

نہیں۔میں سنجیدہ ہوں،مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے۔میں جانتا ہوں ابھی تیسرا حصہ نکالنا مشکل ہو گا اس لیے جب چاہے سال دو سال بعد یا جب دے سکیں آپ لوگ مجھے پیسے لوٹا دیجیئے گا۔مجھے مسئلہ نہیں ہو گا۔"اس کا لب و لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔غازان سختی سے لب بھینچے بیٹھا تھا

کیا بزنس کا بھوت اتنی جلدی اتر گیا ہے؟"

میں بزنس کی خاطر رشتوں پر حرف نہیں آنے دے سکتا۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ میں ایک طرف ہو جاؤں۔ایک دوست سے جاب کے لیے بات کی ہے۔کل انٹرویو پر جانا ہے۔امید ہے،کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔اگر نہ بھی ہوا تو بابا کے ساتھ زمینوں پر چلا جاؤں گا۔"اس نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا

تم اب جان بوجھ کر بات کو غلط طرف لے کر جا رہے ہو۔میرا مطلب اور اس کی پیچھے کی وجہ تم بخوبی جانتے ہو۔"غازان نے بیک ویو مرر سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

واٹ ایور۔"وہ ہولے سے بڑبڑایا

دونوں باہر آؤ۔"ان دونوں کو دیکھتے ہوئے وہ گاڑی سے باہر نکلی

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_33

"اب دونوں باہر نکل بھی آؤ یا مجھے اِنویٹیشن کارڈ لکھ کے دینا پڑے گا تب باہر آؤ گے!"ان دونوں کو باہر نہ آتے دیکھ کر وہ کچھ غصیلے اور تپے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی۔وہ دونوں جو ایک دوسرے کو نظر انداز کیے بیٹھے تھے اس کی غصیلی آواز سن کر سرعت سے گاڑی سے باہر نکلے اور اس کے پاس آ کھڑے ہوئے۔وہ تینوں سڑک کے کنارے یوں کھڑے تھے کہ ایک طرف غازان اور دوسری طرف سعد کھڑا تھا اور ان کے درمیان روشانے ماتھے پر بل ڈالے کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے؟"اس کے پوچھنے پر بھی جواب ندارد۔

"فار گاڈ سیک کچھ بولو بھی کیا ہوا ہے آخر؟ کیوں اس طرح بی ہیو کر رہے ہو؟"اب کی باران کی خاموشی سے وہ چڑ کر بولی۔

"تمہارے شوہر کو میرا کردار اور نیت خراب لگ رہی ہے اس لیے ان صاحب کا کہنا ہے کہ میں تم سے دور رہوں۔"سعد نے سپاٹ لہجے میں بتایا۔روشانے کی بے اختیار نظر غازان کی طرف اٹھی جو اس کی بات کو کہیں اور لے جانے پر منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بکواس بند کرواپنی۔میں نے ایسا کچھ نہیں کہا، بات کو الٹی طرف لے کر کیوں جا رہے ہو؟ میں منہ توڑ دوں گا تمہارا۔"اس نے سعد کو خونخوار نگاہوں سے گھورتے ہوئے ہاتھ کا مکا بنا کر دکھاتے ہوئے کہا۔

"چار پانچ سال تک کتوں کی طرح اس کی ہر کال اور میسج پر دم ہلاتے ہوئے اس کی ہر خواہش پوری کی ہے اور اب اسے میرے ہی کردار میں جھول نظر آنا شروع ہو گیا۔" اس نے سر جھٹکتے طنزیہ نگاہوں سے غازان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا، بس اتنا کہا ہے کہ یہ تم سے دور رہ کر بات کیا کرے مجھے اچھا نہیں لگتا مگر یہ جان بوجھ کر بات کو بڑھا رہا ہے۔" غازان نے اس کے بگڑتے تیور دیکھ کر اسے صفائی دی البتہ اس کی نظریں اس کے دائیں ہاتھ پر ٹکی تھیں جس کو وہ مسلسل انگوٹھے سے رگڑ رہی تھی۔ چہرے پر پھیلی غصے کی سرخی اور بے چینی سے صاف دکھائی دے رہا تھا کہ وہ ہاتھ کسی بھی وقت اس کے گال تک پہنچ سکتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"یو نو واٹ! اس وقت اگر مجھے تمہیں دو تھپڑ لگانے سے کوئی چیز روک رہی ہے نا تو وہ میرے اور تمہارے درمیان قائم رشتہ ہے۔ چاہے جو بھی ہے مگر تم میرے شوہر ہو اور تم پر ہاتھ اٹھا کر میں گناہگار نہیں ہونا چاہتی۔" شعلے اگلتی آنکھوں سے

دانت پر دانت جما کر درشتگی سے بولتی وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھی۔جواب میں غازان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور اگلے ہی لمحے وہ سر پیچھے کی طرف گرائے زور و شور سے ہنسنے میں مصروف ہو چکا تھا۔سعد اور روشانے نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔شام کے وقت بیچ سڑک پر وہ تینوں کھڑے آتے جاتے لوگوں کو خاصے مشکوک لگ رہے تھے۔

"او مائی گاڈ روشا! یو کانٹ امیجن مائی ہیپی نس۔کتنی کیوٹ ہو تم۔لو یو یار۔"اس نے متحیر سی کھڑی خود کو دیکھتی روشانے کے دونوں گال کھینچے۔اس کے ہر ہر انداز سے چھلکتی خوشی سے لگ رہا تھا جیسے اسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔اس کی بات سمجھ کر سعد دانت پیس کر رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"تم پاگل ہو؟"اس نے بے ساختہ پوچھا۔

"کر کے پوچھ رہی ہو؟"اس کے جتاتے لہجے پر وہ گہری سانس لے کر پیچھے ہٹی۔ان تینوں کے درمیان ایک بار پھر خاموشی چھا گئی تھی۔ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے سے پیشانی سہلاتی وہ ادھر سے ادھر ٹہلتی سعد کے پاس آ کر رکی۔

"باوجود اس کے کہ یہ تمہاری بہن کا شوہر ہے اور تم اس کی بہن کے ہونے والے شوہر ہو، کیا تم میرے بی ہاف پر اس کی مرمت کر سکتے ہو؟"

"خوشی سے۔"وہ آستینیں چڑھاتا جارہانہ انداز میں غازان کی طرف بڑھا۔

"ارے! کیا کر رہی ہو؟ یاد کرو ابھی ابھی تم نے کہا ہے کہ میں تمہارا شوہر ہوں۔تم اتنی جلدی بھول گئیں؟"وہ سعد کو اپنی طرف آتا دیکھ کر پیچھے کی طرف قدم لیتے ہوئے بولا مگر وہ اس کے واویلے کو نظر انداز کرتی سر جھٹکتی رخ موڑ گئی۔جیسے ہی سعد اس کے قریب پہنچا اس نے اسے دیکھا جو گاڑی کا دروازہ کھولے اندر جھکی ہوئی نجانے کیا تلاش رہی تھی۔وہ سعد کا ہاتھ روک کر اس کے کان کے قریب ہوا۔

"سنو تھوڑا زور سے مارنا تاکہ ہیروئنز کی طرح میری بیوی بھی تڑپ اٹھے۔" اس نے دانت نکال کر سرگوشی کرتے ہوئے اس کا دماغ مزید خراب کیا۔ اس کی فرمائش سن کر اس کا غصہ ساتویں آسمان تک جا پہنچا اور اس نے بنا سوچے سمجھے ہی پوری قوت سے مکا غازان کے گال پر جڑ دیا۔ غازان کی آنکھوں کے سامنے تارے سے ناچنے لگے اور منہ سے خاصی دردناک کراہ نکلی جس پر روشانے چونک کر مڑی اور اس کے منہ سے نکلتا خون دیکھ کر دھک سے رہ گئی۔

"سعد!" دوسری مرتبہ اس کا اٹھا ہوا ہاتھ روشانے کی چیخ پر ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔ وہ نوشاک میں کھڑی تھی تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟ اتنی زور سے کون مارتا ہے؟" اس کا کالر چھڑواتے ہوئے اس نے اسے پیچھے دھکیلا۔ سعد تو اچانک سے اس کے پارٹی بدلنے پر ہی دنگ رہ گیا تھا۔ وہ جلدی سے کندھوں پر لپیٹی شال کا کونا اس کے ہونٹ کے

قریب سے رستے خون پر رکھ گئی۔ سعد تو سعد غازان بھی اس کے رد عمل پر ہکا بکا ہوا۔

"زیادہ زور سے لگی ہے؟" وہ متفکر سی اس کے قریب ہو کر معائنہ کرنے لگی۔ اس کے منہ سے سی کی آواز نکلنے پر وہ ایک بار پھر سعد پر چڑھ دوڑی۔

"تم میں دماغ نامی کوئی چیز ہے یا نہیں؟ اگر اسے زیادہ چوٹ لگ جاتی تو؟"

"اگر تمہیں یاد ہو تو تم نے ہی مجھ سے کہا تھا۔" سعد نے چبا چبا کر کہا۔ کیا انوکھے میاں بیوی تھے پل میں تولہ پل میں ماشہ۔

"میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جنگلیوں کی طرح ہی جھپٹ پڑنا۔" اس نے دانت کچکچائے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو الزام دینے میں مصروف تھے اور جو اس سارے فساد کی جڑ تھا وہ اس کی چادر منہ پر رکھے معصومیت کا عملی نمونہ پیش کر رہا

تھا گویا وہ اس سارے معاملے میں بے قصور ہو اور اس کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہو۔

"بھاڑ میں جاؤ تم دونوں۔" وہ بے بس سا بڑبڑاتا گاڑی کی طرف آیا. چابی چونکہ پہلے سے ہی اگینشن میں تھی سو وہ گاڑی سٹارٹ کرتا ان دونوں کو سڑک پر چھوڑے یہ جا وہ جا ہوا۔

"سعدر کو! ہم لوگ کیسے آئیں گے۔" وہ پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گئی مگر چند ہی سکینڈز میں وہ گاڑی گاؤں کی طرف جانے والے راستے پر موڑ چکا تھا. غازان کو اس سے ایسے رد عمل کی بالکل بھی توقع نہیں تھی۔ وہ تو کیا گھر کا کوئی بھی فرد دیکھتا تو اس کی حیرت یقینی تھی کہ ہر وقت اس سے چڑنے والی، اس پر غصہ کرنے والی روشانے اس کی زرا سی چوٹ پر بے اختیار ہو گئی تھی۔ اس کی شال کا ایک سرا اس کے کندھے پر تھا اور دوسرا سرا اپنے گال اور ہونٹ پر رکھے وہ مسلسل مسکرا رہا تھا. اس کے اپنی جانب مڑنے پر وہ فوراً سنجیدہ ہوا۔

"آئی ایم سوری! میری وجہ سے تمہیں چوٹ لگی. میں نے بس غصے میں کہا تھا لیکن میرا ہر گز وہ مطلب نہیں تھا۔" وہ شرمندہ سی اسے وضاحت دینے لگی۔

"کوئی بات نہیں۔ کبھی کبھار کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے. ویسے بھی سعد بڑی ہے میرا، غصے میں ہے تو مار سکتا ہے۔ کسی دن میں حساب برابر کر لوں گا۔" اس کی شرمندہ صورت دیکھ کر اس نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔

"تم نے بھی تو غلط بات کی تھی۔ وہ بالکل بہنوں کی طرح میرا خیال رکھتا ہے، اس نے کبھی بھائیوں والی جگہ خالی نہیں چھوڑی اور تنویر بھائی کی ڈیتھ کے بعد سے لے کر اب تک اس نے کبھی بھی مجھے بھائی کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ تم نے اس کی نیت پر شک کیا ہے اس کا غصہ بجا ہے۔" روشانے نے اب کی بار نرمی سے کہا۔

"یار بات شک کی نہیں ہے اور نہ ہی میں نے اس کے کردار پر انگلی اٹھائی ہے. اس وقت جانے مجھے کیا ہو گیا تھا۔ نہیں برداشت ہوا تو میں نے بول دیا اور یہ کوئی غلط

بات نہیں ہے۔جو بھی ہے وہ تمہارا سگا بھائی نہیں ہے۔"وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مؤقف پر بھی قائم تھا۔روشانے اسے گھور کر رہ گئی۔

"خود تو جیسے بڑا محرم نامحرم کا فرق رکھتے ہو۔پتہ نہیں کتنی گرل فرینڈز ہوں گی۔"

"میں نے تو اپنی محرم کو آج تک نہیں چھوا تم نامحرم کی بات کرتی ہو اور جہاں تک رہی گرل فرینڈز کی بات تو میں تمہیں یاد کر کے بتاؤں گا کہ کتنی تھیں۔"اس نے سوچنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔

"منہ کا جو حصہ بچ گیا ہے وہ مجھ سے تڑوالو گے۔"روشانے نے تپ کر کہا۔

"بندہ حاضر ہے۔"اس نے سر کو خم دیا۔

www.novelsclubb.com

"گھر چلیں یا یہیں کھڑے رہنا ہے وہ تو اب تک گھر بھی پہنچ چکا ہو گا۔"وہ اسے نظر انداز کرتی ہوئی پیدل سڑک کے کنارے چلنے لگی۔باتوں سے بھلا اس سے کہاں جیت سکتی تھی اس لیے نظر اندازی ہی بہترین آپشن لگا۔

"پیدل جانا ہے؟"بھاگ کر اس کے ہمقدم ہوتے ہوئے اس نے پوچھا.

"لگ تو مجھے بھی یہی رہا ہے۔زیادہ دور نہیں ہے بس ایک ڈیڑھ کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔اب جو کیا ہے اس کا اتنا تو خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔"اس نے قدموں کی رفتار تیز کر دی تھی۔

"گھر جا کر کیا بتانا ہے؟"شال اتار کر اس کی طرف بڑھائی.

"ٹھنڈ ہو رہی ہے تم اسے اوڑھ لو لیکن احتیاط سے اس کے ایک طرف تھوڑا سا خون لگا ہوا ہے۔"اس نے واپس اس کے کندھوں پر پھیلائی.

"میری بات کا جواب نہیں دیا؟"

www.novelsclubb.com

"کہہ دوں گا بیوی نے اپنے بھائی سے پٹوایا ہے۔"اس نے عام سے لہجے میں کہا۔

"بتاتے ہوئے شرم نہیں آئے گی؟"اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

"جب پیٹنے والوں کو نہیں آئی تو پٹنے والا تو تھا ہی بے بس اور مظلوم۔" اس نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے آہ بھری اور روشانے اس ڈرامے باز مظلوم کو دیکھ کر رہ گئی۔ آس پاس کے گاؤں سے مغرب کی اذانیں سنائی دے رہی تھیں اور سڑک پر کام سے واپس گھر آنے والوں کی آمد و رفت بھی جاری تھی۔۔ پیچھے سے آتی گاڑی کو راستہ دینے کے لیے وہ دونوں کچے راستے پر اتر گئے۔ جیسے ہی گاڑی دور چلی گئی وہ ایک دم سے اس کے سامنے آیا اگر وہ بروقت قدموں کو بریک نہ لگاتی تو زبردست تصادم یقینی تھا۔

"مجھ سے دوستی کرو گی؟" الٹے قدموں سے چلتے ہوئے غازان نے اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ روشانے نے آبرو اچکا کر اسے دیکھا۔ آفر سے زیادہ اس کی جرات نے اسے حیران کیا تھا۔ کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ ابھی کچھ دیر پہلے پٹا ہے۔ گال کی پہلے والی چوٹ یکسر فراموش کیے نئی کھانے کی تیاری کر رہا تھا۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_34

"اکیلی لڑکی دیکھ کر لائن مار رہے ہو؟"

"اکیلی کہاں ہو؟ میں ہوں تو سہی ساتھ۔"

"ویری فنی۔"اس نے منہ بگاڑا۔

"اچھا بتاؤ نا کرو گی مجھ سے دوستی؟"اس کے منہ لٹکاتے ہوئے ناک چڑھا کر بچوں کے سے انداز میں بولنے پر اسے زور کی ہنسی آئی۔

"سوچ کر بتاؤں گی۔"اس نے ایک ادائے بے نیازی سے کہا۔

"اوکے سوچ لو۔ میں دس تک، نہیں پانچ تک گنتا ہوں۔ گنتی پوری ہونے سے پہلے تم ہاں کر دینا۔" وہ خود ہی وقت دے رہا تھا اور خود ہی سجشینز۔

"اور اگر گنتی پوری ہونے کے بعد بھی میں ہاں نہ کروں تو؟" اس نے دوسرا آپشن جاننا چاہا۔

"تو میں دوبارہ سے گن لوں گا اور اس وقت تک گنتا رہوں گا جب تک تم ہاں نہیں کر دیتیں۔" اس نے بے فکری سے کہا، گویا آج وہ ہاں کروا کر ہی اسے جانے دیتا۔

"میں شروع کرتا ہوں۔

ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تین۔۔۔۔۔۔" وہ مسلسل الٹے قدم لیتا ہوا اس کے سامنے چل رہا تھا۔ وہ چونکہ عین اس کے سامنے چلتا ہوا جا رہا تھا تو روشانے کی رفتار میں کمی آ گئی تھی۔ جیسے جیسے وہ گنتا جا رہا تھا اس کی آنکھوں

میں جلتے امید اور مان کے دیے مدہم پڑتے جا رہے تھے۔اس سے پہلے وہ ہاں یا نہ کرتی اس کی اگلی حرکت پر وہ کھلکھلا کر ہنسی اور ہنستی ہی چلی گئی۔

"ساڑھے تین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پونے

چار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سوا

چار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساڑھے چار۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساڑھے چار

ایک۔۔۔۔۔۔۔۔ساڑھے چار دو۔۔۔۔۔۔ساڑھے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"بس بس۔۔۔۔آگے مت گننا۔مجھے منظور ہے۔"اس سے پہلے وہ آگے بولتا وہ ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوک گئی۔

"کتنا بڑا ڈرامہ ہو تم۔سیریئسلی۔"اس نے اپنی آنکھوں سے بہتا پانی صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی مجھے جانتی ہی کہاں ہو۔میرا ہاتھ ابھی بھی منتظر ہے۔"اس کی مسکراتی صورت کو اپنی آنکھوں میں اتارتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا تو وہ کچھ جھجھک کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ گئی جسے اس نے مضبوطی سے تھام لیا اور رک کر اس کے برابر چلنے لگا۔

"ایک بات بتاؤ یہ ساڑھے اور پونے کہاں سے سیکھا ہے؟ یہ تو اب پاکستان میں بھی کوئی نہیں بولتا۔"اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا مگر وہ گرفت مزید سخت کر گیا۔

"ایکچولی! بابا مجھے اور رومی کو گھر میں کبھی بھی انگلش میں بات نہیں کرنے دیتے تھے۔اس بات پر بہت زیادہ سختی کرتے کہ ہم لوگ غیر ملک روزی روٹی کے لیے آئے ہیں نہ کہ اپنی شناخت کھونے۔ایک واحد پابندی تھی جو ہم پر بابا کی جانب سے لگائی گئی تھی۔"

"مجھے لگتا ہے تمہارے بابا تھوڑے سے کمپرومائز کرنے والے بندے ہیں. مطلب کہ معاملات میں زیادہ دخل اندازی نہیں کرتے۔رعب کی بجائے دوستانہ رویہ ہے تم لوگوں کے ساتھ۔"اس نے ان کا رویہ سوچتے ہوئے اپنے خیال کا اظہار کیا۔

"بالکل! بابا کسی بھی بات کو لے کر زیادہ دباؤ نہیں ڈالتے اور کچھ ماما تھوڑی سی سخت اور ضدی طبعیت کی ہیں تو بابا پھر خاموشی اختیار کر جاتے ہیں۔ویسے بھی میرا یہ ماننا ہے کہ اگر ایک سخت مزاج ہو تو دوسرے کو لچک دکھانی چاہئے۔ضد اور انا سے بات تو منوائی جاسکتی ہے مگر دلوں میں گرہ پڑ جاتی ہے۔جب ساتھ رہنا ہے تو کچھ دوسرے کی مان لی کچھ اپنی منوالی۔رشتے اسی طرح چلتے ہیں۔اگر دونوں فریقین ہی برابری کی کوشش کریں گے اور یہ چاہیں گے کہ ان کی مرضی پر چلا جائے تو گھر کے ساتھ ساتھ خود بھی ٹوٹ جائیں گے اور مجھے لگتا ہے کہ یہ عادت بابا سے ہماری نسل تک جائے گی۔اب دیکھو نہ ان کا بیٹا بھی انہی کی طرح معصوم اور شریف سا

ہے اور بہو ہٹلر ثانی۔" سنجیدگی سے بولتے بولتے وہ پٹڑی سے اترا اور روشانے ایک بار پھر اس سے ایمپریس ہوتے ہوتے رہ گئی۔

"تمہیں پتہ ہے کبھی کبھی میں تم سے بہت متاثر ہو جاتی ہوں مگر اگلے ہی لمحے تم کچھ ایسا کر دیتے ہو کہ میں خود کو ہی کوس کر رہ جاتی ہوں۔" اس نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا جواب میں وہ قہقہہ لگا گیا۔

"تم تھوڑے سے سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔ شکل سے اتنے بدھو لگتے نہیں ہو جتنی تم اوٹ پٹانگ حرکتیں کرتے ہو۔"

"لائف میں اتنی بھی سنجیدگی کی ضرورت نہیں ہوتی جتنا تم رہتی ہو۔" اس کے سوال گندم جواب چنا پر وہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔

"مجھے لگتا ہے کہ سنجیدہ اور کھڑوس، نہیں تمہیں کھڑوس نہیں کہہ رہا۔ ایک جنرل بات کر رہا ہوں۔" اس کے دیکھنے پر اس نے جلدی سے کہا۔

"خشک مزاج لوگ لائف کو ٹھیک سے انجوائے نہیں کر سکتے۔ان کی ریزورڈ طبعیت کی وجہ سے ان کے ارد گرد کے رہنے والے ان سے دور ہو جاتے ہیں۔ابھی خود کو ہی دیکھ لو۔میں جب سے آیا ہوں نوٹس کیا ہے کہ گھر میں سے کوئی بھی تم سے کھل کر بات نہیں کر سکتا کہ انہیں تمہارے غصے سے ڈر لگتا ہے، تم ناراض ہو جاؤ گی۔خود بے بے گھر کی سربراہ ہونے کے باوجود تمہارے غصے سے خائف رہتی ہیں۔ٹھیک ہے مانا کہ ہر انسان کی ایک الگ پرسنیلٹی ہوتی ہے اور ہر انسان کا زندگی گزارنے کا ایک الگ اصول ہوتا ہے مگر خود کو زندگی کی انجوائمنٹ سے اتنا بھی دور نہیں کرنا چاہیئے جتنا تم کر چکی ہو۔ہر وقت کام، کام اور کام۔ صبح گھر سے نکلتی ہو اور شام کو واپس آتی ہو اور اس میں بھی تم اپنے خول میں بند رہتی ہو۔ تمہیں نہیں لگتا تم خود کے ساتھ زیادتی کر رہی ہو۔کل کو اپنے پوتے پوتیوں کو کیا بتاؤ گی کہ تم نے اپنی زندگی کیسے گزاری تھی۔"اس کو مکمل توجہ سے سنتے دیکھ کر اس نے آخر میں حسب معمول اور حسب سابق پھلجڑی چھوڑی۔وہ چونکہ اچھی

www.novelsclubb.com

خاصی بات کے آخر میں کسی نہ کسی شوشے کی عادی ہو چکی تھی اس لیے محض گھوری پر ہی اکتفا کر گئی اور ہمیشہ کی طرح مقابل کو خاک پرواہ تھی۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کبھی کبھی مجھے خود اپنے رویے پر گلٹی فیل ہوتا ہے خاص طور پر جب بے بے مجھ سے جھجھک کر بات کرتی ہیں تو شرمندگی ہوتی ہے۔ میں ایسی بالکل بھی نہیں تھی۔ لاپرواہ سی تھی، جہاں ں میٹھی وہیں گپیں ہانکتے رہنا، تارا کے ساتھ میری دوستی بچپن سے ہے تو گھر پر بہت کم ٹکتی تھی۔ زیادہ تر اس کے ساتھ اس کے گھر یا گاؤں میں کہیں اور گھومتی رہتی تھی۔ پھر ماما اور بھائی لوگوں کا ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا اور میں ایک ہی جھٹکے میں یتیم سے لاوارث ہو گئی۔ بابا تو پہلے ہی اس دنیا سے چلے گئے تھے، ماما اور بھائی کے جانے بعد سب لوگ مجھ پر ترس کھانے لگے، ہمدردی جتاتے، ترحم آمیز نگاہیں، ہائے نی بیچاری، نمانی، اکیلی ہو گئی ہے جیسے لفظ سن سن کر میں کمزور پڑتی جا رہی تھی۔ زرا زرا سی بات پر رو دینا اور کئی دن ڈپریشن میں رہنا پھر مجھے لگا کہ یہ سب ٹھیک نہیں ہے میں کسی کو بھی خود پر

ہائے ہائے کرنے کی اجازت کیسے دے سکتی ہوں۔تب میں نے خود کو سخت کر لیا، سنجیدہ، خشک مزاج اور روڈ، اتنا کہ بقول بے بے کے بات کرتے ہوئے بھی سو بار سوچنا پڑتا ہے۔" وہ ان کی کچھ دن پہلے کی بات یاد کر کے ہنسی۔

"سوچ اچھی تھی مگر راستہ غلط چنا۔ہاں میں جانتا ہوں ماں باپ کے بغیر بہت مشکل ہوتا جینا مگر تم پھر بھی خوش قسمت رہی۔ تمہارے پاس اتنے رشتے تھے۔دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کا کوئی نہیں ہوتا، وہ یتیم خانوں میں تن تنہا پلتے ہیں۔ زندگی کی ہر مشکل کا اکیلے مقابلہ کرتے ہیں کوئی اگر مشکل وقت میں ساتھ نہ بھی دے تو محض کوئی پاس نظر ہی آجائے تو بہت ہوتا ہے اور تمہارے پاس تو بے بے ہیں، چچی اور چچا جان اپنے بچوں کا اتنا خیال نہیں رکھتے جتنا میں نے انہیں تمہارے بارے میں فکر مند ہوتے دیکھا ہے۔آغا جان کو تمہارے لیے لڑتے دیکھا ہے۔ اس سب کے علاوہ تمہارے پاس ایک ہینڈسم، لونگ کیئرنگ اور محبت کرنے والا شوہر بھی موجود ہے۔ تمہیں تو بس اس ایک نعمت پر ہی خدا کا شکر ادا کرتے نہیں

تھکنا چاہیے۔"اس نے فخر سے کالر جھاڑتے ہوئے کہااور وہ اس ہینڈسم سے بندے کی خود نمائی پر سر دھن کر رہ گئی۔

"کوشش تو بہت کرتی ہوں کہ میری وجہ سے کوئی ہرٹ نہ ہو۔اپنے اس شدید غصے والی عادت سے تو اب میں بھی تنگ آچکی ہوں۔اس دن میرے اسی غصے کی وجہ سے بے بے روئی تھیں تب سے مجھے عجیب سی شرمندگی ہوتی ہے۔وہ بابااور بھائی لوگوں کی ڈیتھ کی وجہ سے ویسے ہی اپ سیٹ رہتی ہیں۔ہم سب کے سامنے وہ خود کو مضبوط ظاہر کرتی ہیں مگر ہم سب ہی جانتے ہیں کہ پہلے بابااور پھر بھائی،بھابھی اور ماما کی بے وقت موت نے انہیں توڑ کر رکھ دیا ہے۔وہ مزید کوئی دکھ یا تکلیف افورڈ نہیں کر سکتیں مگر میں کیا کروں ہر بار ان کے دکھ اور آنسوؤں کا سبب بن جاتی ہوں۔ان کی اب عمر نہیں ہے کہ انہیں ہرٹ کیا جائے۔جتنی کوشش کرتی ہوں کہ خود پر کنٹرول کرنا ہے کچھ ایسا ویسا نہیں کرنا اتنا ہی سب خراب ہو جاتا ہے۔آئی

ڈونٹ نو وائے مگر میں بہت جلد ٹیمپر لوز کر جاتی ہوں۔"اس نے اپنی آنکھوں کے گوشوں سے نمی صاف کرتے ہوئے بے بسی سے کہا۔

"اوکے لیٹس میک اے ڈیل۔"وہ دوبارہ سے اس کے سامنے آیا۔

"واٹ؟"اس کے اچانک سے سامنے آجانے پر اس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر خود کو اس سے ٹکرانے سے بچایا۔

"تمہارے غصے کا حل نکالتے ہیں۔تم اگلے دس پندرہ دن بالکل بھی غصہ نہیں کرو گی۔نہ ماتھے پر بل،نہ سخت اور خشک لہجہ،نہ گھوریاں نہ تیوریاں۔کچھ بھی نہیں اونلی سمائل اور مجھ پر تو غصہ بالکل بھی نہیں۔"وہ معاہدے میں اپنا مفاد بالکل بھی نہیں بھولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اس سے کیا ہوگا؟"اس نے دلچسپی سے پوچھا.

"انسان چڑچڑااور غصیلی طبعیت کا تبھی ہوتا ہے جب وہ کسی چیز کو سر پہ سوار کر لے۔اگر کبھی ایسی سچوئیشن ہو تو جو کام کر رہے ہو اس کو وہیں چھوڑ دینا چاہیئے۔ کچھ نیا ٹرائے کرو، پرانی باتیں اور چیزیں بُھلا دو اور دھیان کسی اور طرف لگا دو۔ ٹرسٹ می تم لائف کو انجوائے کرنے لگو گی۔ تمہیں اپنی لائف بہت چینج ہوتی محسوس ہو گی، خود کو ہلکا پھلکا فیل کرو گی۔یہ بے چینی، تناؤ، گھٹن، چڑچڑاپن سب ختم ہو جائے گا۔"اس نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ میں کسی قسم کے دباؤ کا شکار ہوں یا میری زندگی بے سکون ہے؟"اس کے خود کو اتنا گہرائی تک جان لینے پر وہ حیران ہوئی تھی۔

"بالکل تم ہر وقت کسی نہ کسی کشمکش میں رہتی ہو۔اضطرابی کیفیت کا شکار جیسے تم خود سے کوئی جنگ لڑ رہی ہو۔بے شک تم خود کو مطمئن اور پر سکون ظاہر کرتی ہو مگر تمہارے چہرے کے اتار چڑھاؤ تمہاری اندرونی حالت صاف ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"تم نے کچھ زیادہ ہی گہرائی میں مشاہدہ نہیں کر لیا۔" اس نے تیکھے لہجے میں کہا۔

"میرا حق ہے اور میرا ہاتھ منتظر ہے۔" اس نے اپنے بڑھے ہوئے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔

"پہلے والا تو چھوڑو۔" اس نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا جس کی انگلیاں وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں پھنسائے اب دوسرا ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا۔

"نہیں وہ ہماری دوستی کا ہے اور یہ ہماری ڈیل کا تو جلدی سے ڈن کرو۔" اس نے سر ہلاتے ہوئے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا اور فوراً سے پیچھے کھینچ لیا۔ اس کی تیزی دیکھتے ہوئے وہ ہنس دیا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا اب چلو بھی یہیں کھڑے رہنا ہے۔ بے بے پریشان ہو رہی ہوں گی۔" اسے اپنے سامنے سے ہٹاتے ہوئے وہ آگے کی جانب بڑھی۔

"اس معاہدے پر شرائط وضوابط لاگو ہوں گے جو کہ درج زیل ہیں۔"اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس نے کہا۔

" کبھی بھی کسی کی بات کا غصہ نہیں کرو گی۔اگلے چند دن آفس نہیں جاؤ گی۔اگر جاؤ تو بس دو تین گھنٹے کے لیے۔ناشتہ، لنچ ڈنر سب کے ساتھ کرو گی۔بے بے کی ہر بات مانو گی۔ حریم، رومی، رمشاء اور سارہ کے ساتھ بہت سا وقت گزارو گی۔ چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ ہونی چاہئیے۔کسی کی بات بری لگتی بھی ہے تو بھی نظر انداز کر جاؤ گی۔ تلخ باتیں اور یادیں بھلانے کی کوشش کرو گی۔"وہ بولتے بولتے سانس لینے کے لیے رکا۔

"تم جہاں جاؤ گی مجھے ساتھ لے کر جاؤ گی۔مجھ پر غصہ نہیں کرو گی۔اگلے دس پندرہ دن تم میرے انڈر رہو گی تو میری ہر بات مانو گی۔ مجھ سے بحث نہیں کرو گی اور مجھ سے پیار سے بات کرو گی۔"ایک ایک کر کے انگلیوں پر گن کر بولتا وہ ایک تیر

سے کئی شکار کر رہا تھا۔ روشانے ہونٹوں پر مبہم سی مسکراہٹ لیے اس کی شرائط سن رہی تھی۔

"مجھے کیا دیکھ رہی ہو؟ ہاں بولو نا۔" اسے خود کو دیکھتا پا کر غازان نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔ وہ اس کے سامنے نہ کا آپشن رکھ ہی نہیں رہا تھا۔ روشانے اسے دیکھتے ہی دیکھتے جانے کس رو میں سر ہلا گئی۔ شاید وہ خود بھی اس سب سے تھک چکی تھی، اپنی بے سکونی اور جھنجھلاہٹ بھری زندگی چھٹکارہ چاہ رہی تھی۔ وہ یاہو کا نعرہ لگاتا ایک دم سے اچھلا۔ روشانے کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے اس کا توازن برقرار نہ رہ سکا اور وہ گھوم کر سڑک پر جا گری۔ چونکہ اس کے بار بار ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی وجہ سے اس نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اس لیے خود بھی اس کے برابر ہی آ گرا۔

"گرا بھی تو سائیڈ پر۔واہ رے غازان تیری قسمت۔"اس کو اپنا ٹخنہ پکڑے دیکھ کر اس نے کہا تو دل میں تھا مگر الفاظ نجانے کیسے زبان سے ادا ہوئے۔روشانے ٹخنہ چھوڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"اب دیکھو نا! فلموں میں ہیرو ہیروئن ایک دوسرے کے اوپر گرتے ہیں۔پھول برستے ہیں۔ارد گرد کا ہوش بھلائے ایک دوسرے کی آنکھوں میں ڈوب جاتے ہیں۔انہیں محبت ہو جاتی ہے اور۔۔۔"

"بس."وہ ایک دم سے دھاڑتی ہوئی اٹھی تو وہ زبان دانتوں تلے دبا گیا۔

"مجھے تو اٹھاؤ۔"اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے اس نے پکڑنے کی قطعی ضرورت محسوس نہیں کی تھی

www.novelsclubb.com

"ابھی کچھ دیر پہلے تم نے ڈیل کی ہے کہ میری ہر بات مانو گی۔"اس نے یاد دہانی کروائی۔وہ سر جھٹکتی آگے بڑھ گئی۔

"ایک بات تو بتاؤ۔ میری ہر بات خاموشی سے مان رہی ہو، کہیں مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی۔" پیچھے سے آتے ہوئے اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ اپنے اتنے قریب سے اس کی آواز سن کر اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں۔

"تم کچھ زیادہ فری نہیں ہو رہے؟ میں اگر کچھ کہہ نہیں رہی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم من مانی کرو گے۔" اپنی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے اس نے مڑ کر اسے گھوری دکھانی چاہی مگر اسے پر شوق نگاہوں سے خود کو ہی دیکھتا پا کر نظریں پھیر گئی۔ ہمہ وقت کا سخت لہجہ اچانک سے ہی کمزور ہو گیا تھا۔

"یہ دل کا دھڑکنا، شیرنی کی دھاڑ میں دم خم نہ رہنا، یوں نظریں چرانا، یہ گالوں کی لالی، یہ پلکوں کی لرزش، تو میرا شک صحیح ہے۔ سرکار کو محبت ہو چکی ہے۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ دلکشی سے مسکرایا۔ خود کا یوں باریک بینی سے مشاہدہ دیکھ کر وہ کانوں تک سرخ پڑی۔

"جواب تو دو نا۔ کیا واقعی ہی ایسا ہے۔ میرے تو کان ترس گئے ہیں۔" وہ تھوڑا آگے ہو کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو اس سے آگے نکلنے کی کوشش میں قدم تیز کر چکی تھی۔

"غازان! منہ بند کر چلتے رہو ورنہ میں سچ میں لحاظ نہیں کروں گی۔" چونکہ وہ لوگ گاؤں میں داخل ہو چکے تھے اس لیے وہ آس پاس سے گزرتے لوگوں کا خیال کرتے ہوئے دھیمی آواز میں غرائی۔

"ڈیل کی پہلی شق کے مطابق غصہ نہیں کرنا۔"

"اور اگر یہ ڈیل ہی نہ رہے تو؟" اس نے گھر کی طرف جانے والی گلی میں مڑتے ہوئے دھمکی آمیز انداز میں کہا۔

"بزنس وومن ہو کر وعدہ خلافی کرو گی؟ ان بلیو ایبل۔" اس نے مصنوعی حیرت سے کہا۔

"تو پھر تم حد میں رہو گے۔" اس کی طرف دیکھے بغیر انگلی اٹھا کر وارن کرتے ہوئے وہ دروازہ کھول کر گھر میں داخل ہوئی۔

"اگر حد میں رہا تو تا قیامت رخصتی نہیں کروا سکوں گا۔ سو اس بات کو تو تم بھول ہی جاؤ۔" وہ دل ہی دل میں تہیہ کرتا اس کے پیچھے ہی ہال میں داخل ہوا۔ ان دونوں کو ساتھ اور اچھے موڈ میں دیکھ کر بے بے دل ہی دل میں ان کی بلائیں لیتیں ایک مطمئن سی سانس فضا میں خارج کرتیں سر ہلا گئیں۔

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

www.novelsclubb.com

#قسط_نمبر_35

"تمہارے چہرے پر کیا ہوا ہے۔" الفت بیگم کی اس پر نظر پڑی تو وہ اٹھ کر اس کی طرف آئیں

آہ! آرام سے ماما۔"ان کے ہاتھ لگانے پر وہ کراہا

کیسے لگی یہ چوٹ؟"اس کے ہونٹ اور ارد گرد کی جگہ نیلی پڑتی دیکھ کر وہ تشویش سے پوچھنے لگیں

اف یار کچھ نہیں ہوا۔ بالکل ٹھیک ہوں۔"ان کے متفکر ہونے پر وہ چڑ کر بولا

تم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟"وہ اب کی بار روشانے کی طرف متوجہ ہوئیں

مم۔۔۔میں نے نہیں کیا۔"ان کے اچانک پوچھنے پر وہ گڑ بڑا گئی اور ویسے بھی چور اپنی چوری کو بخوبی جانتا ہے۔اس کی اڑی رنگت دیکھ کر وہ رخ موڑ کر مسکراہٹ چھپا گیا

www.novelsclubb.com

پاگل لڑکی! میں نے کب کہا کہ تم نے کیا ہے۔پوچھ رہی ہوں کہ یہ کیسے ہوا اور تم لوگ کس کے ساتھ آئے ہو؟سعد تو کافی دیر کا آچکا ہے۔"الفت بیگم نے مسکراتے ہوئے اس چیت لگائی۔

چھوٹا سا جھگڑا ہوا تھا۔ تین چار لڑکے تھے پہلے گاڑی ماردی اور پھر بد تمیزی پر اتر آئے۔ سعد نے آگے بڑھنا چاہا تو میں نے روک دیا جس کی وجہ سے وہ غصے میں وہاں سے آگیا اور ہم لوگ ٹیکسی پر آئے ہیں ڈونٹ وری میں ٹھیک ہوں۔" وہ ایک سانس میں بغیر ہکلائے فر فر کہانی گھڑتا روشانے کو حیران کر گیا

اچھا چلو دفع کرو۔ پتہ نہیں کیسے لوگ تھے۔ اب کچھ مت کرنا۔ ایسے ہی دشمنی لگا لیتے ہیں۔ تم کمرے میں جاؤ میں ٹکور کرنے کے لیے کچھ لے کر آتی ہوں۔ درد تو نہیں ہو رہا نہ۔" انہوں نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔ روشانے اسے وہیں چھوڑ کر کمرے کی طرف بڑھی۔

ماموں کہاں ہیں؟" وہ جاتے جاتے مڑا۔

کمرے میں ہیں۔ میں کھانا لگا کر بلواتی ہوں تب تک تم بھی ہاتھ منہ دھو لو۔" الفت بیگم اسے جواب دے کر باورچی خانے میں چلی گئیں۔ وہ دونوں دوسری منزل کے

کوریڈور میں چند قدم کے فاصلے پر آگے پیچھے جا رہے تھے کہ رومیسہ کے کمرے سے نکل کر سامنے سے آتی سارہ اسے دیکھ کر ٹھٹھک کر رکی۔شال کو بازو پر رکھے ،چہرے پر تمکنت لیے باوقار سی چال چلتی روشانے اسے پہلی نظر میں متاثر کر گئی تھی۔

ہائے آئی ایم سارہ۔"اس نے اپنا دایاں ہاتھ اس کے سامنے کیا۔اس نے سر تا پیر اس کا تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لیا اور سر جھٹک گئی گویا میری ٹکر کی نہیں ہو۔

روشانے انوار علی۔"اس کا ہاتھ تھام کر اس نے ہلکا سا دبایا

نائس ٹو میٹ یو۔"اس نے خوشدلی سے کہا

می ٹو۔"وہ رسمی سا کہتی آگے بڑھ گئی۔سارہ کی غازان کے چہرے پر نظر پڑی تو وہ چونکی

اوہ مائی گاڈ غازی۔ یہ کیسے ہوا؟ کتنی زور کی چوٹ لگی ہے۔" وہ ٹھوڑی سے اس کا چہرہ پکڑے ایڑیاں اٹھا کر معائنہ کرنے لگی۔ اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر اس نے غازان کی طرف دیکھا تو اس نے آئبرو سے پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے اشارے کے تعاقب میں دیکھا تو اپنے کمرے کے دروازے میں کھڑی روشانے اسے جن نظروں سے گھور رہی تھی اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی۔ روشانے سے زیادہ سارہ کی بوکھلاہٹ دیکھ کر غازان کو ہنسی آئی۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تنبیہ کرتی وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ سارہ کی نظریں ابھی تک وہیں جمی تھیں

غازان!" اس نے مری مری آواز میں اسے پکارا

"جی غازان کی بیسٹ فرینڈ!" اس نے کچھ دیر پہلے کے اس کے تعارف پر اسے چھیڑا

"میں نے کہا تھا نہ کہ تمہاری بیوی کو نرم کرنے میں، میں تمہاری ہیلپ کروں گی تو میری وہ ڈیل کینسل سمجھو اور اپنا معاملہ خود ہی نبٹاؤ۔ شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے کی میری جرات ہے نہ سکت۔" اس نے ایک ہی سانس میں کہہ کر نیچے جا کر دم لیا۔ غازان کا فلک شگاف قہقہ بلند ہوا۔ چونکہ اس کا کمرا روشانے کے ساتھ والا ہی تھا اس لیے اس تک اس کا قہقہ بخوبی پہنچا تھا۔ وہ جو چینج کرنے جا رہی تھی، ہاتھ میں پکڑے کپڑے بیڈ پر پٹختی باہر نکلی تو وہ جو سمجھ رہی تھی کہ سارہ کے ساتھ ہو گا اسے اکیلے ہنستے دیکھ کر سر پیٹ کر رہ گئی۔

"میرے خیال سے تم ایک بار اپنا مکمل چیک اپ کروا ہی لو۔ سارے کے سارے ہی سکرو ڈھیلے ہو چکے ہیں تمہارے۔"

www.novelsclubb.com

"باہر کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری ایک نظر سے بڑے بڑے دعوے کرنے والے ڈھیر ہو جاتے ہیں۔" اس نے کچھ دیر پہلے سارہ کی پیلی پڑتی رنگت یاد کر کے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر مجال ہے جو تم سدھر جاؤ۔"اس نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"مجھ غریب پر نظرِ کرم کرو گی تو ہی سدھروں گا نہ۔"اس نے ڈھٹائی سے کہا

"جس دن میں نے نظر کرم کر دی، تم نے کسی کام کا نہیں رہنا۔"اس نے مسکراتے ہوئے مکا بنا کر اسے دکھاتے ہوئے دھمکایا

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ یہ پہلے کسی کام کے ہیں۔ نظر نہ ہونے پر باؤلے ہوئے رہتے ہیں نظر ہو گئی تو سمجھو نذر ہو گئے۔"رومیسہ کی آواز پر دونوں پلٹے تو وہ اپنے کمرے سے نکل رہی تھی۔

"ویسے یہ تمہاری نظرِ کرم ہے یا کہیں اور سے کھائی ہے۔"اس کا اشارہ اس کی چوٹ کی طرف تھا

www.novelsclubb.com

"نہیں یہ تمہارے ہونے والے شوہر کرم نوازی ہے۔"روشانے نے ترکی باترکی جواب دیا

"ہاں مگر شہہ تمہاری بھابھی کی تھی۔"غازان مسکراتے ہوئے کہا جبکہ روشانے ناسمجھی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"کون بھابھی؟"اس نے جس انداز میں پوچھا تھا غازان کو مارے صدمے کے ہارٹ اٹیک آتے آتے رہ گیا

"میرے خیال سے اب آپ کو اپنے بارے میں سنجیدگی سے کچھ سوچ ہی لینا چاہئیے۔"رومیسہ نے ہنستے ہوئے کہا

"یار روشا! شوہر کا نہیں تو کچھ خدا کا ہی خوف کر لو۔تم میری بیوی ہو اور رومیسہ کی بھابھی۔یہ بات کیسے بھول سکتی ہو؟"اس کا صدمہ کسی طور کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔اس نئے لقب پر وہ بے اختیار چھینپ گئی جسے دیکھ کر رومیسہ نے سیٹی بجائی

چلیں آپ پریشان نہ ہوں، میں ہیلپ کر دیتی ہوں۔آج سے میں اسے بھابھی کہہ کر بلایا کروں گی تاکہ یہ کبھی نہ بھول سکے کہ یہ کسی کی بیوی اور کسی کی بھابھی ہے۔"رومیسہ نے غازان کے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بھرپور ہمدردی سے کہا۔

جیتی رہو۔خوش رہو۔آباد رہو۔"غازان نے بڑے بوڑھوں کی طرح اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دعائیں دے ڈالیں۔

فضول جتنا مرضی بلوالو۔دونوں ایک سے بڑھ کر ایک ہو"وہ ان کو گھورتی کمرے میں چلی گئی جبکہ وہ دونوں ہنستے ہوئے غازان کے کمرے میں چلے گئے

---

www.novelsclubb.com

کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"اس نے ہلکا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکتے ہوئے پوچھا

ہر گز نہیں دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"سعد نے زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھ کا استعمال بھی کرتے ہوئے پاس پڑا کشن اس کی طرف اچھالا جسے وہ کیچ کرتا اندر آ کر دھم سے اس کے پاس گرا

مجھے لگتا ہے میری قسمت میں ہی لوگوں کو منانا لکھا ہے۔بیوی کے ماننے کے آثار نظر آنا شروع ہوئے ہیں تو سالا ناراض ہو گیا ہے۔"اس نے ہاتھ کی مٹھی بنا کر ٹھوڑی تلے رکھتے ہوئے ٹھنڈی آہ بھری۔سعد نے اس کے خود کو سالا کہنے پر اسے گھورا جسے اس نے خاک خاطر میں لانا تھا

ویسے ایک بات ہے تمہارے ساتھ اس ان بن میں میری بیوی کا دل نرم ہو گیا ہے ۔کیسے تڑپ اٹھی تھی۔میری تو نظروں سے ابھی تک وہ منظر نہیں ہٹ رہا۔"

"سنو تم مجھے کچھ غنڈے ہائیر کر کے دے سکتے ہو جو ہفتے میں ایک آدھ بار مجھے ایسا ہی کوئی زخم دے دیا کریں۔ مجھے امید ہے جلد ہی تمہاری بھابھی مان جائے گی۔" وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا

میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے کمینے دیکھے ہیں مگر تمہارا ایک الگ ہی لیول ہے ۔" سعد نے اس کا بازو جھٹکتے ہوئے اسے پیچھے دھکا دیا

ہاں یہ بھی ہے۔ کہہ سکتے ہو۔" اس نے برا نہیں منایا تھا۔

تم منگنی پر کیا پہن رہے ہو؟" کچھ دیر تک مزید ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اس نے پوچھا۔ وہ جو سمجھ رہا تھا کہ وہ اسے منانے کے لیے آیا ہے اس کی غیر متوقع بات پر گردن موڑ کر اسے دیکھا

www.novelsclubb.com

پرسوں بابا واپس آ رہے ہیں۔ بے بے کہہ رہی تھیں کہ اسی ہفتے کے آخر میں ہی کوئی دن رکھ لیتے ہیں۔ تم مجھے بتا دو کیسا ڈریس بنوانا ہے میں اپنا لینے جاؤں گا تو تمہارا

بھی لیتا ہوا آؤں گا۔ میری چوائس بہت اچھی ہے اور پھر میرے ساتھ روشا بھی ہو گی اور ایک ڈیزائنر کے ساتھ ہونے پر تو سمجھو کمال ہی ہو گا۔" اس کی نظروں سے بخوبی واقف ہونے کے باوجود وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا

تم یہاں یہ سب کہنے کے لیے آئے ہو؟"

نہیں آیا تو میں سوری کرنے کے لیے تھا مگر تمہاری یہ عورتوں کی طرح روتی بسورتی شکل دیکھ کر مزہ بہت آ رہا ہے۔" اس نے صاف گوئی کی حد کی

تمہیں مذاق لگ رہا ہے اور میرے لیے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ میں ابھی تک وہ وجہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہوں جس کی وجہ سے تمہارے دل میں یہ خیال آیا ہے۔ کیا کبھی مجھے کسی لڑکی سے بدتمیزی کرتے دیکھا ہے یا کسی لڑکی پر غلط نگاہ محسوس کی ہے جو تمہیں میرے ساتھ وہ غیر محفوظ لگنے لگی۔ تم نے اپنا لہجہ دیکھا تھا ، بات سے زیادہ کڑوا تھا۔" سعد نے غصے اور دکھ کے ملے جلے تاثرات سے کہا

بکواس بند کرو۔ایک ہی بات کو بار بار دہرائے جا رہے ہو۔اس کو لے کر جو میری فیلنگز ہیں کیا تمہیں بھی وہ بتانے کی ضرورت ہے۔مانتا ہوں اس وقت میرا لہجہ بہت خراب تھا۔بس اچانک سے مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا تو جو منہ میں آیا بکواس کر گیا۔رئیلی سوری یار۔تم میرے سب سے اچھے دوست ہو۔تمہارے بارے میں بھلا میں کچھ ایسا سوچ سکتا ہوں۔آج کل میں کچھ زیادہ ہی ٹچی ہو گیا ہوں۔جب سے مجھے جبران ماموں کی ادھوری کہانی کا پتہ چلا تو مجھے خوف آنے لگا ہے۔ان سکیورٹی سی فیل ہونے لگی ہے، عجیب عجیب سے وسوسے آتے ہیں۔دماغ پتہ نہیں کہاں سے کہاں چلا جاتا ہے۔آئی نو میں نے تمہیں ہرٹ کیا مگر یار میرا ہرگز ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔مجھے اس وقت جو سمجھ میں آیا میں نے بول دیا۔ایم رئیلی سوری۔"اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بے بسی سے کہا۔سعد اس کی حالت پر افسوس سے سر جھٹک کر رہ گیا

www.novelsclubb.com

ایک بات بتاؤ؟ کیا سب کو ہی محبت یونہی بے بس کر دیتی ہے یا تمہارا ہی دماغ الٹا ہوا ہے؟"

اڑالو مذاق جتنا اڑانا ہے۔ جب تمہیں محبت ہو گی تو تم سے پوچھوں گا۔" اس نے ناراضگی سے کہا

یہ حالت دیکھنے کے بعد بھی تمہیں لگتا ہے کہ میں محبت کروں گا۔" سعد نے اس کے چہرے پر چھائی بے بسی پر چوٹ کی

اچھا چل چھوڑ۔ یہ بتا روشی سے دوستی ہوئی یا نہیں؟ جس طرح تم چہک رہے تھے لگ تو رہا ہے کہ تمہاری منکوحہ نے تمہیں تھوڑی بہت گھاس ڈالی ہے۔"

www.novelsclubb.com

تھوڑی بہت اس نے ڈالی ہے باقی کی میں خود ہی کھالوں گا۔" اس نے اب کی بار مسکراتے ہوئے کہا

تم شاید منگنی کے ڈریس کی کوئی بات کر رہے تھے تو تایا جان کب تک آ رہے ہیں اور ڈیٹ کب کی رکھی ہے؟"سعد کا انداز سرسری سا تھا

تم لڑکی کے بھائی سے براہ راست یہ سوال کر رہے ہو۔"اس نے گھورتے ہوئے اسے جتایا

جب لڑکی پورے اعزاز کے ساتھ سونپی جا رہی ہے تو براہ راست پوچھنا میرا حق بنتا ہے۔"

واہ کیا ڈائیلاگ مارا ہے۔چلو پھر تیاری پکڑ لو اسی ہفتے میں ہی منگنی شدہ ہو جاؤ گے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔اس سے پہلے مزید کوئی بات ہوتی کہ رمشاء نے انہیں بے بے کا پیغام دیا کہ وہ انہیں نیچے بلا رہی ہیں تو وہ دونوں اٹھ گئے

****

وہ معمول کے مطابق صبح اٹھ کر آفس جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی کہ غازان آن دھمکا۔اسے یوں ناک کیے بغیر کمرے میں آنے پر اس نے ٹوکا جسے اس نے ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا تھا

اتنی صبح کیوں تیار ہو رہی ہو؟"اس نے ڈریسنگ ٹیبل کی ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے پوچھا

آفس جانا ہے۔"اس نے برش اٹھا کر بال سنوارتے ہوئے جواب دیا

کیا مطلب جانا ہے۔ہماری کل ڈیل ہوئی تھی کہ تم کچھ دن آفس نہیں جاؤ گی تو پھر۔"اس نے سنجیدگی سے پوچھا

مجھے لگا تم مذاق کر رہے تھے۔" بالوں کا کاپف بنا کر وہ سوئیاں لگانے لگی۔

رئیلی!"

www.novelsclubb.com

تمہارا پتہ ہی کب چلتا ہے۔ سنجیدگی سے بات کرتے کرتے کب پٹڑی سے اتر جاؤ ہو۔" وہ آدھے بال آگے کی طرف کر کے سیٹ کر چکی تھی۔ پرفیوم اٹھا کر خود پر چھڑکتے ہوئے اس کی نظر اس پر پڑی جو سپاٹ تاثرات لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ تیزی سے اس کے ہاتھ کام کرتے سست روی کا شکار ہوئے۔ ایک دم سے کمرے کا ماحول بوجھل سا ہو گیا تھا۔ وہ اس کی نظروں سے جھنجھلا اٹھی

اب کیا ہوا ہے؟ کیوں ایسے دیکھ رہے ہو؟"

دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری نظر میں بس میری اتنی ہی وقعت ہے کہ میری چھوٹی سی بات کو تم نے سنجیدہ نہیں لیا۔ میں جانتا ہوں تمہاری نظر میں میری کوئی حیثیت ہے نہ ویلیو مگر پھر بھی مجھے کہیں نہ کہیں تھوڑا سا مان تھا کہ تم میری بات کو اہمیت دو گی مگر خیر میں فورس نہیں کروں گا۔" وہ انتہائی سنجیدگی سے بولتا ہوا باہر نکل گیا۔ پیچھے وہ منہ کھولے اس کے اچانک سے بدل جانے والے تیور دیکھ کر رہ گئی اور ہمیشہ کی طرح اس کے ذہنی توازن پر شک گزرا

یہ پاگل ہے کیا؟" وہ شیشے میں اپنے عکس سے مخاطب ہوئی جہاں سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ آنکھیں بند کر کے خود کو پر سکون کرتی وہ بال سمیٹتے ہوئے دوپٹہ اٹھا کر کندھے پر رکھتی باہر نکل گئی۔

نیچے آئی تو بے بے تخت پر بیٹھی تھیں اور پاس ہی جبران صاحب بیٹھے تھے۔ رات کھانے پر اس کی ان سے سرسری سی بات ہوئی تھی۔ ایک نامعلوم سی جھجک تھی جو آڑے آرہی تھی۔ وہ دھیمی سی چال چلتی بے بے کے پاس جا بیٹھی۔ انہوں نے اسے عام سے حلیے میں دیکھا تو پوچھے بنا نہ رہ سکیں

تو نے آج کام پر نہیں جانا؟"

نہیں۔" اس نے یک لفظی جواب دیا

کیوں؟"

ایسے ہی موڈ نہیں تھا۔" اب انہیں بتاتی بھی تو کیا، اس لیے ٹال گئی

چل اچھا ہے۔ میں تو کہتی ہوں کچھ دن نہ ہی جا۔ ایک دو دن میں اظہار آ رہا ہے۔ اسی ہفتے میں منگنی کی تقریب رکھنے کا سوچا ہے تو گھر میں بہت کام ہو گا۔ تارا اور اس کی ماں کو بھی شادی پر جانا ہے تو تُو گھر میں رہ کر چاچیوں کی مدد کرا دینا۔" انہوں نے اسے تفصیلاً آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

یہ کیا سیر کی منڈھی ہلا رہی ہے، پاؤ کی زبان کو حرکت دے کر جواب دے۔" انہوں نے اس کے سر ہلانے پر تپ کر کہا

اچھا ٹھیک ہے کر لوں گی چھٹی۔ اور کچھ ؟"

ہاں فردوس کے ساتھ جا کر اپنی پھپھی کو بلا وا دے آنا۔ اس کی ساس اعتراض کرتی ہے کہ باقیوں کی طرح انہیں بھی فون کر کے اطلاع دے دی۔ اس ٹھنڈ میں مجھ سے نہیں سفر ہوتا تو، تُو چلی جانا۔" بے بے تو گویا آفر کیے جانے کی ہی منتظر تھیں اس لیے لگے ہاتھوں اگلا حکم بھی صادر کر گئیں

یہ بھی ہو جائے گا۔اور بتائیں۔"اس نے غازان کی شرط کے مطابق تحمل کا مظاہرہ کیا۔اب جب چھٹی کر ہی لی تھی تو کیا حرج تھا اور اس کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا کہ کس کونے کھدرے سے نکل آتا

ایک بار پورے گھر کی تفصیلی صفائی بھی کروالے۔الفت کے بھی مہمان ہوں گے اور ہمارے بھی، تو اچھا نہیں لگتا۔تارا شادی بھگتا کر آجاتی ہے تو ان کے ساتھ لگ کر یہ جالے وغیرہ اتار کر سارے کمروں کے فرش وغیرہ بھی دھولے۔ابصار تو روغن کا کہہ رہا تھا مگر میں نے کہا اب وقت نہیں ہے۔خیر سے تیری رخصتی پر کروا لیں گے۔"بے بے نے آخری بات پر چور نظروں سے اسے دیکھا مگر ابھی تک جالوں اور فرش پر ہی اٹکی تھی اس لیے ان کی بات پر دھیان نہ دے پائی

کروالوں گی۔آپ فکر مت کریں۔"اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کشادہ دلی سے اوکھلی میں سر دینے کی ہامی بھری

نہ تو یہ مجھ بوڑھی پر ٹھنڈے ہو کے کیوں بھر رہی ہے۔گھر کے چھوٹے موٹے کام ہی کہے ہیں کوئی جنگ لڑنے تو نہیں بھیج رہی اور وہ بھی تُو نے پوچھا تو میں نے بتا دیا ورنہ میں جانتی ہوں تُو اتنی اچھی نہیں ہے۔"انہوں نے اس کی گہری سانس خارج کرنے پر اسے لتاڑا۔ان کے مطابق انہوں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا جس پر یوں آہ زاری کی جاتی۔جبران صاحب بے اختیار مسکرا دیئے

بہت زیادہ چھٹیاں ہو جائیں گی،بس اسی لیے تھوڑی پریشانی ہو رہی ہے۔"اپنے گزشتہ رویے پر شرمندگی تھی اور کچھ غازان کے احساس دلوانے کا نتیجہ تھا جو وہ ان کی ہر بات مان رہی تھی

کچھ نہیں ہوتا۔یہ وقت روز روز نہیں آتا۔اپنوں کے ساتھ گزارے وقت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔یہ چھوٹی چھوٹی خوشیاں انسان کو ہلکا پھلکا کر دیتی ہیں۔کون سا روز روز ہم نے سعد کی منگنی کرنی ہے اور روز روز یہ ہنگامہ ہونا ہے۔لڑکیاں تو بڑھ چڑھ کر تیاریاں کرتی ہیں اور ایک تُو ہے جسے یہ ہی نہیں پتہ کہ گھر میں چل کیا رہا

ہے۔پہلے صبح جاتی تھی تو عصر کو آجاتی تھی اور اب تو مغرب اور عشاء بھی گزر جاتی ہے۔"

آئی نو بے بے، مگر آپ جانتی ہیں نہ کام کا بھی پھیلاوہ بہت ہے۔اب دو دو جگہ جانا پڑتا ہے اور ریسٹورنٹ ابھی نیا ہے تو بہت سی چیزوں کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔بس اسی لیے آج کل زیادہ دیر کے لیے رکنا پڑتا ہے۔"

جانتی ہوں تیرا کام ہے مگر یہ بھی زندگی کا حصہ ہے۔خیر سے گھر مہمان آئے ہوئے ہیں۔رومیسہ اور رمشاء ہیں، وہ نئی بچی سارہ ہے۔ان کے ساتھ بات چیت کر ، کوئی تھوڑا بہت ہنسی مذاق، کچھ وقت گزار، کام کو کیوں اتنا سر پر سوار کیا ہوا ہے؟نہ تو تُو سڑک پر بیٹھی ہے اور نہ ہی بھوکی مر جائے اگر چار دن کام پر نہیں جائے گی۔ کبھی دیکھا ہے خود کو دن بادن سڑیل اور غصیلی طبعیت کی ہوتی جا رہی ہے اور یہ سب ہر وقت اس اگ لگنے موبیل اور اس کا پی جئ میں سر دیئے رہنے کا

نتیجہ ہے۔اگر یہی حال رہا نہ تو میں نے ان ساری چیزوں کو اوپر تلے رکھ کر آگ لگا دینی ہے۔"انہوں نے برہمی سے کہا

اچھا بابا کہیں نہیں جاتی اور اب اس وقت تک کہیں نہیں جاؤں گی جب تک آپ نہیں کہیں گی۔اب خوش۔"ان کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے اس نے اپنے تئیں انہیں خوش خبری دینی چاہی

چل ہٹ تُو اور تیرے یہ جھوٹے لارے۔مجھے کہہ کر خود ابھی نکل جائے تو نکل ہی جائے۔"بے بے نے مصنوعی غصے سے اسے پیچھے کیا

باورچی خانے میں جا کر پتہ کر ناشتہ تیار ہوا یا نہیں۔"اسے منہ بسورے خود کو دیکھتے پا کر انہوں نے کہا۔وہ اچھا کہتی اٹھ گئی

www.novelsclubb.com

اس کی طبعیت تو ٹھیک ہے نہ۔"ہر بات پر ہاں کیے جا رہی ہے، یہ اتنی فرماں بردار کب سے ہو گئی۔"اس کی پشت دیکھتے ہوئے وہ بڑبڑائیں مگر کچھ سراہا تھ نہ آنے پر ایک بار پھر جبران صاحب سے باتوں میں لگ گئ

#تم_سے لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_36

بے بے کی ہدایت کے مطابق وہ اس وقت ہال میں فردوس چچی اور الفت بیگم کے ساتھ بیٹھی چیزوں اور مہمانوں کی لسٹ بنا کر اب باری باری سب کے نمبر ملا کر فردوس چچی کی بات کروا رہی تھی۔اسے آفس جانے کی بجائے گھر میں دیکھ کر غازان کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی کہ اس نے اس کی بات پر عمل کیا تھا اور اس سے پہلے وہ اسی خوشی میں کچھ الٹا سیدھا بولتا اس نے سختی سے دونوں کو ریسٹورینٹ

جانے کا حکم دیا اور ساتھ تنبیہ بھی کی کہ اسے کسی قسم کی کوتاہی نہیں چاہیے سو وہ منہ بناتے ہوئے سعد کے ساتھ ہی نکل گیا۔ صبح سے دوپہر ہو گئی تھی اور بیٹھے بیٹھے اس کی کمر اکڑ چکی تھی اس لیے وہ لسٹ فردوس چچی کو دے کر کمرے میں چلی آئی۔ اندر داخل ہوئی تو تارا الماری کھولے کسی سوچ میں گم تھی۔ اس کی موجودگی کا مطلب سمجھ کر وہ مسکراتی ہوئی موبائل دیکھنے لگی جس کے بار بار بجنے سے تنگ آ کر بے بے نے اپنے قبضے میں لے رکھا تھا

بے بے اکثر ایک مثال دیتی ہیں۔ جتھے دی۔۔۔۔"

خبردار جو مجھے کھوتی کہا تو۔" وہ اس کا محاورہ مکمل ہونے سے پہلے ہی بات کاٹ گئی

خود شناس ہو۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا

ایک بات بتاؤ! میں کل سے تمہیں دیکھ رہی ہوں بدلی بدلی سی ہو۔خشک اور کھردرے لہجے کی بجائے تمہارے منہ سے چہکار نکل رہی ہے۔خیر ہے نہ۔"وہ اس کے چہرے کی مسکراہٹ سے مشکوک ہوتی ہوئی اس کے قریب آئی

حد ہے یار۔سنجیدہ رہو تو مسئلہ، مسکراؤ تو سوال۔کسی حالت میں خوش ہوتے ہو سہی۔"وہ اس کی مشکوک نگاہوں سے بھنا گئی۔ایک تو صبح سے ہر بات پر ہاں جی ہاں جی اور مسکرا مسکرا کر اس کا جبڑا درد کرنے کے قریب تھا،اوپر سے ہر آتا جاتا اس کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔صبح سے کوئی چار بار تو بے بے بھی پوچھ چکی تھیں کہ اس کی طبعیت تو ٹھیک ہے نہ۔ان تین چار گھنٹوں میں یہ حال تھا تو آگے تو اللہ ہی حافظ تھا

www.novelsclubb.com

تم کل غازان صاحب کے ساتھ آئی تھی نہ۔"وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتے ٹھوڑی پر انگلی رکھتی پر سوچ انداز میں بولی

ہاں تو؟"اس نے موبائل سے سر اٹھا کر اسے دیکھا

تو یہ کہ میں کچھ دنوں سے تمہاری ساس کے بھی رنگ ڈھنگ دیکھ رہی ہوں۔ بڑی روشے روشے کرتی پھر رہی ہیں۔ میں تو سارا دن حیرت میں ہی گم رہتی ہوں۔ اچانک سے اتنا پیار امڈ کہاں سے رہا ہے۔ سمجھ نہیں آ رہی، یہ پیار پہلے کہاں تھا؟"

مگر وہ پیار جو تمہیں دیکھائی مجھ تک تو نہیں پہنچا۔" وہ حیرانگی سے بولی

ارے ابھی کل ہی بے بے کو کہہ رہی تھیں کہ تمہیں شانو کہہ کر نہ بلایا کریں اور کچھ دن پہلے وہ کسی کو تمہارے یہ کپڑے سینے اور سبزی اگانے کے بارے میں بتا رہی تھیں تو تب وہ انہیں ٹوک کر خود سے بتانے لگیں۔ اور اس سب کے دوران جو ان کا لہجہ میٹھا اور چاشنی بھرا تھا، اگر تم پاس ہوتی ہوتی تو یقین کر لو کہ تمہیں شوگر ہو جاتی۔"اس کے ہاتھ نچا نچا کر بولنے پر وہ بے ساختہ ہنسی

ایک تم اور دوسرا وہ غازان، قسم سے نرے ڈرامے ہو۔"

اچھا جی۔ایسی بات ہے۔"اس نے آنکھیں گھمائیں

تو کیا۔۔۔۔۔۔۔"

کچھ بھی الٹا سیدھا بولنے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ تمہیں میرے کپڑے چاہیں اور تمہارے لیے میں نے مہندی کا ایک بہت اچھا ڈریس بنوایا ہے جس سے تم محض اپنی قینچی کی طرح چلتی زبان کی وجہ سے محروم ہو سکتی ہو۔"اسے جوش و خروش سے اپنے پاس بیٹھتا دیکھ کر اس نے تنبیہ کی اور مارے مجبوری کے اسے خاموش ہونا پڑا

اچھا ٹھیک ہے۔کچھ نہیں کہتی۔"وہ برا سا منہ بناتی اٹھ کر دوبارہ الماری کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔وہ سر جھٹک کر موبائل میں مصروف ہو گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

تم تو کہہ رہے تھے کہ آپا تمہاری شادی سے انکار کر رہی ہیں مگر یہاں تو ایسی کوئی بات نہیں نظر آ رہی مجھے۔" وہ جب سے آئے تھے یہی سوال ان کے ذہن میں کلبلا رہا تھا مگر ملنے ملانے اور دو تین دن شہر میں تہمینہ بیگم اور اپنے گھر چکر لگانے کی وجہ سے انہیں موقع نہیں ملا تھا

اپنی ماں کا لاڈلا بیٹا ہوں۔ میری ہر بات مانتی ہیں اور میں منوانا جانتا ہوں۔ آپ کی طرح نہیں جو محبت کر کے پھر بڑوں کے آسرے بیٹھ جاؤں۔" اس دل جلانے والی مسکراہٹ ان کی جانب اچھالی

زیادہ اڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے بعد آپا کسی اور کو دکھ نہیں دینا چاہتیں ورنہ مت بھولو کہ وہ انہی کی بیٹی ہیں جنہوں نے ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔" انہوں جل کر کہا

ویسے ماموں آپ نے بھی حد کی تھی۔ایک سو ایک دھمکی ہوتی بندے کے پاس ،زرا شرافت کے جامے سے باہر آتے اور کوئی سی بھی خطرناک دھمکی دے ڈالتے ۔بات نہ بنتی تو قیامت کے دن مجھے گریبان سے پکڑ لیتے۔"اپنے تئیں اس نے خاصی عقلمندی کی بات کی تھی

اگر تم نے بکواس بند نہ کی تو میں ابھی بھی پکڑ سکتا ہوں۔"اس کے مسلسل اور بے تکی باتوں پر وہ چڑ کر بولے۔ابھی وہ مزید گل افشانی کرتا کہ باورچی خانے سے نکل کر آتی روشانے کو دیکھ کر خاموش ہو گیا

ماموں تائی جان چائے کا پوچھ رہی ہیں کہ ابھی پئیں گے یا سب کے ساتھ؟"

نہیں بیٹا سب آجائیں تو مل کر پئیں گے۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ واپس چلی گئی۔اچانک سے غازان کی آنکھوں میں شرارت کی چمک ابھری اور وہ کھسک کر جبران صاحب کے نزدیک ہوا

ماموں آپ کو کچھ فیل ہوا؟"

کیا؟"

ابھی روشانے آپ کو ماموں کہہ کر گئی ہے نہ۔"

تو؟"انہوں نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جو مسکراہٹ روکنے کے چکر میں ہلکان ہو رہا تھا

وہ کہتے ہیں نہ محبوب کے بچے اگر آپ کو ماموں کہیں تو بہت تکلیف ہوتی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ آپ کو کیسا محسوس ہو رہا ہے؟"کسی ماہر اینکر کی طرح ہاتھ ہلا ہلا کر سوال کرتا وہ جبران صاحب کو اس وقت زہر سے بھی برا لگا

www.novelsclubb.com

اپنی آنکھیں بند کرو

ہیں؟"اس نے حیرت سے پوچھا

"کرو تو سہی بتاتا ہوں پھر ایسے مزہ نہیں آئے گا۔" انہوں نے مبہم سی مسکراہٹ سے اس کا حوصلہ بڑھایا تو وہ آنکھیں بند کر گیا

اب تصور کرو کہ تم کہیں بیٹھے ہوئے ہو اور روشانے کی بیٹی آکر تمہیں ماموں کہتی ہے تو زرا محسوس کرو تمہیں کیسی فیلنگز آئیں گی۔" جبران صاحب نے چبا چبا کر کہا۔

ماموں! وہ جو آنکھیں بند کیے تصور کر رہا تھا ان کی آخری بات پر چیخ اٹھا

ایسا ہی فیل ہوا ہے۔" انہوں نے اس کی کمر پر تھپکی دیتے ہوئے بتایا کم اور چڑایا زیادہ تھا

آپ کو زرا خیال نہیں آیا ایسا کچھ بولتے ہوئے۔ وہ میری منکوحہ ہے۔ آپ ایسا کیسے بول سکتے ہیں۔" اس کے تلوں پر لگی تھی اور سر پر جا کر بھی نہیں بجھی تھی

لگتا ہے کچھ زیادہ ہی گہرائی میں جا کر فیل کر آئے ہو۔"انہوں نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا

مجھے نہیں بات کرنی آپ سے۔"وہ منہ بناتا ہوا وہاں سے اٹھ گیا

بھانجے !اتنی جلدی میدان چھوڑ کر جا رہے ہو۔کچھ دیر اور بیٹھو نہ گپ شپ لگاتے ہیں۔"انہوں نے پیچھے سے آواز دی مگر مجال تھی جو اس نے پلٹ کر بھی دیکھا ہو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا میں اندر آسکتی ہوں؟"سارہ نے دستک دیتے ہوئے اندر آنے کی اجازت مانگی۔

www.novelsclubb.com

"جی آئیں۔"روشانے نے ایک نظر اسے دیکھتے ہوئے کہا البتہ تاثرات ایک دم سے سرد ہوئے اور دوبارہ سے فائل میں مصروف ہو گئی۔

"آپ بزی تو نہیں ہیں؟"اس کے خشک لہجے پر وہ قدرے سنبھل کر بولی۔

"آپ کو فارغ نظر آرہی ہوں؟"اس نے الٹا سوال کیا۔

"نہیں وہ۔۔۔۔۔۔"وہ گڑبڑائی۔

"واٹ؟"اس نے بھنویں اچکائیں۔

"رومی نیچے بزی تھی اور میں بور ہو رہی ہوں تو سوچا آپ کے ساتھ گپ شپ لگا لیتی ہوں مگر آپ بھی بزی ہیں تو کوئی بات نہیں پھر بات ہو گی۔"اس کے روکھے پھیکے انداز پر وہ مایوسی سے باہر نکل گئی۔

"عجیب لڑکی ہے۔"اس نے بڑبڑاتے ہوئے سر جھٹکا اور فائل کی ورق گردانی کرنے لگی کہ اس کے سامنے اس کا خجل ہوتا چہرہ گھوما۔

"اف روشانے! تم اتنی بدتمیز کب سے ہو گئی ہو؟"ایک بار نئے سرے سے ساری بات سوچی تو اسے اپنے رویے کی بدصورتی کا احساس ہوا۔

"یہ مجھے ہوتا کیا جا رہا ہے؟ بے بے اور غازان ٹھیک ہی کہتے ہیں میں کچھ زیادہ ہی نہیں سڑیل ہوتی جا رہی۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ مسلسل سوچ رہی تھی۔

"غازان! سارا کیا دھرا اسی کا ہی تو ہے۔ یہ مجھے پاگل کر کے ہی چھوڑے گا۔" اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل اور بال پوائنٹ ایک طرف پٹختے ہوئے دانت پیسے۔ سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر دو گھونٹ لے کر چپل پہنتی وہ باہر نکلی۔ سامنے ہی کوریڈور کے آخری سرے پر اسے سارہ کھڑی دکھائی دی۔ ریلنگ پر ہاتھ ٹکا کر وہ شاید آس پڑوس کے گھر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ مسکراتی ہوئی مڑ کر کمرے میں گئی اور چند لمحے بعد ہی وہ اس کے پیچھے موجود تھی۔ سارہ ساتھ والے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھ کر ہاتھ ہلا رہی تھی۔

"کیسا لگا پاکستان؟"اس کے برابر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے ہو چھا۔چونکہ اس کی آمد بالکل ہی غیر متوقع تھی دوسرا اسے روشانے کے آنے کی خبر نہ ہو سکی تو اچانک سے آتی آواز پر وہ اچھل پڑی۔

"آپ نے مجھے ڈرا دیا۔"اس نے اپنا سانس بحال کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا پتہ تھا کہ تم اتنی دلجمعی سے دوسروں کے گھروں میں تانکا جھانکی کر رہی ہو کہ میرے آنے کا پتہ ہی نہیں چل سکا۔"وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"میں بور ہو گئی ہوں۔یہاں کوئی دوست بھی نہیں ہے تو سارا دن بس گھر میں ہی اکتا سی گئی ہوں. کہیں آنے جانے کے لیے بھی جگہ نہیں ہے۔سوچ رہی ہوں پاپا سے کہہ کر واپسی کی ٹکٹ کروا لیتی ہوں۔"بے زاری اس کے چہرے پر عیاں تھی۔

"تم ہانیہ کے ہاں چکر لگالو، ہمارے ساتھ ریسٹورینٹ اور بوتیک وزٹ کر لو۔ یہاں گاؤں میں فارم بھی ہے وہاں چلی جاؤ۔ اتنا کچھ ہے دیکھنے کو اور جہاں تک رہی دوستوں کی تو یہاں اتنے سارے لوگ ہیں کسی کو بھی دوست بنالو۔" روشانے ہاتھ میں پکڑی چاکلیٹ کا ریپر اتارتے ہوئے بولی۔

"لے کر کون جائے گا۔ آپ سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں رہی بات فرینڈ شپ کی تو غازان، رومیسہ اور ہانیہ سے تو میری آلریڈی ہی فرینڈ شپ ہے اور آپ اور رمشاء پتہ نہیں کریں یا نہیں۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"حریم کہتی ہے آپ کو اگر کوئی اچھا لگے تو اسے چاکلیٹ دو اور اگر کسی سے دوستی کرنی ہو تو چاکلیٹ اس کے ساتھ شیئر کر لو، سو ناؤ وی آر فرینڈز۔" اس نے آدھی چاکلیٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ سارا کے چہرے پر بے یقینی پھیلی۔ سڑیل اور کھڑوس کے نام سے جانی جانے والی لڑکی مسکراتے ہوئے دوستی کی آفر کر رہی تھی حیرانگی تو بنتی تھی۔

"رئیلی؟"وہ حیرانگی اور خوشی کے ملے جلے تاثر لیے بولی۔

"آئی ایم سوری! میرے کچھ دیر پہلے والے رویے کے لیے۔بے بے کہتی ہیں میرا دماغ اکثر خراب رہتا ہے اس لیے مجھے سنجیدہ لینے کی ضرورت نہیں ہے سو تم بھی پلیز اگنور کر دینا۔"

"ارے نہیں۔میں نے مائنڈ نہیں کیا بلکہ مجھے آپ کا سٹائل پہلی نظر میں ہی بہت بھایا ہے۔آپ کی رعب دار اور گریس فل پرسینلٹی سامنے والے کو ایک نظر میں ہی اٹریکٹ کرتی ہے۔انفیکٹ آپ پر یہ انداز سوٹ کرتا ہے۔"اس نے چاکلیٹ کا بائیٹ لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کچھ زیادہ نہیں ہو رہا؟"روشانے اس کے یوں تعریف کرنے پر چھینپی۔

"میں بٹرنگ نہیں کر رہی۔آپ کو پتہ ہے کل جب میں نے آپ سے کال پر بات کی تھی تو مجھے آپ کا خشک اور سرد لہجہ بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔تھوڑی مغرور سی

لگی تھیں، مگر جب آپ کو دیکھا تو جانا کہ یہ تیور جچتے ہیں آپ پر اور سچ بتاؤں تو میرا دوست مرتا بھی انہی تیوروں پر ہے۔ میرے تو کان ہی کھا گیا تھا کہ روشا یہ روشا وہ۔ میرا پاپا کے ساتھ آنے کا مقصد جسٹ آپ سے ملنا تھا۔ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ آخر کون ہے وہ روشا جس کے پیچھے غازان یوں پاگل ہے۔" اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے اور غازان سے وہ اس بات کی امید بھی کر سکتی تھی

"وہ تو ہے ہی پاگل اور اب اپنے ساتھ مجھے بھی کر کے چھوڑے گا، خیر تم چھوڑو یہ سب آؤ فارم کا چکر لگا کر آتے ہیں کافی دن ہو گئے میں بھی نہیں گئی اور تم بھی گھوم پھر لینا۔" روشا نے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولی۔

"میں آپ کو تم کہہ سکتی ہوں؟" اس نے پیچھے آتے ہوئے پوچھا۔

"شیور۔" کمرے میں آ کر چادر اوڑھ کر بے بے کو بتاتی وہ دونوں باہر نکل گئیں.

:#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_37

"اب ایسے کیا دیکھ رہی ہے مجھے ؟جو بات کی ہے اس کا تو جواب دے۔"اسے خفگی سے خود کو دیکھتا پا کر بے بے نے بیزاری سے کہا۔

"دیکھ رہی ہوں نہ کا آپشن دیئے بغیر کس شان سے مجھ سے رضامندی مانگ رہی ہیں۔"روشانے طنزیہ بولی۔

"ہمارے ہاں ایسے ہی پوچھا جاتا ہے۔مجھ سے بھی میری ماں نے ایسے ہی پوچھا تھا۔"جواباً انہوں نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"تو آپ اس کا بدلہ مجھ سے نکالیں گی؟"اس نے حیرانی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"تجھے کیا لگتا ہے اگر تُو نہ کر دے گی تو نہ ہو جائے گی؟ بی بی تیرا نکاح ہو چکا ہے۔ تُو کس بھول میں ہے؟" انہوں نے کڑک کر کہا اور روشانے کی طبعیت صاف ہو گئی تھی۔

"تو پھر مجھے بلا کر یہ رضامندی والا ڈرامہ کیوں کر رہی ہیں۔ کریں جو کرنا ہے۔" وہ جھنجھلائی کہ جب سب کچھ کرنا ہی ہے تو پوچھنے کا تکلف کیوں برتا جا رہا ہے۔

"تاکہ تُو کوئی ڈرامہ نہ کھڑا کرے اس لیے تجھے اطلاع دے رہی ہوں کہ سعد کے ساتھ تیری منگنی کی بھی رسم ہے۔ میں نے تو کہا تھا کہ سیدھی سیدھی رخصتی کی تاریخ رکھ لے مگر الفت نہیں مانی کہ غازی اس کا اکلوتا پتر ہے اور تو بھی طاہرہ کی ایک ہی بیٹی ہے اور وہ سارے چاؤ پورے کرے گی، اس لیے بتا رہی ہوں کہ جمعے کو تیری بھی رسم ہے۔" صاف گوئی کی حد کرتے ہوئے وہ اسے ٹھیک ٹھاک تپا گئیں۔

"واہ! کیا انداز ہے دعوت دینے کا۔ جمعے کو تیری منگنی ہے تیار ہو کر پہنچ جانا اور انگوٹھی پہن لینا۔ اگر میرے ماما بابا زندہ۔۔۔۔۔۔" بولتے ہوئے اس کی زبان کو بریک لگی کیوں کہ بے بے جھک کر چپل اٹھا رہی تھیں۔

"کر بکواس، اب چپ کیوں ہو گئی ہے۔ بول نا؟" اس کو جوتا دکھاتے ہوئے انہوں نے جھڑکا.

"آپ اپنی ایمانداری سے بتائیں یہ کہاں کا دستور ہے۔ آپ لوگوں نے مجھ سے بالا بالا ہی سب کچھ کر لیا اور مجھ سے پوچھا تک نہیں اور اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ میں کوئی بھاگی جا رہی ہوں۔" وہ منہ بسورتی ان کے مزید پاس ہو کر بیٹھی۔

"تین چار سال بعد تُو تیس کی ہو جائے گی تو کیا بڑھاپے میں شادی کرنی ہے؟" بے بے نے تنک کر کہا۔

"دیکھ پتر! مجھے ہر وقت تیری فکر رہتی ہے۔بے شک یہ سب لوگ تیرا بہت خیال رکھتے ہیں مگر میں تجھے کسی دوسرے کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتی۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے آج آنکھ بند کر جاؤں تو تُو کیا کرے گی اور میں اوپر جا کر خدا اور تیرے ماں باپ کو کیا منہ دکھاؤں گی کہ ایک بیٹی کا فرض نہیں ادا کر سکی۔تجھے کیا پتہ مجھے راتوں کو سکون کی نیند نہیں آتی۔ایک بار آنکھ کھل جائے تو سوچوں میں ہی ساری رات گزر جاتی ہے۔"اس کو خاموشی سے سر جھکائے بیٹھا دیکھ کر انہوں نے نرمی سے کہا۔

"اتنی پریشان کیوں ہو گئی ہے؟"اسے ہنوز خاموش دیکھ کر بے بے نے ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے استفسار کیا۔

www.novelsclubb.com

"پتہ نہیں۔"اس نے دھیرے سے کہا۔

"جھلی نہ ہو تو۔تجھے کون سا کہیں دور جانا ہے یہیں اسی گھر میں ہی تو رہنا ہے۔ فکر مت کر تو نے بس الفت کا غصہ دیکھا ہے اس سے کہیں زیادہ وہ تجھ سے پیار بھی کرے گی اور غازان وہ تو ہے ہی میرا اچھا پوتا، وہ بھی تیرا بہت خیال رکھے گا، جب تک میری سانسیں چلتی رہیں تیرے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دوں گی۔ سمجھ رہی ہے نا۔"انہوں نے نرمی اور محبت سے اسے پچکارا۔اس نے ہولے سے سر ہلایا۔

"اچھا اب یہ منہ ٹھیک کر۔خوشی کا موقع ہے یوں منہ پھلا کر بدشگونی نہ کر۔"اس کی اداس صورت دیکھ کر انہوں نے کہا۔وہ بے دلی سے مسکرا دی۔اتنے میں الفت بیگم اور فردوس چچی کپڑوں کے شاپر لیے کمرے میں داخل ہوئیں۔

"اماں یہ کپڑے دیکھ لیں اور اگر کسی کے رہ گئے ہیں تو بتا دیں۔"وہ شاپر پلنگ پر رکھ کر ایک ایک کر کے نکال کر انہیں دکھانے لگیں۔

"یہ اتنے سارے کپڑے! یہ کس کے ہیں؟" روشانے نے باری باری دونوں کو کپڑے نکال کر دکھاتے دیکھ کر پوچھا۔

"بیٹا یہ رسم کے کپڑے ہیں۔ لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کی پوری فیملی کو دیئے جاتے ہیں۔" الفت بیگم نے نرمی سے کہا۔

"اوہ ہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔ آپ کو یاد ہے بے بے، کچھ ماہ پہلے ہم لوگ پھپھو کے جیٹھ کے بیٹے کی منگنی کی تقریب پر گئے تھے اور وہاں کپڑوں کو لے کر کتنا ہنگامہ مچا تھا۔" روشانے باری باری سب جوڑے اٹھا کر دیکھتے ہوئے یاد کر کے بولی۔

"ہاں لڑکی کی ماں نے تو حد ہی کی تھی۔ بندہ در گزر ہی کر لیتا ہے مگر اس نے تو اچھا خاصا ہنگامہ مچا دیا تھا۔" فردوس چچی نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"اس کا اتنا بھی قصور نہیں تھا۔ لڑکے کی ماں نے ہی وٹامار کے لڑائی لینے والا کام کیا تھا۔ جہاں باقی خرچہ کر لیا تھا تو کیا تھا جو اگر کوئی بچ کے جوڑے لے لیتی۔ جو اس

نے منگنی کی رسم میں رکھے تھے وہ تو آج کل مانگنے والیوں کی آنکھوں میں بھی نہیں جچتے۔" بے بے نے تاسف سے کہا۔

"اچھا اب چھوڑیں بھی۔ آپ لوگ کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے ہیں۔ اماں یہ زرا پورے تو کریں۔ بیٹا تم دیکھو سب جوڑے ٹھیک ہیں نا اور زرا ان کی پیکنگ ٹھیک کر دو۔" الفت بیگم نے پہلے بے بے سے اور پھر ایک طرف کھڑی روشانے کو مخاطب کیا۔ وہ آگے بڑھ کر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگی اور الفت بیگم اور فردوس چچی اسے بتاتی گئیں کہ یہ کس کے لیے لیا گیا ہے۔ انہوں نے جب طاہرہ اور انوار کے کپڑوں کا پیکٹ اس کے سامنے کیا تو روشانے کے ہاتھ سست روی کا شکار ہوئے۔

"یہ الگ رکھ دو۔ اس جمعرات ختم دلوا کر کسی غریب کو دے دیں گے۔" وہ چونکہ اس کے ساتھ ساتھ بے بے اور فردوس چچی کی باتوں کا بھی جواب دے رہی تھیں اس لیے اس کی آنکھوں میں اترتی نمی نہ دیکھ سکیں۔ دل ایک دم سے ہی بوجھل سا ہو گیا تھا۔

"سب ٹھیک ہیں۔ میں رمشاء کو بھیجتی ہوں وہ کر دے گی۔ مجھے زرا کام ہے۔" اس سے پہلے کہ کوئی اس کی طرف متوجہ ہوتا وہ کہتی ہوئی مڑ کر تیزی سے باہر نکل گئی ۔الفت بیگم نے دھیان دیئے بغیر ہی سر ہلا دیا۔ وہ ادھر ادھر دیکھے بنا سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ اس وقت وہ اپنی اندرونی حالت ظاہر کر کے کم سے کم بے بے کا دکھ تازہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کوریڈور میں کھڑے فون پر بات کرتے غازان کو اسے تیزی سے دو دو سیڑھیاں پھلانگ کر اوپر آتے دیکھ کر حیرت ہوئی اور قریب سے گزرنے پر اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر فون بند کرتے ہوئے اس کے پیچھے آیا۔ وہ بیڈ پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔ آہٹ پر بھی اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔ اس کے مخصوص پرفیوم کی مہک سے ہی جان گئی تھی کہ آنے والا کون ہو سکتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"نظریں جھکا لینے سے تکلیف چھپ نہیں جائے گی۔" اس کو مسلسل زمین کو گھورتا دیکھ کر وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے گویا ہوا۔

"اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ میں اس لمبی خاموشی اور نو لفٹ سے اکتا کر چلا جاؤں گا تو غلط فہمی ہے تمہاری۔ جب تک سر اٹھا کر دیکھو گی نہیں اور وہ وجہ نہیں بتاؤ گی جس کی وجہ سے یہ آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں، تب تک تو میں یہاں سے ہلنے والا بھی نہیں چاہے مجھے اگلا ایک ہفتہ بھی یہاں بیٹھنا پڑا۔" اس کے پختہ لہجے سے عیاں تھا کہ وہ محض دھمکی نہیں دے رہا۔ روشانے نے بے اختیار گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ جو ہاتھوں کے سہارے پیچھے کی جانب ہو کر بیٹھا تھا اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو دیکھ کر ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا۔

"اس کی وجہ؟" ایک ہاتھ سے اس کی انکھیں صاف کرتے ہوئے اس نے تشویش سے پوچھا۔ کہیں نہ کہیں اسے الفت بیگم کی طرف سے ڈر تھا کہ انہوں نے نہ کچھ کہا ہو۔

"کسی نے کچھ کہا ہے؟ ماما نے کچھ کہا ہے؟"

"نہیں۔"اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر؟"

"بس ماما بابا کی یاد آگئی تھی۔"اس کی مدہم آواز وہ بمشکل ہی سن پایا تھا۔اس کے لہجے میں بلا کی تکلیف تھی۔وہ کئی لمحے تک کچھ بول نہ پایا تھا بس اسے دیکھتا رہا جو دوبارہ سے سر جھکا گئی تھی۔اگر دنیاوی تکلیف ہوتی تو وہ ختم کرنے یا کم کرنے کی کوشش بھی کرتا مگر یہ وہ واحد معاملہ تھا جس میں وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا مگر اسے اس حال میں بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔وہ مضطرب سا نظر آنے لگا تھا۔ چہرے پر ہاتھ پھیر کر اس نے خود کو کمپوز کیا اور گلہ کھنکھار کر اسے مخاطب کیا۔

"اصل میں، میں کافی دنوں سے سوچ رہا ہوں کہ تم سے کہوں مگر ٹائم ہی نہیں مل سکا۔تم شادی کے بعد کام نہیں کرو گی۔"اس کے فیصلہ کن اور دوٹوک انداز پر روشانے پوری کی پوری اس کی طرف گھومی۔

"تت۔۔۔۔۔۔تم جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟"اس کو بے یقینی سے آنکھیں پھاڑ کر خود کو دیکھتا پا کر اسے احساس ہوا کہ وہ اسے اس کی بساط سے بھی زیادہ بڑا جھٹکا دے چکا ہے مگر چونکہ اسے اس کے خیالات سے نکالنا تھا اس لیے اپنی بات پر ڈٹا رہا۔

"اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے؟ایک سادہ سی بات کی ہے کہ تم کام نہیں کرو گی اور تم یوں حیران ہو رہی ہو جیسے میں نے تمہیں کسی دوسرے سیارے پر شفٹ ہونے کا کہہ دیا ہو۔"اس نے لاپرواہی سے کہا۔اس کی بات،اس پر شہنشاہوں والا بے نیاز انداز،روشانے کی ہڈیاں تک سلگ گئی تھیں۔طاہرہ اور انوار صاحب اب کس کافر کو یاد تھے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں اتنی محنت سے بنایا ہوا سیٹ اپ آگ میں جھونک دوں۔تم شاید جانتے نہیں ہو کتنی راتوں کی نیند اور دن کا آرام حرام کیا ہے تب جا کر یہاں تک پہنچی ہوں اور تم کس لاپرواہی سے بول رہے ہو کہ سب چھوڑ دوں۔" وہ اٹھ کر اس کے سامنے آئی۔غصے اور حیرت کی شدت تھی کہ وہ عین اس کے سر

پر کھڑی تھی۔اس کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر اس کا دل معمول سے کہیں ہٹ کر دھڑکا۔ایک خوبصورت سی مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھری مگر اگلے ہی لمحے اس کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے پر نظر پڑی تو ساری خوشی پر چھاجوں پانی پھرا اور وہ دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں گھما کر اس کے دونوں اطراف سے راہ فرار کا جائزہ لینے لگا۔

"دیکھو! تم اس وقت جاؤ یہاں سے ورنہ میں کچھ الٹا سیدھا کر دوں گی۔"اس نے انگلی اٹھا کر غضب ناک لہجے میں کہا۔اس کی تو گویا مراد بر آئی تھی۔فرماں برادری کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہوئے سر ہلا کر وہ باہر نکل گیا

"یہ مجھے پاگل کر کے ہی چھوڑے گا۔"بالوں کو مٹھی میں جکڑے وہ بڑبڑاہ کر رہ گئی۔اس کی حرکتوں پر آج کل اس کی زبان سے محض ایک یہی جملہ نکلتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کے کھانے کے بعد وہ کمرے میں بیٹھی تھی کہ حریم دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر آئی۔اس نے چونک کر اسے دیکھا تو وہ اپنی چھوٹی سی پیشانی پر جتنے ہو سکتے تھے بل سجائے ناک چڑھائے غصے سے سرخ چہرہ لیے اس کے پاس آکھڑی ہوئی

پھپھو کی جان کا کسی سے جھگڑا ہوا ہے کیا؟"اس کے تیور دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا

ابھی تک تو نہیں ہوا، مگر ہونے والا ہے۔"

اچھا اور کس سے ہونے والا ہے۔"اس کے انداز پر ہنستے ہوئے وہ لیپ ٹاپ پر جھک گئی

آپ مجھے ایک بات بتائیں!"

پوچھو۔"اس نے مصروف سے انداز میں کہا

آپ کی شادی ہو چکی ہے۔"اس کے تیکھے لہجے پر اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کڑے لہجے میں اس سے پوچھ گچھ کرتی وہ اسے کوئی تفتیشی افسر لگی

#تم_سے لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_38 سکینڈ لاسٹ

www.novelsclubb.com

"تم سے کس نے کہا ہے؟"اندازہ تو تھا کہ کس کی حرکت ہو سکتی ہے مگر پھر بھی کنفرم کرنا چاہا۔

"آپ کے ہز بینڈ نے۔"

"غازان!"اس نے دانت پیسے۔

"تو وہ ٹھیک ہی کہہ رہے تھے۔"اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔وہ اس ننھی افلاطون کو دیکھ کر رہ گئی۔

"کیا کہہ رہے تھے؟"اس نے جاننا چاہا کہ وہ آگے کیا کچھ کہہ چکا ہے۔

"یہی کہ بات سننے کے بعد اگر وہ غصے سے ان کا نام لے کر بڑبڑائیں تو سمجھ جانا کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ ٹھیک کہہ رہا ہوں۔"

"اچھا ادھر آؤ۔یہ بتاؤ کہ تمہیں غصہ کس بات پر ہے؟"اس کو جھاڑنے کا ارادہ فی الحال کے لیے ملتوی کرتی وہ پچکارتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اسے گود میں بٹھاتی پوچھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"اتنی اہم بات آپ نے مجھے نہیں بتائی اور یہ بھی نہیں پتہ چلا کہ آپ کی شادی کب ہوئی ہے۔ میری پھپھو کی شادی ہو گئی اور مجھے ہی پتہ نہیں چلا۔" اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"پہلی بات یہ کوئی اتنی اہم بات نہیں تھی جو میں آپ کو بتاتی۔ ایک نارمل سی بات تھی اور تم اس وقت بہت چھوٹی تھیں تو تمہیں کیسے پتہ چلتا۔" اس کے بال سنوارتے ہوئے اس نے نرمی سے کہا۔

"ٹھیک ہے میں چھوٹی تھی مگر آپ بعد میں بتا بھی تو سکتی تھی نا۔ ویسے تو بڑا کہتی ہیں کہ آپ مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں مگر یہ بات نہیں بتائی۔" اس کی سوئی وہیں اٹکی دیکھ کر اس نے دل میں اسے کوسا۔

www.novelsclubb.com

"آئی ایم سوری بیٹا! مجھے یاد نہیں رہا ورنہ بتا دیتی۔" اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کہہ کر ٹالے۔

"رہنے دیں آپ۔آپ سے اچھے تو غازی چاچو ہیں جو میری خاطر آپ سے دوبارہ شادی کر رہے ہیں۔"اس کے جتاتے سے انداز پر اسے دھچکا لگا۔

"واٹ! کیا کہا ہے اس نے تم سے؟"

"وہ کہہ رہے تھے کہ تب میں شرکت نہیں کر سکی تھی تو وہ میرے لیے دوبارہ سے شادی کریں گے۔سعد چاچو کے ساتھ آپ کی بھی انگیجمنٹ ہے اور اس کے بعد شادی۔"آنکھیں گھما گھما کر بتاتے ہوئے کچھ دیر پہلے والا غصہ مفقود ہو چکا تھا اور اس کی جگہ اب ایکسائٹمنٹ نے لے لی تھی۔

"اس وقت وہ کہاں ہیں؟"اس نے تحمل سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"بے بے کے روم میں چلے گئے تھے۔"

"اچھا تم یہاں بیٹھو۔میں زرا آتی ہوں۔"اس کا موڈ ٹھیک ہوتا دیکھ کر وہ اسے گود سے اتارتے ہوئے اٹھی۔

"آپ کا موبائل لے لوں۔" حریم نے بیڈ پر پڑا موبائل اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں مگر دھیان سے بس گیم ہی کھیلنا اور کچھ مت چھیڑنا۔" وہ اسے کہہ کر باہر نکل گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تجھے لگتا ہے کہ میرے ساتھ یوں جُڑ کر بیٹھنے سے تیری جان بخشی ہو جائے گی۔"

اس کو تیزی سے اندر آتے ہوئے دور سے ہی جوتے اتارتے چھلانگ مار کر بیڈ پر چڑھ کر اپنے گھٹنے سے گھٹنا ملائے بیٹھتے دیکھ کر وہ زیر لب مسکرائیں

"اس وقت سب سے زیادہ محفوظ جگہ یہی نظر آئی ہے، پلیز آپ سنبھال لینا۔"

اس نے معصوم سی صورت بناتے ہوئے کہا مگر اگلے ہی لمحے وہ چونکا

"ایک منٹ! آپ کو کیسے پتہ چلا؟"

"پتر تیری شکل پر برستی یہ مسکینیت بتا رہی ہے کہ تو چھتے کو وٹامار کر آرہا ہے۔"

"پتہ نہیں یار۔میری سچ میں غلطی نہیں ہوتی ہے۔میں جان بوجھ کر کچھ بھی نہیں کرتا،بس خود سے ہی کچھ گڑبڑ ہو جاتی ہے۔پتہ تب چلتا ہے جب وہ غصے سے بھری میرے سر پر موجود ہوتی ہے۔"اس نے بے چارگی سے کہا

"کچھ شرم کر لیا کرو۔ہر وقت میری معصوم بچی کو تنگ کرتے رہتے ہو۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے کان سے پکڑا۔

"پوتی کی محبت میں حقیقت کو نہ جھٹلائیں،آپ کو کہاں سے وہ معصوم لگتی ہے۔جو معصوم ہے وہ آپ کو نظر نہیں آتا۔"اس نے شکایتی نظروں سے انہیں دیکھا

"تھوڑی غصے کی تیز ہے مگر میری بچی لاکھوں میں ایک ہے۔فرماں بردار،محنتی اور محبت کرنے والی۔بس وقت اور حالات نے اسے سخت مزاج بنا دیا ہے۔لاابالی عمر میں جو دکھ اسے ملے ہیں،وہ اس پر گہرا اثر چھوڑ گئے ہیں۔میری ایک بات مانے گا ؟"وہ محبت بھرے لہجے میں کہتے کہتے اس کی طرف مڑیں۔

"ارے آپ حکم کریں۔"ان کا ہاتھ پکڑ کر اس نے چومتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"زندگی کا اب کوئی بھروسہ نہیں ہے۔آج ہوں کل نہ ہوں مگر تُو میری دھی کا بہت سارا خیال رکھنا۔اسے کبھی مت جھڑکنا اور نہ ہی سختی کرنا۔مانتی ہوں اسے غصہ جلدی آجاتا ہے۔یہ اس کی بری عادت ہے مگر اس میں اور بھی بہت سی اچھی عادتیں ہیں۔ان کو دیکھ کر ہی اس کی اس عادت سے در گزر کر جانا۔ظاہر نہیں ہونے دیتی مگر اپنے ماں باپ کو بہت یاد کرتی ہے۔وہ پہلے ہی بہت اکیلی ہے تُو اس کو تنہا مت کرنا۔میں جانتی ہوں شوہر کے لیے بیوی کا غصہ اور رعب، نخرہ برداشت کرنا زرا مشکل ہوتا ہے مگر پھر بھی میری التجا ہے تُو اس کا خیال رکھنا۔"ان کی آنکھوں میں آنسو اور التجائیہ انداز دیکھ کر وہ سیدھا ہوتا ان کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ لگا گیا

"ریلیکس بے بے!کیوں ایسی باتیں کر رہی ہیں اور یہ کیا انداز ہے؟مجھے آپ کی پوتی ہر حال میں قبول ہے۔اس کا غصہ،رعب، نخرہ سر آنکھوں پر۔بے فکر رہیں

میں اس کا بہت سارا خیال رکھوں گا بس زرا یہی ساری باتیں اسی طرح بٹھا کر اپنی پوتی کو بھی سمجھا دیں تو ساری عمر دعائیں دوں گا۔"اس نے شرارت سے کہا۔

"وعدہ کر مجھ سے۔"وہ ابھی بھی مطمئن نہیں ہوئی تھیں۔

"وعدہ رہا،اگر کوتاہی کروں تو روز محشر خدا سے پہلے آپ کان سے پکڑنا۔"

"اللہ تمہیں یونہی خوش رکھے،شاد و آباد رہو۔"انہوں نے اپنی نم آنکھیں پونچھتے ہوئے اس دعا دی۔اتنے میں انہیں روشانے کی آواز سنائی دی جو اسے پکارتی ہوئی اسی طرف ہی آرہی تھی۔اس کے پیچھے ہی الفت بیگم بھی اس سے غصے کی وجہ پوچھتی آرہی تھیں۔وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اسے بے بے کے پاس بیٹھا دیکھ کر جارحانہ انداز میں اس کی طرف بڑھی۔

"تم میں زرا شرم نہیں ہے۔بندہ بولتے ہوئے کچھ سوچ ہی لیتا ہے۔"بے بے کے پاس پڑا تکیہ اٹھا کر اس کی طرف اچھالتے ہوئے وہ پھنکاری۔

"میری غلطی نہیں ہے۔میں سچ کہہ رہا ہوں۔بس باتوں باتوں میں، میں نے حریم کو بتادیا۔میری اٹینشن بالکل بھی نہیں تھی۔" وہ بے بے کے پیچھے سے ہوتا ہوا پلنگ کی دوسری طرف اتر گیا۔

"غلطی تو میری ہے جو تم سے کچھ سینس ایبل کی توقع لگا لیتی ہوں۔چھوٹی سی بچی کا برین واش کرتے ہوئے اپنا قد اور عمر تو نہیں دیکھی ہو گی نا۔" وہ گھوم کر اس کی طرف آئی تو وہ دوبارہ سے پلنگ پر چڑھ کر دوسری ہو گیا۔

"آئی سوئیر میں نے بس یہی بتایا کہ تمہاری پھپھو میری وائف ہے اور کیا غلط کہا ہے۔بیوی تو ہو نہ میری۔یہ تو حقیقت ہے۔" اس کی جانب سے اچھالا ہیئر برش کیچ کر کے ایک طرف رکھا اور تیل کی بوتل کیچ کرنے کو ہاتھ بڑھایا۔الفت بیگم دروازے میں ہکا بکا کھڑی تھیں۔

"اچھااور یہ کہنے کی کیاضرورت تھی کہ تم اس کی خاطر دوبارہ شادی کررہے ہو۔ ٹھہروزرا تم، تمہارے سارے پرزے تو آج میں اپنی جگہ پر لاتی ہوں۔"اس نے غراتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر پڑا کانچ کا گلاس اٹھا کر پوری قوت سے اس کی طرف پھینکا۔ جس رفتار سے گلاس آرہا تھا اسے کیچ کرنے کی بجائے غازان نے نیچے جھکنے میں ہی عافیت جانی۔ گلاس دیوار میں لگ کر کرچیوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔اس نے مڑ کر دیکھا اور گلاس کی کرچیوں کی جگہ اپنا سر تصور کر کے جھرجھری لے کر رہ گیا۔

"یار وہ سیڈ ہو رہی تھی تو میں نے ایسے ہی اس کی دلجوئی کے لیے بول دیا۔ماما سنبھالیں نا۔"اس نے دروازے میں کھڑی حیرت سے دونوں کو تکتی الفت بیگم کو پکارا۔

"بیٹا بات سنو۔ کیا ہوا ہے؟ کیوں اتنے غصے میں ہو؟"اس کے مدد کو پکارنے پر وہ ہوش میں آتی اس کی طرف بڑھیں۔

"آپ کے بیٹے نے مجھے تنگ کر کے رکھا ہوا ہے. کبھی کچھ کہتا ہے تو کبھی کچھ۔تائی جان یہ مجھے پاگل کر دے گا۔"اس نے دانت کچکچائے۔

"مجھے تو بتاؤ کیا کہا ہے اس نے۔میں کان کھینچتی ہوں اس کے۔"اس کو اپنے ساتھ لگا کر انہوں نے غازان کو گھورا۔

"یہ مجھے کہتا ہے کہ شادی کے بعد کام نہیں کرنے دے گا،آفس نہیں جانے دے گا۔"اس نے منہ بسورتے ہوئے انہیں بتایا۔

"غازان!"انہوں نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔وہ فوراً نفی میں سر ہلا گیا۔بے بے البتہ ٹھوڑی تلے انگلی رکھے دلچسپی سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔

"کیا کہہ رہی ہے یہ؟کیا تم نے اسے کام کرنے سے روکا ہے؟"الفت بیگم کے سخت لہجے سے وہ سنجیدہ ہوتا ان کے پاس آیا۔

"ہاں میں نے کہا ہے مگر میں نے جسٹ بات کی ہے۔میرا ہر گز ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔یہ اپنے ماما بابا کو یاد کر کے رو رہی تھی تو میں نے بس اس کا دھیان ہٹانے کو بولا تھا ورنہ میرا بالکل بھی وہ مطلب نہیں تھا۔"

تو کیا ایک غم بھلانے کے لیے دوسرا لگایا جاتا ہے؟"الفت بیگم سمیت سب نے اس کی انوکھی منطق پر اسے حیرت سے دیکھا

مجھے اس وقت جو سمجھ آیا میں نے کہہ دیا۔مگر میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔"

میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔خبردار جو تم نے میری بیٹی پر کسی قسم کی پابندی لگانے کی کوشش کی یا اس پر فالتو میں رعب جھاڑا تو اگر ایسا کچھ سوچا بھی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"ان کا ٹھوس لہجہ گواہ تھا کہ وہ صرف دھمکی نہیں دے رہی۔روشانے نے بے اختیار بے بے کی طرف دیکھا۔انہوں نے ایک جتاتی سی

مسکراہٹ پاس کی دیکھا میں نہ کہتی تھی کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔غازان کی آواز پر وہ دوبارہ ان کی جانب متوجہ ہوئی

ماما آپ بیٹے کے خلاف بہو کا ساتھ دے رہی ہیں۔آئی کانٹ بلیو۔"اس نے حیرت سے ان کا سنجیدہ چہرہ دیکھا

بی سیریئس غازان! میں دوبارہ مذاق میں بھی اس قسم کی بات نہ سنوں۔"اس کو غیر سنجیدہ دیکھ کر انہوں نے تنبیہہ کی

اوکے بابا۔میری کیا میرے باپ دادا اور ان کے دادا کی بھی توبہ۔"اس نے باقاعدہ کان پکڑے

آؤ بیٹا تم میرے ساتھ۔دفع کرو اسے۔"وہ اسے پچکارتی لے کر باہر نکل گئیں۔

آپ دیکھ رہی ہیں ان ساس بہو نے میرے خلاف ایکا ہی کر لیا ہے۔ یق ہا غازان بیٹا کچھ سوچ لو اپنا۔ ورنہ بیوی سے گرا تو ماں میں اٹکا والی حالت ہونی ہے۔" وہ منہ لٹکائے بے بے کے پاس بیٹھا

مجھے لگتا ہے تیرا ابھی کھانا ہضم نہیں ہوتا جب تک دو چار جھڑکیں سن نہ لے۔ چل تو بیٹھ میں زرا نماز پڑھ لوں۔ تیرے چکر میں بیٹھ ہی گئی ہوں۔" اسے آہیں بھرتا دیکھ کر وہ مسکراتی ہوئی اٹھ کر واش روم میں چلی گئیں

"تم نے مجھے بتایا نہیں کہ تمہارے اور سعد کے درمیان کیا چل رہا ہے؟" اس نے فریم شدہ تصویریں دیوار پر لگاتے ہوئے پوچھا۔ وہ اور رومیسہ مل کر اس کے کمرے کی سیٹنگ کر رہی تھیں۔

"زیادہ کچھ نہیں ہے، یہاں آنے سے کچھ دن پہلے بھائی کے نمبر پر میری ان سے بات ہوئی تھی۔اس کے بعد کبھی کبھی بات ہو جاتی تھی اور پھر یہاں آنے کے بعد کبھی کبھار بات چیت ہو جاتی ہے اور بس۔"

"اور اس کبھی کبھار میں تم لوگوں کا رشتہ ہو گیا۔مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے؟" روشانے تیکھے لہجے میں بولی۔

"یار میں سچ کہہ رہی ہوں۔ہاں ٹھیک ہے ہم لوگ ایک دوسرے سے اٹیچ ہو گئے ہیں مگر رشتے تک بات نہیں گئی تھی۔اللہ پاک نے خود ہی راستہ کھول دیا اور بے بے کے دل میں یہ خیال ڈال دیا۔"اس نے وضاحت دی۔

"کون سا خیال ڈال دیا؟"غازان اندر آتے ہوئے بولا تو رومیسہ گھبرا گئی۔

"تم اتنی جلدی کیوں آ گئے؟"اس کو گڑبڑاتا دیکھ کر روشانے نے سنجیدگی سے کہا۔

"رمشاءاور حریم کو چھوڑنے آیاہوں تو سوچا چائے پیتا چلوں۔ سر میں درد ہو رہا ہے۔رومی ایک کپ چائے تو بنادو۔مانا اپنے کمرے میں نہیں ہیں۔"اسے جواب دیتے ہوئے اس نے رومیسہ کو مخاطب کیا۔وہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔روشانے تصویریں لگا کر ہٹی تو اسے صوفے کی پشت پر سر ٹکائے آنکھیں بند کیے بیٹھے پایا۔ اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر وہ اسے کام کی تھکن سمجھتے ہوئے واپس اپنے کام پر لگ گئی۔ اتنے میں رومیسہ چائے لے آئی تھی۔

"آپ کی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔"رومیسہ کی آواز پر وہ آنکھیں کھولتا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"پتہ نہیں کیوں سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔ایسے لگ رہا جیسے پھٹ جائے گا۔" پیشانی کو مسلتے ہوئے اس نے اس کے ہاتھ سے کپ لیا۔

"ظاہر ہے جب نیند پوری نہیں ہو گی تو سر درد تو ہو گا ہی۔رات بھی آپ گیارہ بارہ بجے کے بعد آئے تھے اور صبح چھ بجے ہی نکل گئے تھے۔آپ کو تو بخار بھی ہو رہا ہے۔"رومیسہ اس کا ماتھا چھو کر تشویش سے بولی۔اس کی بات پر روشانے ہاتھ میں پکڑا پردہ وہی رکھتی اس کی طرف آئی۔

"باورچی خانے میں میڈیکل کٹ پڑی ہے اس میں بخار کی دوائی ہو گی جاؤ لے آؤ اور تم اب مت جاؤ،سعد ہے وہاں۔اپنے کمرے میں جا کر ریسٹ کرو۔"

"پریشان مت ہو۔بس معمولی سا ٹمپریچر ہے۔ٹھیک ہو جائے گا۔"اس کو اپنے لیے فکر مند دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے لاپرواہی سے بولا۔رومیسہ نے گولیاں لا کر اس کے ہاتھ پر رکھیں۔

www.novelsclubb.com

"ہر بات کو چٹکیوں میں نہ اڑایا کرو۔یہ دوائی لو اور چلو جاؤ کمرے میں۔میں سعد کو کال کر کے بتا دیتی ہوں وہ خود ہی دیکھ لے گا بلکہ تم آؤ میرے ساتھ۔"اس کے

ہاتھ سے کپ لے کر اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتی اس کے کمرے میں لائی اور اسے لیٹنے کا کہہ کر الماری سے کمبل نکالنے لگی۔

"میں نے رات گئے تک ریسٹورینٹ کھولنے سے منع کیا تو تھا پھر کیا ضرورت تھی۔"

"فرسٹ ٹائم سے زیادہ سکینڈ ٹائم سپیشلی رات کو لوگ آوٹنگز وغیرہ کے لیے نکلتے ہیں تو ہم نے سوچا اوپننگ آر بڑھا لیتے ہیں۔" اس نے کمبل اوڑھتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مگر اس کے پیچھے اپنی صحت خراب تو نہیں کرنی، خیر تم ریسٹ کرو۔ سعد آجائے تو پھر بات کریں گے۔" وہ اس کے آرام کے پیش نظر بات ختم کرتی باہر کی جانب بڑھی کہ اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔ اس نے سوالیہ نگاہوں سے

اسے دیکھا جو مندی مندی آنکھیں لیے مدہم سی مسکراہٹ سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تھوڑا سا وقت چاہئیے تمہارا۔دے سکتی ہو؟"اس نے جس آس اور مان سے پوچھا تھا روشانے نے میکانکی انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کہو!"اس نے ایک طرف پڑی کرسی کھینچ کر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا.

"مجھ سے شادی کرو گی؟"اس کی طرف کروٹ لیتے ہوئے اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔اس کے غیر متوقع سوال اور سوال کی نوعیت پر وہ بھونچکا کر رہ گئی۔

"تمہیں بیماری میں بھی چین نہیں ہے۔"اس کے بے پرواہ رویے پر وہ بھنائی۔

www.novelsclubb.com

"بس ہلکا سا ٹمپریچر ہی تو ہے۔تم اس بات کو چھوڑو اور اس کا جواب دو جو میں نے پوچھی ہے۔"

"اگر میں نہ کر دوں گی تو تم ٹل جاؤ گے؟"اس کو مصر دیکھ کر اس نے الٹا سوال کیا۔

"بالکل بھی نہیں، ہاں مگر مثبت جواب لینے کے لیے اپنا لائحہ عمل چینج کر لوں گا۔ کچھ ایسا کروں گا کہ تم مان جاؤ گی۔" اس نے پختہ لہجے میں کہا۔

"ایک بات بتاؤ!" وہ تھوڑا اس کی جانب جھکی۔

"ہاں پوچھو۔"

"تم پاگل واگل تو نہیں ہو نا؟ تمہاری طبعیت خراب ہے اور تمہیں اس وقت ریسٹ کرنا چاہیئے مگر تم ہو کہ الٹی سیدھی ہانکے جا رہے ہو۔" اس نے اپنا ہمیشہ کی طرح کیا جانے والا سوال دہرایا۔

"پتہ نہیں یار۔ تم سامنے آتی ہو تو خود بخود ہی الٹی سیدھی حرکتیں کرنے کو دل کرتا ہے، یا یوں کہہ سکتی ہو کہ خود سے ہی سب ہو جاتا ہے، تمہارا چڑنا، غصہ کرنا اور پھر ڈانٹنا مجھے اچھا لگتا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں

بڑی برکت ہے تمہارے عشق میں

جب سے ہوا ہے بڑھتا ہی جا رہا ہے۔"

اس کا پر حدت لہجہ اس کا دل دھڑکانے کو کافی تھا۔ نیند کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں جنہیں وہ زبردستی کھولے ہوئے تھا محض اس لیے کہ وہ اس کے پاس بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھی اگر وہ سو گیا تو وہ اٹھ جائے گی۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ دن بادن اس کی پوزیسیونیس میں اضافہ ہوتا دیکھ رہی تھی۔ تبریز کو لے کر جو اس نے رد عمل دیا تھا، وہ اس کے لیے بالکل ہی غیر متوقع تھا، یہاں تک کہ سعد سے بھی وہ سب کہہ دیا جو اسے نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ رقابت کے حسد سے زیادہ اس کے چہرے پر خوف سا چھا جاتا تھا۔ کچھ کھو دینے کا خوف۔ گزرے دو ماہ کا ایک ایک دن اس کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

"ایسے دیکھتی رہو گی تو میں آج تو کیا کبھی بھی نہیں سو پاؤں گا ہاں مگر تم مجھے دیکھ سکتی ہو میں مائنڈ نہیں کروں گا بلکہ خوشی ہو گی۔" اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے وہ اسے خیالات کی دنیا سے باہر لایا۔

"فلرٹ کرنا تو کوئی تم سے سیکھے۔میرا اندازہ غلط نہیں ہے،اپنی اِنہی فلمی باتوں سے جانے تم نے کتنی گرل فرینڈز بنا رکھی ہونگیں۔"اپنی دھڑکنوں کو اعتدال پر لاتے ہوئے وہ خفت مٹانے کو اس پر چڑھ دوڑی۔

"زیادہ نہیں،بس چار ہی تھیں۔"اس نے عام سے لہجے میں کہا۔انداز ایسا تھا کہ چار بھی کم لگ رہی ہوں روشانے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی۔بات سے لگ رہا تھا کہ وہ مذاق کر رہا ہے مگر تاثرات اس کی نفی کر رہے تھے۔

#تم_سے_لگن_لگی

www.novelsclubb.com

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_انتالیس_آخری_قسط_حصہ_اول

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"اس نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"چار! ایک کافی نہیں تھی؟" اس نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں یار۔ بندے کو گھر میں سو کام ہوتے ہیں۔ ہر وقت تو وہ میرے لیے فری نہیں ہو گی نا۔ شروع میں ایک ہی تھی مگر جب بھی میں اسے میسج کرتا یا ملنے جاتا تو وہ کسی نہ کسی کام میں مصروف ہوتی تھی۔ یونو کھانا بنانا، جھاڑو پوچا۔ اب یہ تو کوئی بات نہ ہوئی نا۔ مجھے بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ایک دن میں نے بیٹھ کر سنجیدگی سے اس معاملے پر غور کرتے ہوئے اس کا حل ڈھونڈنا چاہا۔ بہت سوچ بچار کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ گرل فرینڈ کی تعداد بڑھا دینی چاہیے۔ پھر میں نے دو چار دن لگائے۔ انٹرنیٹ اور یونی میں بھی سرچ کیا۔ کافی دوڑ دھوپ کے بعد مجھے تین مزید مل گئیں۔ ملی تو خیر کافی ساری تھیں مگر میرا بجٹ اتنا نہیں تھا، اس لیے مجبوراً چار پر ہی گزارہ کرنا پڑا۔" وہ نہایت سنجیدگی سے اسے تفصیلاً بتا رہا تھا۔ روشانے کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا۔

"تم سچ کہہ رہے ہو؟"اس نے بے اختیار پوچھا۔

نہیں یار مذاق کر رہا ہوں۔"اس کو صدمے میں دیکھ کر اس نے ہنستے ہوئے بتایا

"تمہارا دماغ کیسی کیسی کہانیاں گھڑتا ہے۔حد ہے"اس نے سر جھٹکا

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"اس کو کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھتے دیکھ کر اس نے اپنا سوال دہرایا

"سو جاؤ۔آنکھیں بند ہو رہی ہیں تو اپنا منہ بھی بند کرو اور کچھ دیر سو جاؤ۔"اس نے بے زاری سے کہا۔

"میں سو جاؤں گا تو تم اٹھ کر چلی جاؤ گی۔پہلے پرومس کرو میرے جاگنے تک یہی بیٹھی رہو گی۔پتہ نہیں اچانک سے اتنی زور کی نیند کیوں آ رہی ہے۔"اس نے آنکھیں مسل مسل کر کھولے رکھنے کی کوشش کرنی چاہی۔

www.novelsclubb.com

"وہ اس لیے کہ بخار کی میڈیسن میں نیند کی گولی بھی تھی۔اب سو جاؤ۔ تنگ مت کرو"

"اف یار تمہارا فون کب سے بج رہا ہے۔اب تو فون کرنے والا بھی کال ملا ملا کر پاگل ہو چکا ہو گا۔" رومیسہ دستک دے کر اندر آتے ہوئے بولی۔

"کون ہے؟" اس نے فون لیتے ہوئے پوچھا.

"کسی تبریز نامی بندے کی چھری تلے گردن آئی ہوئی لگتی ہے۔" وہ کہتی ہوئی باہر نکل گئی۔غازان جو آنکھیں بند کیے غنودگی میں جا رہا تھا اس کا نام سن کر ایک جھٹکے سے اٹھا۔ نیند جاتی بھی نظر نہیں آئی تھی۔وہ کال اٹھا کر اس سے بات کر رہی تھی اور وہ گویا انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ فون سے ہی اس کا گلا دبا دیتا۔

"اوکے میں کل آفس آکر آپ سے ملتی ہوں پھر بات کرتی ہوں۔"اس کو کال بند کرنے کے اشارے کرتے دیکھ کر اس نے بات ختم کی۔ جیسے ہی اس نے فون بند کیا وہ پھٹ پڑا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اس سے ملنے کی اور کسی قسم کی ڈیل کرنے کی۔"

"اب تو میں یہ جملہ بھی دہرا دہرا کر تھک گئی ہوں کہ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے؟"

"تم کچھ بھی کہو روشا، مگر تم اس بندے سے نہیں ملو گی اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی ڈیل کرو گی۔"اس نے حد درجہ سنجیدگی سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"وجہ جان سکتی ہوں!"

"مجھے وہ اچھا نہیں لگتا اور تمہارے آس پاس تو زہر لگتا ہے، بدتمیز سا ہے۔ تم منع کر دو اسے، کوئی نہیں جا رہی تم وہاں، بس میں نے کہہ دیا ہے۔"

"اف غازان! وہ صرف کام کے لیے ملنا چاہ رہا ہے تم کیوں اتنے سنجیدہ ہو رہے ہو۔ میں دن میں کئی لوگوں سے ملتی ہوں۔ میرے لیے وہ بھی باقی سب کی ہی طرح ہے، تم خواہ مخواہ بات کو بڑھا رہے ہو۔" اس نے سر پیٹا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ فضول کی ضد کر رہے ہو۔ سکون سے سو جاؤ۔"

"تم نہیں جاؤ گی روشنا!" اس کا ٹھوس اور حتمی لہجہ پل بھر کو اسے ٹھٹھکا گیا۔ اس کو خود کو گھورتے پا کر وہ کھسک کر اس کے قریب ہوا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ملتجیانہ لہجے میں بولا۔

"میں تمہاری ہر بات مانوں گا جو کہو گی کروں گا مگر تم پلیز میری یہ بات مان لو۔ دیکھو اس ڈیل کو چھوڑنے سے تمہارا جو نقصان ہوا میں اس سے دوگنا بھرنے کو تیار ہوں۔ بس تم اس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں رکھو گی۔ میں نے اس کا نمبر بلاک کیا تھا، تم نے کیوں ان بلاک کیا۔ تم۔۔۔۔۔۔ تم اس کو بلاک کرو اور

۔۔۔۔۔اور اس کو منع کر دو کہ تم اس کے ساتھ کوئی ڈیل نہیں کر رہی اور۔۔۔۔۔۔"

"ریلیکس غازان! کیا ہو گیا ہے؟ ریلیکس۔" زرد پڑتے چہرے کے ساتھ اس کو ایک ہی سانس میں بولتے دیکھ کر اس نے حیران و پریشاں ہوتے ہوئے اس کا بازو پکڑ کر اسے جھنجھوڑا۔

"تم اس کو منع کرو کہ وہ تم سے ملنے نہ آئے۔ تم اس کے لیے کام نہیں کرو گی۔" اس نے موبائل اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔

"اوکے میں منع کر دوں گی۔ وہ نہیں آئے گا۔ تم پریشان مت ہو۔" اس نے نرمی سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں تم ابھی منع کرو۔ میرے سامنے کال کرو۔"

"یااللہ مجھے صبر دینا۔"اس نے بڑبڑاتے ہوئے کال ملائی اور معذرت کے لیے ذہن میں الفاظ ترتیب دینے لگی۔اس کے فون اٹھانے پر فوری طور پر اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کہے۔

"مس روشانے!آر یو دئیر؟"اس کی خاموشی پر تبریز نے پوچھا۔

"جی۔"اس نے مختصراً جواب دیا۔

"تو غالباً آپ نے کوئی بات کرنے کے لیے فون کیا ہو گا؟"دوسری جانب سے مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"دراصل بات یہ ہے تبریز صاحب کہ میں معذرت خواہ ہوں۔میں آپ کے ساتھ ڈیل نہیں کر سکتی۔آئی ہوپ آپ برا نہیں منائیں گے۔کچھ پرسنل ایشوز کی وجہ سے ممکن نہیں ہو گا۔"اس نے محتاط لفظوں میں کہتے ہوئے غازان کو گھوری

دکھائی اور دوسری جانب سے تبریز کے بلند ہوتے قہقہے پر اس نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔

"اٹس اوکے مسز غازان! مجھے اندازہ تھا۔ بہر حال غازان صاحب کو میرا اسلام دیجیئے گا۔ خدا حافظ۔" وہ ہنستے ہوئے کہتا فون بند کر گیا۔ غازان نے آنکھیں بند کر کے ایک پر سکون سانس فضا میں خارج کی۔ وہ جو سمجھ رہی تھی کہ جانے وہ کیسا تاثر لے گا اس کے جواب پر جی بھر حیران ہوئی تھی۔

"دنیا میں جتنے بھی کھسکے ہوئے لوگ تھے شاید سب کا پالا مجھ سے ہی پڑنا تھا۔" وہ سوچ کر رہ گئی۔

"کیا کہہ رہا تھا؟" غازان کی متجسس آواز پر اس نے اسے دیکھا۔

"تمہیں سلام کہہ رہا تھا۔"

"کیوں؟" وہ پھر سے مشکوک ہوا.

"انسان بن کر سو جاؤ خبر دار جو تمہاری آواز آئی تو۔"اس نے الجھے ہوئے ذہن سے اسے جھڑکا.

"ٹھیک ہے مگر میرے اٹھنے تک تم یہیں رہو گی۔"

"میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔ بالکل بچوں کی طرح تنگ کر رہے۔ چلو پیچھے ہٹو اور لیٹ کر کمبل سر تک اوڑھو۔ چلو شاباش۔" ونڈو میں پڑا گلدان اٹھاتی وہ اس کے سر پر کھڑے ہوتے ہوئے دھاڑی۔اس کے تیور دیکھتے ہوئے وہ خاموشی سے لیٹ کر کمبل اوڑھ گیا۔

"اوہ خدایا مجھے پاگل مت کرنا۔اس ایک ہی گھنٹے میں مجھے لگنے لگا ہے کہ یہ میرا شوہر نہیں بلکہ میں نے دو چار سال کے بچے کو گود لیا ہے۔میرے حال پر رحم کر۔" وہ بے بسی سے بڑبڑائی۔اس کی بڑبڑاہٹ سن کر کمبل میں لپٹے غازان کی ہنسی اس کے ہاتھ میں پکڑے گلدان کی وجہ سے دب کر رہ گئی۔ پچھلی کچھ راتوں کی نیند

پوری نہ ہونے اور کچھ نیند کی گولی کی وجہ سے وہ کچھ ہی دیر میں سو گیا تھا۔اس کی جانب سے لمبی خاموشی پا کر وہ سکون کی سانس لیتی کرسی کی پشت پر ٹیک لگا گئی۔

اسے اس کے پاس بیٹھے قریباً اڑھائی تین گھنٹے گزر گئے تھے۔جانے کس احساس کے تحت وہ اس کی بات مانتے ہوئے ٹک کر اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔کافی دیر تک وہ سکیچز بناتی رہی اور بسمہ کے تھرواس نے بوتیک کے کچھ کام نمٹائے۔سعد سے کال پر وہ کافی دیر ریسٹورینٹ کے بارے میں ڈسکس کرتی رہی اور اب پاؤں اس کے بیڈ کی سائیڈ کی پٹی پر ٹکائے ایک ہاتھ گال پر رکھے بیٹھی تھی۔اپنی گاڑی کے ہارن کی آواز پر وہ سمجھ گئی کہ فردوس چچی اور الفت بیگم کی واپسی ہوئی ہے۔ایک بار تو اس کے جی میں آیا کہ چلی جائے مگر پھر اس کی آنکھوں کے سامنے اس کا چہرہ گھوما تو باوجود چاہنے کے وہ نہ اٹھ سکی۔

"روشی کدھر ہے؟"فردوس چچی نے چادر اتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے رمشاء سے پوچھا.

"غازان بھائی کی طبعیت خراب ہے تو وہ ان کے پاس ہے۔"

"کیا ہوا اسے؟"الفت بیگم نے چونک کر پوچھا اور اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی کمرے کی طرف بڑھیں۔دستک دے کر اندر داخل ہوئیں تو روشانے کو اس کے پاس کرسی پر بیٹھے دیکھ کر بے اختیار مسکرائیں۔

"رمشاء بتا رہی ہے کہ اس کی طبعیت خراب ہے۔کیا ہوا اسے؟"

"رات کو دیر تک کام کرنے کا نتیجہ ہے حالانکہ میں نے دونوں کو ہی منع کیا تھا مگر مجال ہے جو کوئی سن لے۔"

"میڈیسن لی ہے؟"

www.novelsclubb.com

"ڈاکٹر کے پاس تو نہیں گیا مگر ہم نے بخار کی گولیاں دی ہیں۔ ویسے بھی نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے تو سو کر اٹھے گا تو ٹھیک ہو جائے گا۔" اس کے ڈسٹرب ہونے کے خیال سے وہ دھیمی آواز میں بات کر رہی تھیں۔

"کب سے سو رہا ہے؟" الفت بیگم نے اس کے چہرے سے کمبل پیچھے کیا.

"دیکھو تو سہی کیسے منہ نکال لیا ہے۔ کیا ضرورت ہے رات گئے تک کام کرنے کی۔ اٹھتا ہے تو بات کرتی ہوں۔ ایسے پیسے کا کیا کرنا جو صحت برباد کر کے کمایا جائے۔ کل سے شادی کے فنکشن شروع ہو رہے ہیں اور یہ لڑکا بیمار پڑ گیا ہے۔" انہوں نے سر جھٹکا۔

"آپ پریشان مت ہوں۔ ہلکا سا ٹمپریچر تھا۔ ٹھیک ہو جائے گا۔" روشانے انہیں پریشان دیکھ کر بولی۔

"ہوں۔" انہوں نے ایک نظر اس پر ڈالتے ہوئے ہنکارہ بھرا۔

"ٹھیک ہے تم اس کا خیال رکھو۔ میں نیچے جا رہی ہوں۔ بہت سا کام باقی ہے۔ میں زرا وہ سمیٹ لوں۔" وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئیں۔ ان کے جانے کے بعد وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ سوتے ہوئے وہ کسی معصوم بچے کی مانند لگ رہا تھا جسے دنیا کی ہوا چھو کر بھی نہ گزری ہو۔ مگر روشانے سے بہتر اس کی معصومیت کے بارے میں کسے علم ہو سکتا تھا۔

"آہ کاش غازان! تم سچ میں اتنے معصوم اور سیدھے ہوتے۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ماتھے پر بکھرے بال پیچھے کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔ وہ جو روشانے اور الفت بیگم کی باتوں کی آواز پر تقریباً جاگ گیا تھا اس کے لمس پر اس کے حواس مکمل بیدار ہوئے مگر اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی روشانے اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ وہ کافی دیر تک اسے دیکھتی رہی۔

"تم بہت اچھے ہو۔ میں نے جو کھویا ہے شاید اللہ نے اس کے انعام کے طور پر تم کو میری زندگی میں بھیجا ہے مگر پتہ ہے کیا میں تمہیں کبھی یہ بات کہوں گی نہیں۔ تم

تو پہلے ہی ہاتھ نہیں آتے، یہ سن کر تو اور فری ہو جاؤ گے۔"اپنے بارے میں اس کے خیالات سن کر غازان کے رگ وپے میں سکون اور اطمینان سرائیت کر گیا تھا۔

"لیکن تم مجھے تنگ بہت کرتے ہو اور کسی دن میں نے تمہیں بہت مارنا ہے۔ سن رہے ہو نہ "اس نے ہاتھ روک کر اسے گھورا، جیسے وہ اسے سن رہا ہو۔مارے خوشی کے غازان کے لیے آنکھیں بند کیے رکھنا اب مشکل ہو رہا تھا مگر چونکہ وہ اسے سویا ہوا سمجھ کر اس سے باتیں کر رہی تھی تو سننے میں کیا حرج کی سوچ پر عمل درآمد کرتے ہوئے وہ خاموش رہا

"تھینک یو۔بقول تمہارے مجھ جیسی سڑیل لڑکی کو قبول کرنے کے لیے۔"وہ مسکراتے ہوئے اٹھ کر اس کی پیشانی پر جھکی مگر جیسے ہی وہ پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھی، دھک سے رہ گئی۔وہ ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ کچھ اپنی بے اختیاری میں کی گئی حرکت اور پھر عین موقع پر پکڑے جانے کی وجہ سے وہ خجالت سے سرخ پڑی۔

"اب تو مر جانے کو ہی جی چاہ رہا ہے۔" اس کے سرخ ہوتے چہرے کو حصار میں لیتے ہوئے وہ خمار آلود لہجے میں بولا۔ اس کا جھکا سر مزید جھک گیا تھا البتہ دل ہی دل میں خود کو سخت سرزنش کر چکی تھی۔

"آپ ہی اپنی اداؤں پہ غور کیجئے، ہم اگر کریں گے تو شکایت ہو گی۔" اٹھ کر اس کی طرف کھسک کر کہنی کے بل لیٹتے ہوئے وہ ہولے سے گنگنایا۔ اس نے چور نظروں سے اسے دیکھا جو پوری توجہ اور فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"سرکار بدلے بدلے سے تو کافی دنوں سے نظر آ رہے تھے مگر اتنا بدل جائیں گے سوچا نہیں تھا۔" اس کو اللہ نے موقع دیا تھا تو وہ بھلا کیسے جانے دیتا۔ وہ سر جھکائے بیٹھی پاؤں کے انگوٹھے سے قالین کو کھرچ رہی تھی گویا اس سے اہم کوئی کام ہو ہی نہ۔

"میرا دل اس وقت پتہ ہے کیا چاہ رہا ہے؟ میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں سب کو بتاؤں کہ میری وائفی کو مجھ سے محبت ہو گئی ہے۔ سب سے پہلے بے بے کو پھر ماما کو اور پھر ساری دنیا کو۔ مجھ سے زیادہ خوشی تو بے بے کو ہو گی کہ ان کی ہٹلر اور سڑیل پوتی ان کے پوتے پر فلیٹ ہو گئی ہے۔"

"بکواس بند کرو۔" اسے مسلسل بولتا دیکھ کر وہ دھاڑی۔

"نہ سرکار! آج کی دھاڑ میں مزہ نہیں آیا۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ دم خم نہیں رہا۔ معاملہ مشکوک ہے۔" اس نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر وہ جلدی سے پیچھے کھینچ گئی۔

"تم نے کہا تھا کہ میرے جاگنے تک تم یہیں رہو گی اور میں کتنی دیر سے یہاں بیٹھی ہوں صرف تمہارے لیے اور تم مجھے اب یوں تنگ کرو گے۔" اس نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا جس پر اس کا چھت پھاڑ قہقہہ بلند ہوا۔

"نہیں وائفی, تم میرے لیے نہیں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر بیٹھی رہی ہو ورنہ میں تو اور بھی بہت کچھ کہتا ہوں جس کو تم زرا اہمیت نہیں دیتی۔ مجھے سبق مت پڑھاؤ۔ ایسے بہانوں کو مجھ سے بہتر بھلا کون جان سکتا ہے۔" اس نے سر پیچھے کی طرف گرا کر ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی بات ٹھیک تھی مگر اتنی صاف گوئی کی بھی کیا ضرورت تھی وہ کلس کر رہ گئی۔

"ویسے کب سے چل رہا ہے یہ سب۔" اس کے دلچسپی سے پوچھنے پر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ٹھیک ہے وہ بے اختیاری میں وہ حرکت کر گئی تھی مگر یوں مذاق بنانا کہاں کی تک بنتی تھی۔

"جب سے بھی چل رہا ہے تمہیں اس سے کیا اور میرے شوہر ہو کوئی غیر نہیں، اتنا اوور کیوں ہو رہے ہو۔ خبردار جو دوبارہ میرا مذاق اڑایا تو۔" اس کے سنجیدگی سے تنبیہہ کرنے پر وہ ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا۔ آنکھیں البتہ ابھی بھی مسکرا رہی تھیں۔

اس نے جھنجھلاتے ہوئے تکیہ اٹھا کر اس کے منہ پر دے مارا۔اس کے اچانک حملے پر وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔

"آرام سے یار، کچھ دیر پہلے ہی تو تم نے اسے شرف بخشا ہے۔میں نے تو ابھی اس جگہ کو آئینے میں دیکھنا ہے اور بار بار دیکھنا ہے۔"اس کو غصے میں آتا دیکھ کر وہ اٹھ کر دوسری سائیڈ سے نیچے اترا۔

"تم۔۔۔۔۔تم بھاڑ میں جاؤ۔"وہ تکیہ اس کی طرف پھینک کر اپنا موبائل اٹھاتی باہر کی طرف بڑھی۔

"تم ساتھ چلو میں کہیں بھی جانے کو تیار ہوں۔"اس نے پیچھے سے ہانک لگائی جس کو نظر انداز کرتی اس نے اپنے کمرے میں جا کر ہی سانس لی تھی۔

"اف روشانے! یہ کیا، کیا ہے؟ کیا سوچتا ہو گا وہ میرے بارے میں اور جانے کب تک مذاق اڑاتا رہے گا۔" بالوں میں ہاتھ پھیر کر پیچھے کرتے ہوئے وہ بڑبڑائی۔ ہاتھ میں پکڑے موبائل کی میسج ٹون بجی غازان کا میسج تھا۔

"آئی ایم سوری۔ تمہیں ہرٹ کرنا یا مذاق اڑانا مقصد نہیں تھا۔ میں خوش ہی اتنا زیادہ ہوں کہ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ ایسے ہی الٹا سیدھا بولتا رہا، اگنور کر دینا اور ہاں میں تمہیں اس بات کو لے کر کبھی تنگ نہیں کروں گا۔ آئی پرومس۔"

"میرا بھی دماغ خراب ہو گیا تھا۔ کیا ضرورت تھی یہ حرکت کرنے کی۔ وہ پہلے ہی ہاتھ نہیں آتا اب تو حد ہی کرے گا۔" اس نے اپنے سر پہ خود ہی تھپڑ لگایا۔

"اُف!" وہ نفی میں سر ہلاتی ادھر سے ادھر ٹہلنے لگی۔

جمعہ کی نماز ادا کر کے سب لوگ ہال میں جمع ہو چکے تھے۔ چونکہ خاندان کے لوگ ہی مدعو تھے تو ہال میں ہی مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ لڑکیوں میں سب سے بڑی روشانے ہی تھی تو فردوس چچی اور الفت بیگم کے منع کرنے کے باوجود بھی وہ ان کے ساتھ کاموں میں لگی رہی تھی۔ مہمانوں کے آجانے کے بعد الفت بیگم نے اسے کمرے میں بھیجا اور رمشا کے ہاتھ اس کا ڈریس بھی بھجوایا جو کہ اس دن رومیسہ کے جوڑے کے ساتھ ہی وہ اسی کی بوتیک سے لائیں تھیں۔ وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو غازان، سعد اور فہام کے پاس بیٹھا تھا اور ان کے پاس ہی ہانیہ بھی کھڑی تھی۔ وہ چلتی ہوئی ان کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"چشمِ بدور، لڑکی تم تو قیامت لگ رہی ہو۔" ہانیہ کے اس کا سر تا پیر جائزہ لیتے ہوئے خالصتاً گوفروں کے سے انداز پر وہ مسکرا دی۔

"کیوں غازان؟ ٹھیک کہہ رہی ہوں نا میں۔" اس نے خاموشی سے اسے دیکھتے غازان کو بھی گھسیٹا۔

"مجھے تسلی سے دیکھ تو لینے دو پھر بتاتا ہوں۔"اس کے قریب آتے ہوئے اس نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال سے سبھی مہمان آچکے ہیں۔بے بے رسم شروع کرنے کا کہہ رہی ہیں تو جاؤ تم رمشاء کے ساتھ مل کر رومی کو لے آؤ۔"وہ اسے اگنور کرتے ہوئے ہانیہ سے مخاطب ہوئی، کہاں اس سے ٹکر لے سکتی تھی بھلا۔

"نہیں بھئی ابھی میرے ایک سپیشل گیسٹ نے آنا ہے۔وہ آجائے تو کرتے ہیں، پہنچنے والا ہے بس دو منٹ۔"موبائل دیکھتے ہوئے ہانیہ نے کہا۔

"لو آگیا۔"اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔سب نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو تبریز ہال میں داخل ہو رہا تھا۔سوائے غازان کے اسے دیکھ کر سب ہی خوشدلی سے مسکرا دیئے جبکہ اس کا چہرہ خطرناک حد تک سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"روشی ان سے ملو! یہ فہام کے اور اب میرے بھی بیسٹ فرینڈ تبریز حسن ہیں اور تبریز یہ میری بیسٹ فرینڈ، میری جان روشانے ہے۔" ہانیہ نے ان کا تعارف کروایا۔

ہاں ان سے میں پہلے بھی مل چکی ہوں۔ نائس ٹو میٹ یو۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور یہ غازان ہے میرا کزن اور روشی کا ہز بینڈ۔" ہانیہ نے غازان کی طرف اشارہ کیا جو بلاوجہ ہی اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے اسے اگنور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ہائے مسٹر غازان! کیسے ہیں؟ آپ کے بارے میں کافی کچھ سن رکھا ہے۔" اس نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔ غازان نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو اور نظریں پھیر گیا۔ ہانیہ نے فہام کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے اشارہ کیا اور وہاں سے چلے گئے

"غازان۔"روشانے نے اس کی بد تمیزی پر دانت پیسے۔اس کی گھوری پر اس نے بے دلی سے اس کا ہاتھ تھام کر فوراً چھوڑ دیا۔

"مجھے لگتا ہے ان کو میرا آنا اچھا نہیں لگا۔"اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"آپ بالکل ٹھیک سمجھے ہیں۔"اس کے بولنے سے پہلے ہی وہ بول اٹھا۔روشانے کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی البتہ تبریز کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"مذاق کر رہا ہے یہ۔آپ پلیز مائنڈ مت کیجئے گا۔اس کی عادت ہے ایسے ہی شروع ہو جاتا ہے۔"اس کے پاؤں پر پاؤں مارتے ہوئے وہ جلدی سے بول اٹھی۔

"کوئی بات نہیں،مجھے ایسے لوگ اچھے لگتے ہیں۔آئی لائک اٹ۔"اس کی مسکراہٹ پر وہ جل کر خاک ہوا۔اس کے مطابق جتنی بے مروتی وہ دکھا چکا تھا اس کے نتیجے میں اسے یہاں سے چلے جانا چاہیئے تھا مگر وہ ڈھیٹ بن کر مسکرائے جا رہا تھا۔وہ دو قدم بڑھا کر روشانے کے قریب ہوا اور اس کے کندھے پر بازو پھیلاتے

ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا۔انداز سراسر جتاتا سا تھا کہ یہ میری بیوی ہے تم دور ہی رہو تو بہتر ہو گا۔روشانے نے چونک کر اسے دیکھا اور اس کا مطلب سمجھ کر سر پیٹ کر رہ گئی۔اس کے بچوں جیسے انداز پر تبریز نے مشکل سے اپنے قہقے کا گلا گھونٹا۔

"اوکے مسٹر اینڈ مسز غازان !آپ لوگ انجوائے کریں پھر ملاقات ہو گی۔"اس سے اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہوا تو وہ معذرت کرتا وہاں سے چلا گیا۔اس کے جانے کے بعد غازان کو لگا کہ جیسے اس پر سے منوں بوجھ اتر گیا ہو۔اس نے سکون کی سانس لیتے ہوئے روشانے کو دیکھا جو اسے سخت نظروں سے گھور رہی تھی۔

"واٹ ؟"مکمل انجان بنتے ہوئے اس نے کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا تھا؟"

"کیا؟"

"تمہیں پتہ ہے تم انتہا کے جیلس انسان ہو۔"

"یس! آئی ایم جیلس، بی کاز آئی ایم ناٹ ریڈی ٹو شئیر یو وود اینی ون. یو آر اونلی مائن اینڈ آلویز ول بی۔" اس نے دوٹوک کہا۔

"تم۔۔۔۔۔ تم پاگل ہو چکے ہو۔" اس نے اس کا گلا دبانے کو ہاتھ بڑھائے مگر اتنے لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے جلدی سے پیچھے ہوئی۔ بے بے کی نظر ان پر پڑی تو انہوں نے الفت بیگم کو اشارہ کیا۔ وہ ان دونوں کو بحث میں مصروف دیکھ کر بڑبڑاتی ہوئیں ان کی طرف آئیں۔

"تم لوگ آج کے دن بھی جھگڑ رہے ہو۔ بندہ موقع و محل تو دیکھ ہی لیتا ہے۔ اتنے لوگ بیٹھے ہیں کسی نے دیکھ لیا تو رائی کا پہاڑ بنا کر رکھ دے گا۔ پھر وضاحتیں دیتے رہنا۔"

www.novelsclubb.com

"تائی جان آپ کا یہ بیٹا مجھے پاگل کر دے گا۔" اس نے قہر آلود لہجے میں کہا۔

"غازی کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔ یہ کوئی موقع ہے الٹی سیدھی حرکتوں کا۔"

"ماما۔۔۔۔"

"اچھا بس چپ۔مجھے کچھ نہیں سننا۔ہانیہ رومیسہ کو لینے گئی ہے تو تم لوگ بھی چلو۔ آؤ روشے۔"وہ اسے ٹوک کر روشانے کو لیے بے بے کے پاس آئیں اور ان کے پاس رکھے صوفے پر بٹھا دیا۔

"اب یہ اپنا پھولا ہوا منہ ٹھیک کرو ورنہ ابھی سب پوچھنا شروع ہو جائیں گے کہ لڑکے کے ساتھ زبردستی ہو رہی ہے؟"الفت بیگم نے غازان کی جانب جُھک کر آہستگی سے کہا۔اتنے میں ہانیہ اور رمشاء بھی رومیسہ کو لے آئیں تھیں۔بے بے کی ایک طرف صوفے پر ان دونوں کو بٹھایا گیا تھا اور دوسری طرف سعد اور غازان کو۔فردوس چچی اور الفت بیگم نے باری باری لڑکے اور لڑکی کو انگوٹھیاں پہنائیں۔ سب نے باری باری آکر مبارک باد دی۔سب کا منہ میٹھا کروانے کے بعد بے بے نے کھانے کا کہا تو غازان نے اٹھ کر سب کو متوجہ کیا۔

"دیکھیں بھئی! آپ سب کو تو معلوم ہی ہے کہ میرا نکاح ہو چکا ہے تو اس لحاظ سے شرعاً اور قانوناً میرا حق ہے کہ میں اپنی بیوی کو خود انگوٹھی پہناؤں تو زرا انتظار کیجیے۔" وہ اٹھ کر اس کے پاس بیٹھا اور جیب سے رنگ نکال کر اس کی انگلی میں پہنائی۔ الفت بیگم نفی میں سر ہلا کر رہ گئیں۔ اس کی بات اور حرکت پر بہت سی ہنسی کی آوازیں ابھریں جن کی اسے قطعاً پرواہ نہیں تھی۔

"اب لگ رہا ہے کہ میری شادی ہونے جا رہی ہے۔" اس کے گرد بازو پھیلا کر اس نے سیلفی لی۔ اتنے سارے لوگوں کے سامنے وہ ڈھنگ سے اسے گھور بھی نہیں سکتی تھی سو سب کی مسکراتی نگاہیں خود پر محسوس کرتے ہوئے جبراً وہ بھی مسکرا دی۔

www.novelsclubb.com

"اگر ہو گیا ہو تو کھانے کے لیے چلیں۔" آغا جان نے اسے مصنوعی انداز میں آنکھیں دکھائیں۔

"چلتے ہیں ایسی بھی کیا جلدی ہے، شادی کی تاریخ تو رکھ لیں۔"اس کی ڈھٹائی پر مسکراہٹیں قہقہوں میں بدل گئی تھیں۔

"غازان سکون سے بیٹھو۔"روشانے سب کا دھیان بٹتے دیکھ کر آہستگی سے بولی۔

"تم خاموش بیٹھو، میں بات کر رہا ہوں نا۔"

"بیٹا ہم لوگ آلریڈی تاریخ رکھ چکے ہیں۔ تم مہمانوں کو کھانا کھانے دو۔"اظہار صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کب کی رکھی ہے؟"اس نے جس بے ساختگی اور بے صبرے پن سے پوچھا تھا ہال ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لگتا ہے لڑکے کو بہت جلدی ہے شادی کی۔"قہقہوں کے درمیان سے کسی نے شگوفہ چھوڑا۔

"کچھ خدا کا خوف کریں۔ بیس بائیس سال پرانا نکاح ہے اور آپ کو اب بھی جلدی لگ رہا ہے؟" اس کو ان کی جلدی پر صدمہ ہوا۔

"اچھا اب بس کر، کھانے کا وقت ہو رہا ہے۔ سعد پتر جا کے کھانا لگوا اور اٹھ تُو بھی جا اس کے ساتھ۔" بے بے نے سنجیدگی سے کہا تو وہ اپنے برابر بیٹھی روشانے پر ایک نظر ڈال کر اٹھ گیا۔ کھانے کا انتظام صحن میں ہونے کی وجہ سے ابصار صاحب اور آغا جان سب کو اٹھا کر باہر لے گئے۔ روشانے نے رمشاء کو رومیسہ کو کمرے میں لے جانے کو کہا اور خود اٹھ کر الفت بیگم اور فردوس چچی کے پیچھے گئی جہاں وہ مہمان عورتوں کے لیے میزوں پر کھانا لگوا رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

#تم_سے_لگن_لگی

#شگفتہ_کنول

#قسط_نمبر_انتالیس آخری قسط حصہ دوئم

منگنی کی تقریب خوش اسلوبی سے انجام پانے کے بعد اب سب مہمان اپنے گھروں کو رخصت ہو رہے تھے۔ تبریز غازان کے فارغ ہونے کا انتظار کر رہا تھا جو اس صدی میں تو اسے ناممکن سا ہی لگ رہا تھا۔ پوری تقریب کے دوران جب جب وہ اس کی جانب بات کرنے کی غرض سے آگے بڑھا تب تب غازان صاحب اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورتے وہاں سے واک آؤٹ کر جاتے۔ اب بھی وہ لان میں رکھی ایک کرسی پر اکیلا بیٹھا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا کہ اس کی نظر غازان پر پڑی جو آخری چند مہمانوں کو رخصت کر کے اب گھر کے اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اس کو جاتا دیکھ وہ سرعت سے اٹھ کر اس تک پہنچا۔

www.novelsclubb.com

"ایکسکیوزمی برو! کیا ہم کچھ دیر بات کر سکتے ہیں؟" وہ جو مہمانوں کو رخصت کر کے گھر کے اندر جانے کو پر تول رہا تھا اس کی آواز پر اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"نہیں۔"اس نے بنا پلٹے لٹھ مار انداز میں جواب دیا۔

"آئی نو تمہیں مجھ سے کچھ خاص پرابلم ہے، مگر میں اسی پرابلم کو سولو کرنا چاہتا ہوں۔بس چند منٹ لوں گا۔"اس کو اپنی جگہ سے ہلتے نہ دیکھ کر تبریز اسے بازو سے پکڑ کر کھینچ کر پاس پڑی کرسی کی طرف لایا اور اسے بٹھاتے ہوئے خود بھی ایک کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔غازان اس کے اس طرح سے کھینچ کے لانے پر سرد تاثرات لیے اسے گھورتا رہا گویا کچا ہی چبا جائے گا۔

"کیا ہے؟"اس کو مسکراتی نظروں سے خود کو دیکھتے پا کر وہ جھنجھلا کر بولا۔

"میں شادی شدہ ہوں۔"اس نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"تو!"اس نے تیز لہجے میں کہا مگر اگلے ہی لمحے اچھلا۔"واٹ!"

"دو سال کی بیٹی کا باپ بھی ہوں۔"اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی.

"اور پھر بھی تم لڑکیوں سے فلرٹ کرتے ہو؟"اس کی بات سن کر غازان حیران ہوا۔

"میں نے کب کسی سے فلرٹ کیا ہے؟ کس کے ساتھ دیکھا ہے تم نے مجھے؟"اس نے صدمے سے چور لہجے میں کہا۔اس کی بات پر غازان لاجواب ہو گیا۔یہ تو اس کے اندر کا ڈر تھا ورنہ اس کے بارے میں وہ کون سا کچھ جانتا تھا اور روشانے سے بھی وہ کام کے سلسلے میں ہی ملنا چاہ رہا تھا جو اس نے منع کروا دیا تھا۔غازان کو خاموش دیکھ کر وہ پھر سے گویا ہوا۔

"میں اور فہام بزنس پاٹنر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے دوست بھی ہیں۔کچھ ہفتے پہلے فہام نے کال کر کے مجھے اپنے آفس بلایا اور کہا کہ جن لوگوں کے ساتھ میں نے ریسٹورینٹ کی ڈیل کی ہے وہ اس کے کزنز ہیں اور چند وجوہات کی بناء پر انہیں پے منٹ میں کچھ مسئلہ ہے تو میں انہیں کچھ ٹائم دے دوں۔اس وقت ہانیہ بھی پاس ہی بیٹھی تھی۔اب خدا جانے ان کا پہلے سے پلان تھا یا اچانک بنا مگر اس نے

مجھے آپ کے اور روشانے کے بارے میں بتا کر ہیلپ مانگی کہ آپ لوگوں کا آپس میں کچھ مسئلہ چل رہا ہے اور آپ کوئی مضبوط قدم نہیں اٹھا پا رہے۔اس کے یقین دلانے پر کہ مجھے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی، بس دو چار بار کی کالز اور ایک بار کی ملاقات ہی کافی ہو گی تو میں نے ہامی بھر لی اور ان کا خیال واقعی ہی درست ثابت ہوا۔اس دن میٹنگ میں میری تھوڑی بہت بات چیت سے ہی تم سر تا پیر سلگ گئے تھے۔"اس نے آخر میں ہلکا سا قہقہ لگایا۔

"اور جب مجھے ہانیہ نے کال کر کے بتایا کہ تم نے اسی دن روشانے سے اپنے رشتے کے حوالے سے بات کی ہے تو سچ میں مجھے بہت خوشی ہوئی تھی اور آج میرا یہاں آنے کا مقصد بھی تمہیں میرے بارے میں جو بھی غلط فہمی ہے اس کو دور کرنا تھا۔ میں الحمدللہ شادی شدہ ہوں اور اپنی زندگی میں بہت خوش ہوں۔میری طرف سے اپنا دل صاف کر لو۔تم لوگ نئی زندگی شروع کرنے جا رہے ہو اور میں بالکل بھی نہیں چاہوں گا کہ تم کسی بھی بدگمانی اور غلط فہمی کو دل میں رکھ کر نیا سفر شروع

کرو۔یہ چھوٹی چھوٹی غلط فہمیاں ہی بعض اوقات بہت بڑے نقصان کر جاتی ہیں اور سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں رہتا۔روشانے بہت اچھی لڑکی ہے۔وہ تم جیسا کیئر نگ اور محبت کرنے والا شوہر ہی ڈیزور کرتی ہے۔امید ہے اور دعا بھی ہے کہ اللہ پاک تمہاری محبت کو یوں ہی قائم رکھے۔"اس نے خلوص سے کہتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اس کے موبائل کی بیل بجی تو اس نے جیب سے موبائل نکالا۔

"اوکے۔بس مجھے یہی کہنا تھا امید ہے اب تم میری طرف سے انسکیور نہیں ہوگے۔میں چلتا ہوں۔دیر ہو رہی ہے۔"وہ کہتے ہی اٹھ کر باہر کی طرف بڑھا۔

"شادی پر میری بھابھی اور بھتیجی کو بھی لے کر آنا۔"غازان کی آواز پر وہ رک کر مسکراتے ہوئے مڑا تو غازان اسی کی طرف ہی چلتا ہوا آرہا تھا۔

"بہت شکریہ جو میں اتنے دنوں سے نہیں کر سکا تھا وہ تم نے مجھ سے چند ہی لمحوں میں کروا دیا. احسان مند رہوں گا۔" وہ اس کا مشکور ہوتا تبریز سے گلے ملنے لگا۔

روشانے جو سعد اور غازان کو بلانے باہر نکلی تھی غازان کو تبریز سے گلے ملتے دیکھ کر اسے دھچکا لگا۔

"یہ بندہ واقعی ہی کھسکا ہوا ہے کیا؟ کل کیسے اس کی جان پر بنی ہوئی تھی اور آج یوں شیر و شکر ہو رہے ہیں جیسے اس سے گہرا رشتہ ہو ہی نہیں۔ یا اللہ۔" وہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کراہ کر رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"آپ کو پتہ ہے آج میں نے آپ کو بہت مس کیا ہے۔ اتنے اہم موقع پر آپ لوگ میرے پاس نہیں تھے۔" وہ انوار صاحب اور طاہرہ بیگم کی تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی.

"آپ دونوں بھی نہیں تھے۔"اس نے ساتھ لگی حریم کے ماما بابا کی تصویر دیکھتے ہوئے اپنی آنکھیں صاف کیں۔ حریم جو کمرے میں داخل ہو رہی تھی اس کو تصویروں سے باتیں کرتے دیکھ کر رکی۔ وہ چند لمحے اسے کھڑی دیکھتی رہی اور پھر واپس پلٹ گئی۔

"ایسے کون کرتا ہے؟ مجھے بالکل ہی اکیلا کر گئے ہیں۔"اس نے طاہرہ بیگم کی تصویر کو سینے سے لگاتے ہوئے شکایت کی جیسے وہ سن رہے ہوں۔

حریم نیچے باورچی خانے میں آئی تو فردوس چچی کو چولہے کے پاس کھڑے پا کر ان کے پاس آ کھڑی ہوئی.

www.novelsclubb.com

"دادو! پھپھو رو رہی ہیں۔"

"کیوں؟"وہ ایک جھٹکے سے اس کی طرف گھومیں.

"دادو اور بابا لوگوں کی تصویروں سے باتیں کر رہی ہیں۔ شاید وہ آج پھر انہیں مس کر رہی ہیں۔" اس نے بھرائی آواز میں کہا۔

"اچھا تم پریشان مت ہو میں دیکھتی ہوں۔" اس کا گال تھپتھپا کر وہ ماسی کو تھوڑی دیر میں آنے کا کہہ کر باہر نکل گئیں۔

وہ تصویر سینے سے لگائے کھڑی تھی کہ کسی کے اپنے کندھے پر ہاتھ رکھنے سے چونکی اور جلدی سے آنسو صاف کرتے ہوئے پلٹی۔

"چچی جان آپ! کوئی کام تھا؟" اس نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر تصویر کو دیوار پر لگانے لگی.

www.novelsclubb.com

"یہ تصویریں بہت بے حس ہوتی ہیں۔ یہ کسی کو دلاسا نہیں دے سکتیں۔" وہ اس کے قریب آتے ہوئے بولیں اور اس کو سینے سے لگا گئیں۔ سہارا ملتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"میں جانتی ہوں اس موقع پر ماں، باپ اور بہن بھائیوں کی بہت ضرورت ہوتی ہے مگر میں یہ بھی جانتی ہوں کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ ایسا نقصان ہے جو کوئی بھی نہیں بھر سکتا اور تمہارے لیے تو کبھی بھی یہ گھاؤ پرانا نہیں ہو سکتا مگر بیٹا اس کے سامنے کسی کا زور نہیں چلتا۔ اللہ کی امانتیں تھیں اس نے لے لیں۔ جو چلے گئے ہم ان کی کمی تو کسی طور پوری نہیں کر سکتے مگر ہر ممکن کوشش کروں گی کہ تمہاری ماں والے سارے ارمان پورے کروں۔" اس کی کمر سہلاتے ہوئے انہوں نے نرمی سے کہا۔

"چچی جان! وہ کوئی تو رشتہ میرے پاس رہنے دیتا۔۔۔۔"

"نہ بیٹا! شکایت کر کے اللہ کو ناراض مت کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس کی ناشکری کرنے کی وجہ سے نافرمان ٹھہرا دی جاؤ۔" وہ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اسے ٹوک گئیں اور اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے اس کے پاس بیٹھیں.

"دیکھو بیٹا! تمہارے پاس ہم سب ہیں، سب سے بڑھ کر حریم ہے اور وہ ہم سب پر بھاری ہے۔ ابھی بھی اسی نے جا کر مجھے کہا ہے کہ تم پریشان ہو۔ جو چھن گیا اس کا شکوہ کر کے اللہ کو ناراض کرنے کی بجائے جو ہے اس کو سنبھالو۔ اللہ کچھ رشتے لے کر کچھ رشتے دے بھی تو رہا ہے۔ غازان جیسا شوہر نصیب والوں کو ملتا ہے اور مجھے لگتا ہے اللہ نے اسے تمہارا نصیب بنا کر ساری تکلیفوں کا ازالہ کر دیا ہے۔ ہاں بھابھی جان تھوڑی سی سخت مزاج ہیں مگر اب تو وہ بھی ٹھیک ہو گئی ہیں۔ پچھلی باتوں کو بھلا کر آگے بڑھو. سمجھ رہی ہو نا میری بات۔" انہوں نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے نرمی سے کہا۔ اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس سے پہلے مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھلا اور رمشاء، تارا، رومیسہ، ہانیہ اور سارہ آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئیں۔ انہیں دیکھ کر فردوس چچی اس کا سر چوم کر باہر نکل گئیں۔

اب وہ چاروں اسے گھیرے بیٹھی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اللہ اللہ لڑکی! تم نے تو ابھی سے رونے دھونے کا سیشن شروع کر دیا ہے۔ منگنی پر کون روتا ہے یہ سٹیپ تو رخصتی پر فالو کرتے ہیں۔" ہانیہ کہتے ہوئے اس کے پاس گرنے والے انداز میں بیٹھی.

"مجھے کیا پتہ میری تو پہلی بار منگنی ہو رہی ہے۔" اس نے اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا. ہانیہ سمیت سب نے حیرانگی سے اسے دیکھا.

"رو کیوں رہی تھی؟" اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر ہانیہ نے پوچھا.

"ایسے ہی بس ماما بابا یاد آ گئے تھے۔"

"ہمارے ہوتے ہوئے بھی۔" اس نے مصنوعی صدمے سے کہا.

www.novelsclubb.com

"کیوں تم لوگ میرے ماما بابا ہو؟" اس نے تیکھے لہجے میں کہا.

"واہ بھئی بڑی زبان لگ گئی ہے۔" اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے معنی خیزی سے رومیسہ اور سارہ کو دیکھا۔

"زبان تو کافی دنوں کی لگی ہوئی ہے اور اچھی خاصی لگی ہوئی ہے۔"تارا نے لقمہ دیا۔

"ظاہر سی بات ہے صحبت کا اثر ہو ہی جاتا ہے اور یہ محترمہ ہر وقت جیجو کی سنگت میں پائی جاتی ہیں۔"سارہ نے بھی حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔

"آپ دونوں کچھ نہیں کہیں گی۔ملایئے نہ اس کار خیر میں حصہ۔خاموش کیوں کھڑی ہیں؟"اس کے رومیسہ اور رمشاء کو خاموش دیکھ کر طنز کرنے پر کمرہ ان سب کی ہنسی سے گونج اٹھا تھا۔

"تم ابھی گئی نہیں چلو شاباش نکلو رات ہو رہی ہے۔"اس نے تپ کر ہانیہ کو باہر کا راستہ دکھانا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"نہ بھئی میں تو اب تمہاری شادی تک یہیں رہوں گی۔"

"کس خوشی میں؟"اس نے بھنویں اچکا کر سوال کیا۔

"بے بے نے جانے سے منع کیا ہے کہ یہاں رہ کر ان کا ہاتھ بٹاؤں۔ فردوس چچی کے ساتھ مل کر تمہارے جہیز کی چیزیں پوری کرنی ہیں اور غازان کا کمرہ سیٹ کروانا ہے۔ تمہارا خیال رکھنا ہے اور بھی بہت کچھ ہے، ایک لمبی لسٹ ہے ساتھ ساتھ پتہ چل جائے گا۔ ہاں جس چیز پر سختی سے عمل درآمد کروانے کی ہدایت کی ہے وہ یہ ہے کہ آج سے تم کوئی کام وام نہیں کرو گی اور ایک دو دن بعد تم کو مایوں بٹھا دیا جائے گا تو اس کے بعد تم گھر سے بھی نہیں نکل سکتیں۔" اس نے ایک ہی سانس میں پوری تفصیل گوش گزار کی۔

"اچھا ابھی تو تم لوگ اپنے اپنے کمروں میں جاؤ۔ میں بہت تھک گئی ہوں۔ بہت زور کی نیند آ رہی ہے۔" اس نے جمائی لیتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"ہاؤ روڈ۔" رومیسہ نے منہ بسورا.

"یار سچ میں میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔ ہم لوگ صبح بات کریں گے۔"

اس نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا۔

"مذاق کر رہی تھی۔ میں جانتی ہوں تم پچھلے کئی دنوں سے بہت زیادہ کام کر رہی ہو۔ کوئی بات نہیں۔ تم ریسٹ کرو۔" رومیسہ نے نرمی سے کہا اور وہ سب باہر نکل گئیں۔

"کوئی بات ہے کیا؟" ہانیہ کو وہیں بیٹھے دیکھ کر اس نے پوچھا۔

"نہیں بے بے نے خاص ہدایت کی ہے کہ اگلے پانچ دن میں تمہارے کمرے میں رہوں گی بقول ان کے شگن والی لڑکی یا لڑکے کو اکیلا نہیں چھوڑتے۔" وہ سیدھی ہو کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی۔

"اور حریم کہاں سوئے گی؟"

"رمشاء کے ساتھ۔اسے ابھی سے عادت ڈالیں گے تو ہی وہ تم سے دور خود کو ایڈجسٹ کر سکے گی۔"

"اور یہ بھی بے بے نے کہا ہو گا۔"

"خاموش ہو جاؤ یار۔کتنا پکاتی ہو۔"ہانیہ اس کے سوالوں پر اکتاہٹ سے بولی۔

"بھاڑ میں جاؤ۔"وہ اس پر دو حرف بھیجتی لیٹ کر آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

--

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے لیپ ٹاپ پر فوکس کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر نیچے سے آتے شور کی وجہ سے بار بار اس کی توجہ بھٹک رہی تھی۔پچھلے ایک ہفتے کی غیر حاضری کی وجہ سے بہت سا کام جمع ہو چکا تھا۔جو آرڈر بسمہ نے کلیکٹ کیے تھے ان میں بہت سی چیزوں کو ایڈاور کٹ کرنا تھا مگر اسے ٹائم نہیں مل پا رہا تھا۔صبح جب وہ

کام کرنے بیٹھی تو ہانیہ اور سارہ نازل ہو گئیں کہ انہیں پارلر جانا ہے اور وہ صبح کی نکلی شام کو گاؤں لوٹی تھی۔ڈنر کے بعد لیپ ٹاپ اٹھایا تو آدھے گھنٹے بعد ہی نیچے سے تالیوں اور گانوں کا شور بلند ہوا اور رہی کسر باہر بیٹھک میں سعد نے ڈیک چلا کر پوری کر دی تھی۔وہ چڑ کر لیپ ٹاپ پرے پھینکتی اٹھ کر باہر نکلی۔ریلنگ سے نیچے جھانکا تو تارا پیتل کی پرات بجانے کے ساتھ ساتھ گلا پھاڑ کر "ماہی آوے گا میں پھلاں نال دھرتی سجاواں گی" گا رہی تھی اور باقی سب تالیاں بجاتے ہوئے اس کا ساتھ دے رہی تھیں۔وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی نیچے آئی۔

"بند کرو یہ تماشا۔اب اگر تمہاری آواز آئی نا تو میں نے اسی دھرتی پر تمہارا مقبرہ بنا دینا ہے۔"اس کی غراہٹ نما آواز پر ہال میں پل بھر کو خاموشی چھا گئی۔ان سب نے مڑ کر اسے دیکھا اور "بولتی رہو" کا تاثر دیتیں ایک ایک نظر اس پر ڈال کر واپس سے اپنے شغل میں مصروف ہو گئیں۔

"تارا میں نے تم سے کچھ کہا ہے۔"ان کی بے نیازی پر وہ جل کر رہ گئی۔

"دیکھ روشی تنگ مت کر۔میرا موڈ بہت خراب ہے۔پہلے ہی ہمیں ڈھولکی نہیں ملی۔یہ پرات بجانی پڑ رہی ہے۔جا،جا کر کام کرا اپنا۔"اس نے ہاتھ جھلاتے ہوئے گویا اسے دفع کیا۔

"بے بے بند کراوائیں یہ سب۔مجھے کام کرنا ہے ڈسٹرب ہو رہی ہوں۔"اس نے بے بے کو مخاطب کیا جو تخت پر بیٹھیں تالیاں بجانے والی ٹیم میں شامل تھیں۔

"چل نی!بوہتی ٹیں ٹیں نہ کر۔وڈی آئی کم کرنا ہے اسے۔"بے بے نے بھی تارا کے ہی انداز میں ہاتھ جھلایا۔وہ پیر پٹختی واپس اوپر چلی گئی۔

"جافردوس.باہر لڑکوں سے کہہ کچھ دیر کے لیے بند کر دیں۔اسے کام کر لینے دے۔"اس کے جانے کے بعد انہوں نے فردوس چچی سے کہا اور وہ سر ہلاتی باہر نکل گئیں۔کچھ ہی دیر میں ڈیک بند ہو گیا تھا جس پر کمرے میں بیٹھی روشانے نے سکون کا سانس لیا۔

"روشا سنو۔" وہ باورچی خانے میں جا رہی تھی کہ اس کی آواز پر رکی۔

"کیا بات ہے؟ طبعیت تو ٹھیک ہے؟" اس کی تھکی تھکی صورت دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہوں بس تھوڑی تھکن ہو گئی ہے۔ کہو کیا کہنا ہے۔"

"آؤ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔" وہ باورچی خانے میں داخل ہوا اور ایک کرسی پر اسے بٹھایا.

"چائے پیو گی؟"

www.novelsclubb.com

"پینی تو ہے پر بنانے کی ہمت نہیں ہے اور کوئی فارغ بھی نہیں ہے جو بنا دے۔"

"میں بنا دوں؟"

"تمہیں بنانی آتی ہے؟" وہ حیرانگی سے پوچھنے لگی۔

"تھوڑی بہت بنالیتا ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے مڑ کر دیگچی چولہے پر رکھ کر فریج سے دودھ نکالنے لگا۔

"ایکچولی مجھے ریسٹورینٹ کی ریسیپشنسٹ کے بارے میں بات کرنی ہے۔اسے سیکنڈ ٹائم کام کرنے میں مسئلہ ہو رہا ہے اور ابھی سیک ڈٹائم کے لیے الگ سے سٹاف رکھنا ہمارے لیے مسئلہ ہو گا تو کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا کریں۔سعد نے مجھے کہا کہ تم سے بات کروں۔" وہ دیگچی میں دودھ اور چینی، پتی ڈال کر وہیں سلیب سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا۔

"نئی ایمپلائے تو افورڈ نہیں کر سکتے ہاں مگر میل سٹاف میں سے کسی کو ہاف سیلری پر سیکنڈ شفٹ کے لیے رکھ لو۔"

"اور اس کی جگہ کون کام کرے گا؟"

www.novelsclubb.com

"کچھ عرصہ تم دونوں فیلڈ میں جا کر کام کر لو۔ ویسے بھی اپنا کام کرنے میں حرج ہی کیا ہے۔" وہ میز پر رکھا پانی کا جگ اٹھا کر گلاس میں ڈالتے ہوئے عام سے انداز میں بولی۔

"سعد نے ٹھیک کہا تھا۔ تمہارے پاس کوئی نہ کوئی حل ہو گا۔" اس نے چائے چھان کر کپ میں ڈالی اور لا کر اس کے سامنے رکھی۔

"پی کر بتاؤ کیسی بنی ہے؟" اس کا اشتیاق دیکھ کر مسکراتے ہوئے اس نے کپ اٹھا کر لبوں کو لگایا.

"اچھی ہے۔" وہ چائے کا گھونٹ حلق میں اتارتے ہوئے مسکرائی۔

"اچھا سنو تم ایک چکر لگا لو ریسٹورینٹ کا۔ بہت ساری چیزیں ڈسکس کرنی ہیں اور ایک شیف بھی ہائیر کرنے کا سوچ رہے ہیں۔" اس کو اٹھتے دیکھ کر اس نے کہا۔

"بے بے کہاں باہر نکلنے دیتی ہیں ورنہ میرا خود بہت کام جمع ہو گیا ہے۔ بوتیک کا چکر لگائے بھی آج دسواں دن ہے۔" بے زاری اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

"اچھا پریشان مت ہو۔ دو چار دن کی بات ہے پھر چلی جانا۔" اس کے چہرے پر جھولتی لٹوں کو کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے اس نے نرمی سے کہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" بے بے کی آواز پر دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا۔

"میں نے کہا تھا کہ شادی تک ایک دوسرے سے نہیں ملو گے اور تم دونوں کس ڈھٹائی سے ملاقاتیں کر رہے ہو۔" وہ کڑک کر کہتی اندر آئیں۔

"کوئی نہیں ملاقاتیں کیں۔ غازان کو کچھ بات کرنی تھی۔" روشانے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"ایسی کیا بات تھی جو کل تک انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ شام میں مہندی ہے اور دلہا دلہن کھڑے باتیں بگھار رہے ہیں۔ روپ کیا خاک آئے گا۔" انہوں نے سر جھٹکا۔

"اس نے ہی روکا تھا مجھے ءسواسی کے کان کھینچیں میں تو جا رہی ہوں۔" وہ سارا ملبہ غازان پر گراتی چائے کا آخری بڑا سا گھونٹ لے کر خالی کپ میز پر رکھتی وہاں سے کھسک گئی۔

"ارے چھوڑیں نہ ادھر آئیں بیٹھیں۔ میں نے اپنی بیوی کو چائے بنا کر پلائی ہے آپ بھی پئیں۔ بہت اچھی بنی ہے۔" اس نے ان کا دھیان ہٹاتے ہوئے انہیں بٹھا کر بچی ہوئی چائے گرم کر کے ان کو پکڑائی۔ انہوں نے پہلا گھونٹ لیا اور وہ حلق میں اٹک کر رہ گیا۔

"کیا چینی کا ڈبہ سارا ہی الٹ دیا تھا۔ جاتے ہی گلا پکڑ لیا ہے۔" انہوں نے کپ واپس میز پر رکھا۔ بے بے کے کہنے پر غازان نے جلدی سے کپ اٹھا کر چائے کا گھونٹ بھرا اور پہلا گھونٹ ہی اس کے سارے طبق روشن کر گیا۔

"مگر روشا تو کہہ رہی تھی اچھی بنی ہے اور وہ تو پورا کپ پی کر گئی ہے۔" اس نے بیسن میں چائے گراتے ہوئے کہا۔

"تُو نے اتنے چاؤ سے بنائی تھی تو تیرا دل رکھنے کے لیے اس نے پی ہے ورنہ وہ بہت کم میٹھا کھاتی ہے۔" بے بے مسکراتے ہوئے بولیں۔

"لو بھلا! کیا ضرورت تھی۔ فالتو میں جبر کیا۔" اس نے سر جھٹکا۔

"بے شک غصے کی تیز ہے مگر اسے مان اور دل رکھنا آتا ہے. بہت پیاری ہے میری بچی۔ اللہ اس کا نصیب اچھا کرے اور سدا خوش رکھے۔" انہوں نے محبت سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"جاب فردوس کو بلا لاتا کہ مجھے چائے بنا دے۔" انہوں نے کسی سوچ میں گم کھڑے غازان کو مخاطب کیا تو وہ اچھا کہہ کر باہر نکل گیا۔

بقول غازان کے خدا خدا کر کے وہ دن بھی آ ہی پہنچا تھا جس کا اسے بے صبری سے انتظار تھا۔ چونکہ بارات اور رخصتی ایک گھر سے ہونی تھی اور دونوں طرف کے مہمان بھی ایک ہی جگہ پر آنے تھے اس لیے مردوں کے لیے گھر کے باہر ساتھ پڑی خالی جگہ پر اور عورتوں کے لیے گھر کے اندر انتظام کیا تھا۔ ہانیہ نے بیوٹیشن کو گھر پر ہی بلا لیا تھا۔ پہلے اسے تیار کروا کر وہ سب بھی باری باری تیار ہو گئی تھیں ۔اس کو تیار دیکھ کر حریم کوئی سو چکر لگا چکی تھی اور جب بھی آتی "پھپھو بہت پیاری لگ رہی ہیں" دُہرا کر اس کے گلے لگ جاتی۔ فردوس چچی نے وہ ساری رسمیں کی تھی جو اگر اس کی ماں زندہ ہوتی تو کرتی۔ ابصار صاحب، آغا جان اور سعد نے بھی اسے باپ اور بھائی کی کمی نہیں محسوس ہونے دی تھی۔ جہاں ابصار صاحب نے

باپ کا فرض نبھاتے ہوئے اظہار صاحب اور الفت بیگم کے منع کرنے کے باوجود اپنی حیثیت سے زیادہ جہیز اور دیگر انتظامات کیے تھے وہیں سعد اور رمشاء نے بھی بہن اور بھائی کی حیثیت سے ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔رخصتی کے وقت وہ بے بے اور آغا جان کے گلے لگ کر خوب روئی تھی جس پر الفت بیگم نے ڈانٹا کہ وہ کون سا کہیں دور جا رہی ہے اور ہانیہ نے تو اس کے دلہن ہونے کا بھی لحاظ کیے بغیر آنکھ بچا کر اس کو دھموکا جڑ دیا تھا کہ سارے میک اپ کا ستیاناس کر دیا ہے۔غازان حیرت انگیز طور پر اس سب عرصے میں خاموش رہا تھا۔

اسے غازان کے کمرے میں پہنچا کر وہ سب بھی اس کے پاس ہی بیٹھے گئے کہ انہیں تصویریں بنانی تھی مگر دُلہا سرے سے غائب تھا اور بے بے کی ہدایت کے مطابق محض ایک گھنٹے میں کام ختم کر کے انہیں وہاں سے اپنی اپنی شکلیں گم کرنی تھی مگر وہ تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سبھی اس کے کمرے میں ڈیرہ لگائے بیٹھے تھے۔ان کے درمیان ہی دلہن بنی روشانے گھونگھٹ اوڑھے بیٹھی تھی۔وہ اس پر ایک نظر ڈال کر فوراً سے نظروں کا زاویہ بدل گیا۔

"کہاں رہ گئے تھے؟ہم لوگ کب سے ویٹ کر رہے ہیں؟"سارہ نے غصے سے کہا۔

"فہیم کی کال آگئی تھی، خیریت؟"

"تصویریں بنانی ہیں یار۔کب سے ہم لوگ بس اکیلی دلہن کی ہی بنائے جا رہے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"اچھا اب بحث چھوڑو یہاں آکر بیٹھو۔"ہانیہ نے اسے پکڑ کر روشانے کے برابر بٹھایا اور دونوں کی تصویریں بنانے لگی۔

"اب زرار وشی کی جانب رخ موڑ کر دلہن کا گھونگھٹ اٹھاؤ۔ سارہ تم وڈیو بناؤ اور میں تصویریں بناتی ہوں۔" ہانیہ کسی ماہر فوٹو گرافر کی طرح ہدایات دیتے ہوئے دھڑا دھڑ تصویریں کھینچ رہی تھی۔ غازان نے اس کا گھونگٹ اٹھایا تو مبہوت سا اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ دوسری طرف ہانیہ نے چند ہی لمحوں میں ڈھیروں تصویریں لے ڈالی تھیں۔

"واؤ نیچرل پوز آرہا ہے۔" رومیسہ نے اس کے موبائل میں تصویر دیکھتے ہوئے ستائشی انداز میں کہا.

"یہاں کیوں دیکھ رہی ہو؟ وہاں سے دیکھ لو نا۔" سعد نے اس کی طرف اشارہ کیا جو ابھی تک یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"ہو گیا میرے بھائی، ہو گیا۔" ہانیہ اس کا کندھا پکڑ کر جھنجھوڑتی اسے ہوش میں لائی۔ وہ خجالت سے سر پر ہاتھ پھیرتا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"تم اپنا بایاں ہاتھ اس کے کندھے پر رکھو اور غازان تم اس کی کمر پر ہاتھ رکھو اور ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھو۔" ہانیہ اس کا لہنگا ٹھیک کرتے ہوئے پیچھے ہوئی۔ غازان مسکراتے ہوئے فرماں برداری سے اس کی بات مان گیا البتہ روشانے نے اسے گھورنا چاہا. "بعد میں ابھی جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو چلو شاباش۔" اس کی گھوری پر وہ اثر لیے بغیر اسے ٹوک گئی۔ دل ہی دل میں اسے کوستی وہ خاموشی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ گئی۔

"یار روشی تنگ مت کرو۔" اس کو نظریں جھکائے کھڑا دیکھ کر ہانیہ نے بے زاری سے کہا تو اس نے نظریں اٹھا کر غازان کو دیکھا۔ وہ جو مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا نظریں ملنے پر اس کی مسکراہٹ سمٹی اور وہ بے اختیار ہی اسے گلے سے لگا گیا۔ کمرہ سب کی ہوٹنگ سے گونج اٹھا تھا۔ ان سب کی سیٹیوں اور ہنسی کی وجہ سے روشانے نے جھینپ کر پیچھے ہونا چاہا مگر وہ گرفت مضبوط کر گیا۔ اس کے بار بار کسمسانے پر وہ پیچھے ہوا تو اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر وہ چونکی۔

"کم آن! کیا پاگل ہو؟" روشا نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولی۔

"تھینک یو!" وہ اس کا وہی ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتے ہوئے اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکا گیا۔

"یہ لو تم خواہ مخواہ میں اتنی محنت کر کے انٹرنیٹ سے پوز ڈھونڈ رہی تھیں، یہاں تو بنے بنائے مل رہے ہیں۔" ہانیہ زوم کر کے وڈیو بناتے ہوئے ہنسی۔

"تم بس تصویریں بناؤ، پوز ہم خود بھی بنالیں گے۔ کیوں روشا؟" غازان نے مسکراتے اس کے ماتھے پر لب رکھے۔ اس کے اثبات میں سر ہلانے پر سب ایک بار پھر ہنسے۔

www.novelsclubb.com

"یہ خود تو نہیں سدھرا مگر مجھے یقین ہے بہت جلد ہی روشی کو اپنے رنگ میں رنگ لے گا۔" سعد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔" ہانیہ کے بولنے پر روشانے نے خفگی سے اسے دیکھا.

"بندہ مثال توڈھنگ کی دے دیتا ہے۔" اس کے یوں بولنے پر کمرہ ان کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ان کے قہقہوں پر اسے اپنی پوزیشن اور بات کا احساس ہوا تو اپنی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔

چند دن بعد

"پھپھو پی ٹی ایم میں یاد سے پہنچ جایئے گا۔" ناشتہ کرتی حریم کوئی سو دفعہ یہ بات دہرا چکی تھی.

www.novelsclubb.com

"اچھا بابا پہنچ جاؤں گی فکر مت کرو پہلے کبھی کوئی میٹنگ مس کی ہے۔" اس نے نوالہ بنا کر اس کی طرف بڑھایا.

"ہاں! آپ نے واقعی ہی کوئی میٹنگ مس نہیں کی، اسی لیے پچھلی بار پی ٹی ایم سعد چاچو نے اٹینڈ کی تھی، چودہ اگست کی تقریب رمشا پھپھو نے اور سکول کی برتھڈے پارٹی بھی رمشا پھپھو نے اٹینڈ کی تھی۔" اس کے طنز پر وہ کراہ کر رہ گئی۔

"اچھا بابا معاف کر دو۔ اس بار پکا میں خود آؤں گی بلکہ غازان چاچو اور میں، ہم دونوں آئیں گے اور پکا پرومس آئیں گے۔" اس نے دودھ کا گلاس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے سکول کون چھوڑے گا؟" اس نے منہ صاف کرتے ہوئے پوچھا.

"اپنے بے بی کو میں خود چھوڑوں گی۔ تارا ہمارے بیگ لے آؤ۔"

"آجاؤ میں ویٹ کر رہا ہوں۔" غازان ناشتے کی میز سے موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر نکل گیا۔

"بیٹا جلدی آجانا۔ یاد ہے ناہانیہ کی منگنی کی تقریب پر جانا ہے۔" الفت بیگم نے باورچی خانے سے نکلتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ میرا انتظار مت کیجئے گا۔ سعد اور غازان کو بھیج دوں گی وہ آپ لوگوں کو شہر ڈراپ کر دیں گے۔ مجھے یہاں آتے آتے دیر ہو جائے گی اس لیے میں شام کو بوتیک سے سیدھا وہیں پہنچ جاؤں گی۔" وہ حریم کو سکارف اوڑھا کر اس کا اور اپنا بیگ اٹھا کر سب کو خدا حافظ کہتی حریم کا ہاتھ تھامے باہر نکل گئی۔

حریم کو سکول چھوڑ کر وہ پہلے ریسٹورینٹ گئے تھے۔ آدھا دن وہاں گزارنے کے بعد وہ دونوں حریم کے سکول گئے۔ اس کی ٹیچرز سے ملاقات اور رزلٹ کلیکٹ کرنے میں ہی چھٹی کا ٹائم ہو گیا تھا اس لیے حریم کو لے کر انہوں نے سعد کے پاس ریسٹورینٹ میں چھوڑا اور وہ رمشاء اور اسے لے کر گاؤں چلا گیا۔ غازان اسے بوتیک چھوڑنے کے لیے جا رہا تھا کہ راستے میں اسے ایک آئس کریم پارلر نظر آیا اور اس نے گاڑی اس کے سامنے لے جا کر روک دی۔

"کیا ہوا گاڑی یہاں کیوں روکی ہے؟" اسے باہر جھانکتے دیکھ کر اس نے فون کان سے ہٹا کر پوچھا۔

"آئس کریم کھانی ہے؟"

"ہاں یہیں لے آؤ۔ میں تب تک رومی سے بات کر لوں۔"

"پیسے تو دو۔" اس نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا۔

"ایک منٹ رومی! ہولڈ کرنا۔ میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں؟" وہ جو فون دوبارہ کان سے لگا رہی تھی حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو آئس کریم کے لیے پیسے مانگ رہا ہوں۔ تمہیں پتہ تو ہے نیا نیا بزنس شروع کیا ہے اور ویسے بھی میری پورے مہینے کی تنخواہ دبا کر بیٹھی ہو۔ اسی میں سے ہی دے دو۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ کچھ پل اسے دیکھتی رہی اور پھر بیگ سے ایک رومال نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔

"اس کا کیا کرنا ہے؟"اس نے رومال پکڑ کر اسے الٹتے پلٹتے ہوئے پوچھا۔

"وہاں فٹ پاتھ پر بچھا کر بیٹھ جاؤ۔بہت پیسے جمع ہو جائیں گے۔"اس نے دانت پیستے ہوئے برہمی سے کہا۔

"تم اب مجھ سے بھیک بھی منگواؤ گی۔"اس نے صدمے سے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔وہ سر جھٹک کر دوبارہ سے رومیسہ سے باتوں میں مصروف ہو گئی اور وہ خاموشی سے گاڑی سے نکل گیا۔

"میں نے صبح بیگ میں کپڑے اور جوتے رکھ دیے تھے اور دراز میں جیولری ہو گی، جو اچھے سے میچ ہو وہ رکھ لو اور میرے روم کی الماری میں حریم کی سیاہ فراک ہو گی تم اسے پہنا کر پلیز اچھے سے تیار کر کے لے آنا۔"

"نہیں بس یہی چیزیں ہیں۔ہانیہ کی طرف ہی لے آنا میں وہیں تیار ہو جاؤں گی۔"

"ہاں ٹھیک ہے خدا حافظ۔"فون بند کر کے اس نے دیکھا تو اپنے برابر سے غازان کو غائب پایا۔اسے لگا شاید آئس کریم پارلر کے اندر چلا گیا ہے اس لیے واٹس ایپ کھول کر میسجز دیکھنے لگی۔بسمہ اور ایک دو کلائنٹس کو جواب دے کر وہ موبائل بند کر کے ڈیش بورڈ پر رکھنے لگی تو اس کی سامنے نظر پڑی اور اس کا دماغ بھک سے اڑا۔سامنے ہی غازان فٹ پاتھ پر رومال بچھائے بڑی شان سے براجمان تھا۔وہ گود میں رکھا پرس ایک طرف پھینکتی تیزی سے باہر نکل کر اس کی طرف لپکی۔

"غازان کیا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ یہ کیا حرکت ہے؟"اس نے غراتے ہوئے اس کے سامنے بچھا رومال اٹھایا۔

"تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ یہاں رومال بچھا کر بھیک مانگ لوں۔"معصومیت کی حد کرتے ہوئے وہ اس کے غصے کا گراف بلند کرنے کا سبب بنا۔مین روڈ ہونے کی وجہ سے آس پاس کے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔جنہوں نے اسے گاڑی

سے نکل کر وہاں بیٹھتے اور پھر روشانے کو باہر آتے دیکھا تھا وہ دلچسپ نگاہوں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"شٹ اپ غازان۔ میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔ اٹھو یہاں سے۔" اس نے یوں دانت کچکچائے گویا دانتوں تلے غازان ہو۔

" کبھی کہتی ہو مانگ لو، کبھی کہتی ہو اٹھو یہاں سے۔ پہلے کنفرم کرو کہ مجھے کرنا کیا ہے۔" بہت سارے لوگوں کے اکھٹے ہونے کے باوجود اسے ڈھٹائی سے بیٹھا دیکھ کر روشانے کا دل چاہا اپنے بال نوچ ڈالے۔

"اوکے فائن! میں نے ہی کہا تھا اب میں ہی کہہ رہی ہوں اٹھو یہاں سے۔ ہم گاڑی میں چل کر بات کرتے ہیں۔" سب کے چہروں پر دبی دبی ہنسی دیکھ کر اس نے تحمل سے کہا۔ اس کے چہرے پر چھائی بے بسی دیکھ کر اس نے اٹھنا ہی مناسب سمجھا۔

انہیں جاتا دیکھ کر وہاں کھڑے لوگ بھی منتشر ہو گئے تھے۔اسے گاڑی میں بٹھا کر وہ آئس کریم لے آیا تھا۔

"یہ لو۔"اس نے ریپر اتار کر اس کی جانب بڑھائی۔

"مجھے نہیں کھانی اور تم سے بات بھی نہیں کرنی۔"اس نے ناراضگی سے رخ پھیرا۔

"میں نے کیا، کیا ہے؟"

"تمہیں یہ سب کرتے ہوئے زرا خیال نہیں آیا؟سب کیسے ہنس رہے تھے۔"

"اور جو پچھلے ایک گھنٹے سے تم موبائل پر لگی کبھی اِس سے بات کر رہی ہو تو کبھی اُس سے،اس کا کیا۔ پچھلے ایک گھنٹے سے تم مجھے اگنور کر رہی ہو اور مجھے بھی متوجہ کرنے کے سو ڈھنگ آتے ہیں۔آئیڈیا تم نے دے دیا اور عمل میں نے کر ڈالا۔"

اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے مت دیکھو۔یہ کھالو پگھل رہی ہے۔"اس نے دوبارہ کپ اس کی طرف بڑھایا۔بحث کا فائدہ نہیں تھا سو اس نے خاموشی سے پکڑ لیا۔

"ہنی مون پر کہاں چلو گی؟"اس نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں جانا۔تم نے وہاں بھی یہی کچھ کرنا ہے۔"اس نے خفگی بھرے لہجے میں کہا۔

"یار میں بھی کیا کروں۔جان بوجھ کر کچھ نہیں کرتا بس خود سے ہی ہو جاتا ہے۔اوکے!آئی پرومس میں دوبارہ ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گا۔"

"پہلے کون سا تم جان بوجھ کر کچھ کرتے ہو۔سب کچھ خود سے ہی تو ہو جاتا ہے۔"اس نے خالی کپ باہر شیشے سے باہر اچھالتے ہوئے طنز کیا۔اس کی بات پر وہ بے اختیار ہنسا۔

"کیا کروں تمہیں تنگ کرنے میں مزہ ہی بہت آتا ہے۔جب تم زچ ہو کر بڑی بڑی آنکھیں نکال کر گھورتی ہو تو سچی بڑی کیوٹ لگتی ہو۔"اس نے ہنستے ہوئے اس کا گال کھینچا۔

"تم نے بتایا نہیں کہاں جانا ہے؟"اس کو شیشے سے باہر دیکھتے دیکھ کر اس نے کہا۔

"تمہارے گھر چلتے ہیں۔"

"کہاں لندن؟"اس نے گاڑی بوتیک کی طرف موڑتے ہوئے پوچھا جس پر اس نے خاموشی سے اثبات میں اپنا سر ہلا دیا۔

"اوکے میں کل یا پرسوں کی ٹکٹس کنفرم کرتا ہوں۔"اس نے نرمی سے کہا۔اس کے نرم گرم لہجے پر وہ مسکرا کر آسودگی سے سیٹ کی پشت پر ٹیک لگاتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔

ختم شد۔